www.KitaboSunnat.com

فہرست

مضمون	صفحہ نمبر	مضمون	صفحہ نمبر
تفسیر سورۂ نبا	495	زمانہ جاہلیت کی ایک ظالمانہ رسم	519
قیامت یقیناً آئے گی	495	حضرت محمد ﷺ کی فضیلت	520
اللہ تعالیٰ نے زمین بنائی	495	تفسیر سورۂ انفطار	523
اللہ نے انسان کو جوڑا جوڑا بنایا	496	تعارف سورت	523
قیامت کا علم اللہ تعالیٰ کے پاس ہے	497	قیامت کے مناظر	523
جنت میں انعامات ربانی کا تذکرہ	500	رب کریم سے کیوں دور ہو	524
روز قیامت بغیر اجازت کوئی بول نہ سکے گا	501	تفسیر سورۂ مطففین	527
تفسیر سورۂ نازعات	503	ناپ تول میں کمی کرنے والوں کے لئے ہلاکت	527
فرشتوں کے بعض امور کا تذکرہ	503	سجین گناہگاروں کا نامہ اعمال ہے	529
حضرت موسیٰ علیہ السلام کا واقعہ	505	نیکوکاروں کا نامہ اعمال	531
قدرت باری تعالیٰ کے دلائل	506	رحیق مختوم کا تذکرہ	532
قیامت کی تلخیاں	508	اہل ایمان کو مذاق کرنے والوں کا انجام	533
تفسیر سورۂ عبس	509	تفسیر سورۂ انشقاق	534
شان نزول اور ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کی فضیلت	509	تعارف سورت	534
مرنے کے بعد اٹھنے کے عقلی دلائل	511	آسمان پھٹ جائے گا	535
اللہ کے احسانات کا تذکرہ	512	(شفق) سرخی کی قسم اور لوگوں کی حالت	536
قیامت کی ہولناکیاں	514	تفسیر سورۂ بروج	539
شفاعت کا تذکرہ	514	تعارف سورت	539
تفسیر سورۂ تکویر	516	بروج آسمانی کی قسم	539
تعارف سورت	516	یوم مشہود کیا ہے؟	540
قیامت کے مناظر	516	کھائی والوں کا واقعہ	541
		جنت کی نہروں کا تذکرہ	546

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مضمون	صفحہ نمبر	مضمون	صفحہ نمبر
تفسیر سورۂ طارق	548	غلام آزاد کرنے کا ثواب اور عقبہ سے کیا مراد ہے؟	569
سورۂ طارق کا تعارف	548	غریب و مسکین کو کھانا کھلاؤ	570
انسان کی حقیقت	548	تفسیر سورۂ شمس	572
قرآن کے فیصلے برحق ہیں	549	سورج اور چاند کی قسم	572
تفسیر سورۂ اعلیٰ	550	تزکیۂ نفس	573
تعارف سورت	550	ثمودیوں کی سرکشی کا انجام	574
خالق کی قدرتیں	551	تفسیر سورۂ لیل	576
آسمان و زمین کی پیدائش	551	دن اور رات کی قسم اور نیک و بد کا انجام	576
کامیاب کون	552	ظالموں کا انجام	579
تفسیر سورۂ غاشیہ	554	فضائل صدیق اکبر رضی اللہ عنہ	580
تعارف سورت	554	تفسیر سورۂ ضحیٰ	581
قیامت کا تذکرہ	554	تعارف سورت	581
نیکوں پر انعامات	555	شانِ نزول	582
کیا منکرین اللہ تعالیٰ کی نشانیوں کو نہیں دیکھتے	556	حضور ﷺ کی شان مبارک	582
تفسیر سورۂ فجر	559	مسکین کو نہ جھڑکو	584
تعارف سورت	559	تفسیر سورۂ الم نشرح	586
فجر کی قسم اور اللہ تعالیٰ کی قدرتوں کا تذکرہ	559	اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر ﷺ کا سینہ کشادہ کر دیا	586
جفت اور طاق سے کیا مراد ہے؟	560	اللہ تعالیٰ نے پیغمبر ﷺ کا بوجھ ہلکا کیا	587
فجر کا مفہوم	560	نبی ﷺ کا نام زندہ رہے گا	587
فسادیوں کی ہلاکت کا تذکرہ	563	سختی کے بعد آسانی......	588
قیامت کی ہولناکیاں	565	تفسیر سورۂ تین	590
تفسیر سورۂ بلد	567	تعارف سورت	590
مکہ مکرمہ کی فضیلت	567	انجیر یا تین کیا ہے؟	590

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مضمون	صفحہ نمبر
زیتون اور طور سینا	590
مکہ کی عظمت کا بیان	590
تفسیر سورۂ علق	592
سورۂ علق، پہلی وحی	592
اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو	594
ابوجہل کا واقعہ	594
تفسیر سورۂ قدر	596
لیلۃ القدر کی فضیلت	596
شانِ نزول	596
روح سے مراد حضرت جبرئیل علیہ السلام ہیں	598
کیا لیلۃ القدر پہلی امتوں میں بھی تھی	599
لیلۃ القدر کونسی رات ہے	600
لیلۃ القدر کی تلاش	603
رمضان میں عبادت زیادہ کرو	604
تفسیر سورۂ بیّنہ	607
تعارف سورت	607
اہل کتاب کی ہٹ دھرمی	609
کفار کا انجام	610
تفسیر سورۂ زلزال	612
سورۂ زلزال کا تعارف	612
جب زمین پر زلزلہ آئے گا	613
زمین تمام راز کھول دے گی	613
ہر عمل کا بدلہ ملے گا	615
تفسیر سورۂ عادیات	616
مجاہدین کے گھوڑوں کی فضیلت	616
صبح کے وقت حملہ کرنے والے گھوڑوں کا ذکر	617
تفسیر سورۂ قارعۃ	619
قیامت کھڑکھڑا دینے والی ہے	619
آگ جھلسا دینے والی	620
تفسیر سورۂ تکاثر	621
دنیا کی محبت میں آخرت سے غفلت خطرناک ہے	621
روز قیامت نعمتوں کے متعلق سوال ہوگا	623
کن نعمتوں کے متعلق سوال ہوگا	624
تفسیر سورۂ عصر	626
تعارف سورت	626
کامیاب زندگی کے چار اصول	626
تفسیر سورۂ ہمزہ	627
چغل خوری کی مذمت	627
ناحق مال کمانے والے کے لئے ہلاکت ہے	627
تفسیر سورۂ فیل	628
ابرہہ کا واقعہ	628
ابابیل کا ذکر	632
تفسیر سورۂ قریش	633
تعارف سورت	633
قریش پر رب کریم کے خاص انعامات	633
رب نے اہل مکہ کی بھوک مٹا دی	634

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مضمون	صفحہ نمبر	مضمون	صفحہ نمبر
تفسیر سورۂ ماعون	635	**تفسیر سورۂ لہب**	649
روز قیامت کو جھٹلانے والے کا انجام	635	شانِ نزول	649
یتیموں کو دھکے نہ دو	635	ابولہب کی مذمت	649
کن نمازیوں کے لئے ہلاکت ہے	636	**تفسیر سورۂ اخلاص**	652
تفسیر سورۂ کوثر	638	شان نزول اور اس کی فضیلت کا بیان	652
شانِ نزول اور نہر کوثر	638	سورۂ اخلاص ایک بہترین وظیفہ ہے	654
بعض فوائد کا ذکر	638	توحید الٰہی کا بیان	656
کوثر کیا ہے؟	639	**تفسیر سورۂ فلق اور سورۂ ناس**	658
نحر سے کیا مراد ہے؟	640	تعارف اور فضائل	658
تفسیر سورۂ کافرون	642	فلق کے معانی	660
تعارف سورت	642	گرہوں پر پھونکنے والیاں	661
مؤمن بتوں کی عبادت نہیں کرسکتا	643	آنحضرت ﷺ پر جادو کرنے کی کوشش	661
تفسیر سورۂ نصر	645	اللہ تعالیٰ کی تین صفات	663
تعارف سورت	645	شیطان وسوسے ڈالتے ہیں	663
اللہ کی مدد اور فتح سے کیا مراد ہے؟	645	شیطان جن اور انسان دونوں میں ہوتے ہیں	664
شانِ نزول	646	معوذتین کا پڑھنا جادو وغیرہ سے حفاظت کا ذریعہ ہے	664
تسبیح کرنے سے کیا مراد ہے؟	647		

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تفسیر سورۂ نبا

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

عَمَّ يَتَسَآءَلُوۡنَ ۚ﴿۱﴾ عَنِ النَّبَاِ الۡعَظِيۡمِ ۙ﴿۲﴾ الَّذِىۡ هُمۡ فِيۡهِ مُخۡتَلِفُوۡنَ ؕ﴿۳﴾ كَلَّا سَيَعۡلَمُوۡنَ ۙ﴿۴﴾ ثُمَّ كَلَّا سَيَعۡلَمُوۡنَ ﴿۵﴾ اَلَمۡ نَجۡعَلِ الۡاَرۡضَ مِهٰدًا ۙ﴿۶﴾ وَّالۡجِبَالَ اَوۡتَادًا ۙ﴿۷﴾ وَّخَلَقۡنٰكُمۡ اَزۡوَاجًا ۙ﴿۸﴾ وَّجَعَلۡنَا نَوۡمَكُمۡ سُبَاتًا ۙ﴿۹﴾ وَّجَعَلۡنَا الَّيۡلَ لِبَاسًا ۙ﴿۱۰﴾ وَّجَعَلۡنَا النَّهَارَ مَعَاشًا ۚ﴿۱۱﴾ وَبَنَيۡنَا فَوۡقَكُمۡ سَبۡعًا شِدَادًا ۙ﴿۱۲﴾ وَّجَعَلۡنَا سِرَاجًا وَّهَّاجًا ۙ﴿۱۳﴾ وَّاَنۡزَلۡنَا مِنَ الۡمُعۡصِرٰتِ مَآءً ثَجَّاجًا ۙ﴿۱۴﴾ لِّنُخۡرِجَ بِهٖ حَبًّا وَّنَبَاتًا ۙ﴿۱۵﴾ وَّجَنّٰتٍ اَلۡفَافًا ﴿۱۶﴾

ترجمہ: میں اللہ تعالیٰ بخشش کرنے والے مہربان کے نام سے شروع کرتا ہوں۔

یہ لوگ کس چیز کی پوچھ گچھ کرتے ہیں؟[۱] اس بڑی خبر کی'[۲] جس میں یہ مختلف ہیں'[۳] یقیناً یہ ابھی جان لیں گے'[۴] اور بالیقین انہیں بہت جلد معلوم ہو جائے گا۔[۵] کیا ہم نے زمین کو فرش نہیں بنایا؟[۶] اور پہاڑوں کو میخیں نہیں بنایا؟[۷] اور ہم نے تمہیں جوڑا جوڑا پیدا کیا'[۸] اور ہم نے تمہاری نیند کو آرام کا سبب بنایا'[۹] اور رات کو ہم نے پردہ بنایا'[۱۰] اور دن کو ہم نے وقت روزگار بنایا۔[۱۱] اور تمہارے اوپر ہم نے سات مضبوط آسمان بنائے۔[۱۲] اور ایک چمکتا ہوا روشن چراغ پیدا کیا'[۱۳] اور بدلیوں سے ہم نے بکثرت بہتا ہوا پانی برسایا[۱۴] تاکہ اس سے اناج اور سبزہ اگائیں[۱۵] اور گھنے باغ بھی اُگائیں۔[۱۶]

قیامت یقیناً آئے گی: [آیت:۱۔۱۶] جو مشرک لوگ قیامت کے آنے کا انکار کرتے تھے اور اس کو جھٹلانے کی نیت سے آپس میں طرح طرح کے سوالات کیا کرتے تھے۔ یہاں اللہ تعالیٰ ان سوالات کا جواب اور ان کی حقیقت بیان فرما کر ان کی تردید کرتا ہے کہ ''یہ لوگ آپس میں کس بارے میں سوالات کر رہے ہیں؟'' یعنی کس چیز کے متعلق پوچھ گچھ کر رہے ہیں؟ کیا قیامت کے بارے میں پوچھ گچھ کر رہے ہیں؟ حالانکہ وہ تو ایک بہت بڑی خبر ہے۔ یعنی ہولناک اور بری خبر ہے اور روز روشن کی طرح عیاں ہے۔ حضرت قتادہ اور ابن زید رحمہم اللہ نے اس نبا عظیم (بہت بڑی خبر) سے مرنے کے بعد دوبارہ جی اٹھنا مراد لیا ہے۔ مگر حضرت مجاہد رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ اس سے قرآن مراد ہے۔ لیکن پہلی بات زیادہ ٹھیک معلوم ہوتی ہے کہ اس سے مرنے کے بعد دوبارہ جی اٹھنا مراد ہے پھر اس آیت ﴿الَّذِىۡ هُمۡ فِيۡهِ مُخۡتَلِفُوۡنَ ؕ﴾ (جس میں یہ لوگ آپس میں اختلاف رکھتے ہیں) میں جس اختلاف کا ذکر ہے وہ یہ ہے کہ لوگ اس بارے میں دو مختلف محاذوں پر ہیں۔ ایک تو اس کو مانتے ہیں کہ وہ ہو کر رہے گی اور دوسرے اس کو نہیں مانتے۔

پھر اللہ تعالیٰ ان منکرین قیامت کو دھمکاتے ہوئے فرماتا ہے کہ ''یقیناً ان کو اس کی حقیقت بہت جلد معلوم ہو جائے گی۔ بہت جلد تو کیا بلکہ ابھی معلوم ہو جائے گی''۔ ان کو اللہ تعالیٰ نے یہ بہت سخت دھمکی اور وعید سنائی ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ اپنی عجیب و غریب مخلوقات کی باریکیاں بتلا کر اپنی عظیم الشان قدرت کی نشانیاں بیان فرماتا ہے' جن سے ثابت ہو جاتا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ ایسی ایسی چیزیں بغیر کسی نمونہ کے اول مرتبہ پیدا کر سکتا ہے تو کیا ان کو دوبارہ پیدا نہیں کر سکتا؟

اللہ تعالیٰ نے زمین بنائی: چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ''کیا ہم نے زمین کو تمہارے لیے فرش اور بچھونا نہیں بنایا؟'' یعنی تمام مخلوق

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے لیے اس کو ہموار کر کے نہیں بچھا دیا۔ اس طرح کہ وہ تمہارے آگے پست اور فرمانبردار ہے۔ بغیر کسی ہلنے جلنے کے خاموشی کے ساتھ جمی ہوئی پڑی ہے۔ اور پہاڑوں کو (اس کی) میخیں بنایا ہے۔ یعنی ان کو اس کی میخیں بنا کر اس میں گاڑ دیا ہے تا کہ وہ ان سے جمی اور تھمی رہے۔ اور پہلے کی طرح ہلے جلے نہیں اور اپنے اوپر بسی ہوئی مخلوق کو پریشان نہ کرے۔

اللہ نے انسان کو جوڑا جوڑا بنایا: پھر فرمایا کہ اس کے بعد اپنے آپ کو دیکھو کہ ''ہم نے تم کو جوڑا جوڑا بنا کر پیدا کیا ہے۔'' یعنی نر و مادہ اور مرد و عورت۔ جو آپس میں ایک دوسرے سے متمتع ہو کر اپنی خواہش پوری کرتے ہیں۔ اور اس طرح ان کی نسل بڑھتی رہتی ہے۔ جیسے ایک اور جگہ فرماتا ہے کہ ﴿وَمِنْ اٰيٰتِهٖۤ اَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا﴾ ❶ الخ یعنی اللہ کی نشانیوں میں سے ایک یہ ہے کہ اس نے خود تمہیں میں سے تمہارے جوڑے پیدا کیے تا کہ تم ان سے سکون حاصل کرو۔ اس نے اپنی مہربانی سے تم میں آپس میں محبت اور رحم ڈال دیا۔ پھر فرماتا ہے ہم نے تمہاری نیند کو حرکت کے کٹ جانے کا سبب بنایا تا کہ آرام اور اطمینان حاصل کر لو۔ اور دن بھر کی تھکان کسل اور ماندگی دور ہو جائے۔

اسی معنی کی ایک اور آیت سورۂ فرقان میں گزر چکی ہے۔ ''رات کو ہم نے لباس بنایا کہ اس کا اندھیرا اور سیاہی سب لوگوں پر چھا جاتی ہے'' جیسے اور جگہ ارشاد فرمایا کہ ﴿وَالَّيْلِ اِذَا يَغْشٰىهَا﴾ ❷ ''قسم ہے رات کی جب کہ وہ ڈھک لے۔'' عرب شاعر بھی اپنے شعروں میں رات کو لباس کہتے ہیں۔ حضرت قتادہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ رات سکون کا باعث بن جاتی ہے۔ اور برخلاف رات کے دن کو ہم نے روشن اجالے والا اور اندھیرے بغیر کا بنایا ہے تا کہ تم کام دھندا اس میں کر سکو جا آ سکو بیوپار تجارت لین دین کر سکو اور اپنی روزیاں اور رزق حاصل کر سکو۔ اور ہم نے جہاں تمہیں رہنے سہنے کو زمین بنا دی وہاں ہم نے تمہارے اوپر سات آسمان بنائے جو بڑے لمبے چوڑے مضبوط پختہ عمدہ اور زینت والے ہیں تم دیکھتے ہو کہ ان میں ہیروں کی طرح چمکتے ہوئے ستارے لگ رہے ہیں۔ بعض چلتے پھرتے رہتے ہیں اور بعض ایک جگہ قائم ہیں۔

پھر فرمایا: ہم نے سورج کو چمکتا چراغ بنایا جو تمام جہاں کو روشن کر دیتا ہے ہر چیز کو جگمگا دیتا ہے اور دنیا کو منور کر دیتا ہے اور دیکھو کہ ہم نے پانی کی بھری بدلیوں سے بکثرت پانی برسایا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ہوائیں چلتی ہیں۔ ادھر سے ادھر بادلوں کو لے جاتی ہیں۔ اور پھر ان بادلوں سے خوب بارش برستی ہے ❸ اور زمین کو سیراب کرتی ہے اور بھی بہت سے مفسرین نے یہی فرمایا ہے کہ ﴿مُعْصِرٰتِ﴾ سے مراد بعضوں نے تو ہوا لی ہے اور بعضوں نے بادل جو ایک ایک قطرہ برابر برساتے رہتے ہیں مَرْاَةٌ مُعْصِرَةٌ عرب میں اس عورت کو کہتے ہیں جس کے حیض کا زمانہ بالکل قریب آ گیا ہو لیکن اب تک حیض جاری نہ ہوا ہو۔ حضرت حسن اور قتادہ رحمہما اللہ نے فرمایا ہے ﴿مُعْصِرٰتِ﴾ سے مراد آسمان ہے۔ لیکن یہ قول غریب ہے سب سے زیادہ ظاہر قول یہ ہے کہ مراد اس سے بادل ہیں۔ جیسے اور جگہ ہے ﴿اَللّٰهُ الَّذِيْ يُرْسِلُ الرِّيٰحَ﴾ ❹ الخ۔ اللہ تعالیٰ ہواؤں کو بھیجتا ہے جو بادلوں کو ابھارتی ہیں اور انہیں پروردگار کی منشا کے مطابق آسمان پر پھیلا دیتی ہیں اور انہیں وہ ٹکڑے ٹکڑے کر دیتا ہے پھر تو دیکھتا ہے کہ ان کے درمیان سے پانی نکلتا ہے۔ ﴿ثَجَّاجًا﴾ کے معنے خوب لگاتار بہنے کے ہیں۔ جو بکثرت بہہ رہا ہو اور خوب برس رہا ہو۔ ❺ ایک حدیث میں ہے کہ ''افضل حج وہ ہے جس میں لبیک خوب پکاری جائے اور خون بکثرت بہایا جائے'' ❻ یعنی قربانیاں زیادہ کی جائیں۔ اس حدیث میں بھی لفظ ﴿ثَجٌّ﴾ ہے۔ =

---

❶ ۳۰/ الروم:۲۱۔ ❷ ۹۱/ الشمس:٤۔ ❸ الطبری: ۲٤/ ۱۵۳ ❹ ۳۰/ الروم:٤٨۔

❺ ایضا: ۲٤/ ۱۵۵۔ ❻ ترمذی، کتاب الحج، باب ماجاء فی فضل التلبیة، ۸۲۷ وسنده ضعیف، سند منقطع ہے۔ ابن ماجه، ۲۹۲٤ بتصرف یسیر۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

إِنَّ يَوْمَ الْفَصْلِ كَانَ مِيقَاتًا ﴿١٧﴾ يَوْمَ يُنفَخُ فِي الصُّورِ فَتَأْتُونَ أَفْوَاجًا ﴿١٨﴾ وَفُتِحَتِ
السَّمَاءُ فَكَانَتْ أَبْوَابًا ﴿١٩﴾ وَسُيِّرَتِ الْجِبَالُ فَكَانَتْ سَرَابًا ﴿٢٠﴾ إِنَّ جَهَنَّمَ كَانَتْ
مِرْصَادًا ﴿٢١﴾ لِّلطَّاغِينَ مَآبًا ﴿٢٢﴾ لَّابِثِينَ فِيهَا أَحْقَابًا ﴿٢٣﴾ لَّا يَذُوقُونَ فِيهَا بَرْدًا وَلَا
شَرَابًا ﴿٢٤﴾ إِلَّا حَمِيمًا وَغَسَّاقًا ﴿٢٥﴾ جَزَاءً وِفَاقًا ﴿٢٦﴾ إِنَّهُمْ كَانُوا لَا يَرْجُونَ حِسَابًا ﴿٢٧﴾ وَكَذَّبُوا
بِآيَاتِنَا كِذَّابًا ﴿٢٨﴾ وَكُلَّ شَيْءٍ أَحْصَيْنَاهُ كِتَابًا ﴿٢٩﴾ فَذُوقُوا فَلَن نَّزِيدَكُمْ إِلَّا عَذَابًا ﴿٣٠﴾ ع

ترجمہ: بیشک فیصلہ کے دن کا وقت مقرر ہے۔[۱۷] جس دن کہ صور پھونکا جائے گا پھر تم سب جماعت جماعت بن کر آؤ گے۔[۱۸] اور آسمان کھول دیا جائے گا تو اس میں دروازے دروازے ہو جائیں گے۔[۱۹] اور پہاڑ چلائے جائیں گے پس وہ سفید بال ہو جائیں گے۔[۲۰] بیشک دوزخ گھات کی جگہ ہے۔[۲۱] سرکشوں کا ٹھکانہ وہی ہے[۲۲] اس میں وہ قرنوں صدیوں تک پڑے رہیں گے[۲۳] نہ کبھی اس میں خنکی کا مزہ چکھیں گے نہ پانی کا[۲۴] سوائے گرم پانی اور بہتی پیپ کے[۲۵] (ان کو) پورا پورا بدلہ ملے گا۔[۲۶] انہیں تو حساب کی توقع ہی نہ تھی[۲۷] اور ٹکرا ٹکرا کر ہماری آیتوں کی تکذیب کرتے تھے۔[۲۸] ہم نے ہر ایک چیز کو لکھ کر محفوظ کر رکھا ہے۔[۲۹] اب تم (اپنے کئے) کا مزہ چکھو ہم تمہارا عذاب ہی بڑھاتے رہیں گے۔[۳۰]

= ایک اور حدیث میں ہے کہ "استحاضہ کا مسئلہ پوچھنے والی ایک صحابیہ عورت سے حضور ﷺ نے فرمایا: کہ تم روئی کا پھایا رکھ لو۔" ❶ اس نے کہا حضور! وہ تو بہت زیادہ ہے۔ میں تو ہر وقت خون بکثرت بہاتی رہتی ہوں۔ اس روایت میں بھی لفظ (اَثُجُّ ثَجًّا) ہے یعنی بے روک برابر خون آتا رہتا ہے۔ تو یہاں اس آیت میں بھی مراد یہی ہے کہ پانی ابر سے بکثرت برابر بے روک برستا ہی رہتا ہے۔ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ۔

پھر ہم اس پانی سے جو پاک صاف بابرکت نفع بخش ہے اناج اور دانے پیدا کرتے ہیں جو انسان حیوان سب کے کھانے میں آتے ہیں اور سبزیاں اگاتے ہیں جو تر و تازہ کھائی جاتی ہیں اور اناج کھلیان میں رکھا جاتا ہے پھر کھایا جاتا ہے۔ اور باغات اس پانی سے پھلتے پھولتے ہیں اور قسم قسم کے ذائقوں رنگوں خوشبوؤں والے میوے اور پھل پھول ان سے پیدا ہوتے ہیں گو کہ زمین کے ایک ہی ٹکڑے پر وہ ملے جلے ہیں۔ ﴿اَلْفَافًا﴾ کے معنے جمع کے ہیں۔ ❷ اور جگہ ہے ﴿وَفِي الْاَرْضِ قِطَعٌ مُّتَجٰوِرٰتٌ﴾ ❸ الخ زمین میں مختلف ٹکڑے ہیں جو آپس میں ملے جلے ہیں۔ اور انگور کے درخت ہیں بعض شاخ دار بعض بغیر زیادہ شاخوں کے۔ اور وہ سب ایک ہی پانی سے سیراب کئے جاتے ہیں۔ اور ہم ایک سے ایک کو میوہ میں زیادہ کرتے ہیں یقیناً عقلمندوں کے لیے اس میں نشانیاں ہیں۔

قیامت کا علم اللہ تعالیٰ کے پاس ہے: [آیت:۱۷۔۳۰] یعنی قیامت کا دن ہمارے علم میں مقرر دن ہے نہ وہ آگے ہوگا نہ پیچھے ٹھیک وقت پر آ جائے گا۔ کب آئے گا اس کا صحیح علم اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کو نہیں۔ جیسے اور جگہ ہے ﴿وَمَا نُؤَخِّرُهٗٓ اِلَّا لِاَجَلٍ مَّعْدُوْدٍ﴾ ❹ نہیں ڈھیل دیتے ہم انہیں لیکن وقت مقرر کے لیے۔ اس دن صور میں پھونک ماری جائے گی اور لوگ جماعتیں جماعتیں بن کر آئیں گے۔ ہر ہر امت اپنے اپنے نبی کے ساتھ الگ الگ ہوگی۔ جیسے فرمایا ﴿يَوْمَ نَدْعُوْا كُلَّ اُنَاسٍۢ بِاِمَامِهِمْ﴾ ❺ جس دن ہم تمام لوگوں

❶ ابو داود، کتاب الطهارة، باب اذا اقبلت الحيضة تدع الصلاة، ۲۸۷ وسنده ضعيف، ابن عقیل راوی ضعیف ہے۔ ترمذی، ۱۲۸؛ ابن ماجه، ۶۲۷۔ ❷ الطبری، ۲۴/ ۱۵۶ ❸ ۱۳/ الرعد: ۴۔
❹ ۱۱/ هود: ۱۰۴۔ ❺ ۱۷/ بنیٓ اسرآءیل: ۷۱۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کو ان کے اماموں سمیت بلائیں گے۔ صحیح بخاری میں حدیث ہے کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: ''دونوں صوروں کے درمیان چالیس ہوں گے۔ لوگوں نے پوچھا چالیس دن؟ فرمایا میں نہیں کہہ سکتا پوچھا چالیس مہینے۔ فرمایا: مجھے خبر نہیں۔ پوچھا چالیس سال۔ فرمایا: میں یہ بھی نہیں کہہ سکتا۔ پھر اللہ تعالیٰ آسمان سے پانی برسائے گا اور جس طرح درخت اگتے ہیں لوگ زمین سے اگیں گے۔ انسان سارا کا سارا گل سڑ جاتا ہے لیکن ایک ہڈی اور وہ کمر کی ریڑھ کی ہڈی ہے۔ اسی سے قیامت کے دن مخلوق مرکب کی جائے گی۔ ❶ آسمان کھول دیئے جائیں گے اور اس میں فرشتوں کے اترنے کے راستے اور دروازے بن جائیں گے۔ پہاڑ چلائے جائیں گے اور بالکل ریت کے ذرے بن جائیں گے۔ جیسے اور جگہ ہے ﴿وَتَرَى الْجِبَالَ تَحْسَبُهَا جَامِدَةً﴾ ❷ الخ یعنی تم پہاڑوں کو دیکھ رہے ہو جان رہے ہو کہ وہ پختہ مضبوط اور جامد ہیں لیکن یہ بادلوں کی طرح چلنے پھرنے لگیں گے۔ ایک اور جگہ ہے ﴿وَتَكُونُ الْجِبَالُ كَالْعِهْنِ الْمَنفُوشِ﴾ ❸ پہاڑ مثل دھنی ہوئی اون کے ہو جائیں گے یہاں فرمایا پہاڑ سراب ہو جائیں گے یعنی دیکھنے والا سمجھتا ہے کہ وہ کچھ ہے حالانکہ دراصل کچھ نہیں آخر میں بالکل برباد ہو جائیں گے نام ونشان تک نہ رہے گا جیسے اور جگہ ہے ﴿وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ الْجِبَالِ فَقُلْ يَنسِفُهَا رَبِّي نَسْفًا﴾ ❹ الخ۔ لوگ تجھ سے پہاڑوں کے بارے میں دریافت کرتے ہیں تو کہہ انہیں میرا رب پراگندہ کر دے گا اور زمین بالکل ہموار میدان رہ جائے گی جس میں نہ کوئی موڑ ہو گا نہ ٹیلا۔ اور جگہ ہے ﴿وَيَوْمَ نُسَيِّرُ الْجِبَالَ وَتَرَى الْأَرْضَ بَارِزَةً﴾ ❺ جس دن ہم پہاڑوں کو چلائیں گے اور تو دیکھے گا کہ زمین بالکل کھل گئی ہے۔

پھر فرماتا ہے: سرکش نافرمان مخالفین رسول کی تاک میں جہنم لگی ہوئی ہے۔ یہی ان کے لوٹنے کی اور رہنے سہنے کی جگہ ہے۔

اس کے معنی حضرت حسن اور حضرت قتادہ رحمہ اللہ نے یہ بھی کئے ہیں کہ کوئی شخص جنت میں بھی نہیں جا سکتا جب تک کہ جہنم پر سے نہ گزرے۔ اگر اعمال ٹھیک ہیں تو نجات پالی اور اگر اعمال بد ہیں تو روک لیا گیا اور جہنم میں جھونک دیا گیا۔ حضرت سفیان ثوری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس پر تین پل ہیں۔ پھر فرمایا: وہ اس میں مدتوں اور قرنوں پڑے رہیں گے ﴿أَحْقَابًا﴾ جمع ہے حُقْبٌ کی ایک لمبے زمانے کو حقب کہتے ہیں۔ بعض کہتے ہیں حقب (۸۰) اسی سال کا ہوتا ہے۔ سال بارہ مہینے کا مہینہ تیس دن کا اور ہر دن ایک ہزار سال کا۔ بہت سے صحابہ رضی اللہ عنہم اور تابعین رحمہم اللہ سے یہ مروی ہے۔ بعض کہتے ہیں ستر سال کا حقب ہوتا ہے۔ کوئی کہتا ہے چالیس سال کا جس میں سے ہر دن ایک ہزار سال کا۔ بشیر بن کعب رحمہ اللہ تو کہتے ہیں ایک ایک دن اتنا بڑا اور ایسے تین سو سال کا ایک حقب۔ ایک مرفوع حدیث میں ہے کہ ''حقب مہینہ مہینہ تیس دن کا سال بارہ مہینوں کا سال کے دن تین سو ساٹھ ہر دن تمہاری گنتی کے حساب سے ایک ہزار سال کا۔'' ❻ (ابن ابی حاتم)

لیکن یہ حدیث سخت منکر ہے۔ اس کے راوی قاسم جو جعفر بن زبیر کے لڑکے ہیں یہ دونوں متروک ہیں۔ ایک اور روایت میں ہے کہ ابن مسلم ابوالعلاء نے سلیمان تیمی رحمہ اللہ سے پوچھا کہ کیا جہنم میں سے کوئی نکلے گا بھی؟ تو جواب دیا کہ میں نے نافع رحمہ اللہ سے انہوں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے سنا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ کی قسم جہنم میں سے کوئی بھی بغیر مدت دراز رہے نہ نکلے گا۔'' پھر فرمایا: اسی سے کچھ اوپر سال کا حقب ہوتا ہے اور ہر سال تین سو ساٹھ دن کا جو تم گنتے ہو۔ ❼ =

---

❶ صحیح بخاری، کتاب التفسیر، سورۃ عم یتساءلون، ۴۹۳۵؛ صحیح مسلم، ۲۹۵۵ بتصرف یسیر۔

❷ ۲۷/ النمل: ۸۸۔ ❸ ۱۰۱/ القارعۃ: ٤۔ ❹ ۲۰/ طٰہٰ: ۱۰۵۔ ❺ ۱۸/ الکہف: ٤۷۔

❻ المعجم الکبیر، ۷۹۵۷ وسندہ ضعیف جداً اس کی سند میں جعفر بن الزبیر متروک راوی ہے جیسا کہ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ نے فرمایا۔

❼ مسند البزار، ۵۳۰۳ وسندہ ضعیف جداً موضوع؛ مجمع الزوائد، ۱۰/ ۳۹۵ اس کی سند میں سلیمان بن مسلم الخشاب سخت ضعیف راوی ہے۔ جبکہ حافظ ذہبی نے اسے موضوع قرار دیا ہے دیکھئے (المیزان، ۲/ ۲۲۳، رقم: ۳۵۱۲)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اِنَّ لِلْمُتَّقِيْنَ مَفَازًا ﴿۳۱﴾ حَدَآئِقَ وَاَعْنَابًا ﴿۳۲﴾ وَّكَوَاعِبَ اَتْرَابًا ﴿۳۳﴾ وَّكَاْسًا دِهَاقًا ﴿۳۴﴾
لَا يَسْمَعُوْنَ فِيْهَا لَغْوًا وَّلَا كِذّٰبًا ﴿۳۵﴾ جَزَآءً مِّنْ رَّبِّكَ عَطَآءً حِسَابًا ﴿۳۶﴾

ترجمہ: یقیناً پرہیزگار لوگوں کے لیے کامیابی ہے۔[۳۱] باغات ہیں اور انگور ہیں[۳۲] اور نوجوان کنواری ہم عمر عورتیں ہیں[۳۳] اور چھلکتے ہوئے جام شراب ہیں۔[۳۴] وہاں نہ تو وہ بیہودہ باتیں سنیں گے اور نہ جھوٹی باتیں سنیں گے۔[۳۵] ان کو تیرے رب کی طرف سے (ان کے نیک اعمال) کا یہ بدلہ ملے گا جو کافی انعام ہوگا۔[۳۶]

= سدی رحمہ اللہ کہتے ہیں سات سو حقب رہیں گے۔ ہر حقب ستر سال کا' ہر سال تین سو ساٹھ دن کا اور ہر دن دنیا کے ایک ہزار سال کے برابر کا۔ حضرت مقاتل بن حیان رحمہ اللہ فرماتے ہیں یہ آیت ﴿فَذُوْقُوْا﴾ کی آیت سے منسوخ ہو چکی ہے۔ خالد بن معدان رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ آیت اور آیت ﴿اِلَّا مَا شَآءَ رَبُّكَ﴾ ❶ یعنی جہنمی جب تک اللہ چاہے گا جہنم میں رہیں گے۔ یہ دونوں آیتیں توحید والوں کے بارے میں ہیں۔ ❷ امام ابن جریر رحمہ اللہ فرماتے ہیں یہ بھی ممکن ہے کہ احقاب تک رہنا متعلق ہو آیت ﴿حَمِيْمًا وَّغَسَّاقًا﴾ کے ساتھ۔ یعنی وہ ایک ہی عذاب گرم پانی اور بہتی پیپ کا مدتوں رہے گا پھر دوسری قسم کا عذاب شروع ہوگا۔ لیکن صحیح یہی ہے کہ اس کا خاتمہ ہی نہیں۔

حضرت حسن رحمہ اللہ سے جب یہ سوال ہوا تو کہا کہ احقاب سے مراد ہمیشہ جہنم میں رہنا ہے۔ لیکن حقب کہتے ہیں ستر سال کو جس کا ہر دن دنیا کے ایک ہزار سال کے برابر ہوتا ہے۔ ❸ حضرت قتادہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ احقاب کبھی ختم نہیں ہوتے۔ ایک حقب ختم ہوا دوسرا شروع ہو گیا۔ ان احقاب کی صحیح مدت کا اندازہ صرف اللہ تعالیٰ ہی کو ہے ہاں یہ ہم نے سنا ہے کہ ایک حقب اسی سال کا ایک سال تین سو ساٹھ دن کا ہر دن دنیا کے ایک ہزار سال کا۔ ان دوزخیوں کو نہ تو کلیجے کی ٹھنڈک نصیب ہوگی نہ کوئی اچھا پانی پینے کو ملے گا۔ ہاں ٹھنڈک کے بدلے گرم کھولتا ہوا پانی ملے گا اور کھانے پینے کی چیز بہتی ہوئی پیپ ملے گی۔ حمیم اتنے سخت گرم کو کہتے ہیں جس کے بعد حرارت کا کوئی درجہ نہ ہو۔ اور غساق کہتے ہیں جہنمی لوگوں کے لہو پیپ پسینہ آنسو اور زخموں سے بہے ہوئے خون پیپ وغیرہ کو۔ اس گرم چیز کے مقابلہ میں یہ اس قدر سرد ہوگی جو بجائے خود عذاب ہے اور بے حد بدبودار ہے۔

سورۂ صٓ میں غساق کی پوری تفسیر بیان ہو چکی ہے۔ اب یہاں دوبارہ اس کے بیان کی چنداں ضرورت نہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے ہمیں اپنے کل عذابوں سے بچائے۔ بعضوں نے کہا ہے ﴿بَرْدٌ﴾ سے مراد نیند ہے۔ عرب شاعروں کے شعروں میں بھی بَرْد نیند کے معنے میں پایا جاتا ہے۔ پھر فرمایا: کہ ان کے اعمال کا پورا پورا بدلہ ہے۔ ان کی بداعمالیاں بھی تو دیکھو کہ ان کا عقیدہ تھا کہ حساب کا کوئی دن آنے ہی کا نہیں۔ ہم نے جو جو دلیلیں اپنے نبی (ﷺ) پر نازل فرمائی تھیں یہ ان سب کو جھٹلاتے تھے ﴿كِذَّابًا﴾ مصدر ہے اس وزن پر اور مصدر بھی آتے ہیں۔ پھر فرمایا کہ ہم نے اپنے بندوں کے تمام اعمال و افعال کو گن رکھا ہے' اور شمار کر رکھا ہے وہ سب ہمارے پاس لکھے ہوئے ہیں اور سب کا بدلہ بھی ہمارے پاس تیار ہے۔ ان دوزخیوں سے کہا جائے گا کہ اب ان عذابوں کا مزہ اٹھاؤ' ایسے ہی اور اس سے بھی بدترین عذاب تمہیں زیادتی کے ساتھ ہوتے رہیں گے۔ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ''دوزخیوں کے لیے اس سے زیادہ سخت اور مایوس کن اور کوئی آیت نہیں۔ ان کے عذاب ہر وقت بڑھتے ہی رہیں گے۔'' ❹ =

❶ ۱۱/ ہود: ۱۰۷۔ ❷ الطبری: ۲۴/ ۱۶۲۔ ❸ ایضًا۔ ❹ ایضًا: ۲۴/ ۱۶۹۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رَّبِّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَیْنَهُمَا الرَّحْمٰنِ لَا یَمْلِكُوْنَ مِنْهُ خِطَابًا ۝۳۷ یَوْمَ
یَقُوْمُ الرُّوْحُ وَالْمَلٰٓئِكَةُ صَفًّا ۙ لَّا یَتَكَلَّمُوْنَ اِلَّا مَنْ اَذِنَ لَهُ الرَّحْمٰنُ وَقَالَ
صَوَابًا ۝۳۸ ذٰلِكَ الْیَوْمُ الْحَقُّ ۚ فَمَنْ شَآءَ اتَّخَذَ اِلٰی رَبِّهٖ مَاٰبًا ۝۳۹ اِنَّآ اَنْذَرْنٰكُمْ عَذَابًا
قَرِیْبًا ۚ یَّوْمَ یَنْظُرُ الْمَرْءُ مَا قَدَّمَتْ یَدٰهُ وَیَقُوْلُ الْكٰفِرُ یٰلَیْتَنِیْ كُنْتُ تُرٰبًا ۝۴۰ ع ۲

ترجمہ: (اس رب کی طرف سے ملے گا جو کہ) آسمانوں کا اور زمین کا اور جو کچھ ان کے درمیان ہے ان کا پروردگار ہے اور بڑی بخشش کرنے والا ہے۔ کسی کو اس سے بات چیت کرنے کا اختیار نہیں ہوگا۔[۳۷] جس دن روح اور فرشتے صفیں باندھ کر کھڑے ہوں گے۔ تو کوئی کلام نہ کر سکے گا' مگر جسے رحمٰن اجازت دیدے اور وہ ٹھیک بات زبان سے نکالے۔[۳۸] یہ دن حق ہے۔ اب جو چاہے اپنے رب کے پاس (نیک اعمال کر کے) ٹھکانا بنالے۔[۳۹] ہم نے تمہیں عنقریب آنے والے عذاب سے ڈرایا اور چوکنا کر دیا ہے۔ جس دن انسان اپنے ہاتھوں کی' کی ہوئی کمائی کو دیکھ لے گا اور کافر کہے گا کہ کاش میں مٹی بن جاتا۔[۴۰]

= حضرت ابو برزہ اسلمی رضی اللہ عنہ سے سوال ہوا کہ دوزخیوں کے لیے سب سے زیادہ سخت آیت کونسی ہے؟ تو فرمایا: حضور ﷺ نے اس آیت کو پڑھ کر فرمایا: کہ ان لوگوں کو اللہ کی نافرمانیوں نے تباہ کر دیا۔ لیکن اس حدیث کے راوی جسر بن فرقد بالکل ضعیف ہیں۔ ❶

جنت میں انعامات ربانی کا تذکرہ: [آیت:۳۱-۳۶] نیک لوگوں کے لیے اللہ تعالیٰ کے ہاں جو نعمتیں و رحمتیں ہیں ان کا بیان ہو رہا ہے کہ یہ کامیاب مقصود اور نصیب دار ہیں کہ جہنم سے نجات پائی اور جنت میں پہنچ گئے۔ حَدَآئِقَ کہتے ہیں کھجور وغیرہ کے باغات کو۔ انہیں نوجوان کنواری حوریں بھی ملیں گی جو ابھرے ہوئے سینے والیاں اور ہم عمر ہوں گی۔ جیسے کہ سورۂ واقعہ کی تفسیر میں اس کا پورا بیان گزر چکا ہے۔ ایک حدیث میں ہے کہ ''جنتیوں کے لباس ہی اللہ کی رضامندی کے ہوں گے۔ بادل ان پر آئیں گے اور ان سے کہیں گے کہ بتلاؤ ہم تم پر کیا برسائیں؟ پھر وہ جو فرمائیں گے بادل ان پر برسائیں گے۔ یہاں تک کہ نوجوان کنواری لڑکیاں بھی ان پر برسیں گی۔'' ❷ (ابن ابی حاتم)

انہیں شراب طہور کے چھلکتے ہوئے پاک صاف بھرپور جام پر جام ملیں گے۔ جس میں نشہ نہ ہوگا کہ بیہودہ گوئی اور لغو باتیں منہ سے نکلیں اور کان میں پڑیں۔ جیسے اور جگہ ہے ﴿لَا لَغْوٌ فِیْهَا وَلَا تَاْثِیْمٌ﴾ ❸ اس میں نہ لغو ہوگا نہ برائی اور نہ گناہ کی باتیں۔ کوئی بات جھوٹ اور فضول نہ ہوگی۔

وہ دارالسلام ہے جس میں کوئی عیب کی اور برائی کی بات ہی نہیں۔ یہ جو کچھ بدلے ان پارسا لوگوں کو ملے ہیں یہ ان کے نیک اعمال کے نتیجے ہیں جو اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اور اسکے احسان و انعام کی بنا پر انہیں ملے ہیں۔ جو بے حد کافی وافی ہیں جو بکثرت اور بھرپور ہیں۔ عرب کہتے ہیں اَعْطَانِیْ فَاَحْسَبَنِیْ انعام دیا اور بھرپور دیا۔ اسی طرح کہتے ہیں حَسْبِیَ اللّٰهُ یعنی اللہ مجھے ہر طرح

❶ وسندہ ضعیف اس کی سند میں جسر بن فرقد ضعیف راوی ہے (المیزان، ۱/ ۳۹۸؛ رقم: ۱۴۸۰) ہیثمی اس روایت کو مختصراً بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ اس کی سند میں شعیب بن بیان ضعیف راوی ہے دیکھئے (مجمع الزوائد، ۷/ ۱۳۳)

❷ وسندہ ضعیف اس کی سند میں عطیہ بن سلیمان مجہول اور ابو عبدالرحمٰن القاسم الدمشقی کثیر الارسال ہے (التقریب، ۲/ ۱۱۸؛ رقم: ۲۹)

❸ ۵۲/ الطور: ۲۳۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کافی وافی ہے۔

روز قیامت بغیر اجازت کوئی بول نہ سکے گا: [آیت:۳۷۔۴۰] اللہ تعالیٰ اپنی عظمت وجلال کی خبر دے رہا ہے کہ آسمان وزمین اور ان کے درمیان کی تمام مخلوق کا پالنے پوسنے والا وہی ہے۔ وہ رحمٰن ہے جس کے رحم نے تمام چیزوں کو گھیر لیا ہے۔ جب تک اس کی اجازت نہ ہو کوئی اس کے سامنے لب نہیں ہلا سکتا۔ جیسے اور جگہ ہے ﴿مَنْ ذَا الَّذِیْ یَشْفَعُ عِنْدَهٗٓ اِلَّا بِاِذْنِهٖ﴾ ❶ یعنی کون ہے جو اس کی اجازت کے بغیر اس کے سامنے سفارش لے جا سکے۔ اور جگہ ارشاد ہے ﴿یَوْمَ یَاْتِ لَا تَكَلَّمُ نَفْسٌ اِلَّا بِاِذْنِهٖ﴾ ❷ جس دن وہ وقت آ جائے گا کہ کوئی بھی بلا اجازت اس سے بات نہ کر سکے گا۔ روح سے مراد یا تو تمام انسانوں کی روحیں ہیں یا تمام انسان ہیں۔ یا ایک قسم کی خاص مخلوق ہے جو انسانوں کی سی صورتوں والے ہیں۔ کھاتے پیتے ہیں۔ نہ وہ فرشتے ہیں نہ انسان یا مراد حضرت جبرئیل علیہ السلام ہیں۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام کو اور جگہ بھی روح کہا گیا ہے۔ ارشاد ہے ﴿نَزَلَ بِهِ الرُّوْحُ الْاَمِیْنُ ۝﴾ ❸ الخ اسے امانت دار روح نے تیرے دل پر اتارا ہے تاکہ تو ڈرانے والا بن جائے۔ یہاں مراد روح سے یقیناً حضرت جبرئیل علیہ السلام ہیں۔

حضرت مقاتل رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ تمام فرشتوں سے بزرگ اور اللہ تعالیٰ سے بہت ہی نزدیک اور وحی لے کر آنے والے یہی ہیں۔ یا مراد روح سے قرآن ہے۔ اس کی دلیل میں یہ آیت پیش کی جا سکتی ہے ﴿وَكَذٰلِكَ اَوْحَیْنَآ اِلَیْكَ رُوْحًا مِّنْ اَمْرِنَا﴾ ❹ یعنی ہم نے اپنے حکم سے تیری طرف روح اتاری۔ یہاں روح سے مراد قرآن ہے۔ چھٹا قول یہ ہے کہ یہ ایک فرشتہ ہے جو تمام مخلوق کے برابر ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ یہ فرشتہ تمام فرشتوں سے بہت بڑا ہے۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ یہ روح نامی فرشتہ چوتھے آسمان میں ہے، تمام آسمانوں کل پہاڑوں اور سب فرشتوں سے بڑا ہے ہر دن بارہ ہزار تسبیحیں پڑھتا ہے۔ ہر تسبیح سے ایک فرشتہ پیدا ہوتا ہے۔ ❺ قیامت کے دن اکیلا وہی ایک صف بن کر آئے گا۔ لیکن یہ قول بہت ہی غریب ہے۔

طبرانی میں حدیث ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ ''فرشتوں میں ایک فرشتہ وہ بھی ہے کہ اگر اسے حکم ہو کہ تمام آسمانوں اور زمینوں کو لقمہ بنا لے تو وہ ایک لقمہ میں سب کو لے لے گا اس کی تسبیح یہ ہے سُبْحَانَكَ حَیْثُ كُنْتَ'' اے اللہ تو جہاں کہیں بھی ہے پاک ہے''۔ ❻ یہ حدیث بھی بہت غریب ہے بلکہ اس کے فرمان رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہونے میں بھی کلام ہے۔ ممکن ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا قول ہو اور وہ بھی بنی اسرائیل سے لیا ہوا۔ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے یہ سب اقوال وارد کیے ہیں لیکن کوئی فیصلہ نہیں کیا۔ میرے نزدیک تو ان تمام اقوال سے بہتر قول یہ ہے کہ یہاں روح سے مراد کل انسان ہیں' وَاللّٰهُ اَعْلَمُ۔ پھر فرمایا صرف وہی اس دن بات کر سکے گا جسے وہ رحمٰن اجازت دے۔ جیسے فرمایا ﴿یَوْمَ یَاْتِ لَا تَكَلَّمُ نَفْسٌ اِلَّا بِاِذْنِهٖ﴾ یعنی جس دن وہ وقت آ جائے گا کوئی نفس بغیر اس کی اجازت کے کلام بھی نہ کر سکے گا۔ صحیح حدیث میں بھی ہے کہ اس دن سوائے رسولوں کے اور کوئی بات نہ کر سکے گا۔ ❼ پھر فرمایا کہ اس کی بات بھی ٹھیک ٹھاک ہو۔ سب سے زیادہ حق بات لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ہے۔ پھر فرمایا کہ یہ دن حق ہے یقیناً آنے والا ہے۔ جو چاہے اپنے رب تعالیٰ کے پاس =

---

❶ ۲/ البقرة:۲۵۵۔ ❷ ۱۱/ هود:۱۰۵۔ ❸ ۲٦/ الشعرآء:۱۹۳۔

❹ ٤۲/ الشوریٰ:۵۲۔ ❺ وسنده ضعیف اس کی سند میں رواد بن الجراح متکلم فیہ راوی (المیزان، ۲/ ۵۵؛ رقم: ۲۷۹۵) اور ابو حمزہ میمون القصاب جسے احمد نے متروک الحدیث اور دارقطنی نے ضعیف کہا ہے (المیزان، ٤/ ۳۳٤؛ رقم: ۸۹٦۹)

❻ المعجم الکبیر، ۱۱٤۷٦ وسنده ضعیف اس کی سند میں وهب اللہ بن رزق مجہول راوی ہے۔

❼ صحیح بخاری، کتاب الاذان، باب فضل السجود، ۸۰٦؛ صحیح مسلم، ۱۸۲۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

=لوٹنے کی جگہ اور وہ راستہ بنالے جس پر چل کر وہ اس کے پاس سیدھا جا پہنچے۔ہم نے تمہیں بالکل قریب آئی ہوئی آفت سے آگاہ کر دیا ہے۔آنے والی چیز کو تو آئی ہوئی سمجھنا چاہیے۔اس دن نئے پرانے' چھوٹے' بڑے' اچھے' برے تمام اعمال انسان کے سامنے ہوں گے۔جیسے فرمایا ﴿وَوَجَدُوْا مَا عَمِلُوْا حَاضِرًا﴾ ❶ جو کیا ہوگا اسے سامنے پالیں گے۔

اور جگہ ہے ﴿يُنَبَّؤُا الْإِنْسَانُ يَوْمَئِذٍ بِمَا قَدَّمَ وَاَخَّرَ﴾ ❷ ہر انسان کو اس کے اگلے پچھلے اعمال سے متنبہ کیا جائے گا۔اس دن کافر آرزو کرے گا کہ کاش وہ مٹی ہوتا' پیدا ہی نہ کیا جاتا' وجود میں ہی نہ آتا۔اللہ تعالیٰ کے عذابوں کو آنکھ سے دیکھ لے گا۔اپنی بدکاریاں سامنے ہوں گی جو پاک فرشتوں کے منصف ہاتھوں کی لکھی ہوئی ہیں۔پس ایک معنی تو یہ ہوئے کہ دنیا میں ہی مٹی ہونے کی یعنی پیدا نہ ہونے کی آرزو کرے گا۔دوسرے معنی یہ ہیں کہ جب جانوروں کا فیصلہ ہوگا اور ان کے قصاص دلوائے جائیں گے۔یہاں تک کہ اگر بے سینگ والی بکری کو اگر سینگ والی بکری نے مارا ہوگا تو اس سے بھی بدلہ دلوایا جائے گا۔پھر ان سے کہا جائے گا کہ مٹی ہو جاؤ چنانچہ وہ مٹی ہو جائیں گے۔اس وقت یہ کافر انسان بھی کہے گا کہ ہائے ہائے کاش! کہ میں بھی حیوان ہوتا اور اب مٹی بن جاتا۔صور کی لمبی حدیث میں بھی یہ مضمون وارد ہوا ہے' اور حضرت ابو ہریرہ اور حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہم وغیرہ سے بھی یہی مروی ہے۔

سورۂ نبا کی تفسیر ختم ہوئی وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔

❶ ۱۸/ الکھف:۴۹۔ ❷ ۷۵/ القیامۃ:۱۳۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تفسیر سورۂ نازعات

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَالنّٰزِعٰتِ غَرْقًا ۙ﴿۱﴾ وَّالنّٰشِطٰتِ نَشْطًا ۙ﴿۲﴾ وَّالسّٰبِحٰتِ سَبْحًا ۙ﴿۳﴾ فَالسّٰبِقٰتِ سَبْقًا ۙ﴿۴﴾
فَالْمُدَبِّرٰتِ اَمْرًا ﴿۵﴾ يَوْمَ تَرْجُفُ الرَّاجِفَةُ ۙ﴿۶﴾ تَتْبَعُهَا الرَّادِفَةُ ؕ﴿۷﴾ قُلُوْبٌ
يَّوْمَئِذٍ وَّاجِفَةٌ ۙ﴿۸﴾ اَبْصَارُهَا خَاشِعَةٌ ﴿۹﴾ يَقُوْلُوْنَ ءَاِنَّا لَمَرْدُوْدُوْنَ فِي
الْحَافِرَةِ ؕ﴿۱۰﴾ ءَاِذَا كُنَّا عِظَامًا نَّخِرَةً ؕ﴿۱۱﴾ قَالُوْا تِلْكَ اِذًا كَرَّةٌ خَاسِرَةٌ ﴿۱۲﴾ فَاِنَّمَا هِيَ
زَجْرَةٌ وَّاحِدَةٌ ۙ﴿۱۳﴾ فَاِذَا هُمْ بِالسَّاهِرَةِ ؕ﴿۱۴﴾

ترجمہ: میں اللہ تعالیٰ بخشش کرنے والے مہربان کے نام سے شروع کرتا ہوں۔
سختی سے کھینچنے والوں کی قسم۔[۱] بند کھول کر چھڑا دینے والوں کی قسم۔[۲] اور تیرنے پھرنے والوں کی قسم۔[۳] پھر دوڑ کر آگے بڑھنے والوں کی قسم۔[۴] پھر کام کی تدبیر کرنے والوں کی قسم۔[۵] جس دن کانپنے والی کانپے گی۔[۶] اس کے بعد ایک پیچھے آنے والی پیچھے پیچھے آئیگی۔[۷] بہت سے دل اس دن دھڑکتے ہوں گے۔[۸] جن کی نگاہیں نیچی ہوں گی۔[۹] کہتے ہیں کہ کیا ہم پہلی کی سی حالت کی طرف پھر لوٹائے جائیں گے؟[۱۰] کیا اس وقت جب کہ ہم بوسیدہ ہڈیاں ہو جائیں گے؟[۱۱] کہتے ہیں کہ پھر تو یہ لوٹنا نقصان دہ ہے[۱۲] (معلوم ہونا چاہیے کہ) وہ تو صرف ایک خوفناک آواز ہے[۱۳] کہ (جس کے پیدا ہوتے ہی) وہ ایک دم میدان میں جمع ہو جائیں گے۔[۱۴]

فرشتوں کے بعض امور کا تذکرہ: [آیت: ۱۔۱۴] اس سے مراد فرشتے ہیں جو بعض لوگوں کی روحوں کو سختی سے گھسیٹتے ہیں اور بعض روحوں کو بہت آسانی سے نکالتے ہیں۔ جیسے کسی کے بند کھول دیے جائیں۔ کفار کی روحیں کھینچی جاتی ہیں، پھر بند کھول دئے جاتے ہیں اور جہنم میں ڈبو دیئے جاتے ہیں۔ یہ ذکر موت کے وقت کا ہے۔ بعض کہتے ہیں ﴿وَالنّٰزِعٰتِ غَرْقًا﴾ سے مراد موت ہے۔ ❶ بعض کہتے ہیں کہ دونوں پہلی آیتوں سے مطلب ستارے ہیں۔ بعض کہتے ہیں کہ مراد سخت لڑائی کرنے والے ہیں۔ لیکن صحیح بات پہلی ہی ہے یعنی روح نکالنے والے فرشتے۔ اسی طرح تیسری آیت کی نسبت بھی یہ تینوں تفسیریں مروی ہیں یعنی فرشتے موت اور ستارے۔ ❷ حضرت عطاء رحمہ اللہ فرماتے ہیں مراد کشتیاں ہیں۔ اسی طرح سبقت کی تفسیر میں بھی تینوں قول ہیں۔ معنے یہ ہیں کہ ایمان اور تصدیق کی طرف آگے بڑھنے والے۔ عطاء رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ مجاہدین کے گھوڑے مراد ہیں۔

پھر حکم الٰہی کی تعمیل تدبیر سے کرنے والے اس سے بھی فرشتے مراد ہیں، جیسے حضرت علی رضی اللہ عنہ وغیرہ کا قول ہے۔ آسمان سے زمین کی طرف اللہ عزوجل کے حکم سے تدبیر کرتے ہیں۔ امام ابن جریر رحمہ اللہ نے ان اقوال میں کوئی فیصلہ نہیں کیا۔ کانپنے والی کے کانپنے اور اس کے پیچھے آنے والی کے پیچھے آنے سے مراد دونوں نفخے ہیں۔ پہلے نفخہ کا بیان اس آیت میں بھی ہے ﴿يَوْمَ تَرْجُفُ الْاَرْضُ وَالْجِبَالُ﴾ ❸

---

❶ حاکم، ۲/ ۵۱۳ وسنده ضعيف، ابن ابی نجيح مدلس وعنعن وفيه علة أخرى۔

❷ الطبری، ۲۴/ ۱۹۰۔ ❸ ۷۳/ المزمل: ۱۴۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جس دن زمین اور پہاڑ کپکپا جائیں گے۔ دوسرے نفخہ کا بیان اس آیت میں ہے ﴿وَحُمِلَتِ الْاَرْضُ وَالْجِبَالُ فَدُكَّتَا دَكَّةً وَّاحِدَةًO﴾ ❶ اور زمین اور پہاڑ اٹھا لیے جائیں گے۔ پھر دونوں ایک ہی دفعہ چور چور کر دیئے جائیں گے۔

مسند احمد کی حدیث میں ہے کہ "رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: کانپنے والی آئے گی اس کے پیچھے ہی پیچھے آنے والی ہو گی یعنی موت اپنے ساتھ کی کل آفتوں کو لیے ہوئے آئے گی۔ ایک شخص نے کہا حضور! اگر میں اپنے وظیفہ کا کل وقت آپ ﷺ پر درود پڑھنے میں گزاروں تو؟ آپ ﷺ نے فرمایا: پھر تو اللہ تعالیٰ تجھے دنیا اور آخرت کے تمام غم ورنج سے بچالے گا۔" ❷ ترمذی میں ہے کہ دو تہائی رات گزرنے کے بعد رسول اللہ ﷺ کھڑے ہوتے اور فرماتے کہ "اے لوگو! اللہ تعالیٰ کو یاد کرو۔ کپکپانے والی آ رہی ہے پھر اس کے پیچھے ہی اور آ رہی ہے۔" ❸ موت اپنے ساتھ کی تمام آفتوں کو لیے ہوئے چلی آ رہی ہے۔ اس دن بہت سے دل ڈر رہے ہوں گے۔ ایسے لوگوں کی نگاہیں ذلت وحقارت کے ساتھ پست ہوں گی کیونکہ وہ اپنے گناہوں اور اللہ تعالیٰ کے عذابوں کا معائنہ کر چکے ہوں گے۔ مشرکین جو روز قیامت کے منکر تھے اور کہا کرتے تھے کہ کیا قبروں میں جانے کے بعد بھی ہم زندہ کیے جائیں گے؟ وہ آج اپنی اس زندگی کو رسوائی اور برائی کے ساتھ آنکھوں سے دیکھ لیں گے۔

﴿حَافِرَةٌ﴾ کہتے ہیں قبروں کو بھی۔ یعنی قبروں میں چلے جانے کے بعد جسم اور ہڈی کے سڑ گل جانے اور ریزہ ریزہ ہو جانے کے بعد بھی کیا ہم زندہ کئے جائیں گے؟ پھر تو یہ دوبارہ کی زندگی خسارے اور گھاٹے والی ہو گی۔ کفار قریش کا یہ مقولہ تھا۔ حافرہ کے معنے موت کے بعد زندگی کے بھی مروی ہیں اور جہنم کا نام بھی ہے۔ اس کے نام بہت سے ہیں جیسے جحیم، سقر، جہنم، ہاویہ، حافرہ، لظے، حطمہ وغیرہ۔ اب اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جس چیز کو یہ بڑی بھاری اور ان ہونی اور ناممکن سمجھے ہوئے ہیں وہ ہماری قدرت کاملہ کے تحت ایک ادنیٰ سی بات ہے۔

ادھر ایک آواز دی ادھر سب زندہ ہو کر ایک میدان میں جمع ہو گئے۔ یعنی اللہ تعالیٰ حضرت اسرافیل علیہ السلام کو حکم دے گا وہ صور پھونک دیں گے بس ان کے صور پھونکتے ہی تمام اگلے پچھلے جی اٹھیں گے اور اللہ کے سامنے ایک ہی میدان میں کھڑے ہو جائیں گے۔ جیسے اور جگہ ہے ﴿يَوْمَ يَدْعُوْكُمْ﴾ ❹ الخ جس دن وہ تمہیں پکارے گا اور تم اس کی تعریفیں کرتے ہوئے اسے جواب دو گے اور جان لو گے کہ بہت ہی کم ٹھہرے۔ اور جگہ فرمایا ﴿وَمَا اَمْرُنَا اِلَّا وَاحِدَةٌ كَلَمْحٍ بِالْبَصَرِO﴾ ❺ ہمارا حکم بس ایسا یکبارگی ہو جائے گا۔ جیسے آنکھ کا جھپکنا۔

اور جگہ ہے ﴿وَمَا اَمْرُ السَّاعَةِ اِلَّا كَلَمْحِ الْبَصَرِ اَوْ هُوَ اَقْرَبُ﴾ ❻ امر قیامت مثل آنکھ جھپکنے کے ہے بلکہ اس سے بھی زیادہ قریب۔ یہاں بھی یہی بیان ہو رہا ہے کہ صرف ایک آواز ہی کی دیر ہے۔ اس دن پروردگار سخت غضبناک ہو گا۔ یہ آواز بھی غصہ کے ساتھ ہو گی۔ یہ آخری نفخہ ہے۔ جس کے پھونکے جانے کے بعد ہی تمام لوگ زمین کے اوپر آ جائیں گے۔ حالانکہ اس سے پہلے نیچے تھے ﴿سَاهِرَةٌ﴾ روئے زمین کو کہتے ہیں، اور سیدھے صاف میدان کو بھی کہتے ہیں۔ ثوری رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ مراد اس سے شام کی زمین ہے۔ عثمان بن ابو العالیہ رحمہ اللہ کا قول ہے، مراد بیت المقدس کی زمین ہے۔

وہب بن منبہ رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ بیت المقدس کے ایک طرف یہ ایک پہاڑ ہے۔ قتادہ رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ جہنم کو بھی ﴿سَاهِرَةٌ﴾ کہتے ہیں۔ لیکن یہ اقوال سب کے سب غریب ہیں۔ ٹھیک قول پہلا ہے یعنی روئے زمین۔ سب لوگ زمین پر جمع ہو جائیں گے جو سفید ہو گی اور بالکل صاف اور خالی ہو گی، جیسے میدے کی روٹی ہوتی ہے، اور جگہ ہے ﴿يَوْمَ تُبَدَّلُ الْاَرْضُ غَيْرَ الْاَرْضِ﴾ ❼ =

---

❶ ٦٩/ الحآقة: ١٤۔ ❷ احمد، ٥/ ١٣٦ وسنده ضعيف، عبدالله بن عقيل ضعيف عند الجمهور في القول الراجح وسفيان الثوري مدلس وعنعن۔ ❸ ترمذي، كتاب صفة القيامة، باب في الترغيب في ذكر الله وذكر الموت، ٢٤٥٧ وسنده ضعيف سفیان ثوری مدلس راوی ہے اور سماع کی صراحت نہیں ہے۔ حاكم، ٢/ ٥١٣۔

❹ ١٧/ بنی اسرآءیل: ٥٢۔ ❺ ٥٤/ القمر: ٥٠۔ ❻ ١٦/ النحل: ٧٧۔ ❼ ١٤/ ابراهيم: ٤٨۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

هَلْ اَتٰىكَ حَدِيْثُ مُوْسٰى ﴿١٥﴾ اِذْ نَادٰىهُ رَبُّهٗ بِالْوَادِ الْمُقَدَّسِ طُوًى ﴿١٦﴾
اِذْهَبْ اِلٰى فِرْعَوْنَ اِنَّهٗ طَغٰى ﴿١٧﴾ فَقُلْ هَلْ لَّكَ اِلٰٓى اَنْ تَزَكّٰى ﴿١٨﴾ وَاَهْدِيَكَ اِلٰى
رَبِّكَ فَتَخْشٰى ﴿١٩﴾ فَاَرٰىهُ الْاٰيَةَ الْكُبْرٰى ﴿٢٠﴾ فَكَذَّبَ وَعَصٰى ﴿٢١﴾ ثُمَّ اَدْبَرَ يَسْعٰى ﴿٢٢﴾
فَحَشَرَ فَنَادٰى ﴿٢٣﴾ فَقَالَ اَنَا رَبُّكُمُ الْاَعْلٰى ﴿٢٤﴾ فَاَخَذَهُ اللّٰهُ نَكَالَ الْاٰخِرَةِ
ع ٢ وَالْاُوْلٰى ﴿٢٥﴾ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَعِبْرَةً لِّمَنْ يَّخْشٰى ﴿٢٦﴾

ترجمہ: کیا (حضرت) موسیٰ (علیہ السلام) کا قصہ بھی تمہیں معلوم ہے؟[١٥] جب کہ انہیں ان کے رب نے پاک میدان طویٰ میں پکارا[١٦] کہ تم فرعون کے پاس جاؤ اس نے سرکشی اختیار کر لی ہے۔[١٧] اس سے کہو کہ کیا تو اپنی درستگی اور اصلاح چاہتا ہے[١٨] اور یہ کہ میں تجھے تیرے رب کی راہ دکھاؤں تاکہ تو اس سے ڈرنے لگے۔[١٩] پس اسے بڑی نشانی دکھائی۔[٢٠] پھر بھی وہ جھٹلاتا اور نافرمانی کرتا رہا[٢١] اور الگ ہٹ کر کوششیں کرنے لگا[٢٢] پھر سب کو جمع کر کے با آواز بلند کہنے لگا[٢٣] کہ تم سب کا رب میں ہی ہوں۔[٢٤] سب سے بلند و بالا رب نے بھی اسے آخرت کے اور دنیا کے عذاب میں گرفتار کر لیا۔[٢٥] بے شک اس میں اس شخص کے لیے عبرت ہے جو ڈرے۔[٢٦]

=الخ۔ یعنی جس دن یہ زمین بدل کر دوسری زمین ہو جائے گی اور آسمان بھی بدل جائیں گے۔ اور سب مخلوق اللہ تعالیٰ واحد و قہار کے روبرو ہو جائے گی۔ اور جگہ ہے لوگ تجھ سے پہاڑوں کی بابت پوچھتے ہیں تو کہہ دے کہ انہیں میرا رب ٹکڑے ٹکڑے کر دے گا اور زمین بالکل میدان ہموار بن جائے گی۔ جس میں نہ کوئی موڑ توڑ ہوگا نہ اونچی نیچی جگہ۔ ایک اور جگہ ہے کہ ہم پہاڑوں کو چلائیں گے اور زمین صاف ظاہر ہو جائے گی۔ غرض ایک بالکل نئی زمین ہوگی جس پر نہ کبھی کوئی خطا ہوئی ہوگی نہ قتل و گناہ۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا واقعہ: [آیت: ١٥-٢٦] اللہ تعالیٰ اپنے رسول حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو خبر دیتا ہے کہ اس نے اپنے بندے اور اپنے رسول حضرت موسیٰ علیہ السلام کو فرعون کی طرف بھیجا اور معجزات سے ان کی تائید و امداد کی۔ لیکن باوجود اس کے فرعون اپنی سرکشی اور کفر سے باز نہ آیا۔ بالآخر اللہ تعالیٰ کا عذاب اترا اور وہ برباد ہو گیا۔ اسی طرح اے پیغمبر آخر الزماں! آپ ﷺ کے مخالفین کا بھی حشر ہوگا۔ اسی لئے اس واقعہ کے خاتمہ پر فرمایا ڈرنے والوں کے لیے اس میں عبرت ہے۔ پس فرماتا ہے کہ تجھے خبر بھی ہے؟ موسیٰ علیہ السلام کو اسکے رب تعالیٰ نے آواز دی جب کہ وہ ایک مقدس میدان میں تھے جس کا نام طویٰ ہے۔ اس کا تفصیلی بیان سورۂ طٰہٰ میں گزر چکا ہے۔ آواز دے کر فرمایا: کہ فرعون نے سرکشی، تکبر، تجبر اور تمرد اختیار کر رکھا ہے تم اس کے پاس پہنچو اور اسے میرا یہ پیغام دو کہ کیا تو چاہتا ہے کہ میری بات مان کر اس راہ پر چلے جو پاکیزگی کی راہ ہے۔ میری سن، میری مان، سلامتی کے ساتھ پاکیزگی حاصل کر لے گا، میں تجھے اللہ کی عبادت کے وہ طریقے بتلاؤں گا جس سے تیرا دل نرم اور روشن ہو جائے گا۔ اس میں خشوع و خضوع پیدا ہو جائے گا اور دل کی سختی اور بدبختی دور ہوگی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام فرعون کے پاس پہنچے۔ فرمان الٰہی پہنچایا حجت پوری کی، دلائل بیان کیے۔ یہاں تک کہ اپنی سچائی کے ثبوت میں معجزات بھی دکھائے لیکن وہ برابر حق کی تکذیب کرتا رہا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی باتوں کی نافرمانی پر جما رہا۔ چونکہ دل میں کفر جاگزیں ہو چکا تھا اس سے طبیعت نہ ہٹی اور باوجود حق واضح ہو جانے کے ایمان و تسلیم نصیب نہ ہوئی۔ =

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ءَاَنْتُمْ اَشَدُّ خَلْقًا اَمِ السَّمَآءُ ؕ بَنٰهَا ۞ رَفَعَ سَمْكَهَا فَسَوّٰهَا ۞ وَاَغْطَشَ لَيْلَهَا وَاَخْرَجَ ضُحٰهَا ۞ وَالْاَرْضَ بَعْدَ ذٰلِكَ دَحٰهَا ۞ اَخْرَجَ مِنْهَا مَآءَهَا وَمَرْعٰهَا ۞ وَالْجِبَالَ اَرْسٰهَا ۞ مَتَاعًا لَّكُمْ وَلِاَنْعَامِكُمْ ۞

ترجمہ: کیا تمہارا پیدا کرنا سخت ہے یا آسمان کا؟ اللہ تعالیٰ نے اسے بنایا۔[۲۷] اس کی بلندی اونچی کی پھر اسے ٹھیک ٹھاک کر دیا۔[۲۸] اس کی رات کو تاریک اور اس کے دن کو روشن بنایا۔[۲۹] اور اس کے بعد زمین کو ہموار بچھا دیا۔[۳۰] اور اس میں سے پانی اور چارہ پیدا کیا۔[۳۱] اور پہاڑوں کو مضبوط گاڑ دیا۔[۳۲] یہ سب تمہارے اور تمہارے جانوروں کے فائدے کے لیے ہے۔[۳۳]

= اور بات ہے کہ دل سے جانتا تھا کہ یہ برحق نبی ہیں اور ان کی تعلیم بھی برحق ہے۔ لیکن دل کی معرفت اور چیز ہے اور ایمان اور چیز ہے دل کی معرفت پر عمل کرنے کا نام ایمان ہے کہ حق کا تابع فرمان بن جائے اور اللہ و رسول ﷺ کی باتوں پر عمل کرنے کے لیے جھک جائے۔ پھر اس نے حق سے منہ موڑ لیا اور خلاف حق کوشش کرنے لگا۔ جادوگروں کو جمع کر کے ان کے ہاتھوں حضرت موسیٰ علیہ السلام کو نیچا دکھانا چاہا۔ اپنی قوم کو جمع کیا اور اس میں منادی کی کہ تم سب کا بلند و بالا رب میں ہی ہوں۔ اس سے چالیس سال پہلے وہ کہہ چکا تھا کہ ﴿مَا عَلِمْتُ لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرِيْ﴾ ❶ یعنی میں نہیں جانتا کہ تمہارا معبود میرے سوا کوئی اور بھی ہو۔ اب تو اس کی طغیانی حد سے بڑھ گئی اور صاف کہہ دیا کہ میں ہی رب ہوں بلندیوں والا اور سب پر غالب میں ہی ہوں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہم نے بھی اس سے وہ انتقام لیا جو اس جیسے تمام سرکشوں کے لیے ہمیشہ ہمیشہ سبب عبرت بن جائے۔ دنیا میں بھی اور آخرت کے بدترین عذاب تو ابھی باقی ہیں۔ جیسے فرمایا ﴿وَجَعَلْنٰهُمْ اَئِمَّةً يَّدْعُوْنَ اِلَى النَّارِ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ لَا يُنْصَرُوْنَ ۝﴾ ❷ یعنی ہم نے انہیں جہنم کی طرف بلانے والے پیش رو بنایا۔ قیامت کے دن یہ مدد نہ دیئے جائیں گے۔ پس صحیح تر معنی آیت کے یہی ہیں کہ آخرت اور اولیٰ سے مراد دنیا اور آخرت ہے۔ بعضوں نے کہا ہے کہ اول آخر سے مراد اس کے دونوں قول ہیں۔ یعنی پہلے یہ کہنا کہ میرے علم میں میرے سوا تمہارا کوئی اللہ نہیں۔ پھر یہ کہنا کہ تمہارا سب کا بلند رب میں ہوں۔ بعض کہتے ہیں مراد کفر و نافرمانی ہے۔ لیکن صحیح قول پہلا ہے اور اس میں کوئی شک نہیں۔ اس میں ان لوگوں کے لیے عبرت و نصیحت ہے جو نصیحت حاصل کریں اور باز آ جائیں۔

قدرت باری تعالیٰ کے دلائل: [آیت: ۲۷-۳۳] جو لوگ مرنے کے بعد جی اٹھنے کے منکر تھے انہیں پروردگار دلیلیں دیتا ہے کہ تمہاری پیدائش سے تو بہت زیادہ مشکل پیدائش آسمانوں کی ہے۔ جیسے اور جگہ ہے ﴿لَخَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اَكْبَرُ مِنْ خَلْقِ النَّاسِ﴾ ❸ یعنی زمین و آسمان کی پیدائش انسانوں کی پیدائش سے زیادہ بھاری ہے"۔ اور ایک جگہ ہے ﴿اَوَلَيْسَ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِقٰدِرٍ عَلٰۤى اَنْ يَّخْلُقَ مِثْلَهُمْ بَلٰى وَهُوَ الْخَلّٰقُ الْعَلِيْمُ ۝﴾ ❹ کیا جس نے زمین و آسمان پیدا کر دیا وہ ان جیسے انسانوں کو دوبارہ پیدا کرنے پر قدرت نہیں رکھتا؟ ضرور قادر ہے اور وہ ہی بڑا پیدا کرنے والا اور خوب جاننے والا ہے۔ آسمان کو اس نے بنایا یعنی بلند و بالا خوب چوڑا اور کشادہ اور بالکل برابر بنایا۔ پھر اندھیری راتوں میں خوب چمکنے والے ستارے اس میں جڑ دیے۔ رات سیاہ اور اندھیرے والی بنائی اور دن کو روشن اور نور والا بنایا اور زمین کو اس کے بعد بچھا دیا۔ یعنی پانی اور چارہ نکالا۔ سورۂ حم سجدہ میں یہ بیان گزر چکا ہے کہ زمین کی پیدائش تو آسمان سے پہلے ہے۔ ہاں اس کی برکات کا اظہار آسمانوں کی پیدائش کے =

❶ ۲۸/ القصص:۳۸۔ ❷ ۲۸/ القصص:۴۱۔ ❸ ۴۰/ المؤمن:۵۷۔ ❹ ۳۶/ یٰسٓ:۸۱۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فَإِذَا جَاءَتِ الطَّامَّةُ الْكُبْرَىٰ ﴿٣٤﴾ يَوْمَ يَتَذَكَّرُ الْإِنسَانُ مَا سَعَىٰ ﴿٣٥﴾ وَبُرِّزَتِ
الْجَحِيمُ لِمَن يَرَىٰ ﴿٣٦﴾ فَأَمَّا مَن طَغَىٰ ﴿٣٧﴾ وَآثَرَ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا ﴿٣٨﴾ فَإِنَّ الْجَحِيمَ هِيَ
الْمَأْوَىٰ ﴿٣٩﴾ وَأَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهِ وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوَىٰ ﴿٤٠﴾ فَإِنَّ الْجَنَّةَ
هِيَ الْمَأْوَىٰ ﴿٤١﴾ يَسْأَلُونَكَ عَنِ السَّاعَةِ أَيَّانَ مُرْسَاهَا ﴿٤٢﴾ فِيمَ أَنتَ مِن
ذِكْرَاهَا ﴿٤٣﴾ إِلَىٰ رَبِّكَ مُنتَهَاهَا ﴿٤٤﴾ إِنَّمَا أَنتَ مُنذِرُ مَن يَخْشَاهَا ﴿٤٥﴾ كَأَنَّهُمْ يَوْمَ
يَرَوْنَهَا لَمْ يَلْبَثُوا إِلَّا عَشِيَّةً أَوْ ضُحَاهَا ﴿٤٦﴾ ع

ترجمہ: پس جب کہ وہ بہت بڑے ہنگامے کا دن آ جائے گا۔[٣٤] جس دن کہ انسان اپنے کیے ہوئے کاموں کو یاد کرے گا۔[٣٥] اور ہر دیکھنے والے کے سامنے جہنم ظاہر کی جائے گی۔[٣٦] تو جس شخص نے سرکشی کی ہوگی،[٣٧] اور دنیوی زندگی کو ترجیح دی ہوگی،[٣٨] اس کا ٹھکانا جہنم ہی ہے۔[٣٩] ہاں جو شخص اپنے رب کے سامنے کھڑے ہونے سے ڈرتا رہا ہوگا اور اپنے نفس کو اس نے خواہش سے روکا ہوگا[٤٠] تو اس کا ٹھکانا جنت ہی ہے۔[٤١] لوگ تجھ سے قیامت کے قائم ہونے کا وقت دریافت کر رہے ہیں۔[٤٢] تجھے اس کے بیان کرنے سے کیا تعلق؟[٤٣] اس کے علم کی انتہا تو اللہ کی جانب ہے[٤٤] تو تو صرف اس سے ڈرتے رہنے والوں کو آگاہ کرنے والا ہے۔[٤٥] جس روز یہ اسے دیکھ لیں گے تو ایسا معلوم ہوگا کہ صرف دن کا آخری حصہ یا اول حصہ ہی دنیا میں رہے ہیں۔[٤٦]

= بعد ہوا جس کا بیان یہاں ہو رہا ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما اور بہت سے مفسرین سے یہی مروی ہے۔ امام ابن جریر رحمہ اللہ علیہ بھی اسی کو پسند فرماتے ہیں۔ اس کا تفصیلی بیان گزر چکا ہے۔ اور پہاڑوں کو اس نے خوب مضبوط گاڑ دیا ہے۔ وہ حکمتوں والا صحیح علم والا ہے۔ اور ساتھ ہی اپنی مخلوق پر بے حد مہربان ہے۔ مسند احمد میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ ”جب اللہ تعالیٰ نے زمین کو پیدا کیا تو وہ ہلنے لگی۔ پروردگار نے پہاڑوں کو پیدا کر کے زمین پر گاڑ دیا جس سے وہ ٹھہر گئی۔ فرشتوں کو اس سے سخت تر تعجب ہوا' اور پوچھنے لگے اے اللہ! تیری مخلوق میں ان پہاڑوں سے بھی زیادہ سخت چیز کوئی اور ہے؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ہاں! لوہا۔ پوچھا اس سے بھی زیادہ سخت؟ فرمایا: آگ۔ پوچھا' اس سے بھی زیادہ سخت؟ فرمایا: ہاں! پانی۔ پوچھا اس سے بھی زیادہ سخت؟ فرمایا: ہوا۔ پوچھا پروردگار! کیا تیری مخلوق میں اس سے بھاری بھی کوئی اور چیز ہے؟ فرمایا: ہاں! وہ ابن آدم ہے جو اپنے دائیں ہاتھ سے جو خرچ کرتا ہے اس کی خبر بائیں ہاتھ کو بھی نہیں ہوتی۔“ ❶ ابن جریر میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ”جب زمین کو اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا تو کانپنے لگی اور کہنے لگی کہ مجھ پر تو آدم علیہ السلام کو اور ان کی اولاد کو پیدا کرنے والا ہے جو اپنی گندگی مجھ پر ڈالیں گے' اور میری پیٹھ پر تیری نافرمانیاں کریں گے۔ اللہ تعالیٰ نے پہاڑ کو گاڑ کر زمین کو ٹھہرا دیا ہے۔ بہت سے پہاڑ تم دیکھ رہے ہو اور بہت سے تمہاری نگاہوں سے اوجھل ہیں۔ زمین کا پہاڑوں کے بعد سکون حاصل کرنا بالکل ایسا ہی تھا جیسے اونٹ کو ذبح کرتے ہی اس کا گوشت تھرکتا رہتا ہے پھر کچھ دیر بعد ٹھہر جاتا ہے۔“ پھر فرماتا ہے کہ یہ سب تمہارے اور تمہارے جانوروں کے فائدے کے لیے ہے۔ یعنی زمین سے چشموں اور نہروں کا

---

❶ احمد، ٣/ ١٢٤؛ ترمذی، کتاب التفسیر، باب فی حکمة خلق الجبال، ٣٣٦٩ وسندہ حسن۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جاری کرنا زمین کے پوشیدہ خزانوں کو ظاہر کرنا' کھیتیاں اور درخت اگانا' پہاڑوں کا گاڑنا تاکہ زمین سے پورا پورا فائدہ تم اٹھا سکو۔ یہ سب باتیں انسانوں کے فائدے کے لیے ہیں۔ اور ان کے جانوروں کے فائدے کے لیے۔ پھر وہ جانور بھی ان ہی کے فائدے کے لیے ہیں کہ بعض کا گوشت کھاتے ہیں' بعض پر سواریاں لیتے ہیں اور اپنی عمر اس دنیا میں سکھ چین سے بسر کر رہے ہیں۔

قیامت کی تلخیاں: [آیت:۳۴۔۴۶] ﴿طَآمَّةُ الْكُبْرٰى﴾ سے مراد قیامت کا دن ہے۔ اس لیے کہ وہ ہولناک اور بڑے ہنگامے والا دن ہوگا۔ جیسے اور جگہ ہے ﴿وَالسَّاعَةُ اَدْهٰى وَاَمَرُّ ۝﴾ ❶ یعنی قیامت بڑی سخت اور ناگوار چیز ہے۔ اس دن ابن آدم اپنے بھلے برے اعمال کو یاد کرے گا' اور کافی نصیحت حاصل کرے گا۔ جیسے اور جگہ ہے ﴿يَوْمَئِذٍ يَّتَذَكَّرُ الْاِنْسَانُ وَاَنّٰى لَهُ الذِّكْرٰى ۝ؕ﴾ ❷ یعنی اس دن آدمی نصیحت حاصل کرلے گا لیکن آج کی نصیحت اسے کچھ فائدہ نہ دے گی۔ لوگوں کے سامنے جہنم لائی جائے گی اور وہ اپنی آنکھوں سے اسے دیکھ لیں گے۔ اس دن سرکشی کرنے والے اور دنیا کو ترجیح دینے والوں کا ٹھکانا جہنم ہوگا۔ ان کی خوراک زقوم ہوگا اور ان کا پانی حمیم ہوگا۔ ہاں ہمارے سامنے کھڑے ہونے سے ڈرتے رہنے والوں اور اپنے آپ کو نفسانی خواہشوں سے بچاتے رہنے والوں' خوف الٰہی دل میں رکھنے والوں اور برائیوں سے باز رہنے والوں کا ٹھکانا جنت ہے۔ اور وہاں کی کل نعمتوں کے حصہ دار صرف یہی ہیں۔

پھر فرمایا: قیامت کے بارے میں تم سے سوال ہو رہے ہیں۔ تم کہہ دو کہ نہ مجھے اس کا علم ہے نہ مخلوق میں سے کسی اور کو۔ صرف اللہ ہی جانتا ہے کہ قیامت کب آئے گی؟ اس کا صحیح وقت کسی کو معلوم نہیں۔ وہ زمین و آسمان پر بھاری پڑ رہی ہے وہ اچانک آجائے گی۔ لوگ تجھ سے اس طرح پوچھتے ہیں کہ گویا تم اسے جانتے ہو۔ حالانکہ دراصل اس کا علم سوائے اللہ تبارک وتعالیٰ کے اور کسی کو نہیں۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام بھی جس وقت انسانی صورت میں آپ ﷺ کے پاس آئے اور کچھ سوالات کیے جن کے جوابات آپ ﷺ نے دیے۔ پھر اسی قیامت کے دن کے تعین کا سوال کیا۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''جس سے پوچھتے ہو نہ وہ اسے جانے نہ خود پوچھنے والے کو اس کا علم۔'' ❸ پھر فرمایا کہ اے نبی! آپ تو صرف لوگوں کے ڈرانے والے ہیں۔ اور اس سے نفع ان ہی کو پہنچے گا جو اس خوفناک دن کا ڈر رکھتے ہیں۔ وہ تیاری کرلیں گے اور اس دن کے خطرے سے بچ جائیں گے۔ باقی لوگ جو ہیں وہ آپ ﷺ کے فرمان سے عبرت حاصل نہیں کریں گے بلکہ مخالفت کریں گے۔ اور اس دن بدترین نقصان اور مہلک عذابوں میں گرفتار ہوں گے۔ لوگ جب اپنی اپنی قبروں سے اٹھ کر محشر کے میدان میں جمع ہوں گے اس وقت اپنی دنیا کی زندگی انہیں بہت ہی کم نظر آئے گی۔ اور ایسا معلوم ہوگا کہ صرف صبح کا یا صرف شام کا کچھ حصہ دنیا میں گزارا ہے۔ ظہر سے لے کر آفتاب کے غروب ہونے کے وقت کو عَشِيَّة کہتے ہیں اور سورج نکلنے سے لے کر آدھے دن تک کے وقت کو ضحیٰ کہتے ہیں۔ ❹ مطلب یہ ہے کہ آخرت کو دیکھ کر دنیا کی لمبی عمر بھی اتنی کم محسوس ہونے لگی گی۔

سورۂ نازعات کی تفسیر ختم ہوئی۔ فَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔

---

❶ ٥٤/ القمر:٤٦۔ ❷ ٨٩/ الفجر:٢٣۔

❸ صحيح بخارى، كتاب الايمان، باب سؤال جبريل النبى ﷺ عن الايمان...... ٥٠؛ صحيح مسلم، ٩۔

❹ الدر المنثور، ٨/ ٤١٣۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تفسیر سورۂ عبس

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

عَبَسَ وَتَوَلّٰٓى ۝ أَنْ جَآءَهُ الْأَعْمٰى ۝ وَمَا يُدْرِيْكَ لَعَلَّهٗ يَزَّكّٰٓى ۝ أَوْ يَذَّكَّرُ فَتَنْفَعَهُ الذِّكْرٰى ۝ أَمَّا مَنِ اسْتَغْنٰى ۝ فَأَنْتَ لَهٗ تَصَدّٰى ۝ وَمَا عَلَيْكَ أَلَّا يَزَّكّٰى ۝ وَأَمَّا مَنْ جَآءَكَ يَسْعٰى ۝ وَهُوَ يَخْشٰى ۝ فَأَنْتَ عَنْهُ تَلَهّٰى ۝ كَلَّآ إِنَّهَا تَذْكِرَةٌ ۝ فَمَنْ شَآءَ ذَكَرَهٗ ۝ فِيْ صُحُفٍ مُّكَرَّمَةٍ ۝ مَّرْفُوْعَةٍ مُّطَهَّرَةٍ ۝ بِأَيْدِيْ سَفَرَةٍ ۝ كِرَامٍ بَرَرَةٍ ۝

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کے نام سے شروع جو بہت بڑا رحمٰن ورحیم ہے

اس نے ترش رو ہو کر منہ موڑ لیا[۱] صرف اس لئے کہ اس کے پاس ایک نابینا آیا۔[۲] تجھے کیا خبر شاید وہ سنور جاتا[۳] یا نصیحت سنتا اور اسے نصیحت فائدہ پہنچاتی۔[۴] جو بے پروائی کرتا ہے[۵] اس کی طرف تو تو پوری توجہ کرتا ہے۔[۶] حالانکہ اس کے نہ سنورنے سے تیرا کوئی نقصان نہیں۔[۷] اور جو شخص تیرے پاس دوڑتا ہوا آتا ہے۔[۸] اور وہ ڈر بھی رہا ہے۔[۹] تو اس سے تو بے رخی برتتا ہے۔[۱۰] یہ ٹھیک نہیں قرآن تو نصیحت کی چیز ہے۔[۱۱] جو چاہے اسے یاد کرلے۔[۱۲] یہ تو پر عظمت صحیفوں میں ہے۔[۱۳] جو بلند و بالا اور پاک صاف ہیں۔[۱۴] جو ایسے لکھنے والوں کے ہاتھوں میں ہے[۱۵] جو بزرگ اور پاکباز ہیں۔[۱۶]

سورۂ عبس کا شان نزول اور حضرت ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کی فضیلت: [آیت: ۱-۱۶] بہت سے مفسرین سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک مرتبہ قریش کے سرداروں کو اسلامی تعلیم سمجھا رہے تھے اور مشغولیت کے ساتھ ان کی طرف متوجہ تھے دل میں خیال تھا کہ کیا عجب اللہ تعالیٰ انہیں اسلام نصیب کردے۔ ناگہاں حضرت عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ آپ کے پاس آئے۔ پرانے مسلمان تھے۔ عموماً حضور ﷺ کے خدمت میں حاضر ہوتے رہتے تھے اور دین اسلام کی تعلیم سیکھتے رہتے تھے اور مسائل دریافت کرتے رہتے تھے۔ آج بھی حسب عادت آتے ہی سوالات شروع کئے اور آگے بڑھ بڑھ کر حضور ﷺ کو اپنی طرف متوجہ کرنا چاہا۔ آپ ﷺ چونکہ اس وقت ایک اہم امر دینی میں پوری طرح مشغول تھے۔ ان کی طرف توجہ نہ فرمائی بلکہ ذرا گراں خاطر گزرا اور پیشانی مبارک پر بل پڑ گئے۔ اس پر یہ آیتیں نازل ہوئیں کہ آپ ﷺ کی بلند شان اور اعلیٰ اخلاق کے لائق یہ بات نہ تھی کہ اس نابینا سے جو ہمارے خوف سے دوڑتا بھاگتا آپ ﷺ کی خدمت میں علم دین سیکھنے کے لئے آئے اور آپ ﷺ اس سے منہ پھیر لیں اور ان کی طرف متوجہ رہیں جو سرکش ہیں اور مغرور و متکبر ہیں۔ بہت ممکن ہے کہ یہی پاک ہوجائے اور اللہ کی باتیں سن کر برائیوں سے بچ جائے اور احکام کی تعمیل کے لئے تیار ہوجائے۔ یہ کیا کہ آپ (ﷺ) ان بے پروا لوگوں کی جانب تمام تر توجہ فرمالیں؟

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آپ ﷺ پر کوئی ان کا راہ راست پر لا کھڑا کرنا ضروری تھوڑا ہے؟ وہ اگر آپ کی باتیں نہ مانیں تو آپ پر ان کے اعمال کی پکڑ ہرگز نہیں ہے۔ مطلب یہ ہے کہ تبلیغ دین میں شریف وضعیف، فقیر وغنی، آزاد وغلام، مرد وعورت چھوٹے بڑے سب برابر ہیں۔ آپ ﷺ سب کو یکساں نصیحت کیا کریں ہدایت اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے۔ وہ اگر کسی کو راہ راست سے دور رکھے تو اس کی حکمت وہی جانتا ہے۔ جسے اپنی راہ پر لگا لے اسے بھی وہی خوب جانتا ہے۔ حضرت ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کے آنے کے وقت حضور ﷺ کا مخاطب ابی بن خلف تھا۔ اس کے بعد حضور ﷺ ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کی بڑی تکریم اور آؤ بھگت کیا کرتے تھے۔ (مسند ابو یعلی)

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کو قادسیہ کی لڑائی میں دیکھا ہے۔ زرہ پہنے ہوئے تھے اور سیاہ جھنڈا لئے ہوئے تھے۔ ❶ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ”جب یہ آئے اور کہنے لگے کہ حضرت! مجھے بھلائی کی باتیں سکھایئے تو اس وقت رؤساء قریش آپ ﷺ کی مجلس میں تھے۔ آپ ﷺ نے ان کی طرف پوری توجہ نہ فرمائی انھیں سمجھاتے جاتے تھے اور فرماتے جاتے تھے کہو میری بات ٹھیک ہے؟ ❷ وہ کہتے جاتے تھے ہاں (حضرت) درست ہے۔ ان لوگوں میں عتبہ بن ربیعہ، ابو جہل بن ہشام، عباس بن عبدالمطلب تھے۔ آپ ﷺ کی بڑی کوشش تھی اور پوری حرص تھی کہ کسی طرح یہ لوگ دین حق کو قبول کر لیں ادھر یہ آگئے اور کہنے لگے کہ حضور! قرآن پاک کی کوئی آیت مجھے سنایئے اور اللہ کی باتیں سکھلایئے۔ آپ ﷺ کو اس وقت ان کی بات ذرا بے موقعہ لگی اور منہ پھیر لیا اور ادھر ہی متوجہ رہے۔ جب ان سے باتیں پوری کر کے آپ ﷺ گھر جانے لگے تو آنکھوں تلے اندھیرا چھا گیا اور سر نیچا ہو گیا اور یہ آیتیں اتریں۔ پھر تو آپ ﷺ ان کی بڑی عزت کیا کرتے تھے اور پوری توجہ سے کان لگا کر ان کی باتیں سنا کرتے تھے۔ آتے جاتے ہر وقت پوچھتے کہ کچھ کام ہے، کچھ حاجت ہے، کچھ کہتے ہو، کچھ مانگتے ہو؟“ ❸ (ابن جریر وغیرہ) اس روایت میں غرابت ہے نکارت ہے اور اس کی سند میں بھی کلام ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ”میں نے رسول اللہ سے سنا آپ ﷺ فرماتے تھے کہ بلال رات رہتے ہوئے اذان دیا کرتے ہیں تو تم سحری کھاتے پیتے رہو یہاں تک کہ ابن ام مکتوم کی اذان سنو۔ ❹ یہ وہ نابینا ہیں جن کے بارے میں ﴿عَبَسَ وَتَوَلّٰٓى ○ اَنْ جَآءَهُ الْاَعْمٰى ○﴾ اتری تھی۔ یہ بھی مؤذن تھے۔ بینائی میں نقصان تھا۔ جب لوگ صبح صادق دیکھ لیتے اور اطلاع کر دیتے کہ صبح ہو گئی تب یہ اذان کہا کرتے تھے“ (ابن ابی حاتم) ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کا مشہور نام تو عبداللہ ہے۔ بعضوں نے کہا ہے کہ ان کا نام عمرو ہے۔ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ۔

﴿اِنَّهَا تَذْكِرَةٌ﴾ یعنی یہ نصیحت ہے اس سے مراد یا تو یہ سورت ہے یا یہ مساوات کہ تبلیغ دین میں سب یکساں ہیں مراد ہے۔ سدی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ اس سے قرآن مراد ہے جو شخص چاہے اسے یاد کر لے۔ یعنی اللہ کو یاد کرے اور اپنے تمام کاموں میں اس کے فرمان کو مقدم رکھے۔ یا یہ مطلب ہے کہ وحی الٰہی کو یاد کر لے۔ یہ سورت اور یہ وعظ ونصیحت بلکہ سارا کا سارا قرآن موقر معزز اور معتبر صحیفوں میں ہے جو بلند قدر اور اعلیٰ مرتبہ والے ہیں۔ جو میل کچیل سے اور کمی زیادتی سے محفوظ اور پاک صاف ہیں۔ جو فرشتوں کے پاک ہاتھوں میں ہیں۔ اور یہ بھی مطلب ہو سکتا ہے کہ اصحاب رسول ﷺ کے پاکیزہ ہاتھوں میں ہیں۔ حضرت قتادہ رحمہ اللہ کا قول ہے کہ اس سے مراد قاری ہیں۔

---

❶ مسند ابی یعلی، ۳۱۲۳ وسندہ ضعیف قتادہ لم یصرح بالسماع فی ھذا اللفظ۔

❷ الترمذی، ۳۳۲۸، وقال: حسن غریب؛ ابو یعلی، ٤٨٤٨ والحاکم، ۲/ ٥١٤ والطبری، ۷۶۳۱۸ وسندہ صحیح واخطأ من ضعفه۔ ❸ الطبری، ٢٤/ ٢١٨ وسندہ ضعیف جداً اس کی سند میں عطیہ العوفی مجروح راوی ہے (التقریب، ۲/ ٢٤؛ رقم: ٢١٦) ❹ وسندہ ضعیف، الزہری لم یصرح بالسماع۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قُتِلَ الْاِنْسَانُ مَآ اَكْفَرَهٗ ﴿۱۷﴾ مِنْ اَيِّ شَيْءٍ خَلَقَهٗ ﴿۱۸﴾ مِنْ نُّطْفَةٍ ؕ خَلَقَهٗ
فَقَدَّرَهٗ ﴿۱۹﴾ ثُمَّ السَّبِيْلَ يَسَّرَهٗ ﴿۲۰﴾ ثُمَّ اَمَاتَهٗ فَاَقْبَرَهٗ ﴿۲۱﴾ ثُمَّ اِذَا شَآءَ اَنْشَرَهٗ ﴿۲۲﴾ كَلَّا
لَمَّا يَقْضِ مَآ اَمَرَهٗ ﴿۲۳﴾ فَلْيَنْظُرِ الْاِنْسَانُ اِلٰى طَعَامِهٖٓ ﴿۲۴﴾ اَنَّا صَبَبْنَا الْمَآءَ
صَبًّا ﴿۲۵﴾ ثُمَّ شَقَقْنَا الْاَرْضَ شَقًّا ﴿۲۶﴾ فَاَنْۢبَتْنَا فِيْهَا حَبًّا ﴿۲۷﴾ وَّعِنَبًا وَّقَضْبًا ﴿۲۸﴾
وَّزَيْتُوْنًا وَّنَخْلًا ﴿۲۹﴾ وَّحَدَآئِقَ غُلْبًا ﴿۳۰﴾ وَّفَاكِهَةً وَّاَبًّا ﴿۳۱﴾ مَّتَاعًا لَّكُمْ وَلِاَنْعَامِكُمْ ﴿۳۲﴾

ترجمہ: اللہ کی مار انسان بھی کیسا ناشکرا ہے۔[۱۷] اسے اللہ نے کس چیز سے پیدا کیا؟[۱۸] ایک نطفہ سے پیدا کیا ہے پھر اس کی تقدیر مقرر کی[۱۹] پھر اس کے لئے راستہ آسان کر دیا[۲۰] پھر اسے موت دی اور پھر قبر میں دفن کیا۔[۲۱] پھر جب چاہے گا اسے زندہ کر دے گا۔[۲۲] ہرگز نہیں اس نے اب تک اللہ کے حکم کی بجا آوری نہیں کی[۲۳] انسان کو چاہیے کہ اپنے کھانے کی طرف دیکھ لے[۲۴] کہ ہم نے بارش برسائی[۲۵] پھر زمین کو شق کیا (یعنی پھاڑا)[۲۶] پھر اس میں سے اناج اگائے[۲۷] اور انگور اور ترکاری[۲۸] اور زیتون اور کھجور[۲۹] اور گنجان باغات[۳۰] اور میوہ اور گھاس چارہ (بھی اگایا)[۳۱] تمہارے استعمال و فائدہ کے لئے اور تمہارے چوپایوں کے (فائدے و استعمال کے) لئے۔[۳۲]

ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ یہ نبطی زبان کا لفظ ہے معنیٰ ہیں قاری۔ امام ابن جریر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ صحیح بات یہی ہے کہ اس سے مراد فرشتے ہیں جو اللہ تعالیٰ اور مخلوق کے درمیان سفیر ہیں۔ سفیر اسے کہتے ہیں کہ جو صلح اور بھلائی کے لئے لوگوں میں کوشش کرتا پھرے۔ عرب شاعر کے ایک شعر میں بھی یہی معنی پائے جاتے ہیں۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس سے مراد فرشتے ہیں۔ وہ فرشتے جو اللہ تعالیٰ کی جانب سے وحی وغیرہ لے کر آتے ہیں۔ وہ ایسے ہی ہیں جیسے لوگوں میں صلح کرانے والے سفیر ہوتے ہیں۔ ❶ وہ ظاہر باطن میں پاک ہیں۔ وجیہ، خوش رو، شریف اور بزرگ ظاہر میں۔ اخلاق و افعال کے پاکیزہ باطن میں۔ یہاں سے یہ بھی معلوم کر لینا چاہئے کہ قرآن کے پڑھنے والوں کو اخلاق و اعمال اچھے رکھنے چاہئیں۔ مسند احمد کی ایک حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں "جو قرآن کو پڑھے اور اس کی مہارت حاصل کرے وہ بزرگ لکھنے والے فرشتوں کے ساتھ ہوگا اور جو باوجود مشقت کے بھی پڑھے اسے دوہرا اجر ملے گا۔" ❷

مرنے کے بعد اٹھنے کے عقلی دلائل: [آیت:۱۷۔۳۲] جو لوگ مرنے کے بعد جی اٹھنے کے انکاری تھے ان کی یہاں مذمت بیان ہو رہی ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں یعنی انسان پر لعنت ہو یہ کتنا بڑا ناشکر گزار ہے اور یہ بھی معنی کئے گئے ہیں کہ عموماً کل انسان جھٹلانے والے ہیں بلا دلیل محض اپنے خیال سے ایک چیز کو ناممکن جان کر باوجود علمی سرمایہ کی کمی کے جھٹ سے اللہ کی باتوں کی تکذیب کر دیتا ہے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ اسے اس جھٹلانے پر کونسی چیز آمادہ کرتی ہے؟ اس کے بعد اس کی اصلیت جتلائی جاتی ہے کہ وہ خیال کرے کہ کس قدر حقیر اور ذلیل چیز سے اللہ نے اسے بنایا ہے کیا وہ اسے دوبارہ پیدا کرنے پر قدرت نہیں رکھتا؟ اس نے انسان کو نطفے سے پیدا کیا پھر اس کی تقدیر مقدر کی یعنی عمر روزی عمل اور نیک و بد ہونا۔ پھر اس کے لئے ماں کے پیٹ سے نکلنے کا راستہ

❶ صحیح بخاری، کتاب التفسیر، سورة عبس قبل حدیث، ۴۹۳۷۔ ❷ صحیح بخاری، حوالہ سابق، ۴۹۳۷؛ صحیح مسلم، ۷۹۸؛ ابو داود، ۱۴۵۴؛ ترمذی، ۲۹۰۴؛ ابن ماجہ، ۳۷۷۹؛ احمد، ۶/ ۴۸۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آسان کر دیا۔ اور یہ بھی معنی ہیں کہ ہم نے اپنے دین کا راستہ آسان کر دیا یعنی واضح اور ظاہر کر دیا جیسے اور جگہ ہے ﴿اِنَّا هَدَيْنٰهُ السَّبِيْلَ اِمَّا شَاكِرًا وَّاِمَّا كَفُوْرًا﴾ ❶ یعنی ہم نے اسے راہ دکھائی پھر یا تو وہ شکر گزار بنے یا ناشکرا۔ حسن اور ابن زید اسی کو راجح بتلاتے ہیں۔ ❷ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ۔

اس کی پیدائش کے بعد پھر اسے موت دی اور پھر قبر میں لے گیا۔ عرب کا محاورہ ہے کہ وہ جب کسی کو دفن کریں تو کہتے ہیں قَبَرْتُ الرَّجُلَ اور کہتے ہیں کہ اَقْبَرَهُ اللّٰهُ اسی طرح کے اور بھی محاورے ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ اب اللہ نے اسے قبر والا بنا دیا پھر جب اللہ چاہے گا اسے دوبارہ زندہ کر دے گا اسی زندگی کو بعث بھی کہتے ہیں اور نشور بھی۔ جیسے اور جگہ ہے ﴿وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنْ خَلَقَكُمْ مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ اِذَآ اَنْتُمْ بَشَرٌ تَنْتَشِرُوْنَ﴾ ❸ اس کی نشانیوں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ اس نے تمہیں مٹی سے پیدا کیا پھر تم انسان بن کر اٹھ بیٹھے اور جگہ ہے ﴿كَيْفَ نُنْشِزُهَا﴾ ❹ الخ۔ ہڈیوں کو دیکھو کہ ہم کس طرح انھیں اٹھاتے بٹھاتے ہیں پھر کس طرح انھیں گوشت چڑھاتے ہیں۔ ابن ابی حاتم کی حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ ''انسان کے تمام اعضاء وغیرہ کو مٹی کھا جاتی ہے مگر ریڑھ کی ہڈی کو۔ لوگوں نے کہا وہ کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: ایک رائی کے دانے کے برابر ہے اسی سے پھر تمہاری پیدائش ہوگی۔'' ❺ یہ حدیث بغیر سوال جواب کی زیادتی کے بخاری و مسلم میں بھی ہے کہ ابن آدم سڑ گل جاتا ہے مگر ریڑھ کی ہڈی کہ اسی سے پیدا کیا گیا ہے اور اسی سے پھر ترکیب دیا جائے گا۔ ❻

پھر اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے کہ جس طرح یہ ناشکرا اور بے قدر انسان کہتا ہے کہ اس نے اپنی جان و مال میں اللہ کا جو حق تھا وہ ادا کر دیا لیکن ایسا ہرگز نہیں ہے بلکہ ابھی تو اس نے فرائض الٰہی سے بھی سبکدوشی حاصل نہیں کی۔ حضرت مجاہد رحمہ اللہ کا فرمان ہے کہ کسی شخص سے اللہ تعالیٰ کے فرائض کی پوری ادائیگی نہیں ہو سکتی۔ حسن بصری رحمہ اللہ سے بھی ایسے ہی معنی مروی ہیں۔ متقدمین میں سے میں نے تو اس کے سوا کوئی اور کلام نہیں پایا۔ ہاں مجھے اس کے یہ معنی معلوم ہوتے ہیں کہ فرمان باری کا یہ مطلب ہے کہ پھر جب چاہے دوبارہ پیدا کرے گا۔ اب تک اس کے فیصلے کے مطابق وقت نہیں آیا۔ یعنی ابھی بھی وہ ایسا نہیں کرے گا' یہاں تک کہ مدت مقررہ ختم ہو اور بنی آدم کی تقدیر پوری ہو۔

ان کی قسمت میں اس دنیا میں آنا اور یہاں بھلا برا کرنا وغیرہ جو مقدر ہو چکا ہے وہ سب اللہ تعالیٰ کے اندازے کے مطابق پورا ہو چکے اس وقت وہ خلاق کل دوبارہ زندہ کر دے گا۔ اور جیسے کہ پہلی مرتبہ پیدا کیا تھا' اب دوسری دفعہ پیدا کر دے گا۔ ابن ابی حاتم میں حضرت وہب بن منبہ رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ حضرت عزیر علیہ السلام نے فرمایا: میرے پاس ایک فرشتہ آیا اور اس نے مجھ سے کہا کہ قبریں زمین کا پیٹ ہیں اور زمین مخلوق کی ماں ہے جب کہ کل مخلوق پیدا ہو چکے گی پھر قبروں میں پہنچ جائے گی اور قبریں سب بھر جائیں گی اس وقت دنیا کا سلسلہ ختم ہو جائے گا اور جو بھی زمین پر ہوں گے سب مر جائیں گے اور جو کچھ زمین میں ہے اسے زمین اگل دے گی اور قبروں میں جو مردے ہیں سب باہر نکال دیئے جائیں گے۔ یہ قول ہم اپنی اس تفسیر کی دلیل میں پیش کر سکتے ہیں۔ وَاللّٰهُ سُبْحَانَهٗ وَتَعَالٰى اَعْلَمُ

اللہ کے احسانات کا تذکرہ: پھر ارشاد ہوتا ہے کہ میرے اس احسان کو دیکھیں کہ میں نے انہیں کھانا دیا اس میں بھی دلیل ہے موت کے بعد جی اٹھنے کی کہ جس طرح خشک غیر آباد زمین سے ہم نے تروتازہ درخت اگائے اور ان سے اناج وغیرہ پیدا کر کے تمہارے =

---

❶ ٧٦/ الدهر:٣۔ ❷ الطبری، ٢٤/ ٢٢٤۔ ❸ ٣٠/ الروم:٢٠۔ ❹ ٢/ البقرة:٢٥٩۔

❺ وسندہ ضعیف اس کی سند میں دراج ابوالسمح ہے جس کی ابوالہیثم سے کی ہوئی روایت ضعیف ہوتی ہے (التقريب، ١/ ٢٣٥؛ رقم: ٥٤)

❻ صحيح بخاری، کتاب التفسير، سورة عم يتساء لون، ٤٩٣٥؛ صحيح مسلم، ٢٩٥٥؛ ابو داود، ٤٧٤٣؛ ابن ماجه، ٤٢٦٦؛ احمد، ٢/ ٣٢٢؛ ابن حبان، ٣١٣٩۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فَاِذَا جَآءَتِ الصَّآخَّةُ ﴿۳۳﴾ يَوْمَ يَفِرُّ الْمَرْءُ مِنْ اَخِيْهِ ﴿۳۴﴾ وَاُمِّهٖ وَاَبِيْهِ ﴿۳۵﴾
وَصَاحِبَتِهٖ وَبَنِيْهِ ﴿۳۶﴾ لِكُلِّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ يَوْمَئِذٍ شَاْنٌ يُّغْنِيْهِ ﴿۳۷﴾ وُجُوْهٌ
يَّوْمَئِذٍ مُّسْفِرَةٌ ﴿۳۸﴾ ضَاحِكَةٌ مُّسْتَبْشِرَةٌ ﴿۳۹﴾ وَوُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ عَلَيْهَا غَبَرَةٌ ﴿۴۰﴾
تَرْهَقُهَا قَتَرَةٌ ﴿۴۱﴾ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْكَفَرَةُ الْفَجَرَةُ ﴿۴۲﴾

ع ۴۲/۵

ترجمہ: پس جبکہ کان بہرے کردینے والی قیامت آ جائے گی[۳۳]اس دن آدمی اپنے بھائی سے[۳۴]اور اپنی ماں اور اپنے باپ سے[۳۵] اور اپنی بیوی اور اپنی اولاد سے بھاگے گا[۳۶]ان میں سے ہر ایک کو اس دن ایک ایسا مشغلہ ہوگا' جو اسے مشغول رکھنے کے لیے کافی ہو گا[۳۷]اس دن بہت سے چہرے روشن ہوں گے[۳۸] جو ہنستے ہوئے اور ہشاش بشاش ہوں گے[۳۹]اور بہت سے چہرے اس دن غبار آلود ہوں گے[۴۰]جن پر سیاہی چڑھی ہوئی ہوگی[۴۱]وہ یہی کافر بدکردار لوگ ہوں گے۔[۴۲]

= لیے کھانا مہیا کیا اسی طرح گلی سڑی کھوکھلی اور چورا ہوگئی ہوئی ہڈیوں کو بھی ہم ایک روز زندہ کردیں گے اور انہیں گوشت پوست پہنا کر دوبارہ تمہیں زندہ کردیں گے۔ تم دیکھ لو کہ ہم نے آسمان سے برابر پانی برسایا پھر اسے ہم نے زمین میں پہنچا کر ٹھہرا دیا وہ بیج میں پہنچا اور زمین میں پڑے ہوئے دانوں میں سرایت کی جس سے وہ دانے اگے درخت پھوٹا اونچا ہوا اور کھیتیاں لہلہانے لگیں۔ کہیں اناج پیدا ہوا' کہیں انگور اور کہیں ترکاریاں۔ حَبّ تو کہتے ہیں ہر دانے کو۔ عنب کہتے ہیں انگور کو' اور قضب اس سبز چارے کو کہتے ہیں جسے جانور کھاتے ہیں۔ اور زیتون کو پیدا کیا جو روٹی کے ساتھ سالن کا کام دیتا ہے' جلایا جاتا ہے' تیل نکالا جاتا ہے۔ اور کھجوروں کے درخت پیدا کیے جو گدرائی ہوئی بھی کھائی جاتی ہیں' تر بھی کھائی جاتی ہیں اور خشک بھی کھائی جاتی ہیں اور پکی بھی اور اس کا شیرہ بھی بنایا جاتا ہے اور سرکہ بھی اور باغات پیدا کیے۔ غُلْبًا کے معنی کھجوروں کے بڑے بڑے پر میوہ درخت بھی ہیں۔ حدائق کہتے ہیں ہر اس باغ کو جو گھنا اور خوب بھرا ہوا اور گہرے سائے والا اور بڑے درختوں والا ہو۔ موٹی گردن والے آدمی کو بھی عرب اَغْلَبُ کہتے ہیں۔ اور میوے پیدا کیے اور اَبّ (گھاس) کہتے ہیں زمین کی اس سبزی کو جسے جانور کھاتے ہیں اور انسان اسے نہیں کھاتے جیسے گھاس پات وغیرہ۔ اب جانور کے لیے ایسا ہی ہے جیسے انسان کے لیے فاکہہ یعنی پھل میوہ۔

حضرت عطاء رحمہ اللہ کا قول ہے کہ زمین پر جو اگتا ہے اسے اَبّ کہتے ہیں۔ ضحاک رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ سوائے میووں کے باقی سب اَبّ ہیں۔ ابو السائب رحمہ اللہ فرماتے ہیں اَبّ آدمی کے کھانے میں بھی آتا ہے اور جانور کے کھانے میں بھی۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے اس کی بابت سوال ہوتا ہے تو فرماتے ہیں کونسا آسمان مجھے اپنے تلے سایہ دے گا اور کونسی زمین مجھے اپنی پیٹھ پر اٹھائے گی؟ اگر میں کتاب اللہ تعالیٰ میں وہ کہوں جس کا مجھے علم نہ ہو' لیکن یہ اثر منقطع ہے۔ ابراہیم تیمی رحمہ اللہ نے حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کو نہیں پایا۔ ہاں البتہ صحیح سند سے ابن جریر میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ "آپ نے منبر پر سورۂ عبس پڑھی اور یہاں تک پہنچ کر کہا کہ فاکھۃ کو تو ہم جانتے ہیں لیکن یہ اَبّ کیا چیز ہے؟ پھر خود ہی فرمایا: عمر! اس تکلیف کو چھوڑ۔ ❶ اس سے مراد یہ ہے کہ اس کی شکل وصورت اور اس کی تعیین معلوم نہیں ورنہ اتنا تو صرف آیت کے پڑھنے سے ہی صاف طور پر معلوم ہو رہا ہے کہ یہ زمین سے اگنے والی

❶ الطبری، ۲۴/ ۲۲۹۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایک چیز ہے کیونکہ پہلے یہ لفظ موجود ہے ﴿فَاَنْۢبَتْنَا فِيْهَا﴾ الخ۔" پھر فرماتا: ہے یہ تمہاری زندگی کے قائم رکھنے اور تمہیں فائدہ پہنچانے کے لیے اور تمہارے جانوروں کے لیے ہے کہ قیامت تک یہ سلسلہ جاری رہے گا اور تم اس سے فیض یاب ہوتے رہو گے۔

قیامت کی ہولنا کیاں: [آیت:۳۳۔۴۲] حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ صَآخَّةُ قیامت کا نام ہے۔ اور اس نام کی وجہ یہ ہے کہ اس کے نفخہ کی آواز اور اس کا شور وغل کانوں کے پردے پھاڑ دے گا اس دن انسان اپنے قریبی رشتہ داروں کو دیکھے گا لیکن بھاگتا پھرے گا کوئی کسی کے کام نہ آئے گا۔ میاں بیوی کو دیکھ کر کہے گا کہ بتلا تیرے ساتھ میں نے دنیا میں کیسا کچھ سلوک کیا؟ وہ کہے گی کہ بے شک آپ نے میرے ساتھ بہت ہی خوش سلوکی کی بہت پیار محبت سے رکھا۔ یہ کہے گا کہ آج مجھے ضرورت ہے صرف ایک نیکی دیدو تا کہ اس آفت سے چھوٹ جاؤں۔ تو وہ جواب دے گی کہ آپ کا سوال تھوڑی سی چیز کا ہی ہے مگر کیا کروں یہی ضرورت مجھے درپیش ہے اور اسی کا خوف مجھے لگ رہا ہے میں تو نیکی نہیں دے سکتی۔ بیٹا باپ سے ملے گا یہی کہے گا اور یہی جواب پائے گا۔

شفاعت کا تذکرہ: صحیح حدیث میں شفاعت کا بیان فرماتے ہوئے حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ "اولوالعزم پیغمبروں سے لوگ شفاعت کی طلب کریں گے اور ان میں سے ہر ایک یہی کہے گا کہ نفسی نفسی یہاں تک کہ حضرت عیسیٰ روح اللہ علیہ السلام بھی یہی فرمائیں گے کہ آج میں اللہ تعالیٰ سے سوائے اپنی جان کے اور کسی کے لیے کچھ بھی نہ کہوں گا۔ میں تو آج اپنی والدہ حضرت مریم علیہا السلام کے لیے بھی کچھ نہ کہوں گا جن کے بطن سے میں پیدا ہوا ہوں۔" ❶ الغرض دوست دوست سے' رشتہ دار رشتہ دار سے منہ چھپاتا پھرے گا۔ ہر ایک آپا دھاپی میں لگا ہو گا۔ کسی کو دوسرے کا ہوش بھی نہ ہو گا۔ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ "تم ننگے پیروں' ننگے بدن اور بے ختنہ اللہ تعالیٰ کے ہاں جمع کیے جاؤ گے۔ آپ ﷺ کی بیوی صاحبہ نے دریافت کیا کہ یارسول اللہ! پھر تو ایک دوسرے کی شرمگاہوں پر نظریں پڑیں گی۔ فرمایا: اس روز کی گھبراہٹ وہاں کا حیرت انگیز ہنگامہ ہر شخص کو مشغول کیے ہو گا بھلا کسی کو دوسرے کی طرف دیکھنے کا موقعہ اس دن کہاں؟" (ابن ابی حاتم)

بعض روایات میں ہے کہ آپ ﷺ نے پھر اسی آیت کی تلاوت فرمائی ﴿لِكُلِّ امْرِئٍ﴾ ❷ دوسری روایت میں ہے کہ یہ بیوی صاحبہ حضرت ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا تھیں۔ اور روایت میں ہے کہ ایک دن حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا نے حضور ﷺ سے کہا "یارسول اللہ! میرے ماں باپ آپ ﷺ پر فدا ہوں میں ایک بات پوچھتی ہوں ذرا بتا دیجیے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اگر میں جانتا ہوں تو ضرور بتلاؤں گا۔ پوچھا حضور! لوگوں کا حشر کس طرح ہو گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ننگے پیروں اور ننگے بدن۔ تھوڑی دیر کے بعد پوچھا کیا عورتیں بھی اسی حالت میں ہوں گی؟ فرمایا: ہاں۔ یہ سن کر ام المؤمنین رضی اللہ عنہا افسوس کرنے لگیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: عائشہ! اس آیت کو سن لو پھر تمہیں اس کا کوئی رنج وغم نہ رہے گا کہ کپڑے پہنے ہیں یا نہیں؟ پوچھا حضور! وہ آیت کونسی ہے فرمایا: ﴿لِكُلِّ امْرِئٍ﴾" ❸

ایک روایت میں ہے کہ ام المؤمنین حضرت سودہ رضی اللہ عنہا نے پوچھا یہ سن کر کہ لوگ اس طرح ننگے بدن' ننگے پاؤں بے ختنہ جمع کیے جائیں گے' پسینے میں غرق ہوں گے کسی کے منہ تک پسینہ پہنچ گیا ہو گا اور کسی کے کانوں تک' تو آپ ﷺ نے یہ آیت پڑھ کر سنائی۔ ❹ پھر ارشاد ہوتا ہے کہ وہاں لوگوں کے دو گروہ ہوں گے۔ بعض تو وہ ہوں گے جن کے چہرے خوشی سے چمک رہے ہوں گے'

---

❶ اس معنی کی روایات صحیح بخاری، کتاب التفسیر، سورة بنی اسرائیل باب ﴿ذرية من حملنا مع نوح......﴾ ٤٧١٢؛ صحیح مسلم، ١٩٤ وغیرہ میں موجود ہیں۔ ❷ ترمذی، کتاب تفسیر القرآن، باب ومن سورة عبس، ٣٣٣٢ وقال "حسن صحیح" وسنده حسن؛ نسائی، ٢٠٨٣؛ حاکم، ٢/ ٢٥١۔ ❸ نسائی، کتاب الجنائز، باب البعث، ٢٠٨٥ وھو صحیح بالشواھد۔

❹ حاکم ٢/ ٥١٤ وسنده ضعیف فیه اسماعیل بن ابی اویس وھو ضعیف علی الراجح وأحادیثه فی صحیح البخاری صحیحة۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دل خوشی سے مطمئن ہوں گے منہ خوبصورت اور نورانی ہوں گے۔ یہ تو جنتی جماعت ہے۔ دوسرا گروہ دوزخیوں کا ہوگا ان کے چہرے سیاہ ہوں گے گردآلود ہوں گے حدیث میں ہے کہ ان کا پسینہ مثل لگام کے ہو رہا ہوگا پھر گردوغبار پڑ رہا ہوگا۔ ❶ یہ وہ ہیں جن کے دلوں میں کفر تھا اور اعمال میں بدکاری تھی جیسے اور جگہ ہے ﴿وَلَا يَلِدُوْٓا اِلَّا فَاجِرًا كَفَّارًا﴾ ❷ یعنی ان کفار کی اولاد بھی بدکار کافر ہی ہوگی۔

سورۂ عبس کی تفسیر ختم ہوئی۔ فَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَالْمِنَّةُ

❶ وسندہ ضعیف مع ارسالہ اس کی سند میں ابو علی سولی جعفر بن محمد مجہول راوی ہے۔ ❷ ۷۱/ نوح: ۲۷۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تفسیر سورۂ تکویر

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اِذَا الشَّمۡسُ کُوِّرَتۡ ۪ۙ﴿۱﴾ وَ اِذَا النُّجُوۡمُ انۡکَدَرَتۡ ۪ۙ﴿۲﴾ وَ اِذَا الۡجِبَالُ سُیِّرَتۡ ۪ۙ﴿۳﴾ وَ اِذَا الۡعِشَارُ عُطِّلَتۡ ۪ۙ﴿۴﴾ وَ اِذَا الۡوُحُوۡشُ حُشِرَتۡ ۪ۙ﴿۵﴾ وَ اِذَا الۡبِحَارُ سُجِّرَتۡ ۪ۙ﴿۶﴾ وَ اِذَا النُّفُوۡسُ زُوِّجَتۡ ۪ۙ﴿۷﴾ وَ اِذَا الۡمَوۡءٗدَۃُ سُئِلَتۡ ۪ۙ﴿۸﴾ بِاَیِّ ذَنۡۢبٍ قُتِلَتۡ ۚ﴿۹﴾ وَ اِذَا الصُّحُفُ نُشِرَتۡ ۪ۙ﴿۱۰﴾ وَ اِذَا السَّمَآءُ کُشِطَتۡ ۪ۙ﴿۱۱﴾ وَ اِذَا الۡجَحِیۡمُ سُعِّرَتۡ ۪ۙ﴿۱۲﴾ وَ اِذَا الۡجَنَّۃُ اُزۡلِفَتۡ ۪ۙ﴿۱۳﴾ عَلِمَتۡ نَفۡسٌ مَّاۤ اَحۡضَرَتۡ ﴿ؕ۱۴﴾

ترجمہ: اللہ رحمن ورحیم کے نام سے شروع کرتا ہوں۔

جب سورج لپیٹ لیا جائے گا۔[۱] اور جب ستارے بےنور ہو جائیں گے۔[۲] اور جب پہاڑ چلائے جائیں گے۔[۳] اور جب گابھن اونٹنیاں چھوڑ دی جائیں گی۔[۴] اور جب وحشی جانور اکٹھے کیے جائیں گے۔[۵] اور جب دریا بھڑکائے جائیں گے۔[۶] اور جب ہر قسم کے لوگ ملا دیئے جائیں گے۔[۷] اور جب زندہ گاڑی ہوئی لڑکی سے سوال کیا جائے گا[۸] کہ کس گناہ کی وجہ سے وہ قتل کی گئی۔[۹] اور جب نامۂ اعمال کھول دیئے جائیں گے۔[۱۰] اور جب آسمان کی کھال اتار لی جائے گی۔[۱۱] اور جب جہنم بھڑکائی جائے گی۔[۱۲] اور جب جنت نزدیک کر دی جائے گی۔[۱۳] تو اس دن ہر شخص جان لے گا جو کچھ لے کر آیا ہوگا۔[۱۴]

تعارف سورت: مسند احمد میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ ''جو شخص قیامت کو اپنی آنکھوں سے دیکھنا چاہے تو وہ ﴿اِذَا الشَّمۡسُ کُوِّرَتۡ﴾ اور ﴿اِذَا السَّمَآءُ انۡفَطَرَتۡ﴾ اور ﴿اِذَا السَّمَآءُ انۡشَقَّتۡ﴾ پڑھ لے۔'' ❶

قیامت کے مناظر: [آیت:۱-۱۴] یعنی سورج بےنور ہو جائے گا جاتا رہے گا۔ اوندھا کر کے لپیٹ کر زمین پر پھینک دیا جائے گا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ سورج کو چاند کو اور ستاروں کو لپیٹ کر بےنور کر کے سمندروں میں ڈال دیا جائے گا اور پھر پچھوا ہوائیں چلیں گی اور آگ لگ جائے گی۔ ایک مرفوع حدیث میں ہے کہ اس کو تہ کر کے جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔ ❷ (ابن ابی حاتم) اور ایک حدیث میں سورج کے ساتھ چاند کا ذکر بھی ہے لیکن وہ ضعیف ہے۔ ❸ صحیح بخاری میں یہ حدیث الفاظ کے ہیر پھیر سے مروی ہے اس میں ہے کہ سورج اور چاند قیامت کے دن لپیٹ لیے جائیں گے۔ ❹ امام بخاری رحمہ اللہ اسے کتاب بدء الخلق میں لائے ہیں لیکن یہاں لانا زیادہ مناسب تھا یا مطابق عادت وہاں اور یہاں دونوں جگہ لاتے جیسے کہ امام صاحب رحمہ اللہ کی عادت ہے۔

---

❶ ترمذی، کتاب تفسیر القرآن، باب ومن سورة اذا الشمس کورت، ۳۳۳۳ وسنده حسن؛ احمد، ۲/ ۲۷؛ حاکم، ۲/ ۵۱۵؛ مجمع الزوائد، ۷/ ۱۳٤۔ ❷ وسنده ضعیف جداً۔

❸ مسند ابی یعلی، ٤۱۱٦ وسنده ضعیف؛ العظمة لابی الشیخ، ٦٤۳؛ کتاب الموضوعات لابن الجوزی، ۱/ ۱٤۰؛ اس کی سند میں یزید الرقاشی ضعیف ہے (التقریب، ۲/ ۳٦۱؛ رقم: ۲۱۹)۔

❹ صحیح بخاری، کتاب بدء الخلق، باب صفة الشمس والقمر، ۳۲۰۰۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے جب یہ حدیث بیان کی کہ قیامت کے دن یہ ہوگا۔ تو حضرت حسن رحمہ اللہ کہنے لگے کہ ان کا کیا گناہ ہے؟ فرمایا: کہ میں نے حدیث کہی اور تم اس پر باتیں بناتے ہو۔ سورج کی قیامت والے دن یہ حالت ہوگی۔ ستارے سارے کے سارے متغیر ہو کر جھڑ جائیں گے جیسے اور جگہ ہے ﴿وَإِذَا الْكَوَاكِبُ انْتَثَرَتْ﴾ ❶ یہ بھی گدلے اور بے نور ہو کر بجھ جائیں گے۔ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ''قیامت سے پہلے چھ نشانیاں ہوں گی۔ لوگ اپنے بازاروں میں ہوں گے کہ اچانک سورج کی روشنی جاتی رہے گی اور پھر نا گہاں ستارے ٹوٹ ٹوٹ کر گرنے لگیں گے۔ پھر اچانک پہاڑ زمین پر گر پڑیں گے اور زمین زور زور سے جھٹکے لینے لگے گی اور بری طرح ہلنے لگے گی۔ بس پھر کیا انسان کیا جنات کیا جانور اور کیا جنگلی جانور سب آپس میں خلط ملط ہو جائیں گے۔ جانور بھی جو انسانوں سے بھاگتے پھرتے تھے انسانوں کے پاس آ جائیں گے۔ لوگوں کو اس قدر بدحواسی اور گھبراہٹ ہوگی کہ بہتر سے بہتر مال اونٹنیاں جو بیانے والی ہوں گی ان کی بھی خیر خبر نہ لیں گے۔ جنات کہیں گے کہ ہم جاتے ہیں کہ تحقیق کریں کیا ہو رہا ہے؟ لیکن وہ آئیں گے تو دیکھیں گے کہ سمندر میں بھی آگ لگ رہی ہے اسی حال میں ایک دم زمین پھٹنے لگے گی اور آسمان بھی ٹوٹنے لگیں گے' ساتوں زمینوں اور ساتوں آسمان کا یہی حال ہوگا۔ ادھر سے ایک تند ہوا چلے گی' جس سے تمام جاندار مر جائیں گے۔'' ❷ (ابن ابی حاتم)

ایک اور روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ ''سارے ستارے اور جن جن کی اللہ تعالیٰ کے سوا عبادت کی گئی ہے' سب جہنم میں گرا دیئے جائیں گے۔ صرف حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت مریم علیہا السلام بچ رہیں گے۔ اگر یہ بھی اپنی عبادت سے خوش ہوتے تو یہ بھی جہنم میں داخل کر دیئے جاتے'' (ابن ابی حاتم) پہاڑ اپنی جگہ سے ٹل جائیں گے اور بے نام و نشان ہو جائیں گے۔ زمین صاف چٹیل اور ہموار میدان رہ جائے گی' اونٹنیاں بے کار چھوڑ دی جائیں گی' نہ کوئی ان کی نگرانی کرے گا نہ چرائے چگائے گا' نہ دودھ نکالے گا نہ سواری لے گا عِشَارٌ جمع ہے عشراء کی۔ جو گابھن اونٹنی دسویں مہینے میں لگ جائے اسے (عشراء) کہتے ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ گھبراہٹ اور بدحواسی' بے چینی اور پریشانی اس قدر ہوگی کہ بہتر سے بہتر مال کی بھی پرواہ نہ رہے گی۔ قیامت کی ان بلاؤں نے دل اڑا دیا ہوگا' کلیجے منہ کو آ گئے ہوں گے۔

بعض لوگ کہتے ہیں کہ یہ قیامت کے دن ہوگا اور لوگوں کو اس سے کچھ سروکار نہ ہوگا' ہاں ان کے دیکھنے میں یہ ہوگا۔ اس قول کے قائل عشار کے کئی معنی بیان کرتے ہیں۔ ایک تو یہ کہتے ہیں اس سے مراد بادل ہیں جو دنیا کی بربادی کی وجہ سے آسمان وزمین کے درمیان پھرتے پھریں گے۔ بعض کہتے ہیں کہ اس سے مراد وہ زمین ہے جس کا عشر دیا جاتا ہے۔ بعض کہتے ہیں اس سے مراد گھر ہیں جو پہلے آباد تھے اب ویران ہیں۔ امام قرطبی رحمہ اللہ ان اقوال کو بیان کر کے ترجیح اسی کو دیتے ہیں کہ مراد اس سے اونٹنیاں ہیں اور اکثر مفسرین کا یہی قول ہے اور میں تو کہتا ہوں کہ سلف سے اور ائمہ سے اس کے سوا کچھ وارد ہی نہیں ہوا۔ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ۔

اور وحشی جانور جمع کئے جائیں گے' جیسے فرمان ہے ﴿وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْأَرْضِ وَلَا طَآئِرٍ﴾ ❸ الخ یعنی زمین پر چلنے والے کل جانور اور ہوا میں اڑنے والے کل پرند بھی تمہاری طرح گروہ ہیں۔ ہم نے اپنی کتاب میں کوئی چیز نہیں چھوڑی پھر یہ سب اپنے رب کی طرف جمع کئے جائیں گے۔ سب جانداروں کا حشر اسی کے پاس ہوگا یہاں تک کہ مکھیاں بھی۔ ان سب کا اللہ تعالیٰ انصاف کے ساتھ فیصلہ کرے گا۔ ان جانوروں کا حشر ان کی موت ہی ہے۔ البتہ جن وانس اللہ کے سامنے کھڑے کئے جائیں گے اور

---

❶ ۸۲/ الانفطار:۲۔ ❷ الطبری: ۲۴/ ۲۳۷۔ ❸ ۶/ الانعام:۳۸۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان سے حساب کتاب ہوگا۔ ربیع بن خثیم رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ مراد وحشیوں کے حشر سے ان پر امر اللہ آنا ہے لیکن ابن عباس رضی اللہ عنہما نے یہ سن کر فرمایا: اس سے مراد موت ہے یہ تمام جانور بھی ایک دوسرے کے ساتھ اور انسانوں کے ساتھ ہو جائیں گے خود قرآن میں اور جگہ ہے ﴿وَالطَّيْرَ مَحْشُورَةً﴾ ❶ پرند جمع کئے ہوئے۔ پس ٹھیک مطلب اس آیت کا بھی یہی ہے کہ وحشی جانور جمع کئے جائیں گے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ایک یہودی سے پوچھا' جہنم کہاں ہے؟ اس نے کہا سمندر میں۔ آپ نے فرمایا: میرے خیال میں یہ سچا ہے قرآن کہتا ہے ﴿وَالْبَحْرِ الْمَسْجُورِ﴾ ❷ اور فرماتا ہے۔ ﴿وَإِذَا الْبِحَارُ سُجِّرَتْ﴾

ابن عباس رضی اللہ عنہما وغیرہ فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ پچھوا ہوائیں بھیجے گا وہ اسے بھڑکا دیں گی اور شعلے مارتی ہوئی آگ بن جائے گا۔ آیت ﴿وَالْبَحْرِ الْمَسْجُورِ﴾ ❸ کی تفسیر میں اس کا مفصل بیان گزر رہا ہے۔

حضرت معاویہ بن سعید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بحر روم میں برکت ہے' یہ زمین کے بیچ میں ہے' سب نہریں اس میں آتی ہیں اور بحر کبیر بھی اس میں پڑتا ہے' اس کے نیچے کنوئیں ہیں جن کے منہ تانبے سے بند کئے ہوئے ہیں' قیامت کے دن وہ سلگ اٹھیں گے۔ یہ اثر عجیب ہے اور ساتھ ہی غریب ہے۔ ہاں ابوداؤد میں ایک حدیث ہے کہ سمندر کا سفر صرف حاجی کریں اور عمرہ کرنے والے یا جہاد کرنے والے غازی' اس لیے کہ سمندر کے نیچے آگ ہے اور آگ کے نیچے پانی ہے الخ۔ ❹ اس کا بیان بھی سورۂ فاطر کی تفسیر میں گزر چکا ہے۔ سُجِّرَتْ کے معنی یہ بھی کئے گئے ہیں کہ سکھا دیا جائے گا' ایک قطرہ بھی باقی نہ رہے گا۔ یہ معنی بھی کئے گئے ہیں کہ بہا دیا جائے گا اور ادھر ادھر بہہ نکلے گا۔ پھر فرماتا ہے کہ ہر قسم کے لوگ یکجا جمع کر دیئے جائیں گے جیسے اور جگہ ہے ﴿اُحْشُرُوا الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا وَاَزْوَاجَهُمْ﴾ ❺ ظالموں کو اور ان کے جوڑوں یعنی ان جیسوں کو جمع کرو۔ حدیث میں ہے ہر شخص کا اس قوم کے ساتھ حشر کیا جائے گا جو اس جیسے اعمال کرتی ہوگی' اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ﴿وَكُنْتُمْ اَزْوَاجًا ثَلٰثَةً﴾ ❻ الخ۔ تم تین طرح کے گروہ ہو جاؤ گے۔ کچھ وہ جن کے داہنے ہاتھ میں نامۂ اعمال ہوں گے کچھ بائیں ہاتھ والے کچھ سبقت کرنے والے۔ ❼

ابن ابی حاتم میں ہے کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے خطبہ پڑھتے ہوئے اس آیت کی تلاوت فرمائی اور فرمایا: ہر جماعت اپنے جیسوں سے مل جائے گی۔ دوسری روایت میں ہے کہ وہ دو شخص جن کے عمل ایک جیسے ہوں وہ یا تو جنت میں ساتھ رہیں گے یا جہنم میں ساتھ جلیں گے۔ ❽

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے اس آیت کی تفسیر پوچھی گئی تو فرمایا ''نیک نیکوں کے ساتھ مل جائیں گے اور بد بدوں کے ساتھ آگ میں۔'' حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ لوگوں سے اس آیت کی تفسیر پوچھی تو سب خاموش رہے آپ نے فرمایا ''لو میں بتاؤں' آدمی کا جوڑا جنت میں اسی جیسا ہوگا اسی طرح جہنم میں بھی۔'' حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں مطلب اس سے یہی ہے کہ تین قسم کے لوگ ہو جائیں گے یعنی اصحاب الیمین اصحاب الشمال اور سابقین۔ مجاہد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہر قسم کے لوگ ایک ساتھ ہوں گے۔ یہی قول امام ابن جریر رحمۃ اللہ علیہ بھی پسند کرتے ہیں اور یہی ٹھیک بھی ہے۔

دوسرا قول یہ ہے کہ عرش کے پاس سے پانی کا ایک دریا جاری ہوگا جو چالیس سال تک بہتا رہے گا اور بڑی نمایاں چوڑان میں

❶ ۳۸/ صٓ:۱۹۔ ❷ ۵۲/ الطور:٦۔ ❸ ۵۲/ الطور:٦۔

❹ ابو داود، کتاب الجهاد، باب فی رکوب البحر فی الغزو، ۲٤۸۹ وسنده ضعيف بشیر بن مسلم راوی مجہول ہے۔ بیهقی، ٤/ ۳۳٤۔

❺ ۳۷/ الصافات:۲۲۔ ❻ ۵٦/ الواقعة:۷۔ ❼ الطبری، ۲٤/ ۲٤۵۔ ❽ ابن ابی حاتم، وسنده ضعيف، فيه وليد بن ابی ثور ضعيف، حاكم، ۲/ ۵۱۵، ۵۱٦ وسنده ضعيف، سفيان الثوری مدلس وعنعن۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوگا۔اس سے تمام مرے سڑے گلے اگنے لگیں گے۔اس طرح کے ہو جائیں گے کہ جو انہیں پہچانتا ہو وہ اگر انہیں دیکھ لے تو بیک نگاہ پہچان لے پھر روحیں چھوڑی جائیں گی اور ہر روح اپنے جسم میں آ جائے گی۔یہی معنی ہیں ﴿وَاِذَا النُّفُوْسُ زُوِّجَتْ﴾ یعنی روحیں جسموں سے ملا دی جائیں گی۔اور یہ معنی بھی کئے گئے ہیں کہ مؤمنوں کا جوڑا حوروں سے لگایا جائے گا اور کافروں کا شیطانوں سے۔ (تذکرہ قرطبی)۔پھر ارشاد ہوتا ہے ﴿وَاِذَا الْمَوْءٗدَةُ﴾ الخ۔جمہور کی قرأت یہی ہے۔

زمانہ جاہلیت کی ایک ظالمانہ رسم: اہل جاہلیت لڑکیوں کو ناپسند کرتے تھے اور انہیں زندہ درگور کر دیا کرتے تھے' ان سے قیامت کے دن سوال ہوگا کہ یہ کیوں قتل کی گئیں؟ تاکہ ان کے قاتلوں کو زیادہ ڈانٹ ڈپٹ اور شرمندگی ہو۔اور یہ بھی سمجھ لیجئے کہ جب مظلوم سے سوال ہوا تو ظالم کا تو کہنا ہی کیا ہے؟ اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ وہ خود پوچھیں گی کہ انہیں کس بنا پر زندہ درگور کیا گیا؟ اس کے متعلق احادیث سنیے۔مسند احمد میں ہے حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ ''میں نے قصد کیا کہ لوگوں کو حالت حمل کی مجامعت سے روک دوں لیکن میں نے دیکھا کہ رومی اور فارسی یہ کام کرتے ہیں اور ان کی اولادوں کو اس سے کچھ نقصان نہیں پہنچتا۔'' لوگوں نے آپ ﷺ سے عزل کے بارے میں سوال کیا یعنی بر وقت نطفہ کو باہر ڈال دینے کے بارے میں تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ پوشیدگی سے زندہ گاڑ دینا ہے'' اور ﴿وَاِذَا الْمَوْءٗدَةُ سُئِلَتْ﴾ میں اسی کا بیان ہے۔ ❶ سلمہ بن یزید رضی اللہ عنہ اور ان کے بھائی سرکار نبوت میں حاضر ہو کر سوال کرتے ہیں کہ ''ہماری ماں امیر زادی تھیں وہ صلہ رحمی کرتی تھیں مہمان نوازی کرتی تھیں اور بھی نیک کام بہت کچھ کرتی تھیں لیکن جاہلیت میں ہی مر گئی ہیں تو کیا انہیں ان کے یہ نیک کام کچھ نفع دیں گے۔آپ نے فرمایا: نہیں۔انہوں نے کہا انہوں نے ہماری ایک بہن کو زندہ دفن کر دیا تھا کیا وہ بھی اسے کچھ نفع دے گا۔آپ ﷺ نے فرمایا: زندہ گاڑی ہوئی اور زندہ گاڑنے والی جہنم میں ہیں۔ہاں یہ اور بات ہے کہ وہ اسلام کو قبول کر لے۔'' ❷ (مسند احمد)

ابن ابی حاتم میں ہے ''زندہ دفن کرنے والی اور جسے دفن کیا ہے دونوں جہنم میں ہیں۔'' ایک صحابیہ رضی اللہ عنہا کے سوال پر کہ جنت میں کون جائے گا' آپ نے فرمایا کہ ''نبی شہید اور بچے اور زندہ درگور کی ہوئی۔'' ❸ یہ حدیث مرسل ہے حضرت حسن رحمہ اللہ سے جسے بعض محدثین نے قبولیت کا درجہ دیا ہے۔حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ مشرکوں کے چھوٹی عمر میں مرے ہوئے بچے جنتی ہیں جو انہیں جہنمی کہے وہ جھوٹا ہے۔اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ﴿وَاِذَا الْمَوْءٗدَةُ﴾۔(ابن ابی حاتم) قیس بن عاصم رضی اللہ عنہ سوال کرتے ہیں کہ ''یا رسول اللہ! میں نے جاہلیت کے زمانے میں اپنی بچیوں کو زندہ دبا دیا ہے میں کیا کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہر ایک کے بدلے ایک غلام آزاد کرو۔انہوں نے عرض کیا حضور! غلام والا تو میں ہوں نہیں البتہ میرے پاس اونٹ ہیں۔فرمایا: ہر ایک کے بدلے ایک اونٹ اللہ تعالیٰ کے نام پر قربان کرو۔'' ❹ (عبدالرزاق)

دوسری روایت میں ہے کہ ''میں نے اپنی آٹھ لڑکیاں اس طرح زندہ دبا دی ہیں۔آپ ﷺ کے فرمان میں ہے اگر چاہو تو یوں کر۔'' اور روایت میں ہے کہ ''میں نے بارہ تیرہ لڑکیاں زندہ دفن کر دی ہیں۔آپ ﷺ نے فرمایا: ان کی گنتی کے مطابق غلام آزاد کرو۔انہوں نے کہا بہت بہتر میں یہی کروں گا۔دوسرے سال وہ ایک سو اونٹ لے کر آئے اور کہنے لگے حضور! یہ میری قوم کا=

❶ احمد، ٦/ ٤٣٤؛ صحیح مسلم، کتاب النکاح، باب جواز الغیلة وھی وطء المرضع، ١٤٤٢؛ ترمذی، ٢٠٧٦؛ ابن ماجه، ٢٠١١؛ ابن حبان، ٤١٩٦۔ ❷ احمد، ٣/ ٤٧٨ وسنده صحیح؛ المعجم الکبیر، ٦٣١٩۔

❸ ابو داود، کتاب الجهاد، باب فی فضل الشهادة، ٢٥٢١ وسنده ضعیف حسناء مجہول الحال راویہ ہے۔ احمد، ٥/ ٥٨۔

❹ مسند البزار، ٢٢٨٠ وسنده حسن؛ بیهقی، ٨/ ١١٦۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فَلَآ اُقۡسِمُ بِالۡخُنَّسِ ﴿۱۵﴾ الۡجَوَارِ الۡكُنَّسِ ﴿۱۶﴾ وَالَّيۡلِ اِذَا عَسۡعَسَ ﴿۱۷﴾ وَالصُّبۡحِ اِذَا
تَنَفَّسَ ﴿۱۸﴾ اِنَّهٗ لَقَوۡلُ رَسُوۡلٍ كَرِيۡمٍ ﴿۱۹﴾ ذِىۡ قُوَّةٍ عِنۡدَ ذِى الۡعَرۡشِ مَكِيۡنٍ ﴿۲۰﴾
مُّطَاعٍ ثَمَّ اَمِيۡنٍ ﴿۲۱﴾ وَمَا صَاحِبُكُمۡ بِمَجۡنُوۡنٍ ﴿۲۲﴾ وَلَقَدۡ رَاٰهُ بِالۡاُفُقِ الۡمُبِيۡنِ ﴿۲۳﴾
وَمَا هُوَ عَلَى الۡغَيۡبِ بِضَنِيۡنٍ ﴿۲۴﴾ وَمَا هُوَ بِقَوۡلِ شَيۡطٰنٍ رَّجِيۡمٍ ﴿۲۵﴾ فَاَيۡنَ
تَذۡهَبُوۡنَ ﴿۲۶﴾ اِنۡ هُوَ اِلَّا ذِكۡرٌ لِّلۡعٰلَمِيۡنَ ﴿۲۷﴾ لِمَنۡ شَآءَ مِنۡكُمۡ اَنۡ يَّسۡتَقِيۡمَ ﴿۲۸﴾ وَمَا
تَشَآءُوۡنَ اِلَّآ اَنۡ يَّشَآءَ اللّٰهُ رَبُّ الۡعٰلَمِيۡنَ ﴿۲۹﴾ ع

ع ۲۹ / ۶

ترجمہ: میں قسم کھاتا ہوں پیچھے ہٹنے والے[۱۵] چلنے پھرنے والے چھپنے والے ستاروں کی۔[۱۶] اور رات کی جب جانے لگے۔[۱۷] اور صبح کی جب چمکنے لگے۔[۱۸] یقیناً یہ ایک بزرگ پیغامبر کا کلام ہے۔[۱۹] جو قوت والا ہے عرش والے اللہ تعالیٰ کے نزدیک ذی عزت ہے۔[۲۰] جس کی آسمانوں میں اطاعت کی جاتی ہے۔[۲۱] اور تمہارا رفیق دیوانہ نہیں ہے۔[۲۲] اس نے اس فرشتے کو آسمان کے کھلے کنارے پر دیکھا بھی ہے[۲۳] اور یہ پوشیدہ باتوں کے بتلانے پر بخیل بھی نہیں۔[۲۴] اور یہ قرآن شیطان مردود کا کلام نہیں۔[۲۵] پھر تم کہاں جا رہے ہو؟[۲۶] یہ تو تمام دنیا جہان والوں کے لئے نصیحت نامہ ہے۔[۲۷] بالخصوص اس کے لئے جو تم میں سے سیدھی راہ پر چلنا چاہے۔[۲۸] اور تم بغیر اللہ تبارک تعالیٰ کے چاہے کچھ نہیں چاہ سکتے۔[۲۹]

= صدقہ ہے جو اس کے بدلے ہے جو میں نے مسلمانوں کے ساتھ کیا۔"

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ہم ان اونٹوں کو لے جاتے تھے اور ان کا نام قبیسہ رکھ چھوڑا تھا۔ ❶ پھر ارشاد ہے کہ نامۂ اعمال بانٹے جائیں گے کسی کے داہنے ہاتھ میں اور کسی کے بائیں ہاتھ میں۔ اے ابن آدم! تو لکھوا رہا ہے۔ جو لپیٹ کر پھیلا کر تجھے دیا جائے گا' دیکھ لے کہ کیا لکھوا رہا ہے۔ آسمان گھسیٹ لیا جائے گا اور کھینچ لیا جائے گا اور سمیٹ لیا جائے گا اور برباد ہو جائے گا۔ جہنم بھڑکائی جائے گی۔ اللہ تعالیٰ کے غضب اور بنی آدم کے گناہوں سے اس کی آگ تیز ہو جائے گی' جنت جنتیوں کے پاس آ جائے گی۔ جب یہ تمام کام ہو چکیں گے اس وقت ہر شخص جان لے گا کہ اس نے اپنی دنیا کی زندگی میں کیا کچھ اعمال کئے تھے وہ سب عمل اس کے سامنے موجود ہوں گے۔ جیسے اور جگہ ہے ﴿يَوۡمَ تَجِدُ كُلُّ نَفۡسٍ مَّا عَمِلَتۡ﴾ ❷ الخ جس دن ہر شخص اپنے کئے ہوئے اعمال پا لے گا۔ نیک ہیں تو سامنے دیکھ لے گا اور بد ہیں تو اس دن وہ آرزو کرے گا کہ کاش! اس کے اور ان کے درمیان بہت دوری ہوتی۔ اور جگہ ہے ﴿يُنَبَّؤُا الۡاِنۡسَانُ يَوۡمَئِذٍۢ بِمَا قَدَّمَ وَاَخَّرَ ۝﴾ ❸ اس دن انسان کو اسکے تمام اگلے پچھلے اعمال سے تنبیہ کی جائے گی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس سورت کو سنتے رہے اور اسکو سنتے ہی فرمایا: اگلی تمام باتیں اسی لیے بیان ہوئی تھیں۔

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی فضیلت: [آیت:۱۵۔۲۹] حضرت عمرو بن حریث رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ صبح کی نماز میں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس سورت کی تلاوت کرتے ہوئے سنا۔ اس نماز میں میں بھی مقتدیوں میں شامل تھا۔ ❹ (مسلم) یہ قسمیں ستاروں کی

❶ اس کی سند میں قیس بن الربیع ضعیف راوی ہے لہٰذا یہ سند ضعیف ہے۔ ❷ ۳/ آل عمران: ۳۰۔
❸ ۷۵/ القیامۃ: ۱۳۔ ❹ صحیح مسلم، کتاب الصلاۃ، باب القراءۃ فی الصبح، ٤٥٦۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کھائی ہیں جو دن کے وقت پیچھے ہٹ جاتے ہیں یعنی چھپ جاتے ہیں اور رات کو ظاہر ہوتے ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ یہی فرماتے ہیں ❶ اور بھی صحابہ رضی اللہ عنہم و تابعین رحمۃ اللہ علیہم وغیرہ سے اس کی یہی تفسیر مروی ہے بعض ائمہ نے فرمایا ہے: طلوع کے وقت ستاروں کو خنس کہا جاتا ہے اور اپنی اپنی جگہ پر انہیں جوار کہا جاتا ہے بعضوں نے کہا ہے مراد اس سے جنگلی گائے ہے یہ بھی مروی ہے کہ مراد ہرن ہے۔ ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے اس کے معنی پوچھے تو حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ہم نے اس بارے میں کچھ نہیں سنا البتہ لوگ کہتے ہیں کہ اس سے مراد ستارے ہیں۔ انہوں نے پھر سوال کیا کہ جو تم نے سنا ہو وہ کہو تو فرمایا: ہم سنتے ہیں کہ اس سے مراد نیل گائے ہے جب کہ وہ اپنی جگہ چھپ جائے۔ حضرت ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: وہ مجھ پر جھوٹ باندھتے ہیں جیسے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے اسفل کو اعلیٰ کا اور اعلیٰ کو اسفل کا ضامن بتایا۔

امام ابن جریر رحمۃ اللہ علیہ نے اس میں سے کسی کا تعین نہیں کیا اور فرمایا ہے ممکن کہ تینوں چیزیں مراد ہوں یعنی ستارے نیل گائے اور ہرن۔ ﴿عَسْعَسَ﴾ کے معنی ہیں اندھیری والی ہوئی اور اٹھ کھڑی ہوئی اور لوگوں کو ڈھانپ لیا اور جانے لگی۔ صبح کی نماز کے وقت حضرت علی رضی اللہ عنہ ایک مرتبہ نکلے اور فرمانے لگے کہ وتر کے پوچھنے والے کہاں ہیں؟ پھر یہ آیت پڑھی۔ امام ابن جریر رحمۃ اللہ علیہ اسی کو پسند فرماتے ہیں کہ معنی یہ ہیں کہ رات جب جانے لگے کیونکہ اس کے مقابلہ میں ہے کہ جب صبح چمکنے لگے شاعروں نے ﴿عَسْعَسَ﴾ کو ﴿اَدْبَرَ﴾ کے معنی میں باندھا ہے میرے نزدیک ٹھیک معنی یہ ہیں کہ قسم ہے رات کی جب وہ آئے اور اندھیرا پھیلائے اور قسم ہے دن کی جب وہ آئے اور روشنی پھیلائے جیسے اور جگہ ہے ﴿وَالَّيْلِ اِذَا يَغْشٰى ○ وَالنَّهَارِ اِذَا تَجَلّٰى ○﴾ ❷ اور جگہ ہے ﴿وَالضُّحٰى ○ وَالَّيْلِ اِذَا سَجٰى ○﴾ ❸ اور جگہ ہے ﴿فَالِقُ الْاِصْبَاحِ وَجَعَلَ الَّيْلَ سَكَنًا﴾ ❹ اور بھی اس قسم کی آیتیں بہت سی ہیں مطلب سب کا یکساں ہے۔ ہاں بے شک اس لفظ کے معنی پیچھے ہٹنے کے بھی ہیں۔ علمائے اصول نے فرمایا ہے کہ یہ لفظ آگے آنے اور پیچھے جانے کے دونوں معنی میں آتا ہے اس بنا پر یہ دونوں معنی ٹھیک ہو سکتے ہیں۔ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ۔ اور قسم ہے صبح کی جب کہ وہ طلوع ہو اور روشنی کے ساتھ آئے پھر ان قسموں کے بعد فرماتا ہے کہ یہ قرآن ایک بزرگ شریف' پاکیزہ رو' خوش منظر فرشتے کا کلام ہے یعنی حضرت جبرئیل علیہ السلام کا۔ وہ قوت والے ہیں جیسے کہ اور جگہ ہے ﴿عَلَّمَهٗ شَدِيْدُ الْقُوٰى ○ ذُوْ مِرَّةٍ ؕ﴾ یعنی سخت مضبوط اور سخت پکڑ اور فعل والا فرشتہ وہ اللہ عزوجل کے پاس جو عرش والا ہے بلند پایہ اور ذی مرتبہ ہے وہ نور کے ستر پردوں میں جا سکتے ہیں اور انہیں عام اجازت ہے ان کی بات وہاں سنی جاتی ہے۔ برتر فرشتے ان کے فرماں بردار ہیں آسمانوں میں ان کی سرداری ہے کہ اور فرشتے ان کے تابع فرمان ہیں وہ اس پیغام رسانی پر مقرر ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا کلام اس کے رسول تک پہنچائیں یہ فرشتے اللہ تعالیٰ کے امین ہیں۔

مطلب یہ ہے کہ فرشتوں میں سے جو اس رسالت پر مقرر ہیں وہ بھی صاف پاک ہیں اور انسانوں میں جو رسول مقرر ہیں وہ بھی پاک اور برتر ہیں اسی لئے اس کے بعد فرمایا: تمہارے ساتھی یعنی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم دیوانے نہیں ❺ یہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم اس فرشتے کو اس کی اصلی صورت پر بھی دیکھ چکے ہیں کہ جب کہ وہ اپنے چھ سو پروں سمیت ظاہر ہوئے تھے۔ یہ واقعہ بطحا کا ہے اور یہ پہلی مرتبہ کا دیکھنا تھا۔ آسمان کے کھلے کناروں پر یہ دیدار جبرئیل علیہ السلام حاصل ہوا تھا۔

اسی کا بیان اس آیت میں ہے ﴿عَلَّمَهٗ شَدِيْدُ الْقُوٰى ۙ ذُوْ مِرَّةٍ ؕ فَاسْتَوٰى ○ وَهُوَ بِالْاُفُقِ الْاَعْلٰى ○ ثُمَّ دَنَا فَتَدَلّٰى ○ فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰى ○ فَاَوْحٰى اِلٰى عَبْدِهٖ مَاۤ اَوْحٰى ○﴾ ❻ یعنی انہیں ایک فرشتہ تعلیم کرتا ہے جو بڑا طاقتور اور قوی ہے جو

---

❶ الطبری: ۲۴/ ۲۵۱ ❷ ۹۲/ اللیل: ۱-۲۔ ❸ ۹۳/ الضحی: ۱-۲۔
❹ ۶/ الانعام: ۹۶۔ ❺ ۵۳/ النجم: ۵-۶۔ ❻ ۵۳/ النجم: ۵-۱۰۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اصلی صورت پر آسمان کے بلند و بالا کناروں پر ظاہر ہوا تھا پھر وہ نزدیک آیا اور بہت قریب آ گیا صرف دو کمانوں کا فاصلہ رہ گیا بلکہ اس سے بھی کم پھر جو وحی اللہ نے اپنے بندے پر نازل کرنی چاہی نازل فرمائی۔ اس آیت کی تفسیر سورۂ والنجم میں گزر چکی ہے۔

بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ سورت معراج سے پہلے اتری ہے اس لئے کہ اس میں صرف پہلی مرتبہ کا دیکھنا ذکر ہوا ہے اور دوبارہ کا دیکھنا اس آیت میں مذکور ہے ﴿وَلَقَدْ رَاٰهُ نَزْلَةً اُخْرٰى٥﴾ ❶ الخ۔ یعنی انہوں نے اس کو ایک مرتبہ اور بھی سدرۃ المنتہیٰ کے پاس دیکھا ہے جس کے قریب جنت الماویٰ ہے جب کہ اس درخت سدرہ کو ایک عجیب و غریب چیز چھپائے ہوئے تھی۔ اس آیت میں دوسری مرتبہ دیکھنے کا ذکر ہے۔

یہ سورت واقعہ معراج کے بعد نازل ہوئی تھی ﴿بِضَنِيْنٍ﴾ کی دوسری قرأت ﴿بِظَنِيْنٍ﴾ بھی مروی ہے یعنی ان پر کوئی تہمت نہیں۔ اور ضاد سے جب پڑھو تو معنی ہوں گے یہ بخیل نہیں ہیں بلکہ ہر شخص کو جو غیب کی باتیں آپ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے معلوم کرائی جاتی ہیں یہ سکھا دیا کرتے ہیں۔ یہ دونوں قرأتیں مشہور ہیں اور صحیح ہیں۔ پس آپ نے نہ تو تبلیغ احکام میں کمی کی نہ تہمت لگی۔

قرآن کی شان: یہ قرآن شیطان مردود کا کلام نہیں نہ شیطان اسے لے سکے نہ اس کے مطلب کی یہ چیز نہ اس کے قابل۔ جیسے اور جگہ ہے ﴿وَمَا تَنَزَّلَتْ بِهِ الشَّيٰطِيْنُ٥ وَمَا يَنْۢبَغِيْ لَهُمْ وَمَا يَسْتَطِيْعُوْنَ٥ اِنَّهُمْ عَنِ السَّمْعِ لَمَعْزُوْلُوْنَ٥﴾ ❷ نہ اسے لے کر شیطان اترے نہ انہیں یہ لائق ہے نہ اس کی اسے طاقت ہے وہ تو اس کے سننے سے بھی محروم اور دور ہے پھر فرمایا تم کہاں جا رہے ہو؟ یعنی قرآن کی حقانیت اس کی صداقت ظاہر ہو چکنے کے بعد بھی تم کیوں اسے جھٹلا رہے ہو؟ تمہاری عقلیں کہاں جاتی رہیں؟

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس جب بنو حنیفہ قبیلے کے لوگ مسلمان ہو کر حاضر ہوئے تو آپ نے فرمایا ''مسیلمہ جس نے نبوت کا جھوٹا دعویٰ کر رکھا ہے جسے تم آج تک مانتے رہے اس نے جو کلام گھڑ رکھا ہے ذرا اسے تو سناؤ جب انہوں نے سنایا تو دیکھا کہ نہایت رکیک الفاظ ہیں بلکہ بکواس محض ہے۔ تو آپ نے فرمایا: تمہاری عقلیں کہاں جاتی رہیں؟ ذرا تو سوچو کہ ایک فضول بکواس کو تم کلام اللہ مانتے رہے ناممکن ہے کہ ایسا بے معنی اور بے نور کلام الٰہی کلام ہو۔'' یہ بھی مطلب بیان کیا گیا ہے کہ تم کتاب اللہ سے اور اطاعت الٰہی سے کہاں بھاگ رہے ہو؟ پھر فرمایا: یہ قرآن تمام لوگوں کے لئے پند و نصیحت ہے۔

ہر ایک ہدایت کے طالب کو چاہئے کہ اس قرآن پر عامل بن جائے یہی نجات اور ہدایت کا کفیل ہے اس کے سوا دوسرے کلام میں ہدایت نہیں تمہاری چاہتیں کام نہیں آتیں کہ جو چاہے ہدایت پالے اور جو چاہے گمراہ ہو جائے بلکہ یہ سب کچھ منجانب اللہ ہے وہ رب العالمین جو چاہے کرتا ہے اسی کی چاہت چلتی ہے اس سے اگلی آیت کو سن کر ابوجہل نے کہا تھا کہ پھر تو ہدایت و ضلالت ہمارے بس کی بات ہے اس کے جواب میں یہ آیت اتری۔ ❸

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ سورۂ تکویر کی تفسیر ختم ہوئی۔

---

❶ ٥٣/ النجم:١٣۔ ❷ ٢٦/ الشعرآء:٢١١، ٢١٢۔ ❸ الطبری: ٢٤/ ٢٦٤۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تفسیر سورۂ انفطار

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

إِذَا السَّمَآءُ انْفَطَرَتْ ﴿۱﴾ وَإِذَا الْكَوَاكِبُ انْتَثَرَتْ ﴿۲﴾ وَإِذَا الْبِحَارُ فُجِّرَتْ ﴿۳﴾ وَإِذَا الْقُبُوْرُ بُعْثِرَتْ ﴿۴﴾ عَلِمَتْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ وَأَخَّرَتْ ﴿۵﴾ يٰٓاَيُّهَا الْاِنْسَانُ مَا غَرَّكَ بِرَبِّكَ الْكَرِيْمِ ﴿۶﴾ الَّذِيْ خَلَقَكَ فَسَوّٰىكَ فَعَدَلَكَ ﴿۷﴾ فِيْٓ اَيِّ صُوْرَةٍ مَّا شَآءَ رَكَّبَكَ ﴿۸﴾ كَلَّا بَلْ تُكَذِّبُوْنَ بِالدِّيْنِ ﴿۹﴾ وَاِنَّ عَلَيْكُمْ لَحٰفِظِيْنَ ﴿۱۰﴾ كِرَامًا كَاتِبِيْنَ ﴿۱۱﴾ يَعْلَمُوْنَ مَا تَفْعَلُوْنَ ﴿۱۲﴾

ترجمہ: اللہ تعالیٰ بخشش کرنے والے مہربان کے نام سے میں شروع کرتا ہوں۔
جب آسمان پھٹ جائے گا۔[۱] اور جب ستارے جھڑ جائیں گے۔[۲] اور جب دریا بہہ چلیں گے[۳] اور جب قبریں شق کر کے اکھاڑ دی جائیں گی۔[۴] اس وقت ہر شخص اپنے آگے بھیجے ہوئے اور پیچھے چھوڑے ہوئے (یعنی اگلے پچھلے اعمال) کو معلوم کر لے گا۔[۵] اے انسان تجھے اپنے رب کریم سے کس چیز نے بہکایا۔[۶] جس رب نے تجھے پیدا کیا پھر ٹھیک ٹھاک کیا پھر درست اور برابر بنایا۔[۷] جس صورت میں چاہا تیری ترکیب کی اور تجھے ڈھالا۔[۸] نہیں نہیں بلکہ تم تو جزا سزا کے دن کو جھٹلاتے ہو۔[۹] یقیناً تم پر نگہبان[۱۰] بزرگ لکھنے والے مقرر ہیں۔[۱۱] جو کچھ تم کرتے ہو وہ جانتے ہیں۔[۱۲]

تعارف سورت: نسائی میں ہے کہ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے عشاء کی نماز پڑھائی اور اس میں لمبی قرأت پڑھی تو نبی ﷺ نے فرمایا: معاذ کیا یہ سورتیں نہ تھیں ﴿سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى﴾ اور ﴿وَالضُّحٰى﴾ اور ﴿اِذَا السَّمَآءُ انْفَطَرَتْ﴾ ❶ اس حدیث کی اصل بخاری و مسلم میں بھی ❷ ہے ہاں ﴿اِذَا السَّمَآءُ انْفَطَرَتْ﴾ کا ذکر صرف نسائی کی روایت میں ہے اور وہ حدیث پہلے گزر چکی ہے جس میں بیان ہے کہ جو شخص قیامت کے دن کو اپنی آنکھوں سے دیکھنا چاہے تو وہ ﴿اِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ﴾ اور ﴿اِذَا السَّمَآءُ انْفَطَرَتْ﴾ اور ﴿اِذَا السَّمَآءُ انْشَقَّتْ﴾ پڑھ لے۔ ❸

قیامت کے مناظر: [آیت:۱-۱۲] اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ قیامت کے دن آسمان ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں گے جیسے فرمایا ہے ﴿اَلسَّمَآءُ مُنْفَطِرٌۢ بِهٖ﴾ ❹ جس دن آسمان پھٹ جائے گا اور ستارے سب کے سب گر پڑیں گے۔ اور کھاری اور میٹھے سمندر آپس میں خلط ملط ہو جائیں گے اور پانی سوکھ جائے گا اور قبریں پھٹ جائیں گی۔ ان کے شق ہونے کے بعد مردے جی اٹھیں گے۔ پھر ہر شخص اپنے اگلے

❶ نسائی، کتاب الافتتاح، باب القراءة فی العشاء الآخرة ﴿سبح اسم ربك الأعلى﴾ ۹۹۸ وسنده ضعیف، الاعمش مدلس وعنعن۔ ❷ صحیح بخاری، کتاب الاذان، باب من شکا امامه اذا طول، ۷۰۵؛ صحیح مسلم، ٤٦٥۔
❸ ترمذی، کتاب تفسیر القرآن، باب ومن سورة اذا الشمس كورت، ۳۳۳۳ وسنده حسن؛ احمد، ۲/ ۲۷۔
❹ ۷۳/ المزمل: ۱۸۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پچھلے اعمال کو بخوبی جان لے گا پھر اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو دھمکاتا ہے کہ تم کیوں مغرور ہو گئے ہو؟ یہ نہیں کہ اللہ تعالیٰ اس کا جواب طلب کرتا ہو یا سکھاتا ہو۔ بعضوں نے یہ بھی کہا ہے بلکہ انہوں نے جواب دیا ہے کہ کرم الٰہی نے غافل کر رکھا ہے یہ معنی بیان کرنے غلط ہیں۔ صحیح مطلب یہی ہے کہ اے ابن آدم! اپنے باعظمت رب سے تو نے کیوں بے پرواہی برت رکھی ہے؟ کس چیز نے تجھے اس کی نافرمانی پر اکسار کھا ہے؟ اور کیوں تو اس کے مقابلہ پر آمادہ ہو گیا ہے؟ حدیث میں ہے کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ فرمائے گا ''اے ابن آدم! تجھے میری جانب سے کس چیز نے مغرور کر رکھا تھا اے ابن آدم! بتا تو نے میرے نبیوں کو کیا کیا جواب دیا؟'' ❶

رب کریم سے کیوں دور ہو: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو اس آیت کی تلاوت کرتے ہوئے سنا تو فرمایا کہ ''انسانی جہالت نے اسے غافل بنا رکھا ہے۔'' ابن عمر اور ابن عباس رضی اللہ عنہم وغیرہ سے بھی یہی مروی ہے۔ قتادہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں اس کا بہکانے والا شیطان ہے۔ حضرت فضیل بن عیاض رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ''اگر مجھ سے یہ سوال ہو تو میں جواب دوں کہ تیرے لٹکائے ہوئے پردوں نے۔'' حضرت ابوبکر وراق رحمہ اللہ فرماتے ہیں میں تو کہوں گا کہ کریم کے کرم نے بے فکر کر دیا۔ بعض سخن شناس فرماتے ہیں کہ یہاں پر کریم کا لفظ لانا گویا جواب کی طرف اشارہ سکھانا ہے لیکن یہ قول کچھ فائدہ مند نہیں۔ بلکہ صحیح مطلب یہ ہے کہ کرم والے اللہ کے کرم کے مقابلہ میں بد افعال اور برے اعمال نہ کرنے چاہئیں۔ کلبی اور مقاتل رحمہما اللہ فرماتے ہیں کہ اسود بن شریق کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی ہے۔ اس خبیث نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو مارا تھا اور اسی وقت چونکہ اس پر کچھ عذاب نہ آیا تو وہ پھول گیا' اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ پھر فرماتا ہے وہ اللہ جس نے تجھے پیدا کیا پھر درست بنایا' پھر درمیانہ قد و قامت بخشا' خوش شکل اور خوبصورت بنایا۔

مسند احمد کی حدیث میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ہتھیلی میں تھوکا پھر اس پر اپنی انگلی رکھ کر فرمایا کہ ''اللہ تعالیٰ فرماتا ہے' اے ابن آدم! کیا تو مجھے عاجز کر سکتا ہے؟ حالانکہ میں نے تجھے اس جیسی چیز سے پیدا کیا ہے پھر ٹھیک ٹھاک کیا پھر صحیح قامت بنایا پھر تجھے پہنا اوڑھا کر چلنا پھرنا سکھایا۔ آخر کار تیرا ٹھکانا زمین کے اندر ہے تو نے خوب جمع جتھا کی اور میری راہ میں دینے سے رکتا رہا یہاں تک کہ جب دم حلق میں آ گیا تو کہنے لگا میں صدقہ کرتا ہوں بھلا اب صدقے کا وقت کہاں؟ ❷ جس صورت میں چاہا ترکیب دی یعنی باپ کی ماں کی' ماموں کی چچا کی صورت پر پیدا کیا۔ ایک شخص سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تیرے ہاں کیا بچہ ہوگا۔ اس نے کہا یا لڑکا یا لڑکی' فرمایا: کس کے مشابہ ہوگا؟ کہا یا میرے یا اس کی ماں کے' فرمایا: خاموش ایسا نہ کہہ نطفہ جب رحم میں ٹھہرتا ہے تو حضرت آدم علیہ السلام تک کا نسب اس کے سامنے ہوتا ہے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے آیت ﴿فِیْٓ اَیِّ صُوْرَةٍ مَّا شَآءَ رَكَّبَكَ ۝﴾ پڑھی اور فرمایا: جس صورت میں اس نے چاہا تجھے چلایا۔'' ❸ یہ حدیث اگر صحیح ہوتی تو آیت کے معنی ظاہر کرنے کے لیے کافی تھی لیکن اس کی اسناد ثابت نہیں ہے۔ مطہر بن ہیثم جو اس کے راوی ہیں یہ متروک الحدیث ہیں ان پر اور جرح بھی ہے۔

بخاری و مسلم کی ایک اور حدیث میں ہے کہ ''ایک شخص نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ کر کہا میری بیوی کے جو بچہ پیدا ہوا ہے وہ سیاہ فام ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تیرے پاس اونٹ بھی ہیں؟ کہا: ہاں۔ فرمایا: کس رنگ کے ہیں؟ کہا سرخ رنگ کے۔ ==

---

❶ لا أصل له في المرفوع ورواه عبدالله بن احمد في السنة، ١/ ٢٥٨، ٢٥٩ ح ٤٧٥ من حديث عبدالله بن مسعود رضي الله عنه به موقوفًا وسنده ضعيف، شريك بن عبدالله القاضي مدلس وعنعن۔

❷ ابن ماجه، كتاب الوصايا، باب النهي عن الامساك في الحياة...... ٢٧٠٧ وسنده صحيح؛ احمد، ٤/ ٢١٠۔

❸ المعجم الكبير، ٤٦٢٤ وسنده ضعيف جداً اس کی سند میں مطہر بن الہیثم متروک راوی ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

إِنَّ الْأَبْرَارَ لَفِي نَعِيمٍ ﴿١٣﴾ وَإِنَّ الْفُجَّارَ لَفِي جَحِيمٍ ﴿١٤﴾ يَصْلَوْنَهَا يَوْمَ الدِّينِ ﴿١٥﴾
وَمَا هُمْ عَنْهَا بِغَائِبِينَ ﴿١٦﴾ وَمَا أَدْرَاكَ مَا يَوْمُ الدِّينِ ﴿١٧﴾ ثُمَّ مَا أَدْرَاكَ مَا يَوْمُ
الدِّينِ ﴿١٨﴾ يَوْمَ لَا تَمْلِكُ نَفْسٌ لِنَفْسٍ شَيْئًا ۖ وَالْأَمْرُ يَوْمَئِذٍ لِلَّهِ ﴿١٩﴾

ترجمہ: یقیناً نیک لوگ (جنت کے عیش و آرام اور) نعمتوں میں ہوں گے [۱۳] اور یقیناً بدکار لوگ دوزخ میں ہوں گے۔[۱۴] بدلے والے دن اس میں جائیں گے۔[۱۵] یہ لوگ اس سے کبھی باہر نہ نکلیں گے۔[۱۶] تجھے کچھ خبر بھی ہے کہ بدلے کا دن کیا ہے؟[۱۷] میں پھر کہتا ہوں کہ تجھے کیا معلوم کہ جزا اور سزا کا دن کیا ہے؟[۱۸] (وہ ہے) جس دن کوئی شخص کسی شخص کے لیے کسی چیز کا مختار نہ ہوگا۔ اور تمام تر احکام اور فرمان اس روز اللہ تعالیٰ کے ہی ہوں گے۔[۱۹]

= فرمایا کیا ان میں کوئی چتکبرا بھی ہے؟ کہا: ہاں۔ فرمایا: اس رنگ کا بچہ سرخ نر و مادہ کے درمیان کیسے پیدا ہو گیا؟ کہنے لگا شاید اوپر کی نسل کی طرف کوئی رگ کھینچ لے گئی ہو۔ آپ ﷺ نے فرمایا اسی طرح تیرے بچے کے سیاہ رنگ ہونے کی وجہ بھی شاید یہی ہو۔'' ❶

حضرت عکرمہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اگر چاہے بندر کی صورت بنا دے اگر چاہے سور کی۔ ابو صالح رحمہ اللہ فرماتے ہیں اگر چاہے کتے کی صورت بنا دے اگر چاہے گدھے کی اگر چاہے سور کی۔

قتادہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں یہ سب سچ ہے اور اللہ تعالیٰ سب چیز پر قادر ہے لیکن وہ مالک ہمیں بہترین عمدہ اور خوش شکل اور دل لبھانے والی پاکیزہ شکلیں صورتیں عنایت فرماتا ہے پھر فرماتا ہے کہ اس کریم رب کی نافرمانیوں پر تمہیں آمادہ کرنے والی چیز صرف یہی ہے کہ تمہارے دلوں میں قیامت کی تکذیب ہے تم اس کا آنا ہی برحق نہیں جانتے اس لیے اس سے بے پرواہی برت رہے ہو۔ تم یقین مانو کہ تم پر بزرگ محافظ اور کاتب فرشتے مقرر ہیں تمہیں چاہئے کہ ان کا لحاظ رکھو وہ تمہارے اعمال لکھ رہے ہیں، تمہیں برائی کرتے ہوئے شرم آنی چاہئے۔ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں ''اللہ کے یہ بزرگ فرشتے تم سے جنابت اور پاخانہ کی حالت کے سوا کسی وقت الگ نہیں ہوتے۔ تم ان کا احترام کرو۔ غسل کے وقت بھی پردہ کر لیا کرو، دیوار سے یا اونٹ سے ہی سہی، یہ بھی نہ ہو تو اپنے کسی ساتھی کو کھڑا کر لیا کرو تا کہ وہی پردہ ہو جائے۔'' ❷ (ابن ابی حاتم)

بزار کی اس حدیث کے الفاظ میں کچھ ہیر پھیر ہے اور اس میں یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہیں ننگا ہونے سے منع کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے ان فرشتوں سے شرماؤ۔ اس میں یہ بھی ہے کہ غسل کے وقت بھی یہ فرشتے دور ہو جاتے ہیں۔ ❸ ایک اور حدیث میں ہے کہ جب یہ کراماً کاتبین بندے کا روزانہ نامہ اعمال اللہ تعالیٰ کے سامنے پیش کرتے ہیں تو اگر شروع اور آخر میں استغفار ہو تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ''اس کے درمیان کی سب خطائیں میں نے اپنے بندہ کی بخش دیں۔'' ❹ (بزار)

---

❶ صحیح بخاری، کتاب الطلاق، باب اذا عرض بنفی الولد، ۵۳۰۵؛ صحیح مسلم، ۱۵۰۰؛ ابو داود، ۲۲۶۰؛ ترمذی، ۲۱۲۸؛ ابن ماجه، ۲۰۰۲؛ ابن حبان، ۴۱۰۷۔ ❷ تفسیر قرطبی، ۱۹/ ۲۴۸ یہ روایت مرسل یعنی ضعیف ہے۔

❸ ابن ابی حاتم وسنده ضعیف؛ البزار، ۳۱۷ وسنده ضعیف جداً، حفص بن سلیمان القاری ضعیف جداً، متروك مع امامته فی القراءة۔ ❹ مسند البزار، ۳۲۵۲ وسنده ضعیف، تمام بن نجیح ضعیف، مجمع الزوائد، ۱۰/ ۲۰۸۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بزار کی ایک اور ضعیف حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ کے بعض فرشتے انسانوں کو اور ان کے اعمال کو جانتے پہچانتے ہیں۔ جب کسی بندے کو نیکی میں مشغول پاتے ہیں تو آپس میں کہتے ہیں کہ آج کی رات فلاں شخص نجات پا گیا' فلاح حاصل کر گیا۔ اور اگر اس کے خلاف دیکھتے ہیں تو آپس میں ذکر کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ آج کی رات فلاں ہلاک ہوا۔ ❶

[آیت: ۱۳۔۱۹] جو اللہ تعالیٰ کے اطاعت گزار فرماں بردار ہیں' گناہوں سے دور رہتے ہیں انہیں اللہ تعالیٰ جنت کی خوشخبری دیتا ہے' حدیث میں ہے انہیں ''ابرار'' اس لیے کہا جاتا ہے کہ یہ اپنے ماں باپ کے فرمانبردار تھے اور اپنی اولادوں کے ساتھ نیک سلوک کرتے تھے' بدکار لوگ ہمیشگی والے عذاب میں پڑے رہیں گے' قیامت والے دن جو حساب کا اور بدلے کا دن ہے ان کا داخلہ اس میں ہوگا' ایک ساعت بھی ان پر سے عذاب ہلکا نہ ہوگا' نہ موت آئے گی نہ راحت ملے گی نہ ایک ذرا سی دیر اس سے الگ ہوں گے۔ پھر قیامت کی بڑائی اور اس دن کی ہولناکی ظاہر کرنے کے لیے دو دو بار فرمایا کہ تمہیں کس چیز نے معلوم کرا لیا کہ وہ دن کیسا ہے؟ پھر خود ہی بتلایا کہ اس دن کوئی کسی کو کچھ بھی نفع نہ پہنچا سکے گا نہ عذابوں سے نجات دلوا سکے گا' ہاں یہ اور بات ہے کہ کسی کی سفارش کی اجازت خود اللہ تبارک وتعالیٰ عطا فرمائے۔

اس موقع پر یہ حدیث وارد کرنی بالکل مناسب ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''اے بنو ہاشم! اپنی جانوں کو جہنم سے بچانے کے لیے نیک اعمال کی تیاریاں کر لو۔ میں تمہیں اس دن اللہ کے عذاب سے بچانے کا اختیار نہیں رکھتا۔'' ❷ یہ حدیث سورۂ شعراء کی تفسیر کے آخر میں گزر چکی ہے۔ یہاں یہ بھی فرمایا کہ اس دن امر محض اللہ ہی کا ہوگا' جیسے اور جگہ ہے ﴿لِمَنِ الْمُلْكُ الْيَوْمَ لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ ۝﴾ ❸ اور جگہ ارشاد ہے ﴿اَلْمُلْكُ يَوْمَئِذِنِ الْحَقُّ لِلرَّحْمٰنِ﴾ ❹ اور فرمایا ﴿مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ۝﴾ مطلب سب کا یہی ہے کہ ملک وملکیت اس دن صرف اللہ واحد قہار ورحمٰن کی ہی ہوگی' گو آج بھی اس کی ملکیت ہے وہ ہی تنہا مالک ہے' اسی کا حکم چلتا ہے مگر وہاں تو کوئی ظاہرواری حکومت اور ملکیت اور امر والا بھی نہ ہوگا۔

سورۂ انفطار کی تفسیر ختم ہوئی' فَالْحَمْدُ لِلّٰهِ۔

❶ مسند البزار، ۳۲۱٤ وسنده ضعيف جداً؛ مجمع الزوائد، ۱۰/ ۲۲٦ اس کی سند میں سلام بن سلم متروک راوی ہے (المیزان، ۲/ ۱۷۵، رقم: ۳۳٤۳)۔ ❷ صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب فی قوله تعالیٰ ﴿وانذر عشيرتك الأقربين﴾ ۲۰٤۔
❸ ٤۰/ المؤمن:۱٦۔ ❹ ۲۵/ الفرقان:۲٦۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تفسیر سورۂ مطففین

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَيْلٌ لِّلْمُطَفِّفِيْنَ ۝۱ الَّذِيْنَ اِذَا اكْتَالُوْا عَلَى النَّاسِ يَسْتَوْفُوْنَ ۝۲ وَاِذَا كَالُوْهُمْ اَوْ وَّزَنُوْهُمْ يُخْسِرُوْنَ ۝۳ اَلَا يَظُنُّ اُولٰٓئِكَ اَنَّهُمْ مَّبْعُوْثُوْنَ ۝۴ لِيَوْمٍ عَظِيْمٍ ۝۵ يَّوْمَ يَقُوْمُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝۶

ترجمہ: شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

بڑی خرابی ہے ناپ تول میں کمی کرنے والوں کی [۱] کہ جب لوگوں سے ناپ کر لیتے ہیں تو پورا پورا لیتے ہیں۔[۲] اور جب انہیں ناپ کر یا تول کر دیتے ہیں تو کم دیتے ہیں۔[۳] کیا انہیں اپنے مرنے کے بعد جی اٹھنے کا یقین نہیں؟[۴] اس بڑے بھاری دن۔[۵] جس دن سب لوگ اللہ تعالیٰ رب العالمین کے سامنے کھڑے ہوں گے۔[۶]

ناپ تول میں کمی کرنے والوں کیلئے ہلاکت: [آیت:۱-۶] نسائی اور ابن ماجہ میں ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں تشریف لائے اس وقت اہل مدینہ ناپ تول کے اعتبار سے بہت برے تھے جب یہ آیت اتری پھر انہوں نے ناپ تول بہت درست کر لی۔ ❶ ابن ابی حاتم میں ہے کہ حضرت ہلال بن طلق رحمہ اللہ علیہ نے ایک مرتبہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے کہا کہ مکے مدینے والے بہت ہی عمدہ ناپ تول رکھتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: کیوں نہ رکھتے' جب کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ﴿وَيْلٌ لِّلْمُطَفِّفِيْنَ﴾ الخ ہے۔ پس تطفیف سے مراد ناپ تول کی کمی ہے خواہ اس صورت میں کہ اوروں سے لیتے وقت زیادہ لے لیا اور دیتے وقت کم دیا' اسی لیے انہیں دھمکایا کہ یہ نقصان اٹھانے والے اور ہلاک ہونے والے ہیں کہ جب اپنا حق لیں تو پورا لیں بلکہ زیادہ لے لیں اور دوسروں کو دینے بیٹھیں تو کم دیں۔ ٹھیک یہ ہے کہ كَالُوْ اور وَزَنُوْا کو متعدی مانیں اور هُمْ کو محلاً منصوب کہیں' گو بعض نے اسے ضمیر مؤکد مانا ہے۔ جو كَالُوْ اور وَزَنُوْا کی پوشیدہ ضمیر کی تاکید کے لیے ہے اور مفعول محذوف مانا ہے جس پر دلالت کلام موجود ہے' دونوں طرح مطلب قریب قریب ایک ہی ہے۔ قرآن کریم نے ناپ تول درست کرنے کا حکم اس آیت میں بھی دیا ہے ﴿اَوْفُوا الْكَيْلَ اِذَا كِلْتُمْ وَزِنُوْا بِالْقِسْطَاسِ الْمُسْتَقِيْمِ﴾ ❷ الخ۔ یعنی جب ناپو تو ناپ پورا کرو اور وزن بھی سیدھے ترازو سے تول کر دیا کرو اور جگہ حکم ہے ﴿اَوْفُوا الْكَيْلَ وَالْمِيْزَانَ بِالْقِسْطِ﴾ ❸ الخ۔ یعنی ناپ تول انصاف کے ساتھ برابر دیا کرو' ہم کسی کو اس کی طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتے۔

اور جگہ فرمایا ﴿وَاَقِيْمُوا الْوَزْنَ بِالْقِسْطِ وَلَا تُخْسِرُوا الْمِيْزَانَ﴾ ❹ یعنی تول کو قائم رکھو اور میزان کو گھٹاؤ نہیں۔ حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم کو اس بد عادت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے غارت و برباد کر دیا۔ یہاں بھی اللہ تعالیٰ ڈرا رہا ہے کہ لوگوں کے حق مارنے والے کیا قیامت کے دن سے نہیں ڈرتے؟ جس دن یہ اس ذات پاک کے سامنے کھڑے کیے جائیں گے' جس پر نہ تو کوئی

❶ ابن ماجه، کتاب التجارات، باب التوفی فی الکیل والوزن، ۲۲۲۳ وسنده حسن؛ المعجم الکبیر، ۱۲۰۴۱؛ حاکم، ۲/ ۳۳۔

❷ ۱۷/ بنی اسرآئیل:۳۵۔ ❸ ٦/ الانعام:۱۵۲۔ ❹ ۵۵/ الرحمان:۹۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پوشیدہ بات پوشیدہ ہے نہ ظاہر بات۔ وہ دن بھی نہایت ہولناک دخطرناک ہوگا' بڑی گھبراہٹ اور پریشانی والا دن ہوگا اس دن یہ نقصان رساں لوگ جہنم کی بھڑکتی ہوئی آگ میں داخل ہوں گے' جس دن لوگ اللہ کے سامنے کھڑے ہوں گے' اس حالت میں کہ ننگے پیر ہوں گے اور ننگے بدن ہوں گے اور بے ختنہ ہوں گے' وہ جگہ بھی نہایت تنگ وتاریک ہوگی اور میدان آفات دبلیات سے پر ہو گا اور وہ مصائب نازل ہو رہے ہوں گے کہ دل پریشان ہوں گے حواس بگڑے ہوئے ہوں گے ہوش جاتا رہا ہوگا۔ صحیح حدیث میں ہے کہ ''آدھے آدھے کانوں تک پسینہ پہنچ گیا ہوگا۔'' ❶ (مؤطا امام مالک)

مسند احمد کی حدیث میں ہے کہ ''اس دن رحمٰن عزوجل کی عظمت کے سامنے سب کھڑے کپکپا رہے ہوں گے۔'' ❷ اور حدیث میں ہے کہ ''قیامت کے دن بندوں سے سورج اس قدر قریب ہو جائے گا کہ ایک یا دو نیزے کے برابر اونچا ہوگا اور سخت تیز ہو گا۔ ہر شخص اپنے اپنے اعمال کے مطابق اپنے پسینے میں غرق ہوگا' بعض کی ایڑیوں تک پسینہ ہوگا' بعض کے گھٹنوں تک' بعض کی کمر تک' بعض کو تو ان کا پسینہ لگام بنا ہوا ہوگا۔'' ❸ اور حدیث میں ہے کہ دھوپ اس قدر تیز ہوگی کہ کھوپڑی بھنا اٹھے گی' اور اس طرح اس میں جوش اٹھنے لگے گا جس طرح ہنڈیا میں کھدبدیاں آتی ہیں ❹ اور روایت میں ہے کہ حضور ﷺ نے اپنے منہ پر اپنی انگلیاں رکھ کر بتایا کہ ''اس طرح پسینہ کی لگام چڑھی ہوئی ہوگی۔ پھر آپ نے ہاتھ سے اشارہ کر کے بتایا کہ بعض بالکل ڈوبے ہوئے ہوں گے'' ❺ اور حدیث میں ہے ستر سال تک بغیر بولے چالے کھڑے رہیں گے' یہ بھی کہا گیا ہے کہ تین سو سال تک کھڑے رہیں گے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ چالیس ہزار سال تک کھڑے رہیں گے اور دس ہزار سال میں فیصلہ کیا جائے گا۔

صحیح مسلم میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً مروی ہے کہ ''اس دن میں جس کی مقدار پچاس ہزار سال کی ہوگی۔'' ❻ ابن ابی حاتم کی حدیث میں ہے کہ ''رسول اللہ ﷺ نے بشیر غفاری رضی اللہ عنہ سے فرمایا: تو کیا کرے گا؟ جس دن لوگ اللہ رب العالمین کے سامنے تین سو سال تک کھڑے رہیں گے نہ تو کوئی خبر آسمان سے آئے گی' نہ کوئی حکم کیا جائے گا۔ حضرت بشیر رضی اللہ عنہ کہنے لگے اللہ ہی مددگار ہے۔ آپ نے فرمایا: سنو! جب بستر پر جاؤ تو اللہ تعالیٰ سے قیامت کے دن کی تکلیفوں سے اور حساب کی برائی سے پناہ مانگ لیا کرو۔'' ❼ سنن ابوداؤد میں ہے کہ ''رسول اللہ ﷺ قیامت کے دن کے کھڑے ہونے کی جگہ کی تنگی سے پناہ مانگا کرتے تھے۔'' ❽ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ''چالیس سال تک لوگ سر اونچا کئے کھڑے رہیں گے' کوئی بولے گا نہیں نیک وبد کو پسینے کی لگامیں چڑھی ہوئی ہوں گی۔'' ❾ ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں' سو سال تک کھڑے رہیں گے۔ ❿ (ابن جریر)

ابوداؤد' نسائی' ابن ماجہ میں ہے کہ حضور ﷺ جب رات کو اٹھ کر تہجد کی نماز کو شروع کرتے تو دس مرتبہ اللہ اکبر کہتے' دس مرتبہ ((الحمد للّٰہ)) کہتے دس مرتبہ ((سُبْحَانَ اللّٰهِ)) کہتے۔ دس مرتبہ ((أَسْتَغْفِرُ اللّٰهِ)) کہتے پھر کہتے ((اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ وَاهْدِنِيْ =

---

❶ صحیح بخاری، کتاب التفسیر، سورۃ ویل للمطففین، ٤٩٣٨؛ صحیح مسلم، ٢٨٦٢؛ ترمذی، ٢٤٢٢؛ ابن ماجه، ٤٢٧٨۔
❷ احمد، ٢/ ٣١ وسندہ ضعیف، محمد بن اسحاق بن یسار مدلس وعنعن وحدیث البخاری (٤٩٣٨) ومسلم (٢٨٦٢) یغنی عن حدیثه۔ ❸ صحیح مسلم، کتاب الجنة، باب فی یوم القیامة، ٢٨٦٤؛ ترمذی، ٢٤٢١؛ احمد، ٦/ ٣؛ ابن حبان، ٧٣٣٠۔
❹ احمد، ٥/ ٢٥٤ وسندہ حسن۔ ❺ احمد، ٤/ ١٥٧ وسندہ ضعیف؛ حاکم، ٤/ ٥٧١؛ ابن حبان، ٧٣٢٩ وسندہ صحیح، دوسرا نسخه ٧٢٨٥۔ ❻ صحیح مسلم، کتاب الزکاة، باب اثم مانع الزکاة، ٩٨٧۔
❼ الطبری، ٢٤/ ٢٨٠ وابن ابی حاتم، وسندہ ضعیف، عبدالسلام بن عجلان ضعفه راجح۔ ❽ ابو داود، کتاب الصلاة، باب ما یستفتح به الصلاة من الدعاء، ٧٦٦؛ نسائی، ١٦١٨؛ ابن ماجه، ١٣٥٦ وسندہ حسن؛ احمد، ٦/ ١٤٣؛ ابن حبان، ٢٦٠٢۔
❾ الطبری، ٢٤/ ٢٨١۔ ❿ ایضًا۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

كَلَّآ اِنَّ كِتٰبَ الْفُجَّارِ لَفِيْ سِجِّيْنٍ ۝٧ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا سِجِّيْنٌ ۝٨ كِتٰبٌ مَّرْقُوْمٌ ۝٩ وَيْلٌ
يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ۝١٠ الَّذِيْنَ يُكَذِّبُوْنَ بِيَوْمِ الدِّيْنِ ۝١١ وَمَا يُكَذِّبُ بِهٖٓ اِلَّا كُلُّ
مُعْتَدٍ اَثِيْمٍ ۝١٢ اِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِ اٰيٰتُنَا قَالَ اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ ۝١٣ كَلَّا بَلْ ٚ رَانَ عَلٰى
قُلُوْبِهِمْ مَّا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ۝١٤ كَلَّآ اِنَّهُمْ عَنْ رَّبِّهِمْ يَوْمَئِذٍ لَّمَحْجُوْبُوْنَ ۝١٥ ثُمَّ اِنَّهُمْ
لَصَالُوا الْجَحِيْمِ ۝١٦ ثُمَّ يُقَالُ هٰذَا الَّذِيْ كُنْتُمْ بِهٖ تُكَذِّبُوْنَ ۝١٧

ترجمہ: یقیناً بدکاروں کا نامۂ اعمال سجین میں ہے۔[٧] تجھے کون بتائے کہ سجین کیا ہے۔ [٨] یہ تو کتاب میں لکھا جا چکا ہے'[٩] اس دن جھٹلانے والوں کی بڑی خرابی ہے۔[١٠] جو جزا سزا کے دن کو جھٹلاتے رہے'[١١] اسے صرف وہی جھٹلاتا ہے جو حد سے آگے نکل جانے والا اور گنہگار ہوتا ہے۔[١٢] جب اس کے سامنے ہماری آیتیں پڑھی جاتی ہیں تو کہہ دیتا ہے کہ یہ اگلوں کے افسانے ہیں۔[١٣] یوں نہیں بلکہ ان کے دلوں پر ان کے اعمال کی وجہ سے زنگ چڑھ گیا ہے۔[١٤] یہی نہیں یہ لوگ اس دن دیدار باری تعالیٰ سے محروم رہیں گے۔[١٥] پھر یہ لوگ بالیقین جہنم میں جھونکے جائیں گے۔[١٦] پھر کہہ دیا جائے گا کہ یہی ہے وہ جسے تم جھٹلاتے رہے۔[١٧]

=وَارْزُقْنِيْ وَعَافِنِيْ)) اے اللہ! مجھے بخش' مجھے ہدایت دے' مجھے روزیاں دے اور عافیت عنایت فرما۔ پھر اللہ تعالیٰ سے قیامت کے دن کے مقام کی تنگی سے پناہ مانگتے۔ ❶

سجین گنہگاروں کا نامہ اعمال ہے: [آیت:٧۔١٧] مطلب یہ ہے کہ برے لوگوں کا ٹھکانا سجین ہے یہ لفظ فِعِّيْلٌ کے وزن پر سِجْنٌ سے ماخوذ ہے سجن کہتے ہیں لغۃً تنگی کو ضِيِّيْقٌ شِرِّيْبٌ خِمِّيْرٌ سِكِّيْرٌ وغیرہ کی طرح یہ لفظ بھی سجین ہے۔ پھر اس کی مزید برائیاں بیان کرنے کے لیے فرمایا کہ تمہیں اس کی حقیقت معلوم نہیں وہ المناک اور ہمیشہ کے درد دکھ کی جگہ ہے۔ مروی ہے کہ یہ جگہ ساتوں زمینوں کے نیچے ہے۔ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ کی ایک مطول حدیث میں یہ گزر چکا ہے کہ کافر کی روح کے بارے میں جناب باری تعالیٰ کا ارشاد ہوتا ہے کہ اس کی کتاب سجین میں لکھ لو۔ ❷ اور سجین ساتویں زمین کے نیچے ہے۔ کہا گیا ہے کہ یہ ساتویں زمین کے نیچے سبز رنگ کی ایک چٹان ہے اور کہا گیا ہے کہ جہنم میں ایک گڑھا ہے۔

ابن جریر کی ایک غریب منکر اور غیر صحیح حدیث میں ہے کہ فلق جہنم کا ایک منہ بند کردہ کنواں ہے' اور سجین کھلے منہ والا گڑھا ہے۔ ❸ صحیح بات یہ ہے کہ اس کے معنی ہیں تنگ جگہ جیل خانہ کے نیچے کی مخلوق میں تنگی ہے اور اوپر کی مخلوق میں کشادگی۔ آسمانوں میں ہر اوپر والا آسمان نیچے والے آسمان سے کشادہ ہے اور زمینوں میں ہر نیچے کی زمین اوپر کی زمین سے تنگ ہے یہاں تک کہ بالکل نیچے کی تہہ بہت تنگ ہے۔ اور سب سے زیادہ تنگ جگہ ساتویں زمین کا وسطی مرکز ہے۔ چونکہ کافروں کے لوٹنے کی جگہ جہنم ہے اور وہ

❶ ابو داود، کتاب الصلاۃ، باب ما یستفتح به الصلاۃ من الدعاء، ٧٢٢؛ نسائی، ١٦١٨؛ ابن ماجه، ١٣٥٦ وسنده حسن؛ احمد، ٦/ ١٤٣؛ ابن حبان، ٢٦٠٢۔

❷ اس کی تخریج سورۃ الأعراف آیت: ٤٠ کے تحت گزر چکی ہے۔

❸ الطبری، ٢٤/ ٢٨٤ وسنده ضعیف۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سب سے نیچے ہے۔اور جگہ ہے ﴿ثُمَّ رَدَدْنٰهُ اَسْفَلَ سٰفِلِيْنَ ۝ اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ﴾ ❶ یعنی پھر ہم نے اسے نیچوں کا نیچ کر دیا' ہاں جو ایمان والے اور نیک اعمال والے ہیں۔غرض سجین ایک تنگ اور تہ کی جگہ ہے جیسے قرآن کریم نے اور جگہ فرمایا ہے ﴿اِذَآ اُلْقُوْا مِنْهَا مَكَانًا ضَيِّقًا مُّقَرَّنِيْنَ دَعَوْا هُنَالِكَ ثُبُوْرًا ۝﴾ ❷ جب وہ جہنم کی کسی تنگ جگہ میں ہاتھ پاؤں جکڑ کر ڈال دیئے جائیں گے تو وہاں موت ہی موت پکاریں گے۔

﴿كِتٰبٌ مَّرْقُوْمٌ ۝﴾ یہ سجین کی تفسیر نہیں بلکہ یہ تفسیر ہے اس کی جو ان کے لیے لکھا جا چکا ہے کہ آخر کار جہنم میں پہنچیں گے۔ ان کا نتیجہ یہ لکھا جا چکا ہے اور اس سے فراغت حاصل کر لی گئی ہے' نہ اس میں اب کچھ زیادتی ہوگی نہ کمی۔تو فرمایا ان کا انجام سجین ہونا ہماری کتاب میں پہلے سے ہی لکھا جا چکا ہے۔ان جھٹلانے والوں کی اس دن خرابی ہوگی۔انہیں جہنم کا قید خانہ اور رسوائی والے المناک عذاب ہوں گے ﴿وَيْلٌ﴾ کی مکمل تفسیر اس سے پہلے گزر چکی ہے۔خلاصہ مطلب یہ ہے کہ ان کی ہلاکی' بربادی اور خرابی ہے جیسے کہا جاتا ہے وَيْلٌ لِّفُلَانٍ مسند احمد اور سنن کی حدیث میں ہے ویل ہے اس شخص کے لیے جو کوئی جھوٹی بات کہہ کر لوگوں کو ہنسانا چاہے اسے ویل ہے اسے ویل ہے۔ ❸ پھر ان جھٹلانے والوں بدکار کافروں کی مزید تشریح کی اور فرمایا: یہ وہ لوگ ہیں جو روز جزا کو نہیں مانتے اسے خلاف عقل کہہ کر اس کے واقع ہونے کو محال جانتے ہیں۔پھر فرمایا کہ قیامت کا جھٹلانا انہی لوگوں کا کام ہے جو اپنے کاموں میں حد سے گزر جائیں' حرام کام کرنے لگیں یا جائز کاموں میں حد سے بڑھ جائیں اسی طرح اپنے اقوال میں گنہگار ہوں' جھوٹ بولیں' وعدہ خلافی کریں' گالیاں بکیں وغیرہ۔

یہ وہ لوگ ہیں کہ ہماری آیتوں کو سن کر انہیں جھٹلاتے ہیں۔بدگمانی کرتے ہیں اور کہہ گزرتے ہیں کہ پہلی کتابوں سے جمع جتھا کر لی ہے۔جیسے اور جگہ فرمایا' ﴿وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ مَّاذَآ اَنْزَلَ رَبُّكُمْ قَالُوْٓا اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ ۝﴾ ❹ جب انہیں کہا جاتا ہے کہ تمہارے رب نے کیا کچھ نازل فرمایا تو کہتے ہیں اگلوں کے افسانے ہیں۔اور جگہ ہے ﴿وَقَالُوْٓا اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ اكْتَتَبَهَا فَهِيَ تُمْلٰى عَلَيْهِ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا﴾ ❺ یعنی یہ کہتے ہیں کہ اگلوں کے قصے ہیں جو اسے صبح شام لکھوائے جا رہے ہیں۔اللہ تعالیٰ انہیں جواب میں فرماتا ہے کہ واقعہ ان کے قول اور ان کے خیال کے مطابق نہیں بلکہ دراصل یہ قرآن کلام الٰہی ہے اس کی وحی ہے جو اس نے اپنے بندے پر نازل کی ہے۔

ہاں ان کے دلوں پر ان کے بداعمال نے پردے ڈال دیئے ہیں۔گناہوں اور خطاؤں کی کثرت نے ان کے دلوں کو زنگ آلود کر دیا ہے۔کافروں کے دلوں پر رین ہوتا ہے اور نیک کار لوگوں کے دلوں پر غیم ہوتا ہے۔ترمذی' نسائی' ابن ماجہ وغیرہ میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ ''بندہ جب گناہ کرتا ہے تو اس کے دل پر ایک سیاہ نقطہ ہو جاتا ہے اگر توبہ کر لیتا ہے تو اس کی صفائی ہو جاتی ہے اور اگر گناہ کرتا ہے تو وہ سیاہی پھیلتی جاتی ہے۔'' اسی کا بیان ﴿كَلَّا بَلْ رَانَ﴾ میں ہے۔ ❻ نسائی کے الفاظ میں کچھ اختلاف بھی ہے۔مسند احمد میں بھی یہ حدیث ہے۔ ❼ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ کا فرمان ہے کہ گناہوں پر گناہ کرنے سے دل اندھا ہو جاتا ہے اور پھر مر جاتا ہے۔پھر فرمایا کہ یہ لوگ ان عذابوں میں مبتلا ہو کر دیدار باری تعالیٰ سے بھی محروم اور محجوب کر دیئے جائیں گے۔=

❶ ٩٥/ التين:٥، ٦۔ ❷ ٢٥/ الفرقان:١٣۔

❸ ابو داود، كتاب الأدب، باب التشديد فى الكذب، ٤٩٩٠ وسنده حسن؛ ترمذى، ٢٣١٥؛ احمد، ٥/ ٦٠٥۔

❹ ١٦/ النحل:٢٤۔ ❺ ٢٥/ الفرقان:٥۔

❻ ترمذى، كتاب تفسير القرآن، باب ومن سورة ويل للمطففين، ٣٣٣٤ وهو حسن؛ ابن ماجه، ٤٢٤٤۔

❼ احمد، ٢/ ٢٩٧ وابن ماجه، ٤٢٤٤ وهو حديث حسن۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

كَلَّآ اِنَّ كِتٰبَ الْاَبْرَارِ لَفِيْ عِلِّيِّيْنَ ﴿١٨﴾ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا عِلِّيُّوْنَ ﴿١٩﴾ كِتٰبٌ مَّرْقُوْمٌ ﴿٢٠﴾
يَّشْهَدُهُ الْمُقَرَّبُوْنَ ﴿٢١﴾ اِنَّ الْاَبْرَارَ لَفِيْ نَعِيْمٍ ﴿٢٢﴾ عَلَى الْاَرَآئِكِ يَنْظُرُوْنَ ﴿٢٣﴾ تَعْرِفُ فِيْ
وُجُوْهِهِمْ نَضْرَةَ النَّعِيْمِ ﴿٢٤﴾ يُسْقَوْنَ مِنْ رَّحِيْقٍ مَّخْتُوْمٍ ﴿٢٥﴾ خِتٰمُهٗ مِسْكٌ ۭ وَفِيْ ذٰلِكَ
فَلْيَتَنَافَسِ الْمُتَنَافِسُوْنَ ﴿٢٦﴾ وَمِزَاجُهٗ مِنْ تَسْنِيْمٍ ﴿٢٧﴾ عَيْنًا يَّشْرَبُ بِهَا الْمُقَرَّبُوْنَ ﴿٢٨﴾

ترجمہ: یقیناً یقیناً نیکو کاروں کا نامہ اعمال علیین میں ہے۔[١٨] تجھے کون بتائے کہ علیین کیا ہے؟ [١٩] وہ تو کتاب میں لکھا جا چکا ہے۔[٢٠] اس کے پاس مقرب فرشتے حاضر ہوتے ہیں۔[٢١] نیک لوگ بڑی نعمتوں میں ہوں گے۔[٢٢] مسہریوں پر بیٹھے دیکھ رہے ہوں گے۔[٢٣] تو ان کے چہروں سے ہی نعمت کی تر و تازگی پہچان لے گا۔[٢٤] یہ لوگ سربمہر خالص شراب پلائے جائیں گے۔[٢٥] جس پر مشک کی مہر ہوگی۔ رغبت کرنے والوں کو اسی کی رغبت کرنی چاہیے۔[٢٦] اس کی آمیزش تسنیم ہوگی۔[٢٧] یعنی وہ چشمہ جس کا پانی مقرب لوگ پئیں گے۔[٢٨]

= فائدہ: حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اس آیت میں دلیل ہے کہ مؤمن قیامت کے دن دیدار باری تعالیٰ سے مشرف ہوں گے۔ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا یہ فرمان بالکل درست ہے اور آیت کا صاف مفہوم یہی ہے۔ اور دوسری جگہ کھلے الفاظ میں بھی یہ بیان موجود ہے۔ فرمان ہے ﴿وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ نَّاضِرَةٌ ۝ اِلٰى رَبِّهَا نَاظِرَةٌ ۝﴾ ❶ یعنی اس دن بہت سے چہرے تر و تازہ ہوں گے اور اپنے رب کو دیکھ رہے ہوں گے۔ صحیح اور متواتر حدیثوں سے بھی یہ ثابت ہے کہ ایمان دار قیامت والے دن اپنے رب عزوجل کو اپنی آنکھوں سے قیامت کے میدان میں اور جنت کے نفیس باغیچوں میں دیکھیں گے۔ حضرت حسن رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حجاب ہٹ جائیں گے اور مؤمن اپنے رب کو دیکھیں گے اور کافروں کو پردوں کے پیچھے کر دیا جائے گا۔ البتہ مؤمن ہر صبح و شام پروردگار عالم کا دیدار حاصل کریں گے یا اسی جیسا اور کلام ہے۔ پھر فرماتا ہے کہ نہ صرف اللہ سے ہی یہ محروم رہیں گے بلکہ یہ لوگ جہنم میں جھونک دیے جائیں گے اور انہیں حقارت، ذلت اور ڈانٹ ڈپٹ کے طور پر غصہ کے ساتھ کہا جائے گا کہ یہی ہے وہ جسے تم جھٹلاتے رہے۔

نیکوکاروں کا نامہ اعمال: [آیت: ١٨۔٢٨] بدکاروں کا حشر بیان کرنے کے بعد اب نیک لوگوں کا بیان ہو رہا ہے کہ ان کا ٹھکانا علیین ہے جو کہ سجین کے بالکل برعکس ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے حضرت کعب رحمۃ اللہ علیہ سے سجین کا سوال کیا' تو انہوں نے فرمایا: وہ ساتویں زمین ہے اور اس میں کافروں کی روحیں ہیں۔ اور علیین کے سوال کے جواب میں فرمایا یہ ساتواں آسمان ہے اور اس میں مؤمنین کی روحیں ہیں۔ ❷ ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: مراد اس سے جنت ہے۔ ❸ عوفی رحمۃ اللہ علیہ آپ سے روایت کرتے ہیں کہ ان کے اعمال اللہ تعالیٰ کے نزدیک آسمان میں ہیں۔ قتادہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں یہ عرش کا داہنا پایہ ہے اور لوگ کہتے ہیں یہ سدرۃ المنتہیٰ کے پاس ہے۔ ❹ ظاہر یہ ہے کہ لفظ علو یعنی بلندی سے ماخوذ ہے۔ جس قدر کوئی چیز اونچی اور بلند ہوگی اسی قدر بڑی اور کشادہ ہوگی۔ اسی لیے اس کی عظمت و بزرگی کے اظہار کے لیے فرمایا' تمہیں اس کی حقیقت معلوم ہی نہیں۔ پھر اسکی تاکید کی کہ یہ یقینی چیز ہے کتاب میں لکھی جا چکی ہے کہ یہ لوگ علیین میں جائیں گے جس کے پاس ہر آسمان کے مقرب فرشتے جاتے ہیں۔ پھر فرمایا کہ قیامت کے دن یہ نیکوکار ہمیشگی والی نعمتوں اور باغات میں ہوں گے اور اللہ تعالیٰ کے عام فضل و کرم ان پر بارش کی طرح برس رہے ہوں =

❶ ٧٥/ القيامة: ٢٢۔٢٣۔ ❷ الطبری: ٢٤/ ٢٩١۔ ❸ ایضا۔ ❹ ایضا: ٢٤/ ٢٩٢۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اِنَّ الَّذِيْنَ اَجْرَمُوْا كَانُوْا مِنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يَضْحَكُوْنَ ﴿٢٩﴾ وَاِذَا مَرُّوْا بِهِمْ يَتَغَامَزُوْنَ ﴿٣٠﴾ وَاِذَا انْقَلَبُوْٓا اِلٰٓى اَهْلِهِمُ انْقَلَبُوْا فَكِهِيْنَ ﴿٣١﴾ وَاِذَا رَاَوْهُمْ قَالُوْٓا اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ لَضَآلُّوْنَ ﴿٣٢﴾ وَمَآ اُرْسِلُوْا عَلَيْهِمْ حٰفِظِيْنَ ﴿٣٣﴾ فَالْيَوْمَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنَ الْكُفَّارِ يَضْحَكُوْنَ ﴿٣٤﴾ عَلَى الْاَرَآئِكِ يَنْظُرُوْنَ ﴿٣٥﴾ هَلْ ثُوِّبَ الْكُفَّارُ مَا كَانُوْا يَفْعَلُوْنَ ﴿٣٦﴾ ع

ترجمہ: گنہگار لوگ ایمانداروں کی ہنسی اڑایا کرتے تھے۔[۲۹] ان کے پاس گزرتے ہوئے اشاروں کنایوں سے ان کی حقارت کرتے تھے۔[۳۰] اور جب اپنے والوں کی طرف لوٹتے تو دل لگیاں کرتے تھے۔[۳۱] اور جب انہیں دیکھتے تو کہتے یقیناً یہ لوگ گمراہ بے راہ ہیں'[۳۲] یہ ان پر پاسبان بنا کر تو نہیں بھیجے گئے۔[۳۳] پس آج ایمان دار ان کافروں پر ہنسیں گے۔[۳۴] تختوں پر بیٹھے دیکھ رہے ہوں گے'[۳۵] کہ اب ان منکروں نے جیسا یہ کرتے تھے بھر پایا۔[۳۶]

= گے۔ یہ مسہریوں پر بیٹھے ہوئے ہوں گے اپنے ملک و مال کو اور نعمتوں اور راحتوں کو عزت و جاہ کو مال متاع کو دیکھ دیکھ کر خوش ہو رہے ہوں گے یہ خیر و فضل یہ نعمت و رحمت نہ کبھی کم ہو نہ گم ہو نہ گھٹے نہ مٹے۔ اور یہ بھی معنی ہیں کہ اپنی آرام گاہوں میں تخت سلطنت پر بیٹھے دیدار باری تعالیٰ سے مشرف ہوتے رہیں گے۔ تو گویا کہ فاجروں کے بالکل برعکس ہوں گے۔ ان پر دیدار باری تعالیٰ حرام تھا ان کے لیے ہر وقت اجازت ہے جیسے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث میں ہے جو پہلے بیان ہو چکی کہ سب سے نیچے درجے کا جنتی اپنے ملک اور ملکیت کو دو ہزار سال کی راہ تک دیکھے گا اور سب سے آخر کی چیزیں اس طرح اس کی نظروں کے سامنے ہوں گی جس طرح سب سے اول چیزیں اور اعلیٰ درجہ کے جنتی تو دن بھر میں دو دو مرتبہ دیدار باری تعالیٰ کی نعمت سے اپنے دل کو مسرور اور اپنی آنکھوں کو پر نور کریں گے' ❶ اگر کوئی ان کے چہرے پر نظر ڈالے تو بیک نگاہ آسودگی اور خوش حالی' جاہ و حشمت' شوکت و سطوت' خوشی و سرور' بہجت و نور دیکھ کر ان کا مرتبہ تاڑ لے اور سمجھ لے کہ راحت و آرام میں خوش و خرم ہیں۔ جنتی شراب کا دور چلتا رہتا ہے۔

رحیق مختوم کا تذکرہ: رحیق جنت کی ایک قسم کی شراب ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں ''جو کسی پیاسے مسلمان کو پانی پلائے اسے اللہ تعالیٰ ''رحیق مختوم'' پلائے گا یعنی جنت کی مہر والی شراب' اور جو کسی بھوکے مسلمان کو کھانا کھلائے اسے اللہ تعالیٰ جنت کے میوے کھلائے گا' اور جو کسی ننگے مسلمان کو کپڑا پہنائے اللہ تعالیٰ اسے جنتی سبز ریشم کے جوڑے پہنائے گا۔'' ❷ (مسند احمد)

''خِتٰـمُهٗ'' کے معنی ملونی اور آمیزش کے ہیں۔ اسے اللہ تعالیٰ نے پاک صاف کر دیا ہے اور مشک کی مہر لگا دی ہے۔ یہ بھی معنی ہیں کہ انجام اس کا مشک ہے۔ یعنی کوئی بدبو نہیں بلکہ مشک کی سی خوشبو ہے' چاندی کی طرح سفید رنگ شراب ہے جس کی مہر لگے گی یا ملونی ہو گی۔ اس قدر خوشبو والی ہے کہ اگر کسی اہل دنیا کی انگلی اس پر لگ جائے پھر گو وہ اسی وقت نکال لے لیکن تمام دنیا اس کی خوشبو

❶ ترمذی، کتاب تفسیر القرآن، باب ومن سورة القيامة، ۳۳۳۰ وسنده ضعيف ثویر راوی ضعیف ہے۔

❷ احمد، ۳/ ۱۳، ۱۴؛ ترمذی، کتاب صفة القيامة، باب فی ثواب الاطعام والسقی والکسو...... ۲۴۴۹ وسنده ضعيف اس کی سند میں عطیہ العوفی ضعیف و مجروح راوی ہے (التقریب، ۲/ ۲۴ رقم: ۲۱۶)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے مہک جائے گی اور ''ختام'' کے معنی خوشبو کے بھی کیے گئے ہیں۔ پھر فرماتا ہے' کہ حرص کرنے والے فخر و مباہات کرنے والے کثرت اور سبقت کرنے والوں کو چاہیے کہ اس کی طرف تمام تر توجہ کریں۔ جیسے اور جگہ ہے ﴿لِمِثْلِ هٰذَا فَلْيَعْمَلِ الْعَامِلُوْنَ﴾ ❶ ایسی چیزوں کے لیے عمل کرنے والوں کو عمل کرنا چاہیے۔ تسنیم جنت کی بہترین شراب کا نام ہے یہ ایک نہر ہے جس سے سابقین لوگ تو برابر پیا کرتے ہیں اور داہنے ہاتھ والے اپنی شراب رحیق میں ملا کر پیتے ہیں۔

اہل ایمان کو مذاق کرنے والوں کا انجام: [آیت:۲۹۔۳۶] یعنی دنیا میں تو ان کافروں کی خوب بن آئی تھی' ایمانداروں کا مذاق اڑاتے رہے' چلتے پھرتے آوازیں کستے رہے۔ اور حقارت و تذلیل کرتے رہے' اور اپنے والوں میں جا کر خوب باتیں بناتے تھے' جو چاہتے تھے پاتے تھے' لیکن شکر تو کہاں اور کفر پر آمادہ ہو کر مسلمانوں کی ایذا رسانی کے درپے ہو جاتے تھے۔ اور چونکہ مسلمان ان کی مانتے نہ تھے تو یہ انہیں گمراہ کہا کرتے تھے۔ اللہ فرماتا ہے کچھ یہ لوگ محافظ بنا کر تو نہیں بھیجے گئے انہیں مومنوں کی کیا پڑی۔ کیوں ہر وقت ان کے پیچھے پڑے ہیں اور ان کے اعمال افعال کی دیکھ بھال رکھتے ہیں اور طعنہ آمیز باتیں بناتے رہتے ہیں۔ جیسے اور جگہ ہے ﴿اخْسَئُوْا فِيْهَا﴾ ❷ الخ۔ یعنی اس جہنم میں پڑے جھلستے رہو مجھ سے بات نہ کرو۔ میرے خاص بندے کہتے تھے کہ اے ہمارے پروردگار! ہم ایمان لائے تو ہمیں بخش اور ہم پر رحم کر تو سب سے بڑا رحم و کرم کرنے والا ہے تو تم نے انہیں مذاق میں اڑایا اور اس قدر غافل ہوئے کہ میری یاد بھلا بیٹھے اور ان سے ہنسی مذاق کرنے لگے۔ دیکھو آج میں نے انہیں ان کے صبر کا یہ بدلہ دیا ہے کہ وہ ہر طرح کامیاب ہیں۔ یہاں بھی اس کے بعد ارشاد فرماتا ہے کہ آج قیامت کے دن ایماندار ان بدکاروں پر ہنس رہے ہیں اور تختوں پر بیٹھے اپنے اللہ کو دیکھ رہے ہیں جو صاف ثبوت ہے اس بات کا کہ یہ گمراہ نہ تھے گو تم انہیں راہ گم کردہ کہا کرتے تھے' بلکہ یہ دراصل اولیاء اللہ تھے مقربین الٰہی تھے۔ اسی لیے آج اللہ کا دیدار ان کی نگاہوں کے سامنے ہے۔ یہ اللہ کے مہمان ہیں اور اس کے بزرگی والے گھر میں ٹھہرے ہوئے ہیں۔ جیسا کچھ ان کافروں نے مسلمانوں کے ساتھ دنیا میں کیا تھا اس کا پورا بدلہ کیا انہیں آخرت میں مل گیا یا نہیں؟ ان کے مذاق کے بدلے آج ان پر ہنسی اڑی یہ انہیں گھٹاتے تھے' اللہ نے انہیں بڑھایا۔ غرض پورا پورا تمام و کمال بدلہ دے دیا گیا۔

الحمدللہ سورۂ مطففین کی تفسیر ختم ہوئی۔

---

❶ ۳۷/ الصافات:٦١۔ ❷ ۲۳/ المؤمنون:۱۰۸۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تفسیر سورۂ انشقاق

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اِذَا السَّمَآءُ انْشَقَّتْ ﴿١﴾ وَاَذِنَتْ لِرَبِّهَا وَحُقَّتْ ﴿٢﴾ وَاِذَا الْاَرْضُ مُدَّتْ ﴿٣﴾
وَاَلْقَتْ مَا فِيْهَا وَتَخَلَّتْ ﴿٤﴾ وَاَذِنَتْ لِرَبِّهَا وَحُقَّتْ ﴿٥﴾ يٰۤاَيُّهَا الْاِنْسَانُ اِنَّكَ
كَادِحٌ اِلٰى رَبِّكَ كَدْحًا فَمُلٰقِيْهِ ﴿٦﴾ فَاَمَّا مَنْ اُوْتِيَ كِتٰبَهٗ بِيَمِيْنِهٖ ﴿٧﴾ فَسَوْفَ
يُحَاسَبُ حِسَابًا يَّسِيْرًا ﴿٨﴾ وَّيَنْقَلِبُ اِلٰۤى اَهْلِهٖ مَسْرُوْرًا ﴿٩﴾ وَاَمَّا مَنْ اُوْتِيَ كِتٰبَهٗ
وَرَآءَ ظَهْرِهٖ ﴿١٠﴾ فَسَوْفَ يَدْعُوْا ثُبُوْرًا ﴿١١﴾ وَّيَصْلٰى سَعِيْرًا ﴿١٢﴾ اِنَّهٗ كَانَ فِيْۤ اَهْلِهٖ
مَسْرُوْرًا ﴿١٣﴾ اِنَّهٗ ظَنَّ اَنْ لَّنْ يَّحُوْرَ ﴿١٤﴾ بَلٰۤى ۚ اِنَّ رَبَّهٗ كَانَ بِهٖ بَصِيْرًا ﴿١٥﴾

ترجمہ: اللہ تعالیٰ بخشش کرنے والے کے نام سے شروع۔

جب آسمان پھٹ جائے گا۔[۱] اور اپنے رب کے حکم پر کان لگائے گا اور اسی کے لائق وہ ہے'[۲] اور جب زمین کھینچ کر پھیلا دی جائے گی'[۳] اور اس میں جو ہے وہ اسے اگل دے گی' اور خالی ہو جائے گی[۴] اور اپنے رب کے حکم پر کان لگائے گی' اور اسی کے لائق وہ ہے۔[۵] اے انسان! تو اپنے رب سے ملنے تک یہ کوشش اور تمام کام اور محنتیں کر کے اس سے ملاقات کرنے والا ہے۔[۶] تو اس وقت جس شخص کے داہنے ہاتھ میں اعمال نامہ دیا جائے گا'[۷] اس کا حساب تو بڑی آسانی سے لیا جائے گا۔[۸] اور وہ اپنے والوں کی طرف ہنسی خوشی لوٹ آئے گا'[۹] ہاں جس شخص کا اعمال نامہ اس کی پیٹھ کے پیچھے دیا جائے گا'[۱۰] تو وہ موت کو بلانے لگے گا'[۱۱] اور بھڑکتی ہوئی جہنم میں داخل ہوگا۔[۱۲] یہ شخص اپنے متعلقین میں (دنیا میں) خوش تھا'[۱۳] اس کا خیال تھا کہ اللہ کی طرف لوٹ کر ہی نہ جائے گا'[۱۴] یہ کیسے ہو سکتا ہے حالانکہ اس کا رب اسے بخوبی دیکھ رہا تھا۔[۱۵]

تعارف سورت: مؤطا امام مالک میں ہے کہ ''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو نماز پڑھائی اور اس میں ﴿اِذَا السَّمَآءُ انْشَقَّتْ﴾ کی سورت پڑھی اور سجدہ کیا اور فارغ ہو کر فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اس کے پڑھتے ہوئے سجدہ کیا تھا۔'' ❶ یہ حدیث مسلم اور نسائی میں بھی ہے۔ بخاری میں ہے کہ حضرت ابو رافع رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ''میں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے پیچھے عشاء کی نماز پڑھی۔ آپ نے اس میں ﴿اِذَا السَّمَآءُ انْشَقَّتْ﴾ کی تلاوت کی اور سجدہ کیا۔ میں نے پوچھا! تو جواب دیا کہ میں نے ابو القاسم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے سجدہ کیا ہے (یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اس سورت کو نماز میں پڑھا اور آیت سجدہ پر سجدہ کیا اور مقتدیوں نے بھی سجدہ کیا) پس میں تو جب تک آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملوں گا (اس موقعہ پر) سجدہ کرتا رہوں گا' ❷ (یعنی مرتے دم تک)۔'' اس حدیث کی سندیں اور بھی ہیں۔ اور صحیح مسلم اور سنن نسائی میں مروی ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ''ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے

❶ صحيح مسلم، كتاب المساجد، باب سجود التلاوة، ۵۷۸؛ نسائی، ۹۶۳؛ مؤطا، ۱/ ۲۰۵۔

❷ صحيح بخاری، كتاب الاذان، باب الجهر فی العشاء، ۷۶۶؛ صحيح مسلم، ۵۷۸؛ ابو داود، ۱۴۰۸؛ نسائی، ۹۶۹۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ساتھ سورۂ ﴿اِذَا السَّمَآءُ انْشَقَّتْ﴾ میں اور سورۂ ﴿اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ﴾ میں سجدہ کیا۔'' ❶

آسمان پھٹ جائے گا: [آیت:۱۔۱۵] اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ قیامت کے دن آسمان پھٹ جائے گا وہ اپنے رب کے حکم پر کار بند ہونے کے لیے اپنے کان لگائے ہوئے ہوگا۔ پھٹنے کا حکم پاتے ہی پھٹ پھٹ کر ٹکڑے ہو جائے گا۔ اسے بھی چاہیے کہ امر الٰہی بجا لائے اس لیے کہ یہ اس اللہ کا حکم ہے جسے کوئی روک نہیں سکتا' جس سے بڑا اور نہیں جو سب پر غالب ہے اس پر غالب کوئی نہیں۔ ہر چیز اس کے سامنے پست ولاچار ہے۔ بے بس ومجبور ہے۔ اور زمین پھیلا دی جائے گی' بچھا دی جائے گی' اور کشادہ کر دی جائے گی۔ حدیث میں ہے ''قیامت کے دن اللہ تعالیٰ زمین کو چمڑے کی طرح کھینچ لے گا یہاں تک کہ ہر انسان کو صرف دو قدم ٹکانے کی جگہ ملے گی۔ سب سے پہلے مجھے بلایا جائے گا۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام اللہ تعالیٰ کی دائیں جانب ہوں گے۔ اللہ کی قسم اس سے پہلے اس نے کبھی اسے نہیں دیکھا تو میں کہوں گا اے اللہ جبرئیل نے مجھ سے کہا تھا کہ یہ تیرے بھیجے ہوئے میرے پاس آتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا سچ کہا تو میں کہوں گا اے اللہ! پھر مجھے شفاعت کی اجازت ہو۔ چنانچہ مقام محمود میں کھڑا ہو کر میں شفاعت کروں گا اور کہوں گا اے اللہ! تیرے ان بندوں نے زمین کے گوشے گوشے پر تیری عبادت کی ہے۔'' ❷ (ابن جریر)

پھر فرماتا ہے کہ زمین اپنے اندر کے کل مردے اگل دے گی اور خالی ہو جائے گی۔ یہ بھی رب کے فرمان کی منتظر ہو گی اور اسے بھی یہی لائق ہے۔ پھر ارشاد ہوتا ہے کہ اے انسان! تو کوشش کرتا رہے گا اور اپنے رب کی طرف آگے بڑھتا رہے گا اعمال کرتا رہے گا یہاں تک کہ ایک دن اس سے مل جائے گا۔ اور اس کے سامنے کھڑا ہوگا اور اپنے اعمال اور اپنی سعی وکوشش کو اپنے آگے دیکھ لے گا۔ ابوداؤد طیالسی میں ہے کہ ''حضرت جبرئیل علیہ السلام نے فرمایا: اے محمد! جی لیں جب تک چاہیں بالآخر موت آنے والی ہے۔'' جس سے چاہ دل بستگی پیدا کر لے ایک دن اس سے جدائی ہونی ہے۔ جو چاہیں عمل کر لیں ایک دن اس کی ملاقات ہونے والی ہے ❸ ﴿مُلٰقِیْهِ﴾ کی ضمیر کا مرجع بعض نے لفظ رب کو بھی بتلایا ہے تو یہ معنے ہوں گے اللہ تعالیٰ سے تیری ملاقات ہونے والی ہے وہ تجھے تیرے کل اعمال کا بدلہ دے گا اور تیری تمام کوشش وسعی کا پھل تجھے عطا فرمائے گا۔ دونوں ہی باتیں آپس میں ایک دوسری کو لازم ملزوم ہیں۔

قتادہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اے ابن آدم! تو کوشش کرنے والا ہے لیکن اپنی کوشش میں کمزور ہے۔ جس سے یہ ہو سکے کہ اپنی تمام تر سعی وکوشش نیکیوں کی کرے تو وہ کر لے دراصل نیکی کی قدرت اور برائیوں سے بچنے کی طاقت بجز امداد الٰہی حاصل نہیں ہو سکتی۔ پھر فرمایا: جس کے داہنے ہاتھ میں اس کا اعمال نامہ مل جائے گا اس کا حساب سختی بغیر نہایت آسانی سے ہوگا۔ اس کے چھوٹے اعمال معاف بھی ہو جائیں گے اور جس سے اس کے تمام اعمال کا حساب لیا جائے گا وہ ہلاکت سے نہ بچے گا۔ جناب رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ ''جس سے حساب کا مناقشہ ہوگا وہ تباہ ہوگا۔ تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: کہ قرآن میں تو ہے کہ نیک لوگوں کا بھی حساب ہوگا ﴿فَسَوْفَ یُحَاسَبُ حِسَابًا یَّسِیْرًا﴾ آپ ﷺ نے فرمایا: دراصل یہ وہ حساب نہیں یہ تو صرف پیشی ہے۔ جس سے حساب میں پوچھ گچھ ہوگی وہ برباد ہوگا۔'' ❹ (مسند احمد)

---

❶ صحیح مسلم، کتاب المساجد، باب سجود التلاوۃ، ۵۷۸؛ ابو داود، ۱۴۰۷؛ ترمذی، ۵۷۳؛ نسائی، ۹۶۴؛ ابن ماجہ، ۱۰۵۸۔

❷ الطبری، ۲۴/ ۳۱۱ یہ روایت مرسل یعنی ضعیف ہے لیکن حاکم، ۴/ ۵۷۰، ۵۷۱ میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے موصولاً باختلاف الفاظ بھی موجود ہے اور حاکم اور امام ذہبی نے اسے بخاری اور مسلم کی شرط پر صحیح کہا ہے۔ لیکن اس کی سند ضعیف ہے۔ ابن شہاب الزہری مدلس ہیں اور روایت معنعن ہے۔ ❸ مسند الطیالسی، ۱۷۵۵ وسندہ ضعیف فیه الحسن بن ابی جعفر ضعیف وابو الزبیر عنعن ان صح السند الیه، شعب الایمان، ۱۰۵۴۰۔ ❹ صحیح بخاری، کتاب التفسیر، سورۃ اذا السماء انشقت، ۴۹۳۹؛ صحیح مسلم، ۲۸۷۶؛ ترمذی، ۳۳۳۷؛ احمد، ۶/ ۴۷۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فَلَآ اُقْسِمُ بِالشَّفَقِ ۝١٦ وَالَّيْلِ وَمَا وَسَقَ ۝١٧ وَالْقَمَرِ اِذَا اتَّسَقَ ۝١٨ لَتَرْكَبُنَّ طَبَقًا
عَنْ طَبَقٍ ۝١٩ فَمَا لَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ۝٢٠ وَاِذَا قُرِئَ عَلَيْهِمُ الْقُرْاٰنُ لَا يَسْجُدُوْنَ ۝٢١
بَلِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يُكَذِّبُوْنَ ۝٢٢ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا يُوْعُوْنَ ۝٢٣ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ
اَلِيْمٍ ۝٢٤ اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ اَجْرٌ غَيْرُ مَمْنُوْنٍ ۝٢٥ ع ٢٥

ترجمہ: مجھے شفق کی قسم [١٦] اور رات کی اور اس کی جمع کردہ چیزوں کی قسم۔ [١٧] اور پورے چاند کی قسم [١٨] یقیناً تم ایک حالت سے دوسری حالت پر پہنچو گے۔ [١٩] انہیں کیا ہو گیا کہ ایمان نہیں لاتے۔ [٢٠] اور جب ان کے پاس قرآن پڑھا جاتا ہے تو سجدہ نہیں کرتے۔ [٢١] بلکہ یہ کفار تو جھوٹا سمجھتے ہیں۔ [٢٢] اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے جو کچھ یہ دلوں میں رکھتے ہیں۔ [٢٣] انہیں المناک عذابوں کی خوشخبری سنا دو' [٢٤] ہاں ایمان والوں اور نیک اعمال والوں کو بے شمار اور نہ ختم ہونے والا نیک بدلہ ہے۔ [٢٥]

= دوسری روایت میں ہے کہ یہ بیان فرماتے ہوئے آپ ﷺ نے اپنی انگلی اپنے ہاتھ پر رکھ کر جس طرح کوئی چیز کریدتے ہوں اس طرح اسے ہلا جلا کر بتلایا۔ ❶ مطلب یہ ہے کہ جس سے باز پرس اور کرید ہو گی وہ عذاب سے بچ نہیں سکتا۔ خود حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ ''جس سے باقاعدہ حساب ہو گا وہ تو بے عذاب نہیں رہ سکتا۔ اور حساب یسیر سے مراد صرف پیشی ہے حالانکہ اللہ خوب دیکھتا رہا ہے۔'' حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ ''میں نے ایک مرتبہ حضور ﷺ سے سنا کہ آپ نماز میں یہ دعا مانگ رہے تھے ((اَللّٰهُمَّ حَاسِبْنِيْ حِسَابًا يَّسِيْرًا)) جب آپ ﷺ فارغ ہوئے تو میں نے پوچھا حضور یہ آسان حساب کیا ہے؟ فرمایا: صرف نامہ اعمال پر نظر ڈال لی جائے گی اور کہہ دیا جائے گا کہ جاؤ ہم نے درگزر کیا لیکن اے عائشہ! جس سے اللہ تعالیٰ حساب لینے پر آئے گا وہ ہلاک ہو گا۔'' ❷ (مسند احمد) غرض جس کے دائیں ہاتھ میں نامہ اعمال آئے گا وہ اللہ کے سامنے پیش ہوتے ہی چھٹی پا جائیگا اور اپنے والوں کی طرف خوش خوش جنت میں واپس آئے گا۔ طبرانی میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں تم لوگ اعمال کر رہے ہو اور حقیقت کا علم کسی کو نہیں عنقریب وہ وقت آنے والا ہے کہ تم اپنے اعمال کو پہچان لو گے بعض وہ لوگ ہوں گے جو ہنسی خوشی اپنوں سے آملیں گے۔ اور بعض ایسے ہونگے کہ رنجیدہ' افسردہ اور ناخوش واپس آئیں گے اور جسے پیٹھ پیچھے سے بائیں ہاتھ میں ہاتھ موڑ کر نامہ اعمال دیا جائیگا وہ نقصان اور گھاٹے کی پکار پکارے گا۔ ہلاکت اور موت کو بلائے گا اور جہنم میں جائے گا دنیا میں خوب ہشاش بشاش تھا بے فکری سے مزے کر رہا تھا آخرت کا خوف عاقبت کا اندیشہ مطلق نہ تھا اب اس کو غم و رنج' یاس و حرمان' رنجیدگی اور افسردگی نے ہر طرف سے گھیر لیا۔ یہ سمجھ رہا تھا کہ موت کے بعد زندگی نہیں اسے یقین نہ تھا کہ لوٹ کر اللہ کے پاس بھی جانا ہے۔ پھر فرماتا ہے کہ ہاں ہاں اسے اللہ ضرور دوبارہ زندہ کرے گا۔ جیسے کہ پہلی مرتبہ اس نے اسے پیدا کیا پھر اس کے نیک و بد اعمال کی جزا و سزا دے گا۔ بندوں کے اعمال و احوال کی اسے اطلاع ہے اور وہ انہیں دیکھ رہا ہے۔

(شفق) سرخی کی قسم اور لوگوں کی حالت: [آیت:١٦-٢٥] شفق سے مراد وہ سرخی ہے جو غروب آفتاب کے بعد آسمان کے مغربی کناروں پر ظاہر ہوتی ہے۔ حضرت علی' حضرت ابن عباس' حضرت عبادہ بن صامت' حضرت ابوہریرہ' حضرت شداد بن اوس'

---

❶ اس کی سند میں سفیان بن وکیع ضعیف راوی ہے (المیزان، ٢/ ١٧٣، رقم: ٣٣٣٤) لہٰذا یہ روایت ضعیف ہے۔

❷ احمد، ٦/ ٤٨ ح ٢٤٢١٥ وسندہ حسن۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہم ' محمد بن علی بن حسین ' مکحول بکر بن عبداللہ مزنی ' بکیر بن اشج مالک ' ابن ابی ذئب ' عبدالعزیز بن ابوسلمہ ماجشون رحمۃ اللہ علیہم یہی فرماتے ہیں کہ شفق اس سرخی کو کہتے ہیں۔ ❶ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ بھی مروی ہے کہ مراد سفیدی ہے۔ پس شفق کناروں کی سرخی کو کہتے ہیں۔ وہ طلوع سے پہلے ہو یا غروب کے بعد اور اہل سنت کے نزدیک مشہور یہی ہے۔ خلیل کہتے ہیں عشاء کے وقت تک یہ شفق باقی رہتی ہے۔ ❷ جوہری کہتے ہیں سورج کے غروب ہونے کے بعد جو سرخی اور روشنی باقی رہتی ہے اسے شفق کہتے ہیں' یہ اول رات سے عشاء کے وقت تک باقی رہتی ہے۔ عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں مغرب سے لے کر عشاء تک۔ صحیح مسلم کی حدیث میں ہے کہ مغرب کا وقت شفق غائب ہونے تک ہے۔ ❸ مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے البتہ مروی ہے کہ اس سے مراد سارا دن ہے۔ اور ایک روایت میں ہے کہ مراد سورج ہے۔ غالباً اس مطلب کی وجہ اس کے بعد کا جملہ ہے۔ تو گویا روشنی اور اندھیرے کی قسم کھائی۔ امام ابن جریر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں دن کے جانے اور رات کے آنے کی قسم ہے۔ اوروں نے کہا ہے سفیدی اور سرخی کا نام شفق ہے۔ اور قول ہے کہ یہ لفظ ان دونوں مختلف معنوں میں بولا جاتا ہے۔ ﴿وَسَقَ﴾ کے معنی ہیں جمع کیا۔ یعنی رات کے ستاروں اور رات کے جانوروں کی قسم۔ اسی طرح رات کے اندھیرے میں تمام چیزوں کا اپنی اپنی جگہ چلے جانا۔ اور چاند کی قسم جب کہ وہ پورا ہو جائے بھرپور ہو جائے اور پوری روشنی والا بن جائے۔

﴿لَتَرْكَبُنَّ﴾ الخ۔ کی تفسیر بخاری میں مرفوع حدیث سے مروی ہے کہ ایک حالت سے دوسری حالت کی طرف چڑھتے چلے جاؤ گے۔ ❹ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں "جو سال آئے گا وہ اپنے پہلے سے زیادہ برا ہوگا۔ میں نے اسی طرح تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے۔" ❺ اس حدیث کے اور اوپر والی حدیث کے الفاظ بالکل یکساں ہیں۔ بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ مرفوع حدیث ہے۔ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ۔ اور یہ مطلب بھی اس حدیث کا بیان کیا گیا ہے کہ اس سے مراد ذات نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ اور اس کی تائید حضرت عمر' ابن مسعود' ابن عباس رضی اللہ عنہم اور عام اہل مکہ اور اہل کوفہ کی قرأت سے بھی ہوتی ہے۔ ان کی قرأت ﴿لَتَرْكَبَنَّ﴾۔ (ب کے زیر سے)

شعبی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ مطلب یہ ہے کہ اے نبی! تم ایک آسمان کے بعد دوسرے آسمان پر چڑھو گے۔ مراد اس سے معراج ہے یعنی منزل بمنزل چڑھتے چلے جاؤ گے۔ سدی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ مراد یہ ہے کہ اپنے اپنے اعمال کے مطابق منزلیں طے کرو گے۔ جیسے حدیث میں ہے کہ "تم اپنے سے اگلے لوگوں کے طریقوں پر چلو گے۔ بالکل برابر برابر یہاں تک کہ اگر ان میں سے کوئی گوہ کے سوراخ میں داخل ہوا ہو تو تم بھی یہی کرو گے۔ لوگوں نے کہا اگلوں سے مراد آپ کی کیا یہود و نصاریٰ ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پھر اور کون؟" ❻ حضرت مکحول رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ہر بیس سال کے بعد تم کسی نہ کسی ایسے کام کی ایجاد کرو گے جو اس سے پہلے نہ تھا۔ عبداللہ فرماتے ہیں آسمان پھٹے گا پھر سرخ رنگ ہو جائے گا پھر بھی رنگ بدلتے چلے جائیں گے۔

ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ "کبھی تو آسمان دھواں بن جائے گا پھر پھٹ جائے گا۔" حضرت سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ "یعنی بہت سے لوگ جو دنیا میں پست و ذلیل تھے آخرت میں بلند و ذی عزت بن جائیں گے' اور بہت سے لوگ جو دنیا میں مرتبے اور عزت والے تھے وہ آخرت میں ذلیل و نامراد ہو جائیں گے۔" عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ یہ مطلب بیان کرتے ہیں کہ پہلے دودھ پیتے

---

❶ الطبری، ۱۹/ ۲۷۴۔ ❷ ایضًا، ۱۹/ ۲۷۵۔ ❸ صحیح مسلم، کتاب المساجد، باب اوقات الصلوات الخمس، ۶۱۲۔

❹ صحیح بخاری، کتاب التفسیر، سورۃ اذا السماء انشقت باب ﴿لتركبن طبقا عن طبق﴾ ۴۹۴۰۔

❺ صحیح بخاری، کتاب الفتن، باب لایأتی زمان الا الذی بعده شر منه، ۷۰۶۸؛ ترمذی، ۲۲۰۶؛ احمد، ۳/ ۱۷۹۔

❻ صحیح بخاری، کتاب الاعتصام بالکتاب والسنة، باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم لتتبعن سنن من کان قبلکم، ۷۳۲۰؛ صحیح مسلم، ۲۶۶۹ بتصرف یسیر۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تھے پھر غذا کھاتے ہوئے۔ پہلے جوان تھے پھر بڑھے ہوئے۔ حسن بصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں نرمی کے بعد سختی، سختی کے بعد نرمی۔ امیری کے بعد فقیری، فقیری کے بعد امیری۔ صحت کے بعد بیماری، بیماری کے بعد تندرستی۔ ایک مرفوع حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: ''ابن آدم غفلت میں ہے۔ وہ پرواہ نہیں کرتا کہ کس لیے پیدا کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ جب کسی کو پیدا کرنا چاہتا ہے تو فرشتے سے کہتا ہے کہ اس کی روزی، اس کی اجل، اس کی زندگی، اس کا بد یا نیک ہونا لکھ لے۔ پھر وہ فارغ ہو کر چلا جاتا ہے اور دوسرا فرشتہ آتا ہے اور اس کی حفاظت کرتا ہے یہاں تک کہ اسے سمجھ آ جائے پھر وہ فرشتہ اٹھ جاتا ہے۔ پھر دو فرشتے اس کا نامہ اعمال لکھنے والے آ جاتے ہیں۔ موت کے وقت وہ بھی چلے جاتے ہیں اور ملک الموت آ جاتے ہیں اس کی روح قبض کرتے ہیں۔ پھر قبر میں اس کی روح لوٹا دی جاتی ہے۔ ملک الموت چلے جاتے ہیں۔ اور سوال و جواب کرنے والے فرشتے آ جاتے ہیں اپنے کام کے بعد وہ بھی چلے جاتے ہیں۔ قیامت کے دن نیکی بدی کے فرشتے آ جائیں گے اور اسکی گردن سے اس کا نامۂ اعمال کھول لیں گے پھر اس کے ساتھ ہی رہیں گے۔ ایک سائق ہے، دوسرا شہید ہے۔

پھر اللہ تعالیٰ فرمائے گا: ﴿لَقَدْ كُنْتَ فِيْ غَفْلَةٍ مِّنْ هٰذَا﴾ ❶ تو اس سے غافل تھا۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے آیت ﴿لَتَرْكَبُنَّ﴾ الخ۔ ❷ پڑھی یعنی ایک حال سے دوسرا حال، پھر فرمایا: لوگو! تمہارے آگے بڑے بڑے اہم امور آ رہے ہیں جن کی تمہیں طاقت ہی نہیں۔ اللہ تعالیٰ بلند و برتر سے مدد چاہو'' یہ حدیث ابن ابی حاتم میں ہے منکر حدیث ہے اور اس کی سند میں ضعیف راوی ہیں لیکن اس کا مطلب بالکل صحیح اور درست ہے۔ وَاللّٰهُ سُبْحَانَهٗ وَتَعَالٰى اَعْلَمُ۔ امام ابن جریر رحمہ اللہ نے ان تمام اقوال کو بیان کر کے فرمایا ہے کہ صحیح مطلب یہ ہے کہ آپ اے محمد! سخت سخت کاموں میں ایک کے بعد ایک میں پڑنے والے ہیں اور گو خطاب حضور ﷺ سے ہی ہے لیکن مراد سب لوگ ہیں کہ وہ قیامت کی ایک کے بعد ایک ہولناکی دیکھیں گے۔ پھر فرمایا کہ انہیں کیا ہو گیا یہ کیوں نہیں ایمان لاتے؟ اور انہیں قرآن سن کر سجدے میں گر پڑنے سے کونسی چیز روکتی ہے؟ بلکہ یہ کفار تو الٹا جھٹلاتے ہیں اور حق کی مخالفت کرتے ہیں اور سرکشی میں اور برائی میں پھنسے ہوئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے دلوں کی باتوں کو جنہیں یہ چھپا رہے ہیں بخوبی جانتا ہے۔ تم اے نبی! انہیں خبر پہنچا دو کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے۔ پھر فرمایا کہ اس عذاب سے محفوظ ہو کر بہترین اجر کے مستحق ایماندار نیک کردار لوگ ہیں۔ انہیں پورا پورا بے کٹا بے حساب اجر ملے گا۔

جیسے اور جگہ ہے ﴿عَطَآءً غَيْرَ مَجْذُوْذٍ﴾ ❸ بعض لوگوں نے یہ بھی کہہ دیا ہے کہ بلا احسان۔ لیکن یہ معنے ٹھیک نہیں۔ ہر آن ہر لحظہ اور ہر وقت اللہ تعالیٰ عزوجل کے اہل جنت پر احسان و انعام ہوں گے۔ بلکہ صرف اس کے احسان اور اس کے فضل و کرم کی بنا پر انہیں جنت نصیب ہوئی نہ کہ ان کے اعمال کی وجہ سے۔ پس اس مالک کا تو ہمیشگی اور مدام والا احسان اپنی مخلوق پر ہے ہی۔ اس کی ذات پاک ہر طرح کی ہر وقت کی تعریفوں کے لائق ہمیشہ ہمیشہ ہے۔ اسی لیے اہل جنت پر اللہ کی تسبیح اور اس کی حمد کا الہام اسی طرح کیا جائے گا جس طرح سانس بلا تکلیف اور بے تکلف بلکہ بے ارادہ چلتا رہتا ہے۔ قرآن فرماتا ہے ﴿وَاٰخِرُ دَعْوٰىهُمْ اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ﴾ ❹ یعنی ان کا آخری قول یہی ہو گا کہ سب تعریف جہانوں کے پالنے والے اللہ کے لیے ہی ہے۔

الحمد للہ سورۂ انشقاق کی تفسیر ختم ہوئی۔ اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق خیر دے، اور ہمیں برائی سے بچائے۔

---

❶ ۵۰/ ق:۲۲۔ ❷ وسندہ موضوع اس کی سند میں عمرو بن شمر الجعفی کے متعلق ابن حبان کہتے ہیں ثقات سے موضوع روایت بیان کرتا تھا (المیزان، ۳/ ۲۶۸، رقم: ٦٣٨٤) اور جابر جعفی متروک راوی ہے (المیزان، ۱/ ۳۷۹، رقم: ۱٤۲٥)

❸ ۱۱/ ھود:۱۰۸۔ ❹ ۱۰/ یونس:۱۰۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تفسیر سورۂ بروج

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَالسَّمَآءِ ذَاتِ الْبُرُوْجِ ① وَالْيَوْمِ الْمَوْعُوْدِ ② وَشَاهِدٍ وَّمَشْهُوْدٍ ③ قُتِلَ اَصْحٰبُ الْاُخْدُوْدِ ④ النَّارِ ذَاتِ الْوَقُوْدِ ⑤ اِذْ هُمْ عَلَيْهَا قُعُوْدٌ ⑥ وَّهُمْ عَلٰى مَا يَفْعَلُوْنَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ شُهُوْدٌ ⑦ وَمَا نَقَمُوْا مِنْهُمْ اِلَّآ اَنْ يُّؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَمِيْدِ ⑧ الَّذِيْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ ⑨ اِنَّ الَّذِيْنَ فَتَنُوا الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ ثُمَّ لَمْ يَتُوْبُوْا فَلَهُمْ عَذَابُ جَهَنَّمَ وَلَهُمْ عَذَابُ الْحَرِيْقِ ⑩

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کے نام سے شروع ہے جو بہت بخشش کرنے والا اور بڑا مہربان ہے۔
برجوں والے آسمان کی قسم،[۱] وعدہ کیے ہوئے دن کی قسم،[۲] حاضر ہونے والے اور حاضر کیے گئے کی قسم[۳] کہ خندقوں والے ہلاک کیے گئے،[۴] وہ ایک آگ تھی ایندھن والی،[۵] یہ لوگ اس کے آس پاس بیٹھے[۶] مسلمانوں کے ساتھ جو کر رہے تھے اپنے سامنے دیکھ رہے تھے،[۷] یہ لوگ ان مسلمانوں کے کسی اور گناہ کا بدلہ نہیں لے رہے تھے سوائے اس کے کہ وہ اللہ تعالیٰ غالب لائق حمد کی ذات پر ایمان لائے تھے،[۸] جس کا آسمان و زمین ملک ہے اور اللہ تعالیٰ ہر چیز پر حاضر خوب واقف ہے۔[۹] بے شک جن لوگوں نے مسلمان مرد و عورتوں کو ستایا پھر توبہ بھی نہ کی ان کے لیے جہنم کا عذاب ہے اور جلنے کے عذاب ہیں۔[۱۰]

تعارف سورت: مسند احمد میں ہے رسول اللہ ﷺ عشاء کی نماز میں یہ سورت اور سورۂ ﴿وَالسَّمَآءِ وَالطَّارِقِ﴾ پڑھتے تھے۔ ❶ اور حدیث میں ہے کہ آپ ﷺ نے سماوات کی ان سورتوں کا عشاء کی نماز میں پڑھنے کا حکم دیا ہے۔ ❷

بروج آسمانی کی قسم: [آیت:۱-۱۰] بروج سے مراد بڑے بڑے ستارے ہیں جیسے کہ ﴿جَعَلَ فِي السَّمَآءِ بُرُوْجًا﴾ ❸ کی تفسیر میں گزر چکا۔ حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ بروج وہ ہیں جن میں حفاظت کرنے والے رہتے ہیں۔ یحییٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ آسمانی محل ہے۔ منہال بن عمرو رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ مراد اچھی بناوٹ والے آسمان ہیں۔ ❹ ابن خیثمہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس سے مراد سورج چاند کی منزلیں ہیں جو بارہ ہیں کہ سورج ان میں سے ہر ایک میں ایک مہینہ چلتا رہتا ہے اور چاند ان میں سے ہر ایک میں دو دن اور ایک تہائی دن چلتا ہے تو یہ اٹھائیس دن ہوئے اور دو راتوں تک وہ پوشیدہ رہتا ہے نہیں نکلتا۔ ❺ ابن ابی حاتم کی حدیث میں

---

❶ احمد، ۲/ ۳۲٦، ۳۲۷ وسندہ ضعیف جداً اس کی سند میں ابوالمہزم متروک راوی ہے (التقریب، ۲/ ٤۷۸، رقم: ۱۵۰)
❷ احمد، ۲/ ۳۲۷ وسندہ ضعیف جداً؛ مجمع الزوائد، ۲/ ۱۲۱ اس کی سند میں بھی ابوالمہزم ہے۔
❸ ۲۵/ الفرقان، ٦۱۔ ❹ تفسیر قرطبی، ۱۹/ ۲۸۳۔ ❺ الطبری، ۲٤/ ۳۳۲۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں ''﴿يَوْمِ مَوْعُوْدٌ﴾ سے مراد قیامت کا دن ہے۔ اور شاہد سے مراد جمعہ کا دن ہے۔'' سورج جن جن دنوں پر نکلتا اور ڈوبتا ہے' ان میں سب سے اعلیٰ اور افضل دن جمعہ کا دن ہے۔ اس میں ایک ساعت ایسی ہے کہ اس میں بندہ جو بھلائی طلب کرے مل جاتی ہے اور جس برائی سے پناہ چاہے ٹل جاتی ہے۔ اور ﴿مَشْهُوْدٌ﴾ سے مراد عرفہ کا دن ہے۔

یوم مشہود کیا ہے: ابن خزیمہ میں بھی یہ حدیث ہے۔ ❶ موسیٰ بن عبیدہ ربذی اس کے راوی ہیں اور یہ ضعیف ہیں یہ روایت حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے خود ان کے قول سے مروی ہے اور یہی زیادہ صحیح معلوم ہوتی ہے۔ مسند احمد میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی یہی مروی ہے ❷ اور حضرات سے بھی یہ تفسیر مروی ہے اور ان میں اختلاف نہیں۔ فَالْحَمْدُ لِلّٰهِ اور روایت میں مرفوعاً مروی ہے کہ جمعہ کے دن کو جسے یہاں شاہد کہا گیا ہے یہ خاص ہمارے لیے بطور خزانے کے چھپا رکھا گیا تھا۔ ❸ اور حدیث میں ہے کہ تمام دنوں کا سردار جمعہ کا دن ہے۔ ❹ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ بھی مروی ہے کہ شاہد سے مراد خود ذات محمد ﷺ ہیں اور (مشہود) سے مراد قیامت کا دن ہے۔ پھر آپ نے یہ آیت پڑھی ﴿ذٰلِكَ يَوْمٌ مَّجْمُوْعٌ لَّهُ النَّاسُ وَذٰلِكَ يَوْمٌ مَّشْهُوْدٌ﴾ ❺ یعنی اس دن کے لیے لوگ جمع کیے گئے ہیں اور یہ دن مشہود یعنی حاضر کیا گیا ہے۔

ایک شخص نے حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ سے سوال کیا کہ شاہد اور مشہود کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: تم نے کسی اور سے پوچھا؟ اس نے کہا ہاں' ابن عمر اور ابن زبیر رضی اللہ عنہم سے۔ فرمایا: انہوں نے کیا جواب دیا؟ کہا قربانی کا دن اور جمعہ کا دن۔ فرمایا: نہیں بلکہ مراد شاہد سے محمد ﷺ ہیں جیسے قرآن میں اور جگہ ہے ﴿فَكَيْفَ اِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍۭ بِشَهِيْدٍ وَّجِئْنَا بِكَ عَلٰى هٰٓؤُلَآءِ شَهِيْدًا۝﴾ ❻ ''یعنی کیا حال ہوگا جب ہم ہر امت میں سے گواہ لائیں گے اور تجھے ان پر گواہ بنائیں گے'' اور مشہود سے مراد قیامت کا دن ہے' قرآن کہتا ہے ﴿وَذٰلِكَ يَوْمٌ مَّشْهُوْدٌ﴾۔ یہ بھی مروی ہے کہ شاہد سے مراد ابن آدم اور مشہود سے مراد قیامت کا دن' اور مشہود سے مراد جمعہ بھی مروی ہے۔ اور شاہد سے مراد خود اللہ بھی ہے اور عرفہ کا دن بھی ہے۔

ایک حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے ''جمعہ کے دن مجھ پر بکثرت درود پڑھا کرو' وہ مشہود دن ہے' جس پر فرشتے حاضر ہوتے ہیں۔ حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں شاہد اللہ ہے۔ قرآن کہتا ہے ﴿وَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا۝﴾ ❼ اور مشہود ہم ہیں۔ قیامت کے دن ہم سب اللہ کے سامنے حاضر کر دیئے جائیں گے۔ اکثر حضرات کا یہ فرمان ہے کہ شاہد جمعہ کا دن ہے اور مشہود عرفہ کا دن ہے۔ ان قسموں کے بعد ارشاد ہوتا ہے کہ خندقوں والوں پر لعنت ہو۔ یہ کفار کی ایک قوم تھی جنہوں نے ایمانداروں کو مغلوب کر کے انہیں دین سے ہٹانا چاہا اور ان کے انکار پر زمین میں گڑھے کھود کر ان میں لکڑیاں بھر کر آگ بھڑکائی پھر ان سے کہا کہ اب بھی دین سے پلٹ جاؤ۔ ان اللہ والے لوگوں نے انکار کیا۔ اور ان نا اللہ ترس کرنے والے کفار نے ان مسلمانوں کو اس بھڑکتی ہوئی آگ میں ڈال دیا۔ اسی کو بیان کیا جاتا ہے کہ یہ لوگ ہلاک ہوئے۔ یہ ایندھن بھری بھڑکتی ہوئی آگ کی خندقوں کے کناروں پر بیٹھے ان مؤمنوں کے جلنے کا تماشا دیکھ رہے تھے۔ اور اس عداوت و عذاب کا سبب ان مؤمنوں کا کوئی قصور نہ تھا' انہیں تو صرف ان کی ایمانداری پر غضب و غصہ تھا۔ دراصل غلبہ رکھنے والا اللہ تعالیٰ ہی ہے اس کی پناہ میں آ جانے والا کبھی برباد نہیں ہوتا وہ اپنے تمام اقوال و

---

❶ الطبری، ۲۴/ ۳۳۳؛ ابن خزیمه، ۳/ ۱۱۶ وسنده ضعیف اس کی سند میں موسیٰ بن عبیدہ ربذی ضعیف راوی ہے (المیزان، ۲/ ۲۵۶؛ رقم: ۳۶۳۶) ❷ احمد، ۲/ ۲۹۸ سنده ضعیف علی بن زید بن جدعان ضعیف ویونس بن عبید مدلس فالطریقان ضعیفان۔ ❸ المعجم الکبیر، ۳٤۵۸ وسنده ضعیف لانقطاعه۔ ❹ الطبری، ۲٤/ ۳۳٤۔
❺ ۱۱/ هود:۱۰۳۔ ❻ ٤/ النسآء:٤۱۔ ❼ ٤/ النسآء:۷۹۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

افعال، شریعت اور تقدیر میں قابل تعریف ہے وہ اگر اپنے خاص بندوں کو کسی وقت کافروں کے ہاتھ سے تکلیف بھی پہنچادے اور اس کا راز کسی کو معلوم نہ ہو سکے تو نہ ہو لیکن دراصل وہ مصلحت و حکمت کی بنا پر ہی ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے پاکیزہ اوصاف میں سے یہ بھی ہے کہ وہ زمینوں اور آسمانوں اور کل مخلوقات کا مالک ہے اور وہ ہر چیز کا حاضر ناظر ہے، کوئی چیز اس سے مخفی نہیں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ یہ واقعہ اہل فارس کا ہے۔ ان کے بادشاہ نے یہ قانون جاری کرنا چاہا کہ محرمات ابدیہ یعنی ماں بہن بیٹی وغیرہ سب حلال ہیں، اس وقت کے علمائے کرام نے اس کا انکار کیا اور روکا۔ اس پر اس نے خندقیں کھدوا کر اس میں آگ جلا کر ان حضرات کو اس میں ڈال دیا۔ چنانچہ یہ اہل فارس آج تک ان عورتوں کو حلال ہی جانتے ہیں۔ یہ بھی مروی ہے کہ یہ لوگ یمنی تھے مسلمانوں میں اور کافروں میں لڑائی ہوئی۔ مسلمان غالب آ گئے پھر دوسری لڑائی میں کافر غالب آ گئے تو انہوں نے گڑھے کھدوا کر ایمان والوں کو جلا دیا۔ یہ بھی مروی ہے کہ یہ واقعہ اہل حبش کا ہے۔ یہ بھی مروی ہے کہ یہ واقعہ بنی اسرائیل کا ہے۔ انہوں نے دانیال اور ان کے ساتھیوں کے ساتھ یہ سلوک کیا تھا۔ اور اقوال بھی ہیں۔

کھائیوں والوں کا واقعہ: مسند احمد میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ ''اگلے زمانہ میں ایک بادشاہ تھا اس کے ہاں جادوگر تھا۔ جب جادوگر بوڑھا ہوا تو اس نے بادشاہ سے کہا کہ اب میں بوڑھا ہو گیا ہوں اور میری موت کا وقت آ رہا ہے مجھے کسی بچے کو سونپ دو تو میں اسے جادو سکھا دوں۔ چنانچہ ایک ذہین لڑکے کو وہ تعلیم دینے لگا۔ لڑکا اس کے پاس جاتا تو راستہ میں ایک راہب کا گھر پڑتا جہاں وہ عبادت میں اور کبھی وعظ میں مشغول ہوتا۔ یہ بھی کھڑا ہو جاتا اس کے طریق عبادت کو دیکھتا اور وعظ سنتا۔ آتے جاتے یہاں رک جایا کرتا تھا۔ جادوگر بھی مارتا اور ماں باپ بھی۔ کیونکہ وہاں بھی دیر میں پہنچتا اور یہاں بھی دیر میں آتا۔ ایک دن اس بچے نے راہب کے سامنے اپنی یہ شکایت بیان کی۔ راہب نے کہا کہ جب جادوگر تجھ سے پوچھے کہ کیوں دیر لگ گئی تو کہہ دینا کہ گھر والوں نے روک لیا تھا۔ اور گھر والے بگڑیں تو کہہ دینا کہ آج جادوگر نے روک لیا تھا یونہی ایک زمانہ گزر گیا کہ ایک طرف تو وہ جادو سیکھتا تھا دوسری جانب کلام اللہ اور اللہ کا دین سیکھتا تھا۔ ایک دن یہ دیکھتا ہے کہ راستہ میں ایک زبردست ہیبت ناک جانور پڑا ہوا ہے، لوگوں کی آمد و رفت بند کر رکھی ہے۔ ادھر والے ادھر اور ادھر والے ادھر نہیں آ سکتے اور سب لوگ ادھر ادھر حیران و پریشان کھڑے ہیں۔ اس نے اپنے دل میں سوچا کہ آج موقعہ ہے کہ میں امتحان کر لوں کہ راہب کا اللہ دین کو پسند ہے یا جادوگر کا۔ اس نے ایک پتھر اٹھایا اور یہ کہہ کر اس پر پھینکا کہ اے اللہ! اگر تیرے نزدیک راہب کا دین اور اس کی تعلیم جادوگر کے امر سے زیادہ محبوب ہے تو تو اس جانور کو اس پتھر سے ہلاک کر دے، تاکہ لوگوں کو اس بلا سے نجات ملے۔ پتھر کے لگتے ہی وہ جانور مر گیا اور لوگوں کا آنا جانا شروع ہو گیا۔ پھر جا کر راہب کو خبر دی اس نے کہا پیارے بچے! تو مجھ سے افضل ہے۔ اب اللہ کی طرف سے تیری آزمائش ہوگی اگر ایسا ہو تو تو کسی کو میری خبر نہ کرنا۔ اب اس بچے کے پاس حاجت مند لوگوں کا تانتا لگ گیا۔ اور اس کی دعا سے مادر زاد اندھے کوڑھی جذامی اور ہر قسم کے بیمار اچھے ہونے لگے۔ بادشاہ کے ایک نابینا وزیر کے کان میں بھی یہ آواز پڑی وہ بڑے تحفے تحائف لے کر حاضر ہوا اور کہنے لگا کہ اگر تو مجھے شفا دے دے تو یہ سب میں تجھے دے دوں گا۔ اس نے کہا کہ شفا میرے ہاتھ نہیں۔ میں کسی کو شفا نہیں دے سکتا، شفا دینے والا تو اللہ وحدہ لاشریک لہ ہے۔ اگر تو اس پر ایمان لانے کا وعدہ کرے تو میں اس سے دعا کروں۔ اس نے اقرار کیا۔ بچے نے اس کے لیے دعا کی اللہ تعالیٰ نے اسے شفا دیدی وہ بادشاہ کے دربار میں آیا اور جس طرح اندھا ہونے سے پہلے کام کرتا تھا کرنے لگا اور آنکھیں بالکل روشن تھیں۔ بادشاہ نے متعجب ہو کر پوچھا کہ تجھے آنکھیں کس نے دیں؟ اس نے کہا میرے رب نے۔ بادشاہ نے کہا: ہاں! یعنی میں نے۔ وزیر نے کہا نہیں نہیں میرا اور تیرا رب اللہ ہے۔ بادشاہ ہے کہا اچھا تو کیا میرے سوا تیرا کوئی اور رب بھی ہے۔ وزیر نے کہا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہاں میرا اور تیرا رب اللہ عزوجل ہے۔ اب اس نے اسے مار پیٹ شروع کر دی اور طرح طرح کی تکلیفیں اور ایذائیں پہنچانے لگا اور پوچھنے لگا تجھے یہ تعلیم کس نے دی؟ آخر اس نے بتا دیا کہ اس بچے کے ہاتھ پر میں نے اسلام قبول کیا۔ اس نے اسے بلوایا اور کہا اب تو تم جادو میں خوب کامل ہو گئے ہو کہ اندھوں کو دیکھنا اور بیماروں کو تندرست کرنے لگ گئے۔ اس نے کہا غلط ہے نہ میں کسی کو شفا دے سکتا ہوں نہ جادو۔ شفا اللہ عزوجل کے ہاتھ میں ہے۔ کہنے لگا: ہاں! یعنی میرے ہاتھ میں ہے کیونکہ اللہ تو میں ہی ہوں۔ اس نے کہا ہر گز نہیں۔ کہا پھر کیا تو میرے سوا کسی اور کو رب مانتا ہے۔ تو وہ کہنے لگا ہاں میرا اور تیرا رب اللہ تعالیٰ ہے۔ اس نے اب اسے بھی طرح طرح کی سزائیں دینی شروع کیں یہاں تک کہ راہب کا پتہ لگا لیا۔ راہب کو بلا کر اس سے کہا کہ تو اسلام کو چھوڑ دے اور اس دین سے پلٹ جا۔ اس نے انکار کیا تو بادشاہ نے آرے سے اسے چیر دیا اور ٹھیک دو ٹکڑے کر کے پھینک دیا۔ پھر اس نوجوان سے کہا کہ تو بھی دین سے پھر جا۔ اس نے بھی انکار کیا۔ تو بادشاہ نے حکم دیا کہ ہمارے سپاہی اسے فلاں فلاں پہاڑ پر لے جائیں اور اس کی بلند چوٹی پر پہنچ کر پھر اسے اس کے دین چھوڑ دینے کو کہیں۔ اگر مان لے تو اچھا ورنہ وہیں سے اسے لڑھکا دیں۔ چنانچہ یہ لوگ اسے لے گئے جب وہاں سے دھکا دینا چاہا تو اس نے اللہ تبارک وتعالیٰ سے دعا کی (اَللّٰهُمَّ اكْفِنِيهِمْ بِمَا شِئْتَ) ''اے اللہ! جس طرح چاہ مجھے ان سے نجات دے۔'' اس دعا کے ساتھ ہی پہاڑ ہلا اور وہ سب سپاہی لڑھک گئے صرف وہ بچہ ہی بچا رہا۔ وہاں سے وہ اترا اور ہنسی خوشی پھر اس ظالم بادشاہ کے پاس آ گیا۔ بادشاہ نے کہا کہ یہ کیا ہوا؟ میرے سپاہی کہاں ہیں؟ فرمایا: میرے اللہ نے مجھے ان سے بچا لیا۔ اس نے کچھ اور سپاہی بلوائے اور ان سے کہا کہ اسے کشتی میں بٹھا کر لے جاؤ اور بیچوں بیچ سمندر میں ڈبو کر چلے آؤ۔ یہ اسے لے کر چلے اور بیچ میں پہنچ کر جب سمندر میں پھینکنا چاہا تو اس نے پھر وہی دعا کی کہ بار الٰہ جس طرح چاہ مجھے ان سے بچا۔ موج اٹھی اور وہ سپاہی سارے کے سارے سمندر میں ڈوب گئے صرف وہ بچہ ہی باقی رہ گیا۔ یہ پھر بادشاہ کے پاس آیا اور کہا میرے رب نے مجھے ان سے بھی بچا لیا۔ اے بادشاہ! تو چاہے تمام تر تدبیریں کر ڈال لیکن مجھے ہلاک نہیں کر سکتا۔ ہاں جس طرح میں کہوں اس طرح اگر کرے تو البتہ میری جان نکل جائے گی۔ اس نے کہا کیا کروں؟ فرمایا: تمام لوگوں کو ایک میدان میں جمع کر پھر کھجور کے تنے پر سولی چڑھا اور میرے ترکش میں سے ایک تیر نکال کر میری کمان پر چڑھا اور (بِسْمِ اللّٰهِ رَبِّ هٰذَا الْغُلَامِ) یعنی اس اللہ تعالیٰ کے نام سے جو اس بچے کا رب ہے کہہ کر وہ تیر میری طرف پھینک وہ مجھے لگے گا اور اس سے میں مروں گا۔ چنانچہ بادشاہ نے یہی کیا تیر بچے کی کنپٹی میں لگا اس نے اپنا ہاتھ اس جگہ رکھ لیا اور شہید ہو گیا۔ اس کے اس طرح شہید ہوتے ہی لوگوں کو اس کے دین کی سچائی کا یقین آ گیا چو طرف سے یہ آوازیں اٹھنے لگیں کہ ہم سب اس بچے کے رب پر ایمان لا چکے۔ یہ حال دیکھ کر بادشاہ کے ساتھی بڑے گھبرائے اور بادشاہ سے کہنے لگے اس لڑکے کی ترکیب ہم تو سمجھے ہی نہیں۔ دیکھئے اس کا یہ اثر پڑا کہ یہ تمام لوگ اس کے مذہب پر ہو گئے۔ ہم نے تو اسی لیے اسے قتل کیا تھا کہ کہیں یہ مذہب پھیل نہ پڑے لیکن وہ ڈر تو سامنے ہی آ گیا اور سب مسلمان ہو گئے۔ بادشاہ نے کہا کہ اچھا یہ کرو کہ تمام محلوں اور راستوں میں خندقیں کھدواؤ ان میں لکڑیاں بھرواؤ اور ان میں آگ لگا دو۔ جو اس دین سے پھر جائے اسے چھوڑ دو اور جو نہ مانے اسے اس آگ میں ڈال دو۔ ان مسلمانوں نے صبر وسہار کے ساتھ آگ میں جلنا منظور کر لیا اور اس میں کود کود کر گرنے لگے۔ البتہ ایک عورت جس کی گود میں دودھ پیتا چھوٹا سا بچہ تھا وہ ذرا جھجکی تو اس بچہ کو اللہ تعالیٰ نے بولنے کی طاقت دی اس نے کہا اماں کیا کر رہی ہو تم تو حق پر ہو صبر کرو اور اس میں کود پڑو۔'' ❶ یہ حدیث مسند احمد میں بھی ہے اور صحیح مسلم کے آخر میں بھی ہے اور نسائی میں بھی قدرے اختصار کے ساتھ ہے۔

❶ احمد، ٦/ ١٦؛ صحيح مسلم، كتاب الزهد، باب قصة اصحاب الأخدود والساحر، ٣٠٠٥۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ترمذی کی حدیث میں ہے کہ حضرت صہیب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ عصر کی نماز کے بعد عموماً زیرلب کچھ فرمایا کرتے تھے' تو آپ ﷺ سے پوچھا گیا کہ حضور! کیا فرماتے ہیں؟ فرمایا: نبیوں میں سے ایک نبی تھے جو اپنی امت پر فخر کرتے تھے' کہنے لگے ان کی دیکھ بھال کون کرے گا' تو اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف وحی بھیجی کہ انہیں اختیار ہے خواہ اس بات کو پسند کریں کہ میں خود ان سے انتقام لوں خواہ اس بات کو پسند کریں کہ میں ان پر ان کے دشمنوں کو مسلط کر دوں۔ انہوں نے انتقام کو پسند کیا۔ چنانچہ ایک ہی دن میں ان میں سے ستر ہزار مر گئے اس کے ساتھ ہی آپ ﷺ نے یہ حدیث بھی بیان کی جو اوپر گزری۔ پھر آخر میں آپ ﷺ نے قُتِلَ سے مَجِیْدٌ تک کی آیتوں کی تلاوت فرمائی۔ یہ نوجوان شہید دفن کر دیے گئے تھے۔ اور حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی خلافت کے زمانہ میں ان کی قبر سے انہیں نکالا گیا تھا۔ ان کی انگلی اسی طرح ان کی کنپٹی پر رکھی ہوئی تھی جس طرح بوقت شہادت تھی۔ [1] امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ اسے حسن غریب بتلاتے ہیں۔ لیکن اس روایت میں یہ صراحت نہیں کہ یہ واقعہ نبی ﷺ نے بیان فرمایا تو ممکن ہے کہ حضرت صہیب رومی رضی اللہ عنہ نے ہی اس واقعہ کو بیان فرمایا ہو' ان کے پاس نصرانیوں کی ایسی حکایتیں بہت ساری تھیں۔ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ۔

امام محمد بن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اس قصہ کو دوسرے الفاظ میں بیان فرمایا ہے جو اس کے خلاف ہے وہ کہتے ہیں کہ "نجرانی لوگ بت پرست مشرک تھے اور نجران کے پاس ایک چھوٹا سا گاؤں تھا جس میں ایک جادوگر تھا نجرانیوں کو جادو سکھایا کرتا تھا۔ فیمون نامی ایک بزرگ عالم یہاں آئے اور نجران اور اس گاؤں کے درمیان انہوں نے اپنا پڑاؤ ڈالا۔ شہر کے لڑکے جو جادوگر سے جادو سیکھنے جایا کرتے تھے ان میں تاجر کا ایک لڑکا عبداللہ نامی تھا اسے آتے جاتے راہب کی عبادت اور اس کی نماز وغیرہ کے دیکھنے کا موقعہ ملتا۔ اس پر غور و خوض کرتا اور دل میں اس کے مذہب کی سچائی جگہ کرتی جاتی۔ پھر تو اس نے یہاں آنا جانا شروع کر دیا اور مذہبی تعلیم بھی اس راہب سے لینے لگا۔ کچھ دنوں بعد اس مذہب میں داخل ہو گیا اور اسلام قبول کر لیا' توحید کا پابند ہو گیا اور ایک اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے لگا اور علم دین اچھی طرح حاصل کر لیا۔ وہ راہب اسم اعظم بھی جانتا تھا۔ اس نے ہر چند خواہش کی کہ اسے بتا دے لیکن اس نے نہ بتایا اور کہہ دیا کہ ابھی تم میں اس کی صلاحیت نہیں آئی تم ابھی کمزور دل والے ہو اس کی طاقت تم میں نہیں پاتا۔ عبداللہ کے باپ تامر کو اپنے بیٹے کے مسلمان ہو جانے کی مطلق خبر نہ تھی۔ وہ تو اپنے نزدیک یہ سمجھ رہا تھا کہ میرا بیٹا جادو سیکھ رہا ہے اور وہیں آتا جاتا رہتا ہے۔ عبداللہ نے جب دیکھا کہ راہب مجھے اسم اعظم نہیں سکھاتے اور انہیں میری کمزوری کا خوف ہے تو ایک دن انہوں نے تیر لیے اور جتنے نام اللہ تبارک و تعالیٰ کے انہیں یاد تھے ہر ہر تیر پر ایک ایک نام لکھا پھر آگ جلا کر بیٹھ گئے اور ایک ایک تیر کو اس میں ڈالنا شروع کیا جب وہ تیر آیا جس پر اسم اعظم تھا تو وہ آگ میں پڑتے ہی اچھل کر باہر نکل آیا اور اس پر آگ نے بالکل اثر نہ کیا۔ سمجھ لیا کہ یہی اسم اعظم ہے۔ اپنے استاد کے پاس آئے اور کہا حضرت اسم اعظم کا علم مجھے ہو گیا۔ استاد نے پوچھا بتاؤ کیا ہے؟ اس نے بتایا۔ راہب نے پوچھا کیسے معلوم ہوا؟ تو اس نے سارا واقعہ کہہ سنایا۔ تو فرمایا کہ بھائی تم نے خوب معلوم کر لیا واقعی یہی اسم اعظم ہے اسے اپنے ہی تک رکھو لیکن مجھے ڈر ہے کہ تم کھل جاؤ گے۔ ان کی یہ حالت ہوئی کہ یہ نجران میں آئے یہاں جس بیمار پر' جس دکھی پر' جس ستم رسیدہ پر نظر پڑی اس سے کہا کہ اگر تم موحد بن جاؤ اور دین اسلام قبول کر لو تو میں اپنے رب سے دعا کرتا ہوں' وہ تمہیں شفا اور نجات دے دے گا اور دکھ بلا کو ٹال دے گا۔ وہ اسے قبول کر لیتا یہ اسم اعظم کے ساتھ دعا کرتے اللہ تعالیٰ اسے بھلا چنگا کر دیتا۔ اب نجرانیوں کے ٹھٹھ لگنے لگے اور جماعت کی جماعت روزانہ مشرف باسلام اور فائز المرام ہونے لگی۔ آخر بادشاہ کو اس کا علم ہوا اس نے اسے بلا کر

[1] ترمذی، کتاب تفسیر القرآن، باب ومن سورة البروج، ۳۳۴۰ ومسلم، ۳۰۰۵؛ مصنف عبدالرزاق، ۹۷۵۱۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دھمکایا کہ تو نے میری رعیت کو بگاڑ دیا اور میرے اور میرے باپ دادوں کے مذہب پر حملہ کیا میں اس کی سزا میں تیرے ہاتھ پاؤں کاٹ کر تجھے چورنگ کرادوں گا۔ عبداللہ بن تامر نے جواب دیا کہ تو ایسا نہیں کرسکتا۔ اب بادشاہ نے اسے پہاڑ پر سے گرادیا لیکن وہ نیچے آ کر صحیح سلامت رہا۔ سارے جسم پر کہیں چوٹ بھی نہ آئی۔ نجران کے ان طوفان خیز دریاؤں میں گرداب کی جگہ انہیں ڈالا جہاں سے کوئی بچ نہیں سکتا' لیکن یہ وہاں سے بھی صحت وسلامتی کے ساتھ واپس آ گئے۔ غرض ہر طرح عاجز آ گیا تو پھر حضرت عبداللہ بن تامر نے فرمایا: کہ اے بادشاہ سن! تو میرے قتل پر کبھی قادر نہ ہوگا یہاں تک کہ تو اس دین کو مان لے جسے میں مانتا ہوں' اور ایک اللہ کی عبادت کرنے لگے اگر تو یہ کرلے گا تو پھر تو مجھے قتل کرسکتا ہے۔ بادشاہ نے ایسا ہی کیا۔ اس نے حضرت عبداللہ کا بتلایا ہوا کلمہ پڑھا اور مسلمان ہوکر جو لکڑی اس کے ہاتھ میں تھی اس سے حضرت عبداللہ کو مارا جس سے کچھ یونہی سے کھرنچ آئی اور اسی سے وہ شہید ہو گئے۔ اللہ ان سے خوش ہو اور اپنی خاص رحمتیں انہیں عنایت فرمائے۔ ان کے ساتھ ہی بادشاہ بھی مرگیا۔ اس واقعہ نے لوگوں کے دلوں میں یہ بات پیوست کردی کہ دین ان کا ہی سچا ہے۔ چنانچہ نجران کے تمام لوگ مسلمان ہوگئے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے سچے دین پر قائم ہوگئے اور وہی مذہب اس وقت برحق تھا۔ ابھی تک حضور ﷺ نبی بن کر دنیا میں آئے نہ تھے لیکن پھر ایک زمانہ کے بعد ان میں بدعتیں پیدا ہونے لگیں اور پھیل گئیں اور دین حق کا نور چھن گیا۔ غرض نجران میں عیسائیت کے پھیلنے کا اصلی سبب یہ تھا۔ ایک زمانہ کے بعد ذونواس یہودی نے اپنے لشکر لے کر ان نصرانیوں پر چڑھائی کی اور غالب آ گیا پھر ان سے کہا یا تو یہودیت قبول کرلو یا موت۔ انہوں نے قتل ہونا منظور کیا۔ اس نے خندقیں کھدوا کر آگ سے پر کرکے ان کو جلا دیا۔ بعضوں کو قتل بھی کیا۔ بعضوں کے ہاتھ پاؤں ناک کان کاٹ دیے وغیرہ۔

تقریباً بیس ہزار مسلمانوں کو اس سرکش نے قتل کیا۔ اسی کا ذکر آیت ﴿قُتِلَ اَصْحٰبُ الْاُخْدُوْدِ﴾ میں ہے۔ ذونواس کا نام زرعہ تھا اس کی بادشاہت کے زمانہ میں اسے یوسف کہا جاتا تھا۔ اس کے باپ کا نام بیان اسعد ابی کریب تھا جو تبع ہے جس نے مدینہ میں غزوہ کیا اور کعبہ کو پردہ چڑھایا اس کے ساتھ دو یہودی عالم تھے۔ یمن والے ان ہی کے ہاتھ پر یہودی مذہب میں داخل ہوئے۔ ذونواس نے ایک ہی دن میں صرف صبح کے وقت ان کھائیوں میں بیس ہزار ایمان والوں کو قتل کیا۔ ان میں سے صرف ایک ہی شخص بچ نکلا جس کا نام دوس ذی ثعلبان تھا یہ گھوڑے پر بھاگ کھڑا ہوا۔ گو اس کے پیچھے بھی گھوڑے سوار دوڑائے لیکن یہ ہاتھ نہ لگا۔ یہ سیدھا شاہ روم قیصر کے پاس گیا اس نے حبشہ کے بادشاہ نجاشی کو لکھا۔ چنانچہ دوس وہاں سے حبشہ کے نصرانیوں کا لشکر لے کر یمن آیا اس کے سردار اریاط اور ابرہہ تھے۔ یہودی مغلوب ہوئے یمن یہودیوں کے ہاتھ سے نکل گیا۔ ذونواس بھاگ نکلا لیکن وہ پانی میں غرق ہوگیا۔ پھر ستر سال تک یہاں حبشہ کے نصرانیوں کا قبضہ رہا۔ بالآخر سیف بن ذی یزن حمیری نے فارس کے بادشاہ سے امدادی فوجیں اپنے ساتھ لیں اور سات سو قیدی لوگوں سے اس پر چڑھائی کرکے فتح حاصل کی اور پھر سلطنت حمیری قائم کی۔'' اس کا کچھ بیان سورۂ فیل میں بھی آئے گا۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔

سیرت ابن اسحٰق میں ہے کہ ''ایک نجرانی نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں نجران کی ایک بنجر غیر آباد زمین اپنے کسی کام کے لیے کھودی تو دیکھا کہ حضرت عبداللہ بن تامر رحمہ اللہ کا جسم اس میں ہے۔ آپ بیٹھے ہوئے ہیں' سر پر جس جگہ چوٹ آئی تھی وہیں ہاتھ ہے۔ ہاتھ اگر ہٹاتے ہیں تو خون بہنے لگتا ہے پھر ہاتھ کو چھوڑ دیتے ہیں تو ہاتھ اپنی جگہ چلا جاتا ہے اور خون تھم جاتا ہے۔ ہاتھ کی ایک انگلی میں انگوٹھی ہے جس پر ربی اللہ لکھا ہوا ہے یعنی میرا رب اللہ ہے۔ چنانچہ اس واقعہ کی اطلاع قصر خلافت میں دی گئی۔ یہاں سے حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا فرمان گیا کہ اسے یونہی رہنے دو اور اوپر سے مٹی وغیرہ جو ہٹائی ہے وہ ڈال کر جس طرح تھا اسی طرح

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بے نشان کر دو' چنانچہ یہی کیا گیا۔'' ابن ابی الدنیا رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ جب حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے اصبہان فتح کیا تو ایک دیوار دیکھی کہ وہ گر پڑی ہے حکم پر بنا دی گئی لیکن پھر گر پڑی' پھر بنوائی پھر گر پڑی۔ آخر معلوم ہوا کہ اس کے نیچے کوئی نیک بخت شخص مدفون ہیں جب زمین کھودی گئی تو دیکھا کہ ایک شخص کا جسم کھڑا ہوا ہے۔ ساتھ ہی ایک تلوار ہے جس پر لکھا ہے'' میں حارث بن مضاض ہوں جس نے کھائیوں والوں سے انتقام لیا''۔

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے اس لاش کو نکال لیا اور وہاں دیوار کھڑی کرا دی جو برابر رہی۔ میں کہتا ہوں یہ حارث بن مضاض بن عمرو جرہمی ہے جو کعبۃ اللہ کے متولی ہوئے تھے۔ ثابت بن اسمٰعیل بن ابراہیم کی اولاد کے بعد اس کا لڑکا عمرو بن حارث بن مضاض تھا جو مکہ میں جرہم خاندان کا آخری بادشاہ تھا۔ جس وقت کہ خزاعہ قبیلے نے انہیں یہاں سے نکالا اور یمن کی طرف جلا وطن کیا یہی وہ شخص ہے جس نے پہلے پہلے عرب میں شعر کہا جس شعر میں اوجڑ مکہ کو اپنا آباد کرنا اور زمانہ کے ہیر پھیر سے پھر وہاں سے نکالا جانا اس نے بیان کیا ہے۔ اس واقعہ سے تو معلوم ہوتا ہے کہ یہ قصہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کے کچھ زمانہ بعد کا اور بہت پرانا ہے جو کہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کے تقریباً پانچ سو سال کے بعد کا معلوم ہوتا ہے لیکن ابن اسحٰق کی اس مطول روایت سے جو پہلے گزری یہ ثابت ہو رہا ہے کہ یہ قصہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد کا اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے کا ہے۔ زیادہ ٹھیک بھی یہی معلوم ہوتا ہے۔ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ۔

اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ یہ واقعہ دنیا میں کئی بار ہوا ہو۔ جیسے ابن ابی حاتم کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عبدالرحمٰن بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ تبع کے زمانہ میں یمن میں خندقیں کھدوائی گئی تھیں اور قسطنطین کے زمانہ میں قسطنطنیہ میں بھی مسلمانوں کو یہی عذاب کیا گیا تھا۔ جب کہ نصرانیوں نے اپنا قبلہ بدل دیا دین مسیح میں بدعتیں ایجاد کر لیں توحید کو چھوڑ بیٹھے تو اس وقت جو سچے دیندار تھے انہوں نے ان کا ساتھ نہ دیا اور اصلی دین پر قائم رہے تو ان ظالموں نے خندقیں آگ سے پر کرا کر انہیں جلا دیا۔ اور یہی واقعہ بابل کی زمین پر عراق میں بخت نصر کے زمانہ میں ہوا جس نے ایک بت بنا لیا تھا اور لوگوں سے اسے سجدہ کراتا تھا' حضرت دانیال اور ان کے دونوں ساتھی عزرا اور میشایل نے اس سے انکار کیا تو اس نے انہیں اس آگ کی خندق میں ڈال دیا۔ اللہ تعالیٰ نے آگ کو ان پر ٹھنڈا کر دیا انہیں سلامتی عطا فرمائی۔ صاف نجات دی اور ان سرکش کافروں کو ان خندقوں میں ڈال دیا۔ یہ نو قبیلے تھے سب جل کر خاک ہو گئے۔ سدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں تین جگہ یہ معاملہ ہوا۔ عراق میں' شام میں اور یمن میں۔

مقاتل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ خندقیں تین جگہ تھیں' ایک تو یمن کے شہر نجران میں' دوسری شام میں' تیسری فارس میں۔ شام میں اس کا بانی انطنانوس رومی تھا' اور فارس میں بخت نصر اور زمین عرب پر یوسف ذونواس شام اور فارس کی خندقوں کا ذکر قرآن میں نہیں' یہ ذکر نجران کا ہے۔ حضرت ربیع بن انس رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہم نے سنا ہے فترہ کے زمانہ میں یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور پیغمبر آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیانی زمانہ میں ایک قوم تھی انہوں نے جب دیکھا کہ لوگ فتنے اور شر میں گرفتار ہو گئے ہیں اور گروہ گروہ بن گئے ہیں اور ہر گروہ اپنے خیالات میں خوش ہے تو ان لوگوں نے انہیں چھوڑ دیا۔ اور یہاں سے ہجرت کر کے الگ ایک جگہ بنا کر وہیں رہنا سہنا شروع کیا اور اللہ تعالیٰ کی مخلصانہ عبادت میں یکسوئی کے ساتھ مشغول ہو گئے' نمازوں کی پابندی' زکوٰتوں کی ادائیگی میں لگ گئے اور ان سے الگ تھلگ رہنے لگے۔ یہاں تک کہ ایک سرکش بادشاہ کو اس اللہ والی جماعت کا پتہ لگ گیا۔ اس نے ان کے پاس اپنے آدمی بھیجے اور انہیں سمجھایا کہ تم بھی ہمارے ساتھ مل جاؤ اور بت پرستی شروع کر دو۔ ان سب نے بالکل انکار کیا کہ ہم سے یہ نہیں ہو سکتا کہ اللہ وحدہ لاشریک لہ کے سوا کسی اور کی بندگی کریں۔ بادشاہ نے کہلوایا کہ اگر تمہیں یہ منظور نہیں تو میں تمہیں قتل کرا دوں گا۔ جواب ملا کہ جو چاہو کر و لیکن ہم سے دین نہیں چھوڑا جائے گا۔ اس ظالم نے خندقیں کھدوائیں آگ جلوائی اور ان سب مردوں عورتوں =

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

إِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۬ۥ
ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْكَبِيْرُ ۝١١ اِنَّ بَطْشَ رَبِّكَ لَشَدِيْدٌ ۝١٢ اِنَّهٗ هُوَ يُبْدِئُ وَيُعِيْدُ ۝١٣ وَهُوَ
الْغَفُوْرُ الْوَدُوْدُ ۝١٤ ذُو الْعَرْشِ الْمَجِيْدُ ۝١٥ فَعَّالٌ لِّمَا يُرِيْدُ ۝١٦ هَلْ اَتٰىكَ حَدِيْثُ
الْجُنُوْدِ ۝١٧ فِرْعَوْنَ وَثَمُوْدَ ۝١٨ بَلِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فِيْ تَكْذِيْبٍ ۝١٩ وَّاللّٰهُ مِنْ
وَّرَاۗىِٕهِمْ مُّحِيْطٌ ۝٢٠ بَلْ هُوَ قُرْاٰنٌ مَّجِيْدٌ ۝٢١ فِيْ لَوْحٍ مَّحْفُوْظٍ ۝٢٢ ع ۲۲/۱۰

ترجمہ: بے شک ایمان قبول کرنے والوں اور نیک کام کرنے والوں کے لیے وہ باغات ہیں جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں' یہی بڑی کامیابی ہے[۱۱] یقیناً تیرے رب کی پکڑ بڑی سخت ہے۔[۱۲] وہی پہلی مرتبہ پیدا کرتا ہے اور وہی دوبارہ پیدا کرے گا'[۱۳] وہ بڑا بخشش کرنے والا اور بہت محبت کرنے والا ہے۔[۱۴] عرش کا مالک عظمت والا ہے۔[۱۵] جو چاہے اسے کر گزرنے والا ہے'[۱۶] تجھے لشکروں کی خبر بھی ملی ہے۔[۱۷] یعنی فرعون اور ثمود کی'[۱۸] کچھ نہیں بلکہ کافر تو جھٹلانے میں پڑے ہوئے ہیں'[۱۹] اللہ تعالیٰ بھی انہیں ہر طرف سے گھیرے ہوئے ہے'[۲۰] بلکہ یہ قرآن ہے بڑی شان والا'[۲۱] لوح محفوظ میں لکھا ہوا۔[۲۲]

= بچوں کو جمع کیا اور ان خندقوں کے کنارے کھڑا کر کے کہا بولو یہ آخری سوال و جواب ہے۔ آیا بت پرستی قبول کرتے ہو یا آگ میں گرنا قبول کرتے ہو۔ انہوں نے کہا ہمیں جل مرنا منظور ہے۔ لیکن چھوٹے چھوٹے بچوں نے چیخ پکار شروع کر دی۔ بڑوں نے انہیں سمجھایا کہ بس آج کے بعد آگ نہیں۔ نہ گھبراؤ اور اللہ کا نام لے کر کود پڑو۔ چنانچہ سب کے سب کود پڑے۔ انہیں آنچ بھی نہیں لگنے پائی تھی کہ اللہ نے ان کی روحیں قبض کر لیں اور آگ خندقوں سے باہر نکل پڑی اور ان بدکردار سرکشوں کو گھیر لیا اور جتنے بھی تھے سارے کے سارے جلا دیئے گئے۔ اس کی خبر ان آیتوں قُتِلَ الخ میں ہے۔ تو اس بنا پر فَتَنُوْا کے معنی ہوئے کہ جلایا۔ تو فرماتا ہے کہ ان لوگوں نے مسلمان مردوں عورتوں کو جلا دیا ہے اگر انہوں نے توبہ نہ کی یعنی اپنے اس فعل سے باز نہ آئے اپنے اس کئے پر نادم نہ ہوئے تو ان کے لیے جہنم ہے اور جلنے کا عذاب ہے تاکہ بدلہ بھی ان کے عمل جیسا ہو۔ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ بزرگ و برتر کے کرم و رحم اس کی مہربانی اور عنایت کو دیکھو کہ جن بدکاروں نے اس کے پیارے بندوں کو ایسے بدترین عذابوں سے مارا انہیں بھی وہ توبہ کرنے کو کہتا ہے اور ان سے بھی مغفرت اور بخشش کا وعدہ کرتا ہے۔ اے اللہ ہمیں بھی اپنی وسیع رحمتوں سے بھرپور حصہ عطا فرما۔ آمین

جنت کی نہروں کا تذکرہ: [۱۱-۲۲] اپنے دشمنوں کا انجام بیان کر کے اپنے دوستوں کا نتیجہ بیان فرما رہا ہے کہ ان کے لیے جنتیں ہیں جن کے نیچے نہریں جاری ہیں۔ ان جیسی کامیابی اور کسے ملے گی۔ پھر فرماتا ہے کہ تیرے رب کی پکڑ بڑی سخت ہے۔ وہ اپنے ان دشمنوں کو جو اس کے رسولوں کو جھٹلاتے رہے اور اس کی نافرمانیوں میں لگے رہے سخت ترقوت کے ساتھ اس طرح پکڑے گا کہ کوئی راہ نجات ان کے لیے باقی نہ رہے۔ وہ بڑی قوتوں والا ہے۔ جو چاہا کیا' جو کچھ چاہتا ہے وہ ایک لمحہ میں ہو جاتا ہے اس کی قدرتوں اور طاقتوں کو دیکھو کہ اس نے تمہیں پہلے بھی پیدا کیا اور پھر بھی مار ڈالنے کے بعد دوبارہ پیدا کر دے گا نہ اسے کوئی روکے نہ آگے آئے نہ سامنے پڑے۔ وہ اپنے بندوں کے گناہوں کو معاف کرنے والا ہے بشرطیکہ وہ اس کی طرف جھکیں اور توبہ کریں اور اس کے سامنے ناک رگڑیں۔ پھر چاہے کیسی ہی خطائیں ہوں ایک دم میں سب معاف ہو جاتی ہیں۔ اپنے بندوں سے وہ پیار و محبت رکھتا ہے' وہ عرش والا ہے جو عرش

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تمام مخلوق سے بلند و بالا ہے اور تمام خلائق کے اوپر ہے۔ مجید کی دو قرأتیں ہیں۔ دال کا پیش بھی اور دال کا زیر بھی۔ پیش کے ساتھ وہ اللہ کی صفت بن جائے گا اور زیر کے ساتھ عرش کی صفت ہے۔ معنے دونوں کے بالکل صحیح اور درست بیٹھتے ہیں۔ وہ جس کام کا جب ارادہ کرے کرنے پر قدرت رکھتا ہے۔ اس کی عظمت' عدالت' حکمت کی بنا پر نہ کوئی اسے روک سکے نہ اس سے پوچھ سکے۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے ان کی اس بیماری میں جس میں آپ کا انتقال ہوتا ہے' لوگ کہتے ہیں کہ کسی طبیب نے بھی آپ کو دیکھا۔ فرمایا ہاں۔ پوچھا پھر کیا جواب دیا۔ فرمایا کہ جواب دیا ﴿اِنِّیْ فَعَّالٌ لِّمَا یُرِیْدُ﴾۔ پھر فرماتا ہے کہ کیا تجھے خبر بھی ہے کہ فرعونیوں اور ثمودیوں پر کیا کیا عذاب آئے؟ اور کوئی ایسا نہ تھا کہ ان کی کسی طرح مدد کر سکتا اور نہ کوئی اس عذاب کو ہٹا سکا۔ مطلب یہ ہے کہ اس کی پکڑ سخت ہے۔ جب وہ کسی ظالم کو پکڑتا ہے تو دردناک اور سختی سے بڑی زبردست پکڑ پکڑتا ہے۔

ابن ابی حاتم میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے جا رہے تھے کہ آپ نے سنا کوئی بیوی صاحبہ قرآن پاک کی یہ آیت پڑھ رہی ہیں: ﴿هَلْ اَتٰىكَ حَدِیْثُ الْجُنُوْدِ﴾ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے رہ گئے اور کان لگا کر سنتے رہے اور فرمایا: ((نَعَمْ قَدْ جَآءَنِیْ)) یعنی ہاں میرے پاس وہ خبریں آ گئیں۔ ❶ یعنی قرآن کی اس آیت کا جواب دیا کہ کیا تجھے فرعونیوں اور ثمودیوں کی خبر پہنچی ہے؟ پھر فرمایا کہ بلکہ کافر شک و شبہ میں' کفر و سرکشی میں ہیں اور اللہ ان پر قادر اور غالب ہے' نہ یہ اس سے گم ہو سکیں نہ اسے عاجز کر سکیں۔ بلکہ یہ قرآن عزت و کرامت والا ہے وہ لوح محفوظ کا نوشتہ ہے۔ بلند مرتبہ فرشتوں میں ہے۔ زیادتی کمی سے پاک اور سرتاپا محفوظ ہے نہ اس میں تبدیلی ہو نہ تحریف۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ "یہ لوح محفوظ حضرت اسرافیل علیہ السلام کی پیشانی پر ہے۔" عبدالرحمن بن سلمان رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ دنیا میں جو کچھ ہوا' ہو رہا ہے اور ہو گا وہ سب لوح محفوظ میں موجود ہے اور لوح محفوظ حضرت اسرافیل علیہ السلام کی دونوں آنکھوں کے سامنے ہے۔ لیکن جب تک انہیں اجازت نہ ملے وہ اسے دیکھ نہیں سکتے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ "لوح محفوظ کی پیشانی پر یہ عبارت ہے "کوئی معبود نہیں بجز اللہ تعالیٰ کے' وہ اکیلا ہے' اس کا دین اسلام ہے' محمد اس کے بندے ہیں اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جو اللہ تعالیٰ پر ایمان لائے اس کے وعدے کو سچا جانا' اس کے رسولوں کی تابعداری کرے اللہ جل جلالہ اسے جنت میں داخل کرے گا"۔ فرماتے ہیں کہ یہ لوح سفید موتی کی ہے۔ اس کا طول آسمان و زمین کے درمیان کے برابر ہے اور اس کی چوڑائی مشرق و مغرب کے برابر ہے۔ اس کے دونوں کنارے موتی اور یاقوت کے ہیں۔ اس کے دونوں پٹھے سرخ یاقوت کے ہیں۔ اس کا قلم نور ہے۔ اس کا کلام عرش کے ساتھ وابستہ ہے۔ اس کی اصل فرشتہ کی گود میں ہے۔ ❷ مقاتل رحمہ اللہ فرماتے ہیں یہ اللہ تعالیٰ کے عرش کے دائیں طرف ہے۔ طبرانی میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ "اللہ تعالیٰ نے لوح محفوظ کو سفید موتی سے پیدا کیا اس کے صفحے سرخ یاقوت کے ہیں۔ اس کا قلم نور کا ہے۔ اس کی کتابت نور ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر دن تین سو ساٹھ مرتبہ اسے دیکھتا ہے' وہ پیدا کرتا ہے' روزی دیتا ہے' مارتا ہے' جلاتا ہے' عزت دیتا ہے' ذلت دیتا ہے' اور جو چاہے کرتا ہے۔" ❸

الحمد للہ سورۂ بروج کی تفسیر ختم ہوئی۔ اللہ تعالیٰ ہمیں نیک عمل کی توفیق عطا فرمائے۔

---

❶ یہ روایت مرسل یعنی ضعیف ہے۔

❷ اس کی سند میں ابو حذیفہ اسحاق بن بشر متہم بالکذب ہے۔ (المیزان، ۱/ ۱۸٤؛ رقم: ۷۳۹) لہٰذا یہ سند موضوع ہے۔

❸ المعجم الکبیر، ۱۲۵۱۱ وسندہ ضعیف لیث بن ابی سلیم ضعیف ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تفسیر سورۂ طارق

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَالسَّمَآءِ وَالطَّارِقِ ۝١ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا الطَّارِقُ ۝٢ النَّجْمُ الثَّاقِبُ ۝٣ اِنْ كُلُّ
نَفْسٍ لَّمَّا عَلَيْهَا حَافِظٌ ۝٤ فَلْيَنْظُرِ الْاِنْسَانُ مِمَّ خُلِقَ ۝٥ خُلِقَ مِنْ مَّآءٍ
دَافِقٍ ۝٦ يَّخْرُجُ مِنْۢ بَيْنِ الصُّلْبِ وَالتَّرَآئِبِ ۝٧ اِنَّهٗ عَلٰى رَجْعِهٖ لَقَادِرٌ ۝٨ يَوْمَ
تُبْلَى السَّرَآئِرُ ۝٩ فَمَا لَهٗ مِنْ قُوَّةٍ وَّلَا نَاصِرٍ ۝١٠

ترجمہ: بخشش کرنے والے مہربان اللہ کے نام سے شروع

قسم ہے آسمان کی اور اندھیرے میں روشن ہونے والے کی' [١] تجھے معلوم بھی ہے کہ وہ رات کو نمودار ہونے والی چیز کیا ہے؟ [٢] وہ روشن ستارہ ہے۔ [٣] کوئی ایسا نہیں جس پر نگہبان فرشتہ نہ ہو' [٤] انسان کو دیکھنا چاہیے کہ وہ کس چیز سے پیدا کیا گیا ہے' [٥] وہ ایک اچھلتے پانی سے پیدا کیا گیا ہے' [٦] جو پیٹھ اور سینے کے درمیان سے نکلتا ہے' [٧] بے شک وہ اسے پھیر لانے پر یقیناً قدرت رکھنے والا ہے' [٨] جس دن پوشیدہ بھید کھل پڑیں گے' [٩] تو نہ کوئی زور چلے نہ کوئی مددگار ہو [١٠]

سورت طارق کا تعارف: مسند احمد میں ہے کہ ''خالد بن ابو جبل عدوانی رضی اللہ عنہ نے ثقیف قبیلے کی مشرق جانب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو لکڑی یا کمان پر ٹیک لگائے ہوئے اس پوری سورت کو پڑھتے سنا جب کہ آپ لوگوں سے مدد طلب کرنے کے لیے یہاں آئے تھے۔ حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے اسے یاد کر لیا جب یہ ثقیف کے پاس آئے تو ثقیف نے ان سے پوچھا یہ کیا کہہ رہے ہیں؟ یہ بھی اس وقت مشرک تھے۔ انہوں نے بیان کیا تو جو قریش وہاں تھے جلدی سے بول پڑے کہ اگر یہ حق ہوتا تو کیا اب تک ہم نہ مان لیتے۔'' ❶ نسائی میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ''حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے مغرب کی نماز میں سورۂ بقرہ یا سورۂ نساء پڑھی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' اے معاذ! کیا تو فتنے میں ڈالنے والا ہے؟ کیا تجھے یہ کافی نہ تھا کہ ﴿وَالسَّمَآءِ وَالطَّارِقِ﴾ اور ﴿وَالشَّمْسِ وَضُحٰهَا﴾ اور ایسی ہی سورتیں پڑھ لیتا۔'' ❷

انسان کی حقیقت: [١-١٠] اللہ تعالیٰ آسمانوں کی اور ان کے روشن ستاروں کی قسم کھاتا ہے۔ طارق کی تفسیر چمکتے تارے سے کی ہے' وجہ یہ ہے کہ دن کو چھپے رہتے ہیں اور رات کو ظاہر ہو جاتے ہیں۔ ایک حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا کہ ''کوئی اپنے گھر رات کے وقت بے خبر آ جائے۔'' ❸ یہاں بھی لفظ طروق ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک دعا میں بھی طارق کا لفظ آیا ہے ❹ ثاقب کہتے ہیں چمکیلے اور روشنی والے کو جو شیطان پر گرتا ہے اور اسے جلا دیتا ہے ہر شخص پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک محافظ مقرر ہے جو اسے آفات سے بچاتا ہے جیسے اور جگہ ہے ﴿لَهٗ مُعَقِّبٰتٌ مِّنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهٖ يَحْفَظُوْنَهٗ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ﴾ ❺ آگے پیچھے =

❶ احمد، ٤/ ٣٣٥ حسن مروان بن معاوية الفزاري صرح بالسماع عند الطبراني في الكبير، ٤١٢٦ وباقي السند حسن، وصححه ابن خزيمة، ١٧٧٨۔ ❷ اس کی تخریج سورۃ انفطار کی ابتدا میں گزر چکی ہے۔
❸ صحيح بخاري، كتاب العمرة، باب لا يطرق اهله اذا بلغ المدينة، ١٨٠١؛ صحيح مسلم، ٧١٥؛ بعد رقم، ١٩٢٨؛ ابو داود، ٢٧٧٦؛ احمد، ٣/ ٢٩٩؛ ابن حبان، ٤١٨٢۔ ❹ احمد، ٣/ ٤١٩ وسنده حسن۔ ❺ ١٣/ الرعد: ١١۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَالسَّمَآءِ ذَاتِ الرَّجْعِ ﴿١١﴾ وَالْاَرْضِ ذَاتِ الصَّدْعِ ﴿١٢﴾ اِنَّهٗ لَقَوْلٌ فَصْلٌ ﴿١٣﴾ وَّمَا هُوَ بِالْهَزْلِ ﴿١٤﴾ اِنَّهُمْ يَكِيْدُوْنَ كَيْدًا ﴿١٥﴾ وَّاَكِيْدُ كَيْدًا ﴿١٦﴾ فَمَهِّلِ الْكٰفِرِيْنَ اَمْهِلْهُمْ رُوَيْدًا ﴿١٧﴾

ع ٧

ترجمہ: بارش والے آسمان کی قسم[۱۱] اور پھٹنے والی زمین کی قسم[۱۲] بے شک یہ قرآن البتہ دوٹوک فیصلہ کرنے والا کلام ہے[۱۳] یہ ہنسی کی اور بے فائدہ بات نہیں[۱۴] البتہ کافر داؤں گھات میں ہیں۔[۱۵] اور میں بھی داؤں کر رہا ہوں[۱۶] تو کافروں کو مہلت دے انہیں تھوڑے دنوں چھوڑ دے۔[۱۷]

= سے باری باری آنے والے فرشتے مقرر ہیں جو اللہ تعالیٰ کے حکم سے بندے کی حفاظت کرتے ہیں پھر انسان کی ضعیفی کا بیان ہو رہا ہے کہ دیکھو تو اس کی اصل کیا ہے؟ اور گویا اس میں نہایت باریکی کے ساتھ قیامت کا یقین دلایا گیا ہے کہ جو ابتدائی پیدائش پر قادر ہے وہ لوٹانے پر قادر کیوں نہ ہوگا۔

جیسے فرمایا ﴿وَهُوَ الَّذِیْ یَبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ یُعِیْدُهٗ وَهُوَ اَهْوَنُ عَلَیْهِ﴾ ❶ یعنی جس نے پہلے پیدا کیا وہ ہی دوبارہ لوٹائے گا اور یہ اس پر بہت ہی آسان ہے۔ انسان اچھلنے والے پانی یعنی عورت مرد کی منی سے پیدا کیا گیا ہے جو مرد کی پیٹھ سے اور عورت کی چھاتی سے نکلتی ہے۔ عورت کا یہ پانی زرد رنگ اور پتلا ہوتا ہے اور دونوں سے بچہ کی پیدائش ہوتی ہے تریبہ کہتے ہیں ہار کی جگہ کو۔ مونڈھوں سے لے کر سینے تک کو بھی کہا گیا ہے اور نرخرے سے نیچے کو بھی کہا گیا ہے۔ اور چھاتیوں کے اوپر کے حصے کو بھی کہا گیا ہے اور نیچے کی طرف چار پسلیوں کو بھی کہا گیا ہے۔ اور دونوں چھاتیوں اور دونوں پیروں اور دونوں آنکھوں کے درمیان کو بھی کہا گیا ہے۔ دل کے نچوڑ کو بھی کہا گیا ہے۔ سینہ اور پیٹھ کے درمیان کو بھی کہا جاتا ہے۔ وہ اس کے لوٹانے پر قادر ہے یعنی نکلے ہوئے پانی کو اس کی جگہ واپس پہنچا دینے پر۔ اور یہ مطلب کہ اسے دوبارہ پیدا کر کے آخرت کی طرف لوٹانے پر بھی۔ پچھلا قول ہی اچھا ہے۔ اور یہ دلیل کئی مرتبہ بیان ہو چکی ہے۔

پھر فرمایا کہ قیامت کے دن پوشیدگیاں کھل جائیں گی' راز ظاہر ہو جائیں گے' بھید آشکارا ہو جائیں گے' رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں "ہر غدار (عہد شکن وخائن) کی رانوں کے درمیان اس کے غدر (عہد شکنی) کا جھنڈا گاڑ دیا جائے گا اور اعلان ہو جائے گا کہ یہ فلاں بن فلاں کی غداری (عہد شکنی یا خیانت) ہے۔" ❷ اس دن نہ تو خود انسان کو کوئی قوت حاصل ہوگی نہ اس کا مددگار کوئی اور کھڑا ہوگا۔ یعنی نہ تو خود اپنے آپ کو عذابوں سے بچا سکے گا نہ کوئی اور ہوگا جو اسے اللہ تعالیٰ کے عذابوں سے بچا سکے۔

قرآن کے فیصلے برحق ہیں: [آیت: ۱۱-۱۷] رجع کے معنے بارش کے' بادل بارش والے کے' برسنے کے' ہر سال بندوں کی روزی لوٹانے کے جس کے بغیر یہ اور ان کے جانور ہلاک ہو جائیں' سورج اور چاند اور ستاروں کے ادھر ادھر لوٹنے کے مروی ہیں۔ زمین پھٹتی ہے' دانے گھاس چارہ نکلتا ہے۔ یہ قرآن حق ہے' عدل کا حکم ہے یہ کوئی بے کار قصہ باتیں نہیں۔ کافر اسے جھٹلاتے ہیں' اللہ کی راہ سے لوگوں کو روکتے ہیں۔ طرح طرح کے مکر وفریب سے لوگوں کو خلاف قرآن پر اکساتے ہیں۔ تو اے نبی! انہیں ذرا سی ڈھیل دے پھر عنقریب دیکھ لے گا کہ کیسے کیسے بدترین عذابوں میں یہ پکڑے جاتے ہیں جیسے اور جگہ ہے ﴿نُمَتِّعُهُمْ قَلِیْلًا ثُمَّ نَضْطَرُّهُمْ اِلٰی عَذَابٍ غَلِیْظٍ﴾ ❸ یعنی ہم انہیں کچھ یونہی سا فائدہ دیں گے پھر نہایت سخت عذاب کی طرف انہیں بے بس کر دیں گے۔

الحمد للہ سورۂ طارق کی تفسیر ختم ہوئی۔

❶ ۳۰/ الروم: ۲۷۔ ❷ صحیح بخاری، کتاب الجزیة، باب اثم الغادر للبر والفاجر، ۳۱۸۸؛ صحیح مسلم، ۱۷۳۵؛ ابو داود، ۲۷۵٦؛ احمد، ۲/ ۵٦؛ ابن حبان، ۷۳٤۲۔ ❸ ۳۱/ لقمان: ۲٤۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تفسیر سورۂ اعلیٰ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلَى ۝١ الَّذِيْ خَلَقَ فَسَوّٰى ۝٢ وَالَّذِيْ قَدَّرَ فَهَدٰى ۝٣ وَالَّذِيْ اَخْرَجَ الْمَرْعٰى ۝٤ فَجَعَلَهٗ غُثَاۗءً اَحْوٰى ۝٥ سَنُقْرِئُكَ فَلَا تَنْسٰٓى ۝٦ اِلَّا مَا شَاۗءَ اللّٰهُ ۭ اِنَّهٗ يَعْلَمُ الْجَهْرَ وَمَا يَخْفٰى ۝٧ وَنُيَسِّرُكَ لِلْيُسْرٰى ۝٨ فَذَكِّرْ اِنْ نَّفَعَتِ الذِّكْرٰى ۝٩ سَيَذَّكَّرُ مَنْ يَّخْشٰى ۝١٠ وَيَتَجَنَّبُهَا الْاَشْقَى ۝١١ الَّذِيْ يَصْلَى النَّارَ الْكُبْرٰى ۝١٢ ثُمَّ لَا يَمُوْتُ فِيْهَا وَلَا يَحْيٰى ۝١٣

ترجمہ: بخشش کرنے والے مہربان اللہ کے نام سے شروع۔

اپنے بہت ہی بلند اللہ کے نام کی پاکیزگی بیان کر[۱] جس نے پیدا کیا اور صحیح سالم بنایا'[۲] اور جس نے اندازہ کرکے تجویز کیا اور پھر راہ دکھائی'[۳] اور جس نے تازہ گھاس پیدا کی'[۴] پھر اس نے اس کو سکھا کر سیاہ کوڑا کر دیا'[۵] ہم تجھے پڑھائیں گے پھر تو نہ بھولے گا۔[۶] مگر جو کچھ اللہ چاہے' وہ ظاہر اور پوشیدہ کو جانتا ہے۔[۷] ہم تیرے لیے آسانی پیدا کر دیں گے۔[۸] تو تو نصیحت کرتا رہ اگر نصیحت کچھ فائدہ دے'[۹] ڈرنے والے تو عبرت حاصل کر لیں گے'[۱۰] ہاں بدبخت لوگ اس سے دور رہ جائیں گے'[۱۱] جو بڑی آگ میں جائیں گے'[۱۲] جہاں پھر نہ وہ مریں گے نہ جئیں گے (بلکہ حالت نزع میں پڑے رہیں گے۔)[۱۳]

تعارف سورت: اس سورۂ کے مکی ہونے کی دلیل یہ حدیث ہے جو صحیح بخاری میں ہے۔ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ''اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں سب سے پہلے ہمارے پاس حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ اور حضرت ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ آئے' ہمیں قرآن پڑھانا شروع کیا۔ پھر حضرت عمار حضرت بلال حضرت سعد آئے۔ پھر حضرت عمر بن خطاب اپنے ساتھ بیس صحابیوں کو لے کر آئے پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے' میں نے نہیں دیکھا کہ اہل مدینہ کسی چیز پر اس قدر خوش ہوئے ہوں جیسے اس پر خوش ہوئے یہاں تک کہ چھوٹے چھوٹے بچے اور نابالغ لڑکے بھی پکار اٹھے کہ یہ ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ تشریف لائے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے آنے سے پہلے ہی میں نے یہ سورۂ سبح اسم اسی جیسی اور سورتوں کے ساتھ یاد کر لی تھی۔'' ❶ مسند احمد میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ سورت بہت محبوب تھی۔ ❷ بخاری و مسلم کی حدیث میں ہے کہ ''آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ تو نے سورۂ ﴿سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى﴾ اور ﴿وَالشَّمْسِ وَضُحٰىهَا﴾ اور ﴿وَالَّيْلِ اِذَا يَغْشٰى﴾ کے ساتھ نماز کیوں نہ پڑھائی؟'' ❸

مسند احمد میں مروی ہے کہ ''حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ﴿سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى﴾ اور ﴿هَلْ اَتٰىكَ حَدِيْثُ الْغَاشِيَةِ﴾ دونوں

---

❶ صحیح بخاری، کتاب التفسیر، سورۃ سبح اسم ربک الأعلی، ٤٩٤١۔

❷ احمد، ١/ ٩٦ وسندہ ضعیف اس کی سند میں ثویر بن ابی فاختہ ضعیف راوی ہے (التقریب، ١/ ١٢٠؛ رقم: ٥٤)

❸ اس کی تخریج سورۂ انفطار کے تحت ابتدا میں دیکھیے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عید کی نمازوں میں پڑھا کرتے تھے اور جمعہ والے دن اگر عید ہوتی تو عید میں اور جمعہ میں دونوں میں انہی دونوں سورتوں کو پڑھتے۔“ ❶ یہ حدیث صحیح مسلم میں بھی ہے' ابوداؤد و ترمذی اور نسائی میں بھی ہے۔ ابن ماجہ وغیرہ میں بھی مروی ہے۔ مسند احمد میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ”وتر نماز میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ﴿سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى﴾ اور ﴿قُلْ يٰۤاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ﴾ اور ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ﴾ پڑھتے تھے۔“ ایک روایت میں اتنی زیادتی بھی ہے کہ سورہ معوذتین یعنی ﴿قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ﴾ اور ﴿قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ﴾ بھی پڑھتے تھے۔ ❷ یہ حدیث بھی بہت سے صحابیوں سے بہت سے طریق کے ساتھ مروی ہے۔ ہمیں اگر کتاب کے مطول ہو جانے کا خوف نہ ہوتا تو ان سندوں کو اور ان تمام روایتوں کے الفاظ کو جہاں تک میسر ہوتے وارد کرتے لیکن جتنا کچھ اختصار کے ساتھ بیان کر دیا یہ بھی کافی ہے۔ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ۔

خالق کی قدرتیں: [آیت:۱۔۱۳] مسند احمد میں ہے کہ عقبہ بن عامر جہنی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ”جب آیت ﴿فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيْمِ﴾ اتری تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسے تم رکوع میں کرلو۔ ❸ جب ﴿سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى﴾ اتری تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسے اپنے سجدے میں کرلو۔“ ابوداؤد وغیرہ کی حدیث میں ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ﴿سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى﴾ پڑھتے تو کہتے ((سُبْحَانَ رَبِّيَ الْاَعْلٰى)) ❹ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بھی یہ مروی ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی یہ مروی ہے۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب ﴿لَاۤ اُقْسِمُ بِيَوْمِ الْقِيٰمَةِ﴾ پڑھتے اور آخری آیت ﴿اَلَيْسَ ذٰلِكَ بِقٰدِرٍ عَلٰۤى اَنْ يُّحْيِيَ الْمَوْتٰى﴾ پر پہنچتے تو فرماتے ((سُبْحَانَكَ وَبَلٰى)) اللہ تعالیٰ یہاں ارشاد فرماتا ہے اپنے بلندیوں والے پرورش کرنے والے اللہ کے پاک نام کی پاکیزگی اور تسبیح بیان کرو جس نے تمام مخلوق رچائی اور سب کو اچھی ہیئت بخشی۔ انسان کو سعادت شقاوت کی رونمائی کی' جانور کو چرنے چگنے وغیرہ کی۔ جیسے اور جگہ ہے ﴿رَبُّنَا الَّذِيْۤ اَعْطٰى كُلَّ شَيْءٍ خَلْقَهٗ ثُمَّ هَدٰى ۝﴾ ❺ یعنی ہمارا رب وہ ہے جس نے ہر چیز کو اس کی پیدائش عطا فرمائی پھر رہبری کی۔

آسمان و زمین کی پیدائش: صحیح مسلم کی حدیث میں ہے کہ زمین و آسمان کی پیدائش سے پچاس ہزار سال پہلے اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق کی تقدیر لکھی اس کا عرش پانی پر تھا۔ ❻ جس نے ہر قسم کے نباتات اور کھیت نکالے۔ پھر ان سرسبز چاروں کو خشک اور سیاہ رنگ کر دیا۔ بعض عارفان کلام عرب نے کہا ہے کہ یہاں بعض الفاظ جو ذکر میں مؤخر ہیں معنی کے لحاظ سے مقدم ہیں یعنی مطلب یہ ہے کہ جس نے گھاس چارہ سبز رنگ سیاہی مائل پیدا کیا' پھر اسے خشک کر دیا۔ گو یہ معنی بھی بن سکتے ہیں لیکن کچھ زیادہ ٹھیک نظر نہیں آتے۔ کیونکہ مفسرین رحمہم اللہ کے اقوال کے خلاف ہیں۔ پھر فرماتا ہے کہ تجھے ہم اے محمد! ایسا پڑھائیں گے جسے تو بھولے نہیں۔ ہاں اگر خود اللہ تعالیٰ کوئی آیت بھلا دینی چاہے تو اور بات ہے۔ =

❶ صحیح مسلم، کتاب الجمعة، باب ما یقرأ فی صلاة الجمعة، ۸۷۸؛ ابو داود، ۱۱۲۲؛ ترمذی، ۵۳۳؛ ابن ماجه، ۱۲۸۱؛ احمد، ۴/ ۲۷۱۔ ❷ ابو داود، کتاب الوتر، باب ما یقرأ فی الوتر، ۱۴۲۳ وهو صحیح؛ ۱۴۲۴ وسنده ضعیف؛ ترمذی، ۴۶۳؛ ابن ماجه، ۱۱۷۳؛ احمد، ۶/ ۲۲۷۔

❸ ابو داود، کتاب الصلاة، باب مایقول الرجل فی رکوعه وسجوده، ۸۶۹ وسنده صحیح؛ ابن ماجه، ۸۸۷؛ احمد، ۴/ ۱۵۵۔

❹ ابو داود، کتاب الصلاة، باب الدعاء فی الصلاة، ۸۸۳ وسنده ضعیف ابواسحاق مدلس راوی ہے اور سماع کی تصریح نہیں ہے۔ احمد، ۱/ ۲۳۲۔ ❺ ۲۰/ طٰهٰ: ۵۰۔

❻ صحیح مسلم، کتاب القدر، باب حجاج آدم وموسٰی، ۲۶۵۳؛ ترمذی، ۲۱۵۶؛ احمد، ۲/ ۱۶۹؛ ابن حبان، ۶۱۳۸۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَكّٰى ﴿١٤﴾ وَذَكَرَ اسْمَ رَبِّهٖ فَصَلّٰى ﴿١٥﴾ بَلْ تُؤْثِرُوْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا ﴿١٦﴾ وَالْاٰخِرَةُ خَيْرٌ وَّاَبْقٰى ﴿١٧﴾ اِنَّ هٰذَا لَفِي الصُّحُفِ الْاُوْلٰى ﴿١٨﴾ صُحُفِ اِبْرٰهِيْمَ وَمُوْسٰى ﴿١٩﴾ ع

ترجمہ: بے شک ان لوگوں نے فلاح پالی جو پاک ہو گئے۔ [۱۴] اور جنہوں نے اپنے رب کا نام یاد رکھا اور نماز پڑھتے رہے۔ [۱۵] لیکن تم تو دنیا کا جینا سامنے رکھتے ہو۔ [۱۶] اور آخرت بہت بہتر اور بہت بقا والی ہے۔ [۱۷] یہ باتیں پہلی کتابوں میں بھی ہیں۔ [۱۸] (یعنی) ابراہیم اور موسیٰ کی کتابوں میں۔ [۱۹]

= امام ابن جریر رحمۃ اللہ علیہ تو اسی مطلب کو پسند کرتے ہیں۔ اور مطلب اس آیت کا یہ ہے کہ جو قرآن ہم تجھے پڑھاتے ہیں اسے نہ بھول۔ ہاں جسے ہم خود منسوخ کر دیں اس کی اور بات ہے۔ اللہ تعالیٰ پر بندوں کے چھپے کھلے اعمال احوال عقائد سب ظاہر ہیں۔ ہم تجھ پر بھلائی کے کام اچھی باتیں' شرعی امر آسان کر دیں گے۔ نہ ان میں کجی ہو گی نہ سختی نہ جرم ہو گا۔ تو نصیحت کر اگر نصیحت فائدہ دے۔ اس سے معلوم ہوا کہ نالائقوں کو نہ سکھانا چاہیے جیسے کہ امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اگر تم دوسروں کے ساتھ وہ باتیں کرو گے جو ان کی عقل میں نہ آ سکیں تو نتیجہ یہ ہو گا کہ وہ تمہاری بھلی باتیں ان کے لیے بری بن جائیں گی اور باعث فتنہ ہو جائیں گی۔ بلکہ لوگوں سے ان کی سمجھ کے مطابق بات چیت کرو تا کہ لوگ اللہ تعالیٰ و رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ جھٹلائیں۔

پھر فرمایا کہ اس سے نصیحت وہ حاصل کرے گا جس کے دل میں اللہ تعالیٰ کا خوف ہے جو اس کی ملاقات پر یقین رکھتا ہے اور اس سے وہ عبرت و نصیحت حاصل نہیں کر سکتا جو بد بخت ہو' جو جہنم میں جانے والا ہو جہاں نہ تو راحت کی زندگی ہے نہ بھلی موت ہے بلکہ وہ دائمی عذاب اور ہمیشگی کی برائی ہے اس میں طرح طرح کے عذاب اور بدترین سزائیں ہیں۔ مسند احمد میں ہے کہ جو اصلی جہنمی ہیں انہیں تو نہ تو موت آئے نہ کار آمد زندگی ملے ہاں جن کے ساتھ اللہ کا ارادہ رحمت کا ہے وہ آگ میں گرتے ہی جل کر مر جائیں گے پھر سفارشی لوگ جائیں گے اور ان کے ڈھیر چھڑا لائیں گے پھر نہر حیات میں ڈال دیئے جائیں گے۔ جنتی نہروں کا پانی ان پر ڈالا جائے گا اور وہ اس طرح جی اٹھیں گے جس طرح دانہ نالی کے کنارے کوڑے پر اگ آتا ہے کہ پہلے سبز ہوتا ہے پھر زرد پھر ہرا۔ لوگ کہنے لگے حضور تو اس طرح بیان فرماتے ہیں جیسے آپ جنگل سے واقف ہوں۔ ❶ یہ حدیث مختلف الفاظ سے بہت سی کتب میں مروی ہے۔ قرآن کریم میں ایک اور جگہ وارد ہے ﴿وَنَادَوْا يٰمٰلِكُ لِيَقْضِ عَلَيْنَا رَبُّكَ﴾ ❷ الخ۔ یعنی جہنمی لوگ پکار پکار کر کہیں گے کہ اے مالک داروغہ جہنم اللہ تعالیٰ سے کہہ کہ وہ ہمیں موت دیدے۔ جواب ملے گا تم تو اب اسی میں پڑے رہنے والے ہو۔ اور جگہ ہے ﴿لَا يُقْضٰى عَلَيْهِمْ فَيَمُوْتُوْا﴾ ❸ الخ۔ نہ تو ان کو موت آئے گی نہ عذاب کم ہوں گے اور بھی اس معنی کی آیتیں ہیں۔

کامیاب کون: [آیت:۱۴-۱۹] اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جس نے رذیل اخلاق سے اپنے آپ کو پاک کر لیا' احکام اسلام کی تابعداری کی' نماز کو ٹھیک وقت پر قائم رکھا صرف اللہ تعالیٰ کی رضامندی اور اس کی خوشنودی طلب کرنے کے لیے' اس نے نجات اور فلاح پالی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آیت کی تلاوت کر کے فرمایا کہ ''جو شخص اللہ تعالیٰ کے وحدہ لاشریک ہونے کی گواہی دے اس کے سوا کسی کی عبادت نہ کرے اور میری رسالت کو مان لے اور پانچوں وقت کی نمازوں کی پوری طرح سے حفاظت کرے وہ نجات پا گیا۔'' ❹ (بزار)

---

❶ صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب اثبات الشفاعة واخراج الموحدين من النار، ١٨٥؛ ابن ماجه، ٤٣٠٩؛ احمد، ٣/ ١١۔

❷ ٤٣/ الزخرف: ٧٧۔ ❸ ٣٥/ فاطر: ٣٦۔

❹ مسند البزار، ٢٢٨٤ وسنده ضعيف جداً؛ مجمع الزوائد، ٧/ ١٤٠۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ اس سے مراد پانچ وقت کی نماز ہے۔ حضرت ابوالعالیہ رحمہ اللہ نے ایک مرتبہ ابوخلدہ سے فرمایا کہ کل جب عیدگاہ جاؤ تو مجھ سے ملتے جانا۔ جب میں گیا تو مجھ سے کہا کچھ کھالیا ہے؟ میں نے کہا ہاں، فرمایا نہا چکے ہو؟ میں نے کہا ہاں، فرمایا زکوٰۃ فطر ادا کر چکے ہو؟ میں نے کہا ہاں۔ فرمایا بس یہی کہنا تھا کہ اس آیت میں یہی مراد ہے۔ اہل مدینہ فطرہ سے اور پانی پلانے سے افضل اور کوئی صدقہ نہیں جانتے تھے۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ بھی لوگوں کو فطرہ ادا کرنے کا حکم کرتے پھر اسی آیت کی تلاوت کرتے۔ حضرت ابوالاحوص رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ تم میں سے کوئی نماز کا ارادہ کرے اور کوئی سائل آ جائے تو اسے خیرات دیدے پھر یہی آیت پڑھی۔ ❶

حضرت قتادہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس نے اپنے مال کو پاک کر لیا اور اپنے رب کو راضی کر لیا۔ ❷ پھر ارشاد ہے کہ تم دنیا کی زندگی کو آخرت کی زندگی پر ترجیح دے رہے ہو اور دراصل تمہاری مصلحت، تمہارا نفع اخروی زندگی کو دنیوی زندگی پر ترجیح دینے میں ہے۔ دنیا ذلیل ہے فانی ہے، آخرت شریف ہے باقی ہے۔ ایک عاقل ایسا نہیں کر سکتا کہ فانی کو باقی پر اختیار کر لے اور اس کے انتظام میں پڑ کر اس کے اہتمام کو چھوڑ دے۔ مسند احمد میں ہے کہ ''رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں دنیا اس کا گھر ہے جس کا گھر آخرت میں نہ ہو، دنیا اس کا مال ہے جس کا مال وہاں نہ ہو اس کے جمع کرنے کے پیچھے وہ لگتے ہیں جو بیوقوف ہوں۔'' ❸ ابن جریر میں ہے حضرت عرفجہ ثقفی رحمہ اللہ اس سورت کو حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس پڑھ رہے تھے۔ جب اس آیت پر پہنچے تو تلاوت چھوڑ کر اپنے ساتھیوں سے فرمانے لگے کہ سچ ہے کہ ہم نے دنیا کو آخرت پر ترجیح دی، لوگ خاموش رہے تو آپ نے پھر فرمایا کہ اس لیے کہ ہم دنیا کے گرویدہ ہو گئے کہ یہاں کی زینت کو، یہاں کی عورتوں کو، یہاں کے کھانے پینے کو ہم نے دیکھ لیا آخرت نظروں سے اوجھل ہے تو ہم نے اس سامنے والی کی طرف توجہ کی اور اس دور والی سے آنکھیں پھیر لیں۔ یا تو یہ فرمان حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کا بطور تواضع کے ہے یا جنس انسان کی بابت فرماتے ہیں، وَاللّٰهُ اَعْلَمُ۔ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ ''جس نے دنیا سے محبت کی اس نے اپنی آخرت کو نقصان پہنچایا اور جس نے آخرت سے محبت کی اس نے دنیا کو نقصان پہنچایا۔ تم اے لوگو! باقی رہنے والی کو فنا ہونے والی پر ترجیح دو۔'' ❹ (مسند احمد)۔

پھر فرماتا ہے کہ ابراہیم اور موسیٰ علیہما السلام کے صحیفوں میں بھی یہ تھا۔ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ ''یہ سب بیان ان صحیفوں میں بھی تھا۔'' ❺ (بزار) نسائی میں حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے یہ مروی ہے اور جب آیت ﴿وَاِبْرٰهِيْمَ الَّذِيْ وَفّٰى﴾ نازل ہوئی تو فرمایا کہ اس سے مراد یہ ہے کہ ایک کا بوجھ دوسرے کو نہ اٹھانا ہے۔ سورۂ نجم میں ہے ﴿اَمْ لَمْ يُنَبَّاْ بِمَا فِيْ صُحُفِ مُوْسٰى﴾ ❻ آخری مضمون تک کی تمام آیتیں یعنی یہ سب احکام اگلی کتابوں میں بھی تھے۔ اسی طرح یہاں بھی مراد ﴿سَبِّحِ اسْمَ﴾ کی یہ آیتیں ہیں۔ بعضوں نے پوری سورت کہی ہے، بعضوں نے ﴿قَدْ اَفْلَحَ﴾ سے ﴿اَبْقٰى﴾ تک کہا ہے۔ زیادہ قوی بھی یہی معلوم ہوتا ہے، وَاللّٰهُ اَعْلَمُ۔

الحمد للہ سورۂ اعلیٰ کی تفسیر ختم ہوئی۔ اللہ تعالیٰ ہر شخص کو اس پر عمل کرنے کی توفیق دے اور عذاب جہنم سے بچائے۔

---

❶ الطبری، ٢٤/ ٣٧٤۔ ❷ ایضًا۔ ❸ احمد، ٦/ ٧١ وسنده ضعيف۔

❹ احمد، ٤/ ٤١٢ وسنده ضعيف، المطلب بن عبدالله لم يسمعه من ابی موسى الاشعری رضی اللہ عنہ۔

❺ مسند البزار، ٢٢٨٤ وسنده ضعيف جداً۔ ❻ ٥٣/ النجم:٣٦۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تفسیر سورۂ غاشیہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

هَلْ اَتٰىكَ حَدِيْثُ الْغَاشِيَةِ ① وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ خَاشِعَةٌ ② عَامِلَةٌ نَّاصِبَةٌ ③ تَصْلٰى نَارًا حَامِيَةً ④ تُسْقٰى مِنْ عَيْنٍ اٰنِيَةٍ ⑤ لَيْسَ لَهُمْ طَعَامٌ اِلَّا مِنْ ضَرِيْعٍ ⑥ لَّا يُسْمِنُ وَلَا يُغْنِيْ مِنْ جُوْعٍ ⑦

ترجمہ: اللہ تعالیٰ رحمٰن و رحیم کے نام سے شروع۔
کیا تجھے بھی چھپا لینے والی قیامت کی خبر پہنچی ہے۔[۱] اس دن بہت سے چہرے ذلیل [۲] اور مصیبت کے مارے خستہ حال ہوں گے [۳] وہ دہکتی ہوئی آگ میں جائیں گے [۴] اور نہایت گرم چشمے کا پانی ان کو پلایا جائے گا' [۵] ان کے لیے سوائے کانٹے دار درختوں کے اور کچھ کھانا نہ ہوگا [۶] جو نہ بدن بڑھائے گا نہ بھوک مٹائے گا۔[۷]

تعارف سورت: یہ حدیث پہلے گزر چکی ہے کہ رسول اللہ ﷺ سبح اسم اور غاشیہ کو نماز عیدین اور جمعہ میں پڑھتے تھے۔ ❶ مؤطا امام مالک میں ہے کہ جمعہ کے دن پہلی رکعت میں سورۂ جمعہ اور دوسری میں ﴿هَلْ اَتٰىكَ حَدِيْثُ الْغَاشِيَةِ﴾ پڑھتے تھے (ابوداود)۔ صحیح مسلم' ابن ماجہ اور نسائی میں بھی یہ حدیث ہے۔ ❷

قیامت کا تذکرہ: [آیت:۱۔۷] غاشیہ قیامت کا نام ہے اس لیے کہ وہ سب پر آئے گی' سب کو گھیرے ہوئے ہوگی اور ہر ایک کو ڈھانپ لے گی۔ ابن ابی حاتم میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ کہیں جا رہے تھے کہ ایک عورت کی قرآن پڑھنے کی آواز آئی' آپ کھڑے ہو کر سننے لگے۔ اس نے یہی آیت ﴿هَلْ اَتٰىكَ﴾ پڑھی یعنی کیا تیرے پاس ڈھانپ لینے والی قیامت کی بات پہنچی ہے؟ تو آپ نے جواب میں فرمایا ((نَعَمْ قَدْ جَاءَنِیْ)) یعنی ہاں میرے پاس پہنچ چکی ہے۔ ❸ اس دن بہت سے لوگ ذلیل چہروں والے ہوں گے' پستی ان پر برس رہی ہوگی ان کے اعمال غارت ہو گئے ہوں گے اور بڑے بڑے اعمال کیے تھے سخت تکلیفیں اٹھائی تھیں وہ آج بھڑکتی ہوئی آگ میں داخل ہو گئے۔

ایک مرتبہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ایک خانقاہ کے پاس سے گزرے وہاں کے راہب کو آواز دی وہ حاضر ہوا' آپ اسے دیکھ کر رو دیئے۔ لوگوں نے پوچھا حضرت کیا بات ہے؟ تو فرمایا اسے دیکھ کر یہ آیت یاد آ گئی کہ عبادت ریاضت کرتے ہیں لیکن آخر جہنم میں جائیں گے۔ ❹ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں اس سے مراد نصرانی ہیں۔ ❺ عکرمہ اور سدی رحمہم اللہ فرماتے ہیں کہ دنیا میں گناہوں کے کام کرتے رہے اور آخرت میں عذاب کی اور مار کی تکلیفیں برداشت کریں گے۔ یہ سخت بھڑکنے والی جلتی' تپتی آگ میں جائیں گے جہاں سوائے ضریع کے اور کچھ کھانے کو نہ ملے گا' یہ آگ کا درخت ہوگا' جہنم کا پتھر ہوگا' یہ عفور کی بیل ہوگی' اس =

❶ دیکھئے سورۃ الأعلی۔ ❷ صحیح مسلم، کتاب الجمعة، باب ما یقرأ في صلاة الجمعة، ۸۷۸؛ ابو داود، ۱۱۲۳؛ نسائی، ۱٤۲۳؛ ابن ماجه، ۱۱۱۹۔ ❸ اس کی تخریج سورۃ البروج آیت: ۲۲ کے تحت گزر چکی ہے۔
❹ حاکم، ۲/ ۵۲۲ وسنده ضعیف لانقطاعه، ابو عمران عبدالملك بن حبيب الجونی لم يدرك عمر رضی اللہ عنہ۔
❺ صحیح بخاری، کتاب التفسير، تحت سوره ﴿هل أتاك﴾

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

وُجُوْهٌ يَّوْمَىِٕذٍ نَّاعِمَةٌ ﴿٨﴾ لِّسَعْيِهَا رَاضِيَةٌ ﴿٩﴾ فِيْ جَنَّةٍ عَالِيَةٍ ﴿١٠﴾ لَّا تَسْمَعُ فِيْهَا لَاغِيَةً ﴿١١﴾ فِيْهَا عَيْنٌ جَارِيَةٌ ﴿١٢﴾ فِيْهَا سُرُرٌ مَّرْفُوْعَةٌ ﴿١٣﴾ وَّاَكْوَابٌ مَّوْضُوْعَةٌ ﴿١٤﴾ وَّنَمَارِقُ مَصْفُوْفَةٌ ﴿١٥﴾ وَّزَرَابِيُّ مَبْثُوْثَةٌ ﴿١٦﴾

ترجمہ: بہت سے چہرے اس دن تر وتازہ اور آسودہ حال ہوں گے [۸] اپنے اعمال سے خوش ہوں گے [۹] بلند و بالا جنتوں میں ہوں گے [۱۰] جہاں کوئی بے ہودہ بات کان میں نہ پڑے گی۔ [۱۱] جہاں چشمے جاری ہوں گے [۱۲] اور اونچے اونچے تخت ہوں گے [۱۳] اور آبخورے رکھے ہوئے ہوں گے [۱۴] اور ایک قطار میں لگے ہوئے تکیے ہوں گے [۱۵] اور مخملی مسندیں پھیلی پڑی ہوں گی۔ [۱۶]

= میں زہریلے کانٹوں دار پھل لگے ہوں گے یہ بدترین کھانا ہوگا اور نہایت ہی برا ہوگا' نہ بدن بڑھائے گا اور نہ بھوک مٹائے گا اور نہ نقصان دور ہوگا۔

نیکوں پر انعامات: [آیت: ۸۔۱۶] اوپر چونکہ بدکاروں کا بیان اور ان کے عذابوں کا ذکر ہوا تھا تو یہاں نیک کاروں کا اور ان کے ثوابوں کا بیان ہو رہا ہے۔ تو فرمایا کہ اس دن بہت سے چہرے ایسے بھی ہوں گے جن پر خوشی کے اور آسودگی کے آثار ظاہر ہوں گے' یہ اپنے اعمال سے خوش ہوں گے جنتوں کے بلند بالا خانوں میں ہوں گے جس میں کوئی لغو بات کان میں نہ پڑے گی' جیسے فرمایا ﴿لَا يَسْمَعُوْنَ فِيْهَا لَغْوًا اِلَّا سَلٰمًا﴾ ❶ اس میں سوائے سلامتی اور سلام کے کوئی بری بات نہ سنیں گے۔ اور فرمایا ﴿لَا لَغْوٌ فِيْهَا وَلَا تَاْثِيْمٌ﴾ ❷ نہ اس میں بیہودگی ہے نہ گناہ کی باتیں'

اور فرمایا ہے ﴿لَا يَسْمَعُوْنَ فِيْهَا لَغْوًا وَّلَا تَاْثِيْمًا اِلَّا قِيْلًا سَلٰمًا سَلٰمًا﴾ ❸ نہ اس میں فضول گوئی سنیں گے نہ بد باتیں سوائے سلام ہی سلام کے اور کچھ نہ ہوگا۔ اس میں بہتی ہوئی نہریں ہوں گی۔ یہاں نکرہ اثبات کے سیاق میں ہے ایک ہی نہر مراد نہیں بلکہ جنس نہر مراد ہے یعنی نہریں بہتی ہوں گی۔ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں جنت کی نہریں مشک کے پہاڑوں اور مشک کے ٹیلوں سے نکلتی ہیں ❹ اس میں اونچے اونچے بلند و بالا تخت ہیں جن پر بہترین فرش ہیں اور ان کے پاس حوریں بیٹھی ہوئی ہیں گو یہ تخت بہت اونچے اور ضخامت والے ہیں لیکن جب یہ اللہ تعالیٰ کے دوست ان پر بیٹھنا چاہیں گے تو وہ جھک جائیں گے' شراب کے بھرپور جام ادھر ادھر قرینے سے چنے ہوئے ہیں جو چاہے' جس قسم کا چاہے' جس مقدار میں چاہے لے لے اور پی لے' اور تکیے ہیں ایک قطار میں لگے ہوئے اور ادھر ادھر بہترین بستر ے اور فرش باقاعدہ بچھے ہوئے ہیں۔

ابن ماجہ وغیرہ میں حدیث ہے کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں ''کوئی ہے جو تہبند چڑھائے' جنت کی تیاری کرلے' اس جنت کی جس کی لمبائی چوڑائی بے حساب ہے' رب کعبہ کی قسم! وہ ایک چمکتا ہوا نور ہے' وہ ایک لہلہاتا ہوا سبزہ ہے' وہ بلند و بالا محلات ہیں' وہ بہتی ہوئی نہریں ہیں' وہ بکثرت ریشمی حلے ہیں' وہ پکے پکائے تیار عمدہ پھل ہیں' وہ ہمیشگی والی جگہ ہے' وہ سراسر میوے جات' سبزہ راحت اور نعمت ہے وہ تر وتازہ بلند و بالا جگہ ہے۔ سب لوگ بول اٹھے کہ ہم سب اس کے خواہشمند ہیں اور اس کے لیے تیاری کریں گے۔ فرمایا کہ ان شاء اللہ تعالیٰ کہو۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ان شاء اللہ تعالیٰ کہا۔'' ❺

---

❶ ١٩/ مريم:٦٢۔ ❷ ٥٢/ الطور:٢٣۔ ❸ ٥٦/ الواقعة:٢٥، ٢٦۔

❹ ابن حبان، ٧٤٠٨ وسنده حسن، دوسرا نسخه: ٧٣٦٥۔

❺ ابن ماجه، كتاب الزهد، باب صفة الجنة، ٤٣٣٢ وسنده ضعيف ضحاک معافری مجہول الحال راوی ہے۔ ابن حبان، ٧٣٨١۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

أَفَلَا يَنظُرُونَ إِلَى الْإِبِلِ كَيْفَ خُلِقَتْ ﴿۱۷﴾ وَإِلَى السَّمَاءِ كَيْفَ رُفِعَتْ ﴿۱۸﴾
وَإِلَى الْجِبَالِ كَيْفَ نُصِبَتْ ﴿۱۹﴾ وَإِلَى الْأَرْضِ كَيْفَ سُطِحَتْ ﴿۲۰﴾ فَذَكِّرْ إِنَّمَا
أَنتَ مُذَكِّرٌ ﴿۲۱﴾ لَّسْتَ عَلَيْهِم بِمُصَيْطِرٍ ﴿۲۲﴾ إِلَّا مَن تَوَلَّىٰ وَكَفَرَ ﴿۲۳﴾ فَيُعَذِّبُهُ اللَّهُ
الْعَذَابَ الْأَكْبَرَ ﴿۲۴﴾ إِنَّ إِلَيْنَا إِيَابَهُمْ ﴿۲۵﴾ ثُمَّ إِنَّ عَلَيْنَا حِسَابَهُم ﴿۲۶﴾

ترجمہ: کیا یہ اونٹوں کو نہیں دیکھتے کہ وہ کس طرح پیدا کیے گئے ہیں [۱۷] اور آسمان کو کہ کس طرح اونچا کیا گیا ہے [۱۸] اور پہاڑوں کی طرف کہ کس طرح گاڑ دیے گئے ہیں۔ [۱۹] اور زمین کی طرف کہ کس طرح بچھائی گئی ہے [۲۰] پس تو تو نصیحت کر دیا کر کیونکہ تو صرف نصیحت کرنیوالا ہے [۲۱] تو کچھ ان پر داروغہ نہیں ہے [۲۲] ہاں جو شخص روگردانی کرے اور کفر کرے [۲۳] اسے اللہ تعالیٰ بہت بڑا عذاب دے گا۔ [۲۴] بے شک ہماری طرف ان کا لوٹنا ہے [۲۵] پھر بیشک ہمارے ذمہ ہے ان سے حساب لینا۔ [۲۶]

کیا منکرین اللہ تعالیٰ کی نشانیوں کو نہیں دیکھتے: [آیت: ۱۷۔۲۶] اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو حکم دیتا ہے کہ وہ اس کی مخلوقات پر تدبر کے ساتھ نظریں ڈالیں اور دیکھیں کہ اس کی بے انتہا قدرت ان میں سے ہر ہر چیز سے اس طرح ظاہر ہوتی ہے' اس کی پاک ذات پر ہر ہر چیز کس طرح دلالت کر رہی ہے' اونٹ کو ہی دیکھو کہ کس عجیب و غریب ترکیب اور ہیئت کا ہے کتنا مضبوط اور قوی ہے اور باوجود اس کے کس طرح نرمی اور آسانی سے بوجھ لاد لیتا ہے اور ایک بچے کے ساتھ بھی کس طرح اطاعت گزار بن کر چلتا ہے۔ اس کا گوشت بھی تمہارے کھانے میں آتا ہے' اس کے بال بھی تمہارے کام آتے ہیں' اسکا دودھ تم پیتے ہو اور طرح طرح کے فائدے اٹھاتے ہو۔ سب سے پہلے اسے اس لیے بیان کیا گیا کہ عموماً عرب کے ملک میں اور عربوں کے پاس یہی جانور تھا (اس جانور کی طرف خاص طور پر توجہ اس لیے ڈالی گئی ہے کہ اس کے کھانے پینے کا' چلنے کا' بیٹھنے کا' رفع حاجت کا اور تناسل کا طریقہ سب جانوروں سے جداگانہ ہے۔ اگر ایک دفعہ کھا پی لیتا ہے تو ہفتوں کافی رہتا ہے۔ بیٹھنا عجیب طرح ہے۔

حضرت شریح قاضی فرمایا کرتے تھے کہ آؤ چلو چل کر دیکھیں کہ اونٹ کی پیدائش کس طرح ہے اور آسمان کی بلندی زمین سے کس طرح ہے وغیرہ۔ اور جگہ ارشاد ہے ﴿أَفَلَمْ يَنظُرُوا إِلَى السَّمَاءِ فَوْقَهُمْ﴾ ❶ الخ۔ کیا ان لوگوں نے اپنے اوپر آسمان کو نہیں دیکھا کہ ہم نے اسے کس طرح بنایا' کیسے مزین کیا اور ایک سوراخ نہیں چھوڑا۔ پھر پہاڑوں کو دیکھو کہ کیسے گاڑ دیے گئے تاکہ زمین ہل نہ سکے اور پہاڑ بھی اپنی جگہ نہ چھوڑ سکیں' پھر اس میں جو بھلائی اور نفع کی چیزیں پیدا کی ہیں ان پر بھی نظر ڈالو' زمین کو دیکھو کہ کس طرح پھیلا کر بچھا دی گئی ہے' غرض یہاں ان چیزوں کا ذکر کیا جو قرآن کے مخاطب عربوں کے ہر وقت پیش نظر رہا کرتی ہیں' ایک بدوی جو اپنے اونٹ پر سوار ہو کر نکلتا ہے زمین اس کے نیچے ہوتی ہے آسمان اس کے اوپر ہوتا ہے۔ پہاڑ اس کی نگاہوں کے سامنے ہوتے ہیں اور اونٹ پر خود سوار ہے۔ ان باتوں سے خالق کی قدرت کاملہ اور صنعت ظاہرہ بالکل ہویدا ہے اور صاف ظاہر ہے کہ خالق' صانع' رب عظمت عزت والا مالک اور متصرف معبود برحق اور اللہ حقیقی صرف وہی ہے' اس کے سوا کوئی ایسا نہیں جس کے سامنے ہم اپنی عاجزی اور پستی کا اظہار کریں' جسے ہم حاجتوں کے وقت پکاریں' جس کا نام جپیں اور جس کے سامنے سرخم ہوں۔

حضرت ضمام رضی اللہ عنہ نے جو سوالات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کیے تھے وہ اس طرح کی قسمیں دے کر کیے تھے۔ بخاری و مسلم'

❶ ۵۰/ ق: ۶۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ترمذی نسائی' مسند احمد وغیرہ میں حدیث ہے حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ''ہمیں بار بار سوالات کرنے سے روک دیا گیا تھا تو ہماری یہ خواہش رہتی تھی کہ باہر کا کوئی عقلمند شخص آئے وہ سوالات کرے ہم بھی موجود ہوں اور پھر حضور ﷺ کی زبانی جوابات سنیں' چنانچہ ایک دن ایک بادیہ نشین آئے اور کہنے لگے اے محمد! آپ کے قاصد ہمارے پاس آئے اور ہم سے کہا کہ آپ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنا رسول بنایا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا اس نے سچ کہا۔ وہ کہنے لگا بتلایئے کس نے آسمان کو پیدا کیا؟ آپ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے' کہا زمین کس نے پیدا کی؟ آپ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے' کہا ان پہاڑوں کو کس نے گاڑ دیا؟ اور ان میں یہ فائدے کی چیزیں کس نے پیدا کیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے۔ کہا پس آپ کو قسم ہے اس اللہ تعالیٰ کی جس نے آسمان وزمین پیدا کیے اور ان پہاڑوں کو گاڑ دیا' اللہ تعالیٰ ہی نے آپ کو اپنا رسول بنا کر بھیجا ہے؟ آپ نے فرمایا ہاں۔ کہا آپ کے قاصد نے یہ بھی کہا کہ ہم پر رات دن میں پانچ نمازیں فرض ہیں۔ فرمایا اس نے سچ کہا۔ کہا اس اللہ تعالیٰ کی آپ کو قسم ہے جس نے آپ کو بھیجا ہے کہ کیا یہ اللہ کا حکم ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں۔ کہا آپ کے قاصد نے یہ بھی کہا کہ ہمارے مالوں میں ہم پر زکوٰۃ فرض ہے۔ فرمایا سچ ہے۔ کہا آپ کو اپنے بھیجنے والے اللہ کی قسم کیا اللہ نے آپ کو یہ حکم دیا ہے؟ فرمایا ہاں۔ کہا اور آپ کے قاصد نے ہم میں سے طاقت رکھنے والے لوگوں کو حج کا حکم بھی دیا ہے؟ آپ نے فرمایا ہاں اس نے سچ کہا۔ وہ یہ سن کر یہ کہتا ہوا چل دیا کہ اس اللہ لاشریک کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے نہ میں ان پر کچھ زیادتی کروں نہ ان میں کوئی کمی کروں۔ نبی ﷺ نے فرمایا اگر اس نے سچ کہا تو یہ جنت میں داخل ہوگا۔'' ❶ بعض روایات میں ہے کہ اس نے کہا میں ضمام بن ثعلبہ ہوں بنوسعد بن بکر کا بھائی۔ ❷

ابویعلی میں ہے کہ ''رسول اللہ ﷺ ہمیں اکثر یہ حدیث سنایا کرتے تھے کہ زمانہ جاہلیت میں ایک عورت پہاڑ پر تھی اس کے ساتھ اس کا ایک چھوٹا سا بچہ تھا' یہ عورت بکریاں چرایا کرتی تھی' اس کے لڑکے نے اس سے پوچھا کہ اماں جان! تمہیں کس نے پیدا کیا؟ اس نے کہا اللہ نے، پوچھا مجھے؟ کہا اللہ نے، پوچھا آسمان کو؟ کہا اللہ نے، پوچھا میرے اباجی کو کس نے پیدا کیا؟ اس نے کہا اللہ نے۔ پوچھا پہاڑوں کو؟ بتلایا کہ انہیں بھی اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا ہے۔ بچے نے پھر سوال کیا کہ اچھا ان بکریوں کو کس نے پیدا کیا؟ ماں نے کہا انہیں بھی اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا ہے۔ بچے کے منہ سے بے اختیار نکلا کہ اللہ تعالیٰ بڑی شان والا ہے۔ اس کا دل عظمت اللہ سے بھر گیا وہ اپنے نفس پر قابو نہ رکھ سکا اور پہاڑ پر سے گر پڑا ٹکڑے ٹکڑے ہوگیا۔'' ❸

ابن دینار رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بھی یہ حدیث ہم سے اکثر بیان فرمایا کرتے تھے۔ اس حدیث کی سند میں عبداللہ بن جعفر مدینی ضعیف ہیں۔

امام علی بن مدینی رحمہ اللہ جو ان کے صاحبزادے اور جرح وتعدیل کے امام ہیں وہ انہیں یعنی اپنے والد کو ضعیف بتلاتے ہیں پھر فرماتا ہے کہ اے نبی! تم تو اللہ کی رسالت کی تبلیغ کیا کرو' تم پر صرف بلاغ ہے' حساب ہمارے ذمہ ہے۔ آپ ﷺ ان پر مسلط نہیں ہیں' جبر کرنے والے نہیں ہیں' ان کے دلوں میں آپ ایمان پیدا نہیں کر سکتے' آپ انہیں ایمان لانے پر مجبور نہیں کر سکتے۔ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں ''مجھے حکم کیا گیا ہے کہ میں لوگوں سے لڑوں یہاں تک کہ وہ لا الہ الا اللہ کہیں' جب وہ اسے کہہ لیں تو انہوں نے

❶ صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب السؤال عن ارکان الاسلام، ۱۲؛ ترمذی، ۶۱۹؛ احمد، ۳/ ۱۴۳۔

❷ صحیح بخاری، کتاب العلم، باب القراءة والعرض علی المحدث، ۶۳؛ ابو داود، ۴۸۶؛ ابن ماجه، ۱۴۰۲؛ احمد، ۳/ ۱۶۸؛ ابن حبان، ۱۵۴۔ ❸ وسنده ضعیف اس کی سند میں عبداللہ بن جعفر مدینی ضعیف راوی ہے (المیزان، ۲/ ۴۰۱؛ رقم: ۴۲۴۷)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اپنے جان و مال مجھ سے بچا لیے مگر حق اسلام کے ساتھ اور ان کا حساب اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہے۔ پھر آپ ﷺ نے اسی آیت کی تلاوت کی۔" ❶ (مسلم، ترمذی، مسند وغیرہ)۔

پھر فرماتا ہے مگر وہ جو منہ موڑے اور کفر کرے یعنی نہ عمل کرے نہ ایمان لائے نہ اقرار کرے جیسے فرمان ہے ﴿ فَلَا صَدَّقَ وَ لَا صَلّٰى ۝ وَلٰكِنْ كَذَّبَ وَتَوَلّٰى ﴾ ❷ نہ تو حق بات کی تصدیق کی اور نہ نماز پڑھی بلکہ جھٹلایا اور منہ پھیر لیا۔ اسی لیے اسے بہت بڑا عذاب ہوگا۔ حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ حضرت خالد بن یزید بن معاویہ کے پاس گئے تو اس نے کہا کہ "آپ نے نبی ﷺ سے جو آسان سے آسان حدیث سنی ہو اسے مجھے سنائیں۔ تو آپ نے فرمایا میں نے حضور ﷺ سے سنا ہے کہ تم میں سے ہر ایک جنت میں جائے گا مگر وہ جو اس طرح کی سرکشی کرے جیسے شریر اونٹ اپنے مالک پر کرتا ہے" ❸ (مسند احمد)۔ ان سب کا لوٹنا ہماری ہی جانب ہے اور پھر ہم ہی ان سے حساب لیں گے اور انہیں بدلہ دیں گے، نیکی کا نیک، بدی کا بد۔

الحمد للہ سورۂ غاشیہ کی تفسیر ختم ہوئی۔

---

❶ صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب الأمر بقتال الناس حتی یقولوا لا اله الا الله...... ۲۱؛ ترمذی، ۳۳۴۱؛ احمد، ۳/ ۳۰۰۔

❷ ۷۵/ القیامة:۳۱۔۳۲۔ ❸ احمد، ۵/ ۲۵۸ ح ۲۲۲۲۶؛ الحاکم، ۱/ ۵۵، ۵٦ وسندہ حسن۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تفسیر سورۂ فجر

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَالْفَجْرِ ۝۱ وَلَيَالٍ عَشْرٍ ۝۲ وَّالشَّفْعِ وَالْوَتْرِ ۝۳ وَالَّيْلِ اِذَا يَسْرِ ۝۴ هَلْ فِيْ ذٰلِكَ قَسَمٌ لِّذِيْ حِجْرٍ ۝۵ اَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِعَادٍ ۝۶ اِرَمَ ذَاتِ الْعِمَادِ ۝۷ الَّتِيْ لَمْ يُخْلَقْ مِثْلُهَا فِي الْبِلَادِ ۝۸ وَثَمُوْدَ الَّذِيْنَ جَابُوا الصَّخْرَ بِالْوَادِ ۝۹ وَفِرْعَوْنَ ذِي الْاَوْتَادِ ۝۱۰ الَّذِيْنَ طَغَوْا فِي الْبِلَادِ ۝۱۱ فَاَكْثَرُوْا فِيْهَا الْفَسَادَ ۝۱۲ فَصَبَّ عَلَيْهِمْ رَبُّكَ سَوْطَ عَذَابٍ ۝۱۳ اِنَّ رَبَّكَ لَبِالْمِرْصَادِ ۝۱۴

ترجمہ: شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان بڑے رحم والا ہے۔
قسم ہے فجر کی[۱] اور دس راتوں کی[۲] اور جفت اور طاق کی[۳] اور رات کی جب وہ چلنے لگے[۴] کیا ان میں عقلمند کے واسطے کافی قسم ہے[۵] کیا تو نے نہ دیکھا کہ تیرے رب نے عادیوں کے ساتھ کیا کیا۔[۶] ارم والے ستونی عادی جو بلند قامت تھے[۷] جن جیسے لوگ دوسرے کسی شہر و ملک میں پیدا نہیں کیے گئے۔[۸] اور ثمودیوں کے ساتھ جنہوں نے وادی میں بڑے بڑے پتھر تراشے تھے[۹] اور فرعون کے ساتھ جو میخوں والا تھا۔[۱۰] ان سبھوں نے شہروں میں سر اٹھا رکھا تھا[۱۱] اور بہت فساد مچا رکھا تھا[۱۲] آخر تیرے رب نے ان سب پر عذاب کا کوڑا برسایا۔[۱۳] یقیناً تیرا رب گھات میں ہے۔[۱۴]

تعارف سورت: نسائی میں ہے کہ ”حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے نماز پڑھائی ایک شخص آیا اور جماعت میں شامل ہو گیا۔ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے نماز میں قراءت لمبی کی اس نے مسجد کے ایک گوشے میں اپنی نماز پڑھ لی پھر فارغ ہو کر چلا گیا۔ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو بھی یہ واقعہ معلوم ہوا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آ کر بطور شکایت یہ واقعہ بیان کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس جوان کو بلوا کر پوچھا تو اس نے کہا حضور! میں کیا کرتا میں ان کے پیچھے نماز پڑھ رہا تھا انہوں نے لمبی قرأت شروع کی تو میں نے گھوم کر مسجد کے کونے میں اپنی نماز پڑھ لی پھر اپنی اونٹنی کو چارہ ڈالا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے معاذ کیا تو فتنے میں ڈالنے والا ہے؟ تو ان سورتوں سے کہاں ہے؟ ﴿سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى﴾ الخ ﴿وَالشَّمْسِ وَضُحٰهَا﴾ الخ ﴿وَالْفَجْرِ﴾ الخ ﴿وَالَّيْلِ اِذَا يَغْشٰى﴾ الخ۔“ ❶

فجر کی قسم اور اللہ تعالیٰ کی قدرتوں کا تذکرہ: [آیت: ۱-۱۴] فجر تو ہر شخص جانتا ہی ہے یعنی صبح اور یہ مطلب بھی ہے کہ بقر عید کے دن کی صبح' اور یہ مراد بھی ہے کہ صبح کے وقت کی نماز' اور پورا دن' اور دس راتوں سے مراد ذی الحجہ مہینے کی پہلی دس راتیں' ❷ چنانچہ صحیح بخاری کی حدیث میں ہے کہ ”کوئی عبادت ان دس دنوں کی عبادت سے افضل نہیں۔ لوگوں نے پوچھا اللہ کی راہ کا جہاد بھی؟ فرمایا یہ بھی نہیں مگر وہ شخص جو جان مال لے کر نکلا اور پھر کچھ بھی ساتھ لے کر نہ پلٹا۔“ ❸ بعض نے کہا ہے محرم کے پہلے دس دن مراد ہیں۔

❶ اس کی تخریج سورۂ انفطار کے شروع میں گزر چکی ہے۔ ❷ الطبری، ۲۴/ ۳۹۶۔
❸ صحیح بخاری، کتاب العیدین، باب فضل العمل فی ایام التشریق، ۹۶۹؛ ابو داود، ۲۴۳۸؛ ترمذی، ۷۵۷؛ ابن ماجه، ۱۷۲۷؛ احمد، ۱/ ۲۲۴ ابن حبان، ۳۲۴۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں، رمضان کے پہلے دس دن۔ لیکن صحیح قول پہلا ہی ہے یعنی ذی الحجہ کی شروع کی دس راتیں۔

مسند احمد میں ہے کہ ”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ عشر سے مراد عیدالاضحیٰ کے دس دن ہیں“ اور وتر سے مراد عرفے کا دن ہے اور شفع سے مراد قربانی کا دن ہے۔ ❶ اس کی اسناد میں تو کوئی مضائقہ نہیں لیکن متن میں نکارت ہے وَاللّٰہُ اَعْلَمُ۔ وتر سے مراد عرفے کا دن ہے، یہ نویں تاریخ ہوتی ہے تو شفع سے مراد دسویں تاریخ ہے یعنی بقر عید کا دن ہے، وہ طاق ہے یہ جفت ہے۔ حضرت واصل بن سائب رحمہ اللہ نے حضرت عطاء رحمہ اللہ سے پوچھا کہ کیا وتر سے مراد یہی وتر نماز ہے؟ آپ نے فرمایا نہیں شفع عرفہ کا دن ہے اور وتر عیدالاضحیٰ کی رات ہے۔ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ خطبہ دے رہے تھے کہ ایک شخص نے کھڑے ہو کر پوچھا کہ شفع کیا ہے اور وتر کیا ہے؟ آپ نے فرمایا ﴿فَمَنْ تَعَجَّلَ فِيْ يَوْمَيْنِ﴾ ❷ میں جو دو دن کا ذکر ہے وہ شفع ہے اور ﴿مَنْ تَاَخَّرَ﴾ میں جو ایک دن ہے وہ وتر ہے۔ یعنی گیارہویں بارہویں ذی الحجہ کی شفع ہے اور تیرہویں وتر ہے، آپ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ ایام تشریق کا درمیانی دن شفع ہے اور آخری دن وتر ہے۔

جفت اور طاق سے کیا مراد ہے: بخاری و مسلم کی حدیث میں ہے کہ ”اللہ تعالیٰ کے ایک کم ایک سو نام ہیں جو انہیں یاد کر لے وہ جنتی ہے وہ وتر ہے وتر کو دوست رکھتا ہے۔“ ❸ زید بن اسلم رحمہ اللہ فرماتے ہیں اس سے مراد تمام مخلوق ہے اس میں شفع بھی ہے اور وتر بھی۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ مخلوق شفع اور اللہ وتر ہے یہ بھی کہا گیا ہے کہ شفع صبح کی نماز ہے اور وتر مغرب کی نماز ہے، یہ بھی کہا گیا ہے کہ شفع سے مراد جوڑ جوڑ اور وتر سے مراد اللہ عزوجل جیسے آسمان، زمین، تری، خشکی، جن، انس، سورج، چاند وغیرہ۔ قرآن میں ہے ﴿وَمِنْ كُلِّ شَيْءٍ خَلَقْنَا زَوْجَيْنِ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ﴾ ❹ ہم نے ہر چیز کو جوڑ جوڑ پیدا کیا ہے، تاکہ تم عبرت حاصل کر لو۔ یعنی جان لو کہ ان تمام چیزوں کا خالق اللہ واحد ہے، جس کا کوئی شریک نہیں۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس سے مراد گنتی ہے جس میں جفت بھی ہے اور طاق بھی ہے۔ ایک حدیث میں ہے کہ شفع سے مراد دو دن ہیں اور وتر سے مراد تیسرا دن، ❺ یہ حدیث اس حدیث کے مخالف ہے جو اس سے پہلے گزر چکی ہے۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ اس سے مراد نماز ہے کہ اس میں شفع ہے، جیسے صبح کی دو ظہر، عصر اور عشا کی چار چار، اور وتر ہے جیسے مغرب کی تین رکعتیں ہیں جو دن کے وتر ہیں اور اسی طرح آخری رات کا وتر۔ ایک مرفوع حدیث میں مطلق نماز کے لفظ کے ساتھ مروی ہے، ❻ بعض صحابہ رضی اللہ عنہم سے فرض نماز مروی ہے لیکن یہ مرفوع حدیث نہیں زیادہ ٹھیک یہی معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ پر موقوف ہے وَاللّٰہُ اَعْلَمُ۔

فجر کا مفہوم: امام ابن جریر رحمہ اللہ نے ان آٹھ نو اقوال میں سے کسی کو فیصل قرار نہیں دیا۔ پھر فرماتا ہے رات کی قسم جب جانے لگے، اور یہ بھی معنی کئے گئے ہیں کہ جب آنے لگے بلکہ یہی معنی زیادہ مناسب اور والفجر سے زیادہ مناسبت رکھتے ہیں۔ فجر کہتے ہیں رات کے جاتے کو اور دن کے آنے کو تو یہاں رات کا آنا اور دن کا جانا مراد ہو گا جیسے ﴿وَالَّيْلِ اِذَا عَسْعَسَ ۝ وَالصُّبْحِ اِذَا تَنَفَّسَ ۝﴾ میں عکرمہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں مراد مزدلفہ کی رات ہے۔ حجر سے مراد عقل ہے، حجر کہتے ہیں روک کو چونکہ عقل بھی غلط کاریوں اور جھوٹی باتوں سے روک دیتی ہے اس لیے اسے عقل کہتے ہیں۔ حطیم کو بھی حجر البیت اسی لیے کہتے ہیں کہ وہ طواف کرنے والے کو کعبۃ اللہ کی

❶ احمد، ۳/ ۳۲۷ وسندہ ضعیف، ابو الزبیر عنعن۔ ❷ ۲/ البقرۃ:۲۰۳۔

❸ صحیح بخاری، کتاب الدعوات، باب للّٰہ مائۃ اسم غیر واحدۃ، ٦٤١٠؛ صحیح مسلم، ۲٦۷۷۔

❹ ٥١/ الذّٰریات:٤٩۔ ❺ الطبری، ۲٤/ ۳۹۷ وسندہ ضعیف اس کی سند میں ابوالزبیر محمد بن مسلم مدلس راوی ہے۔

❻ ترمذی، کتاب تفسیر القرآن، باب ومن سورۃ الفجر، ۳۳٤۲ وسندہ ضعیف قتادہ مدلس راوی ہے نیز سند میں ایک مجہول راوی ہے۔ احمد، ٤/ ٤۳۷۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شامی دیوار سے روک دیتا ہے' اسی سے ماخوذ ہے حجر یمامہ' اور اسی لیے عرب کہتے ہیں ''حَجَرَ الْحَاكِمُ عَلٰى فُلَانٍ۔'' جب کہ کسی شخص کو بادشاہ تصرف سے روک دے۔ اور کہتے ہیں ﴿حِجْرًا مَّحْجُوْرًا﴾ ❶ تو فرماتا ہے کہ ان میں عقلمندوں کے لیے قابل عبرت قسم ہے۔ کہیں تو قسمیں ہیں عبادتوں کی' کہیں عبادتوں کے وقتوں کی' جیسے حج' نماز وغیرہ کہ جن سے اس کے نیک بندے اس کا قرب اور اس کی نزدیکی حاصل کرتے ہیں اور اس کے سامنے اپنی پستی اور خود فراموشی ظاہر کرتے ہیں جب ان پرہیزگار نیک کار لوگوں کا اور ان کی عاجزی اور تواضع کا خشوع خضوع کا ذکر کیا تو اب ان کے ساتھ ہی ان کے خلاف جو سرکش اور بدکار لوگ ہیں ان کا ذکر ہو رہا ہے۔ تو فرماتا ہے کہ کیا تم نے نہ دیکھا کہ کس طرح اللہ تعالیٰ نے عادیوں کو غارت کر دیا جو کہ سرکش اور متکبر تھے' اللہ تعالیٰ کی نافرمانی، رسول کی تکذیب اور بدیوں پر جھک پڑتے تھے' ان میں اللہ کے رسول حضرت ہود علیہ السلام آئے تھے' یہ عاد اولیٰ ہیں جو عاد بن ارم بن عوص بن سام بن نوح کی اولاد میں تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان میں سے ایمانداروں کو تو نجات دیدی اور باقی بے ایمانوں کو تیز و تند خوفناک اور ہلاکت آفریں ہواؤں سے ہلاک کیا' سات راتیں اور آٹھ دن تک یہ غضبناک آندھی چلتی رہی اور یہ سارے کے سارے اس طرح غارت ہو گئے کہ ان کے سر الگ تھے اور دھڑ الگ تھے' ان میں سے ایک بھی باقی نہ رہا۔ جس کا مفصل بیان قرآن کریم میں کئی جگہ ہے۔

سورۂ الحاقہ میں بھی یہ بیان ہے۔ ﴿اِرَمَ ذَاتِ الْعِمَادِ﴾ ۔ یہ عاد کی تفسیر بطور عطف بیان کے ہے تاکہ بخوبی وضاحت ہو جائے' یہ لوگ مضبوط اور بلند ستونوں والے گھروں میں رہتے تھے اور اپنے زمانے کے اور لوگوں سے بہت بڑے تن و توش والے' قوت و طاقت والے تھے' اسی لیے حضرت ہود علیہ السلام نے انہیں نصیحت کرتے ہوئے فرمایا تھا ﴿وَاذْكُرُوْٓا اِذْ جَعَلَكُمْ خُلَفَآءَ﴾ ❷ الخ یعنی یاد کرو کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں قوم نوح کے بعد زمین پر خلیفہ بنایا ہے' اور تمہیں جسمانی کشادگی پوری دی ہے' تمہیں چاہیے کہ اللہ کی نعمتوں کو یاد کرو اور زمین میں فسادی بن کر نہ رہو' اور جگہ ہے کہ عادیوں نے ناحق زمین میں سرکشی کی اور بول اٹھے کہ ہم سے زیادہ قوت والا اور کون ہے؟ کیا وہ بھول گئے کہ ان کا پیدا کرنے والا ان سے بہت ہی زبردست طاقت و قوت والا ہے۔ یہاں بھی ارشاد ہوتا ہے کہ اس قبیلے جیسے طاقتور اور شہروں میں نہ تھے۔ بڑے طویل القامت' قوی الجثہ تھے' ارم ان کا دارالسلطنت تھا۔ انہیں ستونوں والے کہا جاتا تھا اس لیے بھی کہ یہ لوگ بہت دراز قد تھے بلکہ صحیح وجہ یہی ہے کہ ﴿مِثْلُهَا﴾ کی ضمیر کا مرجع عماد بتلایا گیا ہے ان جیسے اور شہروں میں نہ تھے یہ احقاف میں بنے ہوئے لمبے لمبے تھے اور بعض نے ضمیر کا مرجع قبیلہ بتلایا ہے یعنی اس قبیلے جیسے لوگ اور شہروں میں نہ تھے' اور یہی قول ٹھیک ہے اور اگلا قول ضعیف ہے' اس لیے بھی کہ یہی مراد ہوتی تو ﴿لَمْ يَجْعَلْ﴾ کہا جاتا نہ کہ ﴿لَمْ يُخْلَقْ﴾۔ ابن ابی حاتم میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ ان میں اس قدر زور و طاقت تھی کہ ان میں کا کوئی اٹھتا اور ایک بڑی ساری چٹان لے کر کسی قبیلے پر پھینک دیتا تو بیچارے سب کے سب دب کر مر جاتے۔ ❸ حضرت ثور بن زید دیلی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک ورق پر یہ لکھا ہوا پڑھا ہے کہ میں شداد بن عاد ہوں' میں نے ستون بلند کیے ہیں' میں نے ہاتھ مضبوط کیے ہیں' میں نے سات ذراع کے خزانے جمع کیے ہیں جو امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نکالے گی۔ غرض خواہ یوں کہو کہ وہ عمدہ اونچے اور مضبوط مکانوں والے تھے' خواہ یوں کہو کہ وہ بلند و بالا ستونوں والے تھے' یا یوں کہو کہ وہ بہترین ہتھیاروں والے تھے' یا یوں کہو لمبے لمبے قد والے تھے' مطلب یہ ہے کہ ایک قوم تھی جن کا ذکر قرآن کریم میں کئی جگہ ثمودیوں کے ساتھ آ چکا ہے' یہاں بھی اسی طرح عادیوں اور ثمودیوں کا دونوں کا ذکر ہے' وَاللّٰهُ اَعْلَمُ۔ بعض

❶ ٢٥/ الفرقان:٢٢۔ ❷ ٧/ الاعراف:٦٩۔

❸ وسندہ ضعیف اس کی سند میں ایک راوی مجہول ہے جس کا نام نہیں لیا گیا۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرات نے یہ بھی کہا ہے کہ ﴿اِرَمَ ذَاتِ الْعِمَادِ﴾ ایک شہر ہے یا تو دمشق یا اسکندریہ‘ لیکن یہ قول ٹھیک نہیں معلوم ہوتا اس لیے کہ عبارت کا ٹھیک مطلب نہیں بنتا‘ کیونکہ یا تو یہ بدل ہوسکتا ہے یا عطف بیان۔ دوسرے اس لیے بھی کہ یہاں یہ مقصود ہے کہ ہر ایک سرکش کو اللہ تعالیٰ نے برباد کیا جن کا نام عادی تھا‘ نہ کہ کسی شہر کو۔ میں نے اس بات کو یہاں اس لیے بیان کر دیا ہے تا کہ جن مفسرین کی جماعت نے یہاں یہ تفسیر کی ہے ان میں سے کوئی شخص دھوکے میں نہ پڑ جائے۔ وہ لکھتے ہیں کہ یہ ایک شہر کا نام ہے جس کی ایک اینٹ سونے کی ہے دوسری چاندی کی‘ اس کے مکانات‘ باغات‘ محلات وغیرہ سب چاندی سونے کے ہیں‘ کنکر لولو اور جواہر ہیں‘ مٹی مشک ہے‘ نہریں بہہ رہی ہیں‘ پھل تیار ہیں‘ کوئی رہنے سہنے والا نہیں ہے‘ درودیوار خالی ہیں‘ کوئی ہاں ہوں کرنے والا بھی نہیں‘ یہ شہر منتقل ہوتا رہتا ہے‘ کبھی شام میں کبھی یمن میں‘ کبھی عراق میں‘ کبھی کہیں کبھی کہیں وغیرہ۔ یہ سب خرافات بنو اسرائیل کی ہیں ان کے بددینوں نے یہ گھڑنت گھڑی ہے تا کہ جاہلوں میں باتیں بنائیں۔

ثعلبی وغیرہ نے بیان کیا ہے کہ ایک اعرابی حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے زمانے میں اپنے گم شدہ اونٹوں کو ڈھونڈ رہا تھا کہ جنگل بیابان میں اس نے اسی صفت کا ایک شہر دیکھا۔ اس میں گیا گھوما پھرا پھر لوگوں سے آکر ذکر کیا لوگ بھی وہاں گئے لیکن پھر کچھ نظر نہ آیا۔ ابن ابی حاتم نے یہاں ایسے قصے بہت سے لمبے چوڑے نقل کیے ہیں‘ یہ حکایت بھی صحیح نہیں اور اگر یہ اعرابی والا قصہ سنداً صحیح مان لیں تو ممکن ہے کہ اسے ہوس اور خیال ہوا اور اپنے خیال میں اس نے یہ نقشہ جما لیا ہو اور خیالات کی پختگی اور عقل کی کمی نے اسے یقین دلایا ہو کہ وہ صحیح طور پر یہی دیکھ رہا ہے اور فی الواقع یوں نہ ہو۔

فائدہ: ٹھیک اسی طرح جو جاہل حریص اور خیالات کے کچے یوں سمجھتے ہیں کہ کسی خاص زمین تلے سونے چاندی کے پل ہیں اور قسم قسم کے جواہر یاقوت لولو اور موتی ہیں اکسیر کبیر ہے‘ لیکن ایسے چند موانع ہیں کہ وہاں لوگ پہنچ نہیں سکتے۔ مثلاً خزانے کے منہ پر کوئی اژدہا بیٹھا ہے‘ کسی جن کا پہرہ ہے وغیرہ۔ یہ سب فضول قصے اور بناوٹی باتیں ہیں‘ انہیں گھڑ گھڑا کر بیوقوفوں اور مال کے حریصوں کو اپنے دام میں پھانس کر ان سے کچھ وصول کرنے کے لیے مکاروں نے مسہور کر رکھے ہیں پھر کبھی چلّے کھینچنے کے بہانے سے‘ کبھی بخور کے بہانے سے کبھی کسی اور طرح سے ان سے یہ مکار روپے وصول کر لیتے ہیں اور اپنا پیٹ پالتے ہیں۔ ہاں یہ ممکن ہے کہ زمین میں سے جاہلیت کے زمانے کا‘ یا مسلمانوں کے زمانے کا کسی کا گاڑا ہوا مال نکل آئے تو اس کا پتہ جسے چل جائے وہ اس کے ہاتھ لگ جاتا ہے نہ وہاں کوئی مار گنج ہوتا ہے نہ کوئی دیو بھوت جن پری۔ جس طرح ان لوگوں نے مشہور کر رکھا ہے یہ بالکل غیر صحیح ہے‘‘ یہ ایسے ہی لوگوں کی گھڑنت ہے یا ان جیسے ہی لوگوں سے سنی سنائی ہے اللہ سبحانہ وتعالیٰ نیک سمجھ دے۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے بھی فرمایا ہے کہ ممکن ہے کہ اس سے قبیلہ مراد ہو‘ اور ممکن ہے کہ شہر مراد ہو لیکن ٹھیک نہیں‘ یہاں تو صاف ظاہر ہوتا ہے کہ ایک قوم کا ذکر ہے نہ کہ شہر کا۔ اسی لیے اس کے بعد ہی ثمودیوں کا ذکر کیا کہ وہ ثمودی جو پتھروں کو تراش لیا کرتے تھے جیسے اور جگہ ہے ﴿وَتَنْحِتُوْنَ مِنَ الْجِبَالِ بُيُوْتًا فَارِهِيْنَ﴾ ❶ یعنی تم پہاڑوں میں اپنے کشادہ آرام دہ مکانات اپنے ہاتھوں سے پتھروں میں تراش لیا کرتے ہو۔ اس کے ثبوت میں کہ اس کے معنی تراش لینے کے ہیں عربی شعر بھی ہیں۔ ابن اسحاق رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ثمودی عرب تھے وادی القریٰ میں رہتے تھے‘ عادیوں کا قصہ پورا پورا سورۂ اعراف میں ہم بیان کر چکے ہیں اب اعادہ کی ضرورت نہیں۔ پھر فرمایا میخوں والا فرعون‘ اوتاد کے معنی ابن عباس رضی اللہ عنہما نے لشکروں کے کیے ہیں جو کہ اس کے کاموں کو مضبوط کرتے رہتے تھے‘ یہ بھی مروی ہے کہ فرعون غصے کے وقت لوگوں کے ہاتھ پاؤں میں میخیں گڑوا کر مروا ڈالتا تھا‘ چورنگ کر کے اوپر سے بڑا پتھر پھینکتا=

❶ ٢٦/ الشعرآء:١٤٩۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فَاَمَّا الْاِنْسَانُ اِذَا مَا ابْتَلٰىهُ رَبُّهٗ فَاَكْرَمَهٗ وَنَعَّمَهٗ ۙ فَيَقُوْلُ رَبِّيْٓ اَكْرَمَنِ ؁۱۵ وَاَمَّآ اِذَا مَا ابْتَلٰىهُ فَقَدَرَ عَلَيْهِ رِزْقَهٗ ۙ فَيَقُوْلُ رَبِّيْٓ اَهَانَنِ ؁۱۶ كَلَّا بَلْ لَّا تُكْرِمُوْنَ الْيَتِيْمَ ؁۱۷ وَلَا تَحٰٓضُّوْنَ عَلٰي طَعَامِ الْمِسْكِيْنِ ؁۱۸ وَتَاْكُلُوْنَ التُّرَاثَ اَكْلًا لَّمًّا ؁۱۹ وَّتُحِبُّوْنَ الْمَالَ حُبًّا جَمًّا ؁۲۰

ترجمہ: انسان کا یہ حال ہے کہ جب اسے اس کا رب آزماتا ہے اور عزت ونعمت دیتا ہے تو وہ کہنے لگتا ہے کہ میرے رب نے میرا اکرام کیا' [١٥] اور جب وہ اس کا امتحان لیتے ہوئے اس کی روزی تنگ کر لیتا ہے تو وہ کہنے لگتا ہے کہ میرے رب نے میری اہانت کی اور ذلیل کیا' [١٦] ایسا ہرگز نہیں بلکہ بات یہ ہے کہ تم ہی لوگ یتیموں کی عزت نہیں کرتے۔ [١٧] اور مسکینوں کے کھلانے کی ایک دوسرے کو ترغیب نہیں دیتے۔ [١٨] اور مردوں کی میراث سمیٹ سمیٹ کر کھاتے ہو۔ [١٩] اور مال کو جی بھر کر عزیز رکھتے ہو۔ [٢٠]

= تھا جس سے اس کا کچومر نکل جاتا تھا۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ رسیوں اور میخوں وغیرہ سے اس کے سامنے کھیل کئے جاتے تھے' اس کی ایک وجہ یہ بھی بیان کی گئی ہے کہ اس نے اپنی بیوی صاحبہ کو جو مسلمان ہو گئی تھیں لٹا کر دونوں ہاتھوں اور دونوں پاؤں میں میخیں گاڑیں پھر بڑا سارا چکی کا پتھر ان کی پیٹھ پر مار کر جان لے لی' اللہ ان پر رحم کرے۔

فسادیوں کی ہلاکت کا تذکرہ: پھر فرمایا کہ ان لوگوں نے سرکشی پر کمر باندھ لی تھی اور فسادی لوگ تھے۔ لوگوں کو حقیر و ذلیل جانتے تھے اور ہر ایک کو ایذا پہنچاتے تھے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ اللہ کے عذاب کا کوڑا برس پڑا' وہ وبال آیا جو ٹالے نہ ٹلا اور ہلاک و برباد اور تہس نہس ہو گئے' تیرا رب گھات میں ہے دیکھ رہا ہے سن رہا ہے سمجھ رہا ہے' وقت مقرر پر ہر برے بھلے کو نیکی بدی کی جزا سزا دے گا' یہ سب لوگ اس کے پاس جانے والے' تن تنہا اس کے سامنے کھڑے ہونے والے ہیں' اور وہ عدل و انصاف کے ساتھ ان میں فیصلے کرے گا اور ہر شخص کو پورا بدلہ دے گا جس کا وہ مستحق تھا۔ وہ ظلم و جور سے پاک ہے۔

یہاں پر ابن ابی حاتم نے ایک حدیث وارد کی ہے جو بہت غریب ہے جس کی سند میں کلام ہے اور صحت میں بھی نظر ہے۔ اس میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "اے معاذ مؤمن حق کا قیدی ہے اے معاذ مؤمن تو دغدغے میں ہی رہتا ہے جب تک کہ پل صراط سے پار نہ ہو جائے۔ اے معاذ مؤمن کو قرآن نے بہت سی دلی خواہشوں سے روک رکھا ہے تاکہ وہ ہلاکت سے بچ جائے' قرآن اس کی دلیل ہے' خوف اس کی حجت ہے' شوق اس کی سواری ہے' نماز اس کی پناہ ہے روزہ اس کی ڈھال ہے' صدقہ اس کا چھٹکارا ہے' سچائی اس کی امیر ہے' شرم اس کی وزیر ہے' اور اس کا رب ان سب کے بعد اس پر واقف و آگاہ ہے وہ تیز تیز نگاہوں سے اسے دیکھ رہا ہے۔" اس کے راوی یونس الحذاء' اور ابو حمزہ مجہول ہیں پھر اس میں ارسال بھی ہے' ممکن ہے یہ ابو حمزہ ہی کا کلام ہو۔ اسی ابن ابی حاتم میں ہے کہ ابن عبد الکلاعی نے اپنے ایک وعظ میں کہا "لوگو جہنم کے سات پل ہیں ان سب پر پل صراط ہے پہلے ہی پل پر لوگ روکے جائیں گے یہاں نماز کا حساب کتاب ہو گا' یہاں سے نجات مل گئی تو دوسرے پل پر روک ہو گی یہاں امانت داری کا سوال ہو گا جو امانت دار ہو گا اس نے نجات پائی اور جو خیانت والا نکلا ہلاک ہوا۔ تیسرے پل پر صلہ رحمی کی پرسش ہو گی اس کے کاٹنے والے یہاں سے نجات نہ پا سکیں گے اور ہلاک ہوں گے' رشتہ داری یعنی صلہ رحمی وہیں موجود ہو گی اور یہ کہہ رہی ہو گی کہ اے اللہ! جس نے مجھے جوڑا تو اسے جوڑ' اور جس نے مجھے توڑا تو اسے توڑ۔ یہی معنی ہیں ﴿اِنَّ رَبَّكَ لَبِالْمِرْصَادِ﴾۔ یہ اثر اتنا ہی ہے پورا نہیں۔ =

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

كَلَّآ اِذَا دُكَّتِ الْاَرْضُ دَكًّا دَكًّا ﴿٢١﴾ وَّجَآءَ رَبُّكَ وَالْمَلَكُ صَفًّا صَفًّا ﴿٢٢﴾ وَجِایْٓءَ
يَوْمَئِذٍۭ بِجَهَنَّمَ ۙ يَوْمَئِذٍ يَّتَذَكَّرُ الْاِنْسَانُ وَاَنّٰى لَهُ الذِّكْرٰى ﴿٢٣﴾ يَقُوْلُ يٰلَيْتَنِيْ
قَدَّمْتُ لِحَيَاتِيْ ﴿٢٤﴾ فَيَوْمَئِذٍ لَّا يُعَذِّبُ عَذَابَهٗٓ اَحَدٌ ﴿٢٥﴾ وَّلَا يُوْثِقُ وَثَاقَهٗٓ اَحَدٌ ﴿٢٦﴾
يٰٓاَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ﴿٢٧﴾ ارْجِعِيْٓ اِلٰى رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً ﴿٢٨﴾ فَادْخُلِيْ فِيْ
عِبٰدِيْ ﴿٢٩﴾ وَادْخُلِيْ جَنَّتِيْ ﴿٣٠﴾ ع ١٤

ترجمہ: یقیناً جس وقت زمین بالکل برابر پست کر کے بچھادی جائے گی‘[٢١] اور تیرا رب خود آ جائے گا اور فرشتے صفیں باندھ کر آ جائیں گے [٢٢] اور جس دن جہنم بھی لائی جائے گی اس دن انسان عبرت حاصل کرلے گا لیکن آج عبرت کا فائدہ کہاں؟[٢٣] وہ کہے گا کہ کاش کہ میں نے اپنی اس زندگی کے لئے کچھ نیک اعمال پہلے ہی کر رکھتے ہوتے۔[٢٤] پس آج اللہ کے عذابوں جیسا عذاب کسی کا نہ ہو گا۔[٢٥] نہ اس کی قید و بند جیسی کسی کی قید و بند ہوگی۔[٢٦] اے اطمینان والی روح[٢٧] تو اپنے رب کی طرف لوٹ چل اس طرح کہ تو اس سے راضی وہ تجھ سے خوش۔[٢٨] پس میرے خاص بندوں میں داخل ہو جا[٢٩] اور میری جنت میں چلی جا۔[٣٠]

=[آیت:١٥۔٣٠] مطلب یہ ہے کہ جو لوگ وسعت اور کشادگی پا کر یوں سمجھ بیٹھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کا اکرام کیا‘ یہ غلط ہے بلکہ دراصل یہ امتحان ہے جیسے اور جگہ ہے ﴿اَیَحْسَبُوْنَ اَنَّمَا نُمِدُّھُمْ﴾ ❶ الخ۔ یعنی مال و اولاد کے بڑھ جانے کو یہ لوگ نیکیوں کی بڑھوتری سمجھتے ہیں‘ دراصل یہ ان کی بے سمجھی ہے‘ اسی طرح اس کے برعکس بھی‘ یعنی تنگی ترشی کو انسان اپنی اہانت سمجھ بیٹھتا ہے‘ حالانکہ دراصل یہ بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے آزمائش ہے‘ اسی لئے یہاں ﴿کَلَّا﴾ کہہ کر ان دونوں خیالات کی تردید کی کہ یہ واقعہ نہیں کہ جسے اللہ تعالیٰ مال کی وسعت دے اس سے وہ خوش ہے اور جس پر تنگی کرے اس سے ناخوش ہے بلکہ مدار خوشی اور ناخوشی کا ان دونوں حالتوں میں عمل پر ہے‘ غنی ہو کر شکر گزاری کرے تو اللہ تعالیٰ کا محبوب‘ اور فقیر ہو کر صبر کرے تو اللہ تعالیٰ کا محبوب۔ اللہ تعالیٰ اس طرح اور اس طرح آزماتا ہے۔ پھر یتیم کی عزت کرنے کا حکم دیا۔ حدیث میں ہے کہ سب سے اچھا گھر وہ ہے جس میں یتیم ہو اور اس کی اچھی پرورش ہو رہی ہو۔ اور بدترین گھر وہ ہے جس میں یتیم ہو اور اس سے بدسلوکی کی جاتی ہو‘ پھر آپ ﷺ نے انگلی اٹھا کر فرمایا میں اور یتیم کا پالنے والا جنت میں اس طرح ہوں گے یعنی قریب قریب۔ ❷ ابوداؤد کی حدیث میں ہے کہ کلمہ کی اور بیچ کی انگلی ملا کر انہیں دکھا کر آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں اور یتیم کا پالنے والا جنت میں اس طرح ہوں گے۔ ❸ پھر فرمایا کہ یہ لوگ فقیروں مسکینوں کے ساتھ سلوک احسان کرتے‘ انہیں کھانا پینا دینے کی ایک دوسرے کو رغبت دلا لچ نہیں دلاتے‘ اور یہ عیب بھی ان میں ہے کہ میراث کا مال حلال ہو یا حرام ہضم کر جاتے ہیں اور مال کی محبت بھی ان میں بے طرح ہے۔

---

❶ ٢٣/ المؤمنون:٥٥۔

❷ ابن ماجه، كتاب الأدب، باب حق اليتيم، ٣٦٧٩ وسنده ضعيف یحیٰی بن ابی سلیمان ضعیف راوی ہے۔

❸ صحيح بخاری، كتاب الطلاق، باب اللعان، ٥٣٠٤؛ ابو داود، ٥١٥٠؛ ترمذی، ١٩١٨؛ احمد، ٥/ ٣٣٣؛ ابن حبان، ٤٦٠۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قیامت کی ہولناکیاں: قیامت کے ہولناک حالات کا بیان ہو رہا ہے کہ بالیقین اس دن زمین پست کر دی جائے گی' اونچی نیچی زمین برابر کر دی جائے گی۔ اور بالکل صاف ہموار ہو جائے گی' پہاڑ زمین کے برابر کر دیئے جائیں گے تمام مخلوق قبر سے نکل آئے گی' خود اللہ تعالیٰ مخلوق کے فیصلے کرنے کے لئے آ جائے گا' یہ اس عام شفاعت کے بعد جو تمام اولاد آدم کے سردار حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی ہوگی' اور یہ شفاعت اس وقت ہوگی جبکہ تمام مخلوق ایک ایک بڑے بڑے پیغمبر علیہ السلام کے پاس ہو کر آئے گی' اور ہر نبی کہہ دے گا کہ میں اس قابل نہیں پھر سب کے سب حضور اکرم ﷺ کے پاس آئیں گے' آپ ﷺ فرمائیں گے کہ ہاں ہاں میں اس کے لئے تیار ہوں' پھر آپ جائیں گے اور اللہ تعالیٰ کے سامنے سفارش کریں گے کہ وہ پروردگار لوگوں کے درمیان فیصلے کرنے کے لئے تشریف لائے یہی پہلی شفاعت ہے اور یہی وہ مقام محمود ہے جس کا مفصل بیان سورۂ سبحان میں گزر چکا ہے پھر اللہ تعالیٰ رب العزت فیصلے کے لئے تشریف لائے گا اس کے آنے کی کیفیت وہی جانتا ہے' فرشتے بھی اس کے آگے آگے صف بستہ حاضر ہوں گے جہنم بھی لائی جائے گی' صحیح مسلم میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ ''جہنم کی اس روز ستر ہزار لگامیں ہوں گی ہر لگام پر ستر ہزار فرشتے ہوں گے جو اسے گھسیٹ رہے ہوں گے۔'' یہی روایت خود حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے' ❶ اس دن انسان اپنے نئے پرانے تمام اعمال کو یاد کرنے لگے گا' برائیوں پر پچھتائے گا' نیکیوں کے نہ کرنے یا کم کرنے پر افسوس کرے گا گناہوں پر نادم ہوگا۔ ❷ مسند احمد میں ہے کہ رسول اکرم ﷺ فرماتے ہیں ''اگر کوئی بندہ اپنے پیدا ہونے سے لے کر مرتے دم تک سجدے میں پڑا رہے اور اللہ تعالیٰ کا پورا اطاعت گزار رہے پھر بھی اپنی اس عبادت کو قیامت کے دن حقیر اور ناچیز سمجھے گا اور چاہے گا کہ میں دنیا کی طرف اگر لوٹایا جاؤں تو اجر و ثواب کے کام اور زیادہ کروں'' پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اس دن اللہ تعالیٰ کے عذابوں جیسا عذاب کسی اور کا نہ ہوگا جو وہ اپنے نافرمان اور نافرجام بندوں کو دے گا' نہ اس جیسی زبردست پکڑ دھکڑ و قید و بند کسی کی ہو سکتی ہے۔ زبانیہ فرشتے بدترین بیڑیاں اور ہتھکڑیاں انہیں پہنائے ہوئے ہوں گے' یہ تو ہوا بدبختوں کا انجام' اب نیک بختوں کا حال سنئے' جو روحیں سکون اور اطمینان والی ہیں' پاک اور ثابت ہیں' حق کی ساتھی ہیں' ان سے موت کے وقت اور قبر سے اٹھنے کے وقت کہا جائے گا کہ تو اپنے رب کی طرف' اس کے پڑوس کی طرف' اس کے ثواب اور اجر کی طرف' اس کی جنت اور رضامندی کی طرف لوٹ چل' یہ اللہ تعالیٰ سے خوش ہے اور اللہ تعالیٰ اس سے راضی ہے اور اتنا دے گا کہ یہ بھی خوش ہو جائے گا۔ تو میرے خاص بندوں میں آ جا اور میری جنت میں داخل ہو جا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ''یہ آیت حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے بارے میں اتری ہے۔'' بریدہ رحمہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ''حضرت حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔'' حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے یہ بھی مروی ہے کہ قیامت کے دن اطمینان والی روحوں سے کہا جائے گا کہ تو اپنے رب یعنی اپنے ساتھی یعنی اپنے جسم کی طرف لوٹ جا جسے تو دنیا میں آباد کئے ہوئے تھی' تم دونوں آپس میں ایک دوسرے سے راضی رضامند ہو' یہ بھی مروی ہے کہ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ اس آیت کو ﴿فَادْخُلِي فِي عَبْدِي﴾ پڑھتے تھے یعنی اے روح میرے بندے میں یعنی اس کے جسم میں چلی جا۔ لیکن یہ غریب ہے اور ظاہر قول پہلا ہی ہے جیسے اور جگہ ہے ﴿ثُمَّ رُدُّوا إِلَى اللَّهِ مَوْلَاهُمُ الْحَقِّ﴾ ❸ یعنی پھر سب کے سب اپنے سچے مولا کی طرف لوٹائے جائیں گے' اور جگہ ہے ﴿وَأَنَّ مَرَدَّنَا إِلَى اللَّهِ﴾ ❹ یعنی ہمارا لوٹنا اللہ تعالیٰ کی طرف یعنی اس کے حکم کی طرف اور اس کے سامنے ہے۔ ابن ابی حاتم میں

---

❶ صحيح مسلم، كتاب الجنة، باب جهنم اعاذنا الله منها، ۲۸۴۲؛ ترمذی، ۲۵۷۳۔

❷ كتاب الزهد لابن المبارك، ۳۴؛ احمد، ۴/ ۱۸۵ وسنده صحيح موقوف على محمد بن ابى عميرة رضي الله عنه۔

❸ ٦/ الانعام:٦٢۔ ❹ ٤٠/ المؤمن:٤٣۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے کہ یہ آیتیں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی موجودگی میں اتریں تو آپ نے کہا کتنا اچھا قول ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہیں بھی یہی کہا جائے گا۔ ❶ دوسری روایت میں ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے یہ آیتیں پڑھیں تو حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے یہ فرمایا جس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ خوشخبری سنائی کہ تجھے فرشتہ موت کے وقت یہی کہے گا۔ ❷ ابن ابی حاتم میں یہ روایت بھی ہے کہ جب حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے چچازاد بھائی کا طائف میں انتقال ہوا تو ''ایک پرندہ آیا جس جیسا پرندہ کبھی زمین پر دیکھا نہیں گیا۔ وہ نعش میں چلا گیا پھر نکلتے ہوئے نہیں دیکھا گیا جب آپ کو دفن کر دیا گیا تو قبر کے کونے سے اسی آیت کی تلاوت کی آواز آئی اور یہ نہ معلوم ہو سکا کہ کون پڑھ رہا ہے'' ❸ یہ روایت طبرانی میں ہے۔ ابو ہاشم قباث بن رزین رحمہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جنگ روم میں ہم دشمنوں کے ہاتھ قید ہو گئے' شاہ روم نے ہمیں اپنے سامنے بلایا اور کہا یا تو تم اس دین کو چھوڑ دو یا قتل ہونا منظور کر لو۔ ایک ایک کو وہ یہ کہتا کہ ہمارا دین قبول کر، ورنہ جلاد کو حکم دیتا ہوں کہ تمہاری گردن مارے تین شخص تو مرتد ہو گئے جب چوتھا آیا تو اس نے صاف انکار کیا' بادشاہ کے حکم سے اس کی گردن اُڑا دی گئی اور سر کو نہر میں ڈال دیا گیا وہ نیچے ڈوب گیا اور ذرا سی دیر میں پانی پر آ گیا اور ان تینوں کی طرف دیکھ کر کہنے لگا کہ اے فلاں اور اے فلاں' اور اے فلاں' ان کا نام لے کر انہیں آواز دی۔ جب یہ متوجہ ہوئے سب درباری لوگ بھی دیکھ رہے تھے اور خود بادشاہ بھی تعجب کے ساتھ سن رہا تھا۔ اس مسلمان شہید کے سر نے کہا سنو! اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ﴿يَآ أَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ۝ ارْجِعِيٓ إِلَىٰ رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً ۝ فَادْخُلِي فِي عِبَادِي ۝ وَادْخُلِي جَنَّتِي ۝﴾۔ اتنا کہہ کر وہ سر پھر پانی میں غوطہ لگا گیا۔ اس واقعہ کا اتنا اچھا اثر ہوا کہ قریب تھا کہ نصرانی اسی وقت مسلمان ہو جاتے' بادشاہ نے اسی وقت دربار برخاست کرا دیا اور وہ تینوں پھر مسلمان ہو گئے اور ہم سب یونہی قید میں رہے' آخر خلیفہ ابو جعفر منصور کی طرف سے ہمارا فدیہ آ گیا اور ہم نے نجات پائی۔ ابن عساکر میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص سے فرمایا کہ ''یہ دعا پڑھا کر ((اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَسْئَلُكَ نَفْسًا بِكَ مُطْمَئِنَّةً تُؤْمِنُ بِلِقَائِكَ وَتَرْضٰى بِقَضَائِكَ وَتَقْنَعُ بِعَطَائِكَ)) اے پروردگار! میں تجھ سے ایسا نفس طلب کرتا ہوں جو تیری ذات پر اطمینان اور بھروسہ رکھتا ہو' تیری ملاقات پر ایمان رکھتا ہو' تیری قضا پر راضی ہو' تیرے دیئے ہوئے پر قناعت کرنے والا ہو۔ ❹

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ سورۂ فجر کی تفسیر ختم ہوئی' اللہ تعالیٰ عمل کی توفیق عطا فرمائے۔

---

❶ الدر المنثور، ۸/ ۵۱۳۔ ❷ الطبری، ۲۴/ ۴۲۴ یہ روایت مرسل یعنی ضعیف ہے۔

❸ حاکم، ۳/ ۵۴۳۔ ❹ ابن عساکر، ۱۹/ ۲۱۱ دوسرا نسخہ، ۳۷/ ۵۷، ۷۳/ ۱۱۷؛ الکبیر للطبرانی، ۸/ ۱۸۸؛ مجمع الزوائد، ۱۰/ ۱۸۰ وسندہ ضعیف، فیہ مجاهیل۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تفسیر سورۂ بلد

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

لَاۤ اُقۡسِمُ بِهٰذَا الۡبَلَدِ ۙ﴿۱﴾ وَ اَنۡتَ حِلٌّۢ بِهٰذَا الۡبَلَدِ ۙ﴿۲﴾ وَ وَالِدٍ وَّ مَا وَلَدَ ۙ﴿۳﴾ لَقَدۡ خَلَقۡنَا الۡاِنۡسَانَ فِیۡ کَبَدٍ ؕ﴿۴﴾ اَیَحۡسَبُ اَنۡ لَّنۡ یَّقۡدِرَ عَلَیۡهِ اَحَدٌ ۘ﴿۵﴾ یَقُوۡلُ اَهۡلَکۡتُ مَالًا لُّبَدًا ؕ﴿۶﴾ اَیَحۡسَبُ اَنۡ لَّمۡ یَرَهٗۤ اَحَدٌ ؕ﴿۷﴾ اَلَمۡ نَجۡعَلۡ لَّهٗ عَیۡنَیۡنِ ۙ﴿۸﴾ وَ لِسَانًا وَّ شَفَتَیۡنِ ۙ﴿۹﴾ وَ هَدَیۡنٰهُ النَّجۡدَیۡنِ ﴿ۚ۱۰﴾

ترجمہ: میں اللہ تعالیٰ رحمٰن ورحیم کے نام سے شروع کرتا ہوں۔

میں اس شہر کی قسم کھاتا ہوں۔[۱] تیرے لئے اس شہر میں لڑائی حلال ہونے والی ہے۔[۲] اور قسم ہے انسانی باپ اور اولاد کی۔[۳] یقیناً ہم نے انسان کو بڑی مشقت میں پیدا کیا ہے۔[۴] کیا یہ گمان کرتا ہے کہ یہ کسی کے بس میں ہی نہیں؟[۵] کہتا پھرتا ہے کہ میں نے تو بہت کچھ مال خرچ کر ڈالا۔[۶] کیا یوں سمجھتا ہے کہ کسی نے اسے دیکھا ہی نہیں؟[۷] کیا ہم نے اس کی دو آنکھیں نہیں بنائیں؟[۸] اور زبان اور ہونٹ (نہیں بنائے)[۹] اور دونوں راہیں دکھا دیں۔[۱۰]

مکہ مکرمہ کی فضلیت: [آیت:۱۔۱۰] اللہ تبارک وتعالیٰ یہاں مکہ مکرمہ کی قسم کھاتا ہے اور درآنحالیکہ وہ آباد ہے اس میں لوگ بستے ہیں اور وہ بھی امن چین میں ہیں ﴿لا﴾ سے ان پر رد کیا' پھر قسم کھائی اور فرمایا کہ اے نبی! تیرے لئے یہاں ایک مرتبہ لڑائی حلال ہونے والی ہے جس میں کوئی گناہ اور حرج نہ ہوگا اور اس میں جو ملے وہ حلال ہوگا' صرف اسی وقت کے لئے یہ حکم ہے۔ صحیح حدیث میں بھی ہے کہ اس بابرکت شہر مکہ کو پروردگار عالم نے اول دن سے ہی حرمت والا بنایا ہے اور قیامت تک یہ حرمت وعزت اس کی باقی رہنے والی ہے' اس کا درخت نہ کاٹا جائے' اس کے کانٹے نہ اکھیڑے جائیں' میرے لئے بھی صرف ایک دن ہی کی ایک ساعت کے لئے حلال کیا گیا تھا آج پھر اس کی حرمت اسی طرح لوٹ آئی جیسے کل تھی' ہر حاضر کو چاہیے کہ غیر حاضر کو پہنچا دے۔'' ایک روایت میں ہے کہ اگر یہاں کے جنگ وجدال کے جواز کی دلیل میں کوئی لڑائی پیش کرے تو کہہ دینا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ کو اجازت دی تھی اور تمہیں نہیں دی۔ ❶ پھر قسم کھاتا ہے باپ کی اور اولاد کی۔ بعض نے تو کہا ہے کہ ﴿مَا وَلَدَ﴾ میں ﴿مَا﴾ نافیہ ہے یعنی قسم ہے اس کی جو اولاد والا ہے اور قسم ہے اس کی جو بے اولاد ہے یعنی عیالدار اور بانجھ' اور اگر ﴿مَا﴾ کو موصولہ مانا جائے تو معنی یہ ہوئے کہ باپ کی اور اولاد کی قسم۔ باپ سے مراد حضرت آدم علیہ السلام اور اولاد سے مراد کل انسان۔ ❷ زیادہ قوی اور بہتر بات یہی معلوم ہوتی ہے۔ کیونکہ اس سے پہلے قسم ہے مکہ کی جو تمام زمین اور کل بستیوں کی ماں ہے تو اس کے بعد اس کے رہنے والوں کی قسم کھائی اور رہنے والوں یعنی انسان کی اصل اور اس کی جڑ یعنی حضرت آدم علیہ السلام کی پھر ان کی اولاد کی قسم کھائی۔ ابو عمران رحمہ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''مراد حضرت ابراہیم اور

❶ صحیح بخاری، کتاب جزاء الصید، باب لایعضد شجر الحرم، ۱۸۳۲، ۱۸۳۴؛ صحیح مسلم، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴؛ ابو داود، ۲۱۸؛ ترمذی، ۱۵۹۰؛ ابن حبان، ۳۷۲۰۔ ❷ الطبری، ۲۴/ ۴۳۲۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آپ علیہ السلام کی اولاد ہے۔" ❶ امام ابن جریر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "عام ہے یعنی ہر باپ اور ہر اولاد۔" ❷ پھر فرماتا ہے کہ ہم نے انسان کو بالکل درست قامت بچے تلے اعضاوالا ٹھیک ٹھاک پیدا کیا ہے اس کی ماں کے پیٹ میں ہی اسے یہ پاکیزہ ترتیب اور عمدہ ترکیب دے دی جاتی ہے۔ جیسے فرمایا ﴿الَّذِیْ خَلَقَكَ فَسَوّٰكَ﴾ ❸ الخ۔ یعنی اس اللہ تعالیٰ نے تجھے پیدا کیا' درست کیا' ٹھیک ٹھاک بنایا اور پھر جس صورت میں چاہا ترکیب دی' اور جگہ ہے ﴿لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْۤ اَحْسَنِ تَقْوِیْمٍ﴾ ❹ ہم نے انسان کو بہترین صورت پر بنایا ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما وغیرہ سے مروی ہے کہ قوت وطاقت والا پیدا کیا ہے۔ خود اسے دیکھو اس کی پیدائش کی طرف غور کرو اس کے دانتوں کا نکلنا دیکھو وغیرہ۔ حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں پہلے نطفہ' پھر خون بستہ' پھر لوتھڑا گوشت کا' غرض اپنی پیدائش میں خوب مشقتیں اٹھاتا ہے جیسے اور جگہ ہے ﴿حَمَلَتْهُ اُمُّهٗ كُرْهًا وَّوَضَعَتْهُ كُرْهًا﴾ ❺ یعنی اس کی ماں نے حمل میں تکلیف اٹھائی پھر وضع حمل میں مشقت برداشت کی' بلکہ دودھ پلانے میں بھی مشقت اور معیشت میں بھی تکلیف۔ حضرت قتادہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "سختی اور طلب کسب میں پیدا کیا گیا ہے۔" عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "شدت اور طول میں پیدا ہوا ہے۔" ❻ قتادہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: مشقت میں' یہ بھی مروی ہے کہ اعتدال اور قیام میں۔ دنیا اور آخرت میں سختیاں سہنی پڑتی ہیں۔ حضرت آدم علیہ السلام چونکہ آسمان میں پیدا ہوئے تھے اس لئے یہ کہا گیا۔ کیا وہ یہ سمجھتا ہے کہ اس کے مال کے لینے پر کوئی قادر نہیں۔ اس پر کسی کا بس ہی نہیں' کیا وہ نہ پوچھا جائے گا کہ کہاں سے مال لایا اور کہاں خرچ کیا؟ یقیناً اس پر اللہ تعالیٰ کا بس ہے اور وہ پوری طرح اس پر قادر ہے۔ پھر فرماتا ہے کہ میں نے بڑے وارے نیارے کئے ہزاروں لاکھوں خرچ کر ڈالے' کیا وہ خیال کرتا ہے کہ اسے کوئی دیکھ نہیں رہا؟ یعنی کیا اللہ تعالیٰ کی نظروں سے وہ اپنے آپ کو غائب سمجھتا ہے۔ کیا ہم نے انسان کو دیکھنے والی دو آنکھیں نہیں دیں؟ اور دل کی باتوں کے اظہار کے لئے زبان عطا نہیں فرمائی؟ اور دو ہونٹ نہیں دیئے؟ جن سے کلام کرنے میں مدد ملے' کھانا کھانے میں مدد ملے اور چہرے کی خوبصورتی بھی ہو اور منہ کی بھی۔ ابن عساکر میں ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ "اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اے ابن آدم! میں نے بڑی بڑی بے حد نعمتیں تجھ کو بخشیں جنہیں تو گن بھی نہیں سکتا' نہ اس کے شکر ادا کرنے کی تجھ میں طاقت ہے' میری ہی یہ نعمت بھی ہے کہ میں نے تجھے دیکھنے کو دو آنکھیں دیں' پھر میں نے ان پر پلکوں کا غلاف بنا دیا ہے پس ان آنکھوں سے میری حلال کردہ چیزیں دیکھ اگر حرام چیزیں تیرے سامنے آئیں تو ان دونوں کو بند کر لے۔ میں نے تجھے زبان دی ہے اور اس کا غلاف بھی عنایت فرمایا ہے' میری مرضی کی بات زبان سے نکال اور میری منع کی ہوئی باتوں سے زبان بند کر لے۔ میں نے تجھے شرمگاہ دی ہے اور اس کا پردہ بھی عطا فرمایا ہے حلال جگہ تو بے شک استعمال کر لیکن حرام جگہ پر پردہ ڈال لے۔ اے ابن آدم! تو میری ناراضی نہیں اٹھا سکتا اور میرے عذابوں کے سہنے کی طاقت نہیں رکھتا۔" ❼ پھر فرمایا کہ ہم نے اسے دونوں راستے دکھا دیئے بھلائی کا اور برائی کا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: "دو راستے ہیں پھر تمہیں برائی کا راستہ بھلائی کے راستے سے زیادہ اچھا کیوں لگتا ہے؟" ❽ یہ حدیث بہت ضعیف ہے۔ یہ حدیث مرسل طریقے سے بھی مروی ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: "مراد اس سے دونوں دودھ ہیں" اور مفسرین نے بھی یہی کہا ہے۔ امام ابن جریر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "ٹھیک قول پہلا ہی ہے" جیسے اور جگہ ہے ﴿اِنَّا خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ نُّطْفَةٍ﴾ ❾ الخ یعنی ہم نے انسان کو ملے جلے نطفے سے پیدا کیا پھر ہم نے اسے سنتا دیکھتا کیا' ہم نے اس کی رہبری کی اور راستہ دکھا دیا' پس یا تو شکر گزار ہے یا ناشکرا۔

---

❶ الطبری، ٢٤/ ٤٣٣۔ ❷ ایضاً۔
❸ ایضاً، ٢٤/ ٤٣٤۔ ❹ ٩٥/ التین: ٤۔
❺ ٤٦/ الاحقاف: ١٥۔ ❻ الدر المنثور: ٨/ ٥٢٠۔ ❼ یہ روایت مرسل یعنی ضعیف ہے۔
❽ وسندہ ضعیف۔ ❾ ٧٦/ الدھر: ٢۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فَلَا اقْتَحَمَ الْعَقَبَةَ ﴿١١﴾ وَمَآ أَدْرٰكَ مَا الْعَقَبَةُ ﴿١٢﴾ فَكُّ رَقَبَةٍ ﴿١٣﴾ أَوْ إِطْعٰمٌ فِي يَوْمٍ
ذِي مَسْغَبَةٍ ﴿١٤﴾ يَتِيمًا ذَا مَقْرَبَةٍ ﴿١٥﴾ أَوْ مِسْكِينًا ذَا مَتْرَبَةٍ ﴿١٦﴾ ثُمَّ كَانَ مِنَ الَّذِينَ
اٰمَنُوا وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ وَتَوَاصَوْا بِالْمَرْحَمَةِ ﴿١٧﴾ أُولٰٓئِكَ أَصْحٰبُ الْمَيْمَنَةِ ﴿١٨﴾
وَالَّذِينَ كَفَرُوا بِاٰيٰتِنَا هُمْ أَصْحٰبُ الْمَشْئَمَةِ ﴿١٩﴾ عَلَيْهِمْ نَارٌ مُّؤْصَدَةٌ ﴿٢٠﴾ ع ١ ١٥

ترجمہ: سو اس سے نہ ہو سکا کہ گھاٹی میں داخل ہوتا۔[۱۱] اور تو کیا سمجھا کہ گھاٹی ہے کیا؟[۱۲] کسی گردن (غلام لونڈی) کو آزاد کرنا[۱۳] یا بھوک والے دن کھانا کھلانا[۱۴] کسی رشتہ دار یتیم کو[۱۵] یا خاکسار مسکین کو[۱۶] پھر ان لوگوں میں سے ہو جاتا جو ایمان لاتے اور ایک دوسرے کو صبر کی اور رحم کرنے کی وصیت کرتے ہیں۔[۱۷] یہی لوگ ہیں جن کے دائیں ہاتھ میں نامۂ اعمال دیئے جانے والے ہیں' [۱۸] اور جن لوگوں نے ہماری آیتوں کے ساتھ کفر کیا یہ وہ لوگ ہیں جن کے بائیں ہاتھ میں نامۂ اعمال دیئے جانے والے ہیں' [۱۹] انہی پر آگ ہوگی جو چاروں طرف سے گھیری ہوئی ہوگی۔[۲۰]

غلام آزاد کرنے کا ثواب، عقبہ سے کیا مراد ہے؟: [آیت: ۱۱-۲۰] حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ عقبہ جہنم کے ایک پھسلنے پہاڑ کا نام ہے حضرت کعب احبار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس کے ستر درجے ہیں جہنم میں۔ قتادہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ''یہ سخت گھاٹی داخلے کی ہے اس میں اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری سے داخل ہو جاؤ'' پھر اس کا داخلہ بتلایا یہ کہہ کر کہ تمہیں کس نے بتلایا کہ یہ گھاٹی کیا ہے؟ تو فرمایا غلام آزاد کرنا اور اللہ تعالیٰ کے نام کھانا دینا۔ ابن زید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''مطلب یہ ہے کہ یہ نجات اور خیر کی راہوں میں کیوں نہ چلا؟ پھر ہمیں تنبیہ کی اور فرمایا تم کیا جانو عقبہ کیا ہے؟ آزادگی گردن یا صدقۂ طعام ﴿فَكُّ رَقَبَةٍ﴾ جو اضافت کے ساتھ ہے اسے ﴿فَكَّ رَقَبَةً﴾ بھی پڑھا گیا ہے یعنی فعل فاعل' دونوں قرأتوں کا مطلب قریباً ایک ہی ہے۔ مسند احمد میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ ''جو کسی مسلمان کی گردن چھڑائے اللہ تعالیٰ اس کے ہر ہر عضو کو اس کے ہر ہر عضو کے بدلے جہنم سے آزاد کر دیتا ہے یہاں تک کہ ہاتھ کے بدلے ہاتھ' پاؤں کے بدلے پاؤں اور شرمگاہ کے بدلے شرمگاہ۔'' حضرت علی بن حسین یعنی امام زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ نے جب یہ حدیث سنی تو سعید بن مرجانہ راوی حدیث سے پوچھا کہ کیا تم نے خود حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی زبانی یہ حدیث سنی ہے؟ آپ نے فرمایا ہاں' تو آپ نے اپنے غلام سے فرمایا کہ مطرف کو بلالو جب وہ سامنے آیا تو آپ نے فرمایا: ''جاؤ تم اللہ تعالیٰ کے نام پر آزاد ہو۔'' بخاری و مسلم و ترمذی اور نسائی میں بھی یہ حدیث ہے۔ صحیح مسلم میں یہ بھی ہے کہ یہ غلام دس ہزار درہم کا خریدا ہوا تھا۔ ❶ اور حدیث میں ہے کہ ''جو مسلمان کسی مسلمان غلام کو آزاد کرے اللہ تعالیٰ اس کی ایک ایک ہڈی کے بدلے اس کی ایک ایک ہڈی جہنم سے آزاد کرتا ہے اور جو مسلمان عورت کسی مسلمان لونڈی کو آزاد کرے اس کی بھی ایک ایک ہڈی کے بدلے اس کی ایک ایک ہڈی جہنم سے آزاد ہو جاتی ہے'' ❷ (ابن جریر)۔ مسند احمد میں ہے ''جو شخص اللہ تعالیٰ کے ذکر کے لئے مسجد بنا دے اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت میں گھر بناتا ہے اور جو مسلمان غلام کو آزاد کرے اللہ تعالیٰ اسے اس کا فدیہ بنا دیتا ہے اور اسے جہنم سے آزاد کر دیتا ہے۔ جو شخص اسلام

❶ صحیح بخاری، کتاب العتق، باب فی التعق وفضلہ، ۲۵۱۷؛ صحیح مسلم، ۱۵۰۹؛ ترمذی، ۱۵۴۱؛ احمد، ۲/ ۴۲۰۔

❷ ابو داود، کتاب العتق، باب ای الرقاب افضل، ۳۹۶۵ وسندہ صحیح، قتادہ صرح بالسماع عند البیہقی، ۹/ ۱۶۱۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں بوڑھا ہوا اسے قیامت کے دن نور ملے گا۔'' ❶ اور روایت میں یہ بھی ہے کہ ''جو شخص اللہ تعالیٰ کی راہ میں تیر چلائے خواہ وہ لگے یا نہ لگے اسے اولاد اسمٰعیل میں سے ایک غلام کے آزاد کرنے کا ثواب ملے گا۔'' اور حدیث میں ہے کہ ''جس مسلمان کے تین بچے بلوغت سے پہلے مرجائیں اسے اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے جنت میں داخل کرے گا ❷ اور جو شخص اللہ تعالیٰ کی راہ میں جوڑے دے اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت کے آٹھوں دروازے کھول دے گا جس سے چاہے چلا جائے۔'' ❸ ان تمام احادیث کی سندیں نہایت عمدہ ہیں۔(ف) ابوداؤد میں ہے کہ ''ایک مرتبہ ہم نے حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ سے کہا کہ ہمیں کوئی ایسی حدیث سنایئے جس میں کوئی کمی زیادتی نہ ہو تو آپ بہت ناراض ہوئے اور فرمانے لگے کہ تم میں سے کوئی پڑھے اور اس کا قرآن اس کے گھر میں ہو تو کیا وہ کمی زیادتی کرتا ہے؟ ہم نے کہا حضرت ہمارا مطلب یہ نہیں ہم تو یہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے سنی ہوئی حدیث ہمیں سنائیں۔ آپ نے فرمایا ہم ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں اپنے ایک ساتھی کے بارے میں حاضر ہوئے جس نے قتل کی وجہ سے اپنے اوپر جہنم واجب کر لی تھی تو آپ ﷺ نے فرمایا: اس کی طرف سے غلام آزاد کرو اللہ تعالیٰ اس کے ایک عضو کے بدلے اس کا ایک ایک عضو جہنم کی آگ سے آزاد کر دے گا۔'' ❹ یہ حدیث نسائی میں بھی ہے۔ اور حدیث میں ہے کہ ''جو شخص کسی کی گردن آزاد کرائے اللہ تعالیٰ اسے اس کا فدیہ بنا دیتا ہے۔ ❺ ایسی اور بہت سی حدیثیں ہیں۔''

غریب و مسکین کو کھانا کھلاؤ: مسند احمد میں ہے کہ ''ایک اعرابی رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور کہنے لگا حضور اکرم ﷺ کوئی ایسا کام بتا دیجئے جس سے میں جنت میں جاسکوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا تھوڑے سے الفاظ میں بہت ساری باتیں تو پوچھ بیٹھا نسمہ آزاد کر رقبہ چھڑا۔ اس نے کہا حضرت کیا یہ دونوں ایک چیز نہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا نہیں۔ نسمہ کی آزادگی کے معنی یہ ہیں کہ تو اکیلا ایک غلام آزاد کرے اور ﴿فَكُّ رَقَبَةٍ﴾ کے معنی ہیں کہ تھوڑی بہت مدد کرے دودھ والا جانور دودھ پینے کے لئے کسی مسکین کو دینا ظالم رشتہ دار سے نیک سلوک کرنا یہ ہیں جنت کے کام اگر اس کی تجھے طاقت نہ ہو تو بھوکے کو کھلا پیاسے کو پلا نیکیوں کا حکم کر برائیوں سے روک اگر اس کی بھی طاقت نہ ہو تو سوائے بھلائی کے اور نیک بات کے اور کوئی کلمہ زبان سے نہ نکال۔'' ❻ ﴿ذِي مَسْغَبَةٍ﴾ کے معنی ہیں بھوک والا ❼ جب کھانے کی اشتہا ہو۔ غرض بھوک کے وقت کا کھلانا اور وہ بھی اسے جو نادان بچہ ہے سر سے باپ کا سایہ اٹھ چکا ہو اور ہے بھی اس کا رشتہ دار۔ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں ''مسکین کو صدقہ دینا اکہرا ثواب رکھتا ہے اور رشتے دار کو دینا دہرا اجر دلواتا ہے'' ❽ (مسند احمد)۔ یا ایسے مسکین کو دینا جو خاک آلود ہو راستے میں پڑا ہوا ہو گھر در نہ ہو بربستر نہ ہو بھوک کی وجہ سے پیٹھ زمین سے لگ رہی ہو اپنے گھر سے دور ہو مسافرت میں ہو فقیر مسکین محتاج مقروض مفلس ہو کوئی پرسان حال بھی نہ ہو اہل و عیال والا ہو یہ سب معنی قریب قریب ایک ہی ہیں پھر یہ شخص باوجود ان نیک کاموں کے دل میں ایمان رکھتا ہو ان نیکیوں پر اللہ تعالیٰ سے اجر کا طالب ہو جیسے اور جگہ ہے ﴿مَنْ اَرَادَ الْاٰخِرَةَ﴾ ❾ الخ جو شخص آخرت کا ارادہ رکھے اور اسی کے لئے کوشش کرے اور ہو

❶ احمد، ٤/ ٣٨٦ وسندہ ضعیف فرج بن فضالہ ضعیف ہے۔ ❷ احمد، ٤/ ١١٣؛ ابو داود، کتاب العتق، باب ای الرقاب افضل ٣٩٦٦ وھو حدیث حسن؛ ترمذی، ١٦٣٥، ١٦٣٨؛ نسائی، باختلاف الفاظ۔ ❸ احمد، ٤/ ٣٨٦ وسندہ ضعیف فرج بن فضالہ ضعیف ہے۔ ❹ ابو داود، کتاب العتق، باب فی ثواب العتق، ٣٩٦٤ وسندہ حسن۔ ❺ احمد، ٤/ ١٥٠ وسندہ ضعیف قتادہ عنعن والسند منقطع۔ ❻ احمد، ٤/ ٢٩٩ وسندہ صحیح۔ ❼ الطبری، ٢٤/ ٤٤٢۔ ❽ ترمذی، کتاب الزکاۃ، باب ما جاء فی الصدقۃ علی ذی القرابۃ، ٦٥٨ وھو حدیث صحیح؛ نسائی، ٢٥٨٣؛ ابن ماجہ، ١٨٤٤؛ احمد، ٤/ ٢١٤؛ صحیح ابن خزیمہ، ٢٣٨٥؛ ابن حبان، ٣٣٤٤۔ ❾ ١٧/ بنیٓ اسرآءیل: ١٩۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بھی وہ باایمان تو ان کی کوشش اللہ تعالیٰ کے ہاں مشکور ہے۔ اور جگہ ہے ﴿مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى﴾ ❶ الخ۔ ایمان والوں میں سے جو مرد و عورت نیک عمل کرے یہ جنت میں جائیں گے اور وہاں بے حساب روزیاں پائیں گے۔ پھر ان کا اور وصف بیان ہو رہا ہے کہ لوگوں کے صدمات سہنے اور ان پر رحم و کرم کرنے کی یہ آپس میں ایک دوسروں کو نصیحت و وصیت کرتے ہیں۔ جیسے کہ حدیث میں ہے ''رحم کرنے والوں پر اللہ تعالیٰ بھی رحم کرتا ہے۔ تم زمین والوں پر رحم کرو آسمان والا تم پر رحم کرے گا۔'' ❷ اور حدیث میں ہے جو رحم نہ کرے اس پر رحم نہیں کیا جاتا۔ ❸ ابوداؤد میں ہے ''جو ہمارے چھوٹوں پر رحم نہ کرے اور بڑوں کے حق نہ سمجھے وہ ہم میں سے نہیں۔'' ❹ پھر فرماتا ہے کہ یہ لوگ وہ ہیں جن کے داہنے ہاتھ میں اعمال نامہ دیا جائے گا اور ہماری آیتوں کے جھٹلانے والوں کے بائیں ہاتھ میں اعمال نامہ ملے گا۔ اور سر بند تہ بہ تہ آگ میں جائیں گے، جس سے نہ کبھی چھٹکارا ملے گا نہ نجات نہ آرام نہ راحت۔ اس آگ کے دروازے ان پر بند رہیں گے، مزید بیان اس کا سورۂ ﴿وَيْلٌ لِّكُلِّ﴾ الخ۔ میں آئے گا' ان شاء اللہ تعالیٰ۔ حضرت قتادہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''مطلب یہ ہے کہ نہ اس میں روشنی ہوگی نہ سوراخ ہوگا' نہ کبھی وہاں سے نکلنا ملے گا۔'' ❺ حضرت ابو عمران جونی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ''جب قیامت کا دن آئے گا اللہ تعالیٰ حکم دے گا ہر سرکش کو ہر ایک شیطان کو اور ہر اس شخص کو جس کی شرارت سے لوگ دنیا میں ڈرتے رہتے تھے لوہے کی زنجیروں سے مضبوط باندھ دیا جائے گا پھر جہنم میں جھونک دیا جائے گا۔ پھر جہنم بند کر دی جائے گی اللہ تعالیٰ کی قسم! کبھی ان کے قدم ٹکیں گے ہی نہیں' اللہ تعالیٰ کی قسم! انہیں کبھی آسمان کی صورت ہی دکھائی نہ دے گی' اللہ تعالیٰ کی قسم! کبھی آرام سے ان کی آنکھ لگے گی ہی نہیں' اللہ تعالیٰ کی قسم! انہیں کبھی کوئی مزے کی چیز کھانے پینے کو ملے گی ہی نہیں۔'' (ابن ابی حاتم)

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ سورۂ بلد کی تفسیر ختم ہوئی۔

❶ ٤٠/ المؤمن: ٤٠۔ ❷ ابوداود، کتاب الأدب، باب فی الرحمة، ٤٩٤١ وسنده حسن؛ ترمذی، ١٩٢٤؛ احمد، ٢/ ١٦٠۔ ❸ صحیح بخاری، کتاب التوحید، باب قول اللّٰه تبارك وتعالی ﴿قل ادعوا اللّٰه أو ادعوا الرحمن......﴾ ٧٣٧٦؛ صحیح مسلم، ٢٣١٩؛ احمد، ٤/ ٥٦٢؛ ابن حبان، ٤٦٥۔

❹ ابو داود، کتاب الأدب، باب فی الرحمة، ٤٩٤٣ وهو حدیث حسن؛ ترمذی، ١٩٢٠؛ الأدب المفرد، ٣٥٥۔

❺ الطبری، ٢٤/ ٤٤٧۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تفسیر سورۂ شمس

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَالشَّمْسِ وَضُحٰهَا ۝۱ وَالْقَمَرِ اِذَا تَلٰهَا ۝۲ وَالنَّهَارِ اِذَا جَلّٰهَا ۝۳ وَالَّيْلِ اِذَا
يَغْشٰهَا ۝۴ وَالسَّمَآءِ وَمَا بَنٰهَا ۝۵ وَالْاَرْضِ وَمَا طَحٰهَا ۝۶ وَنَفْسٍ وَّمَا سَوّٰهَا ۝۷
فَاَلْهَمَهَا فُجُوْرَهَا وَتَقْوٰهَا ۝۸ قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰهَا ۝۹ وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسّٰهَا ۝۱۰

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان بڑا رحیم ہے۔

قسم ہے سورج کی اور اس کی دھوپ کی[۱] قسم ہے چاند کی جب اس کے پیچھے آئے۔[۲] قسم ہے دن کی جب سورج کو نمایاں کرے[۳] قسم ہے رات کی جب اسے ڈھانپ لے[۴] قسم ہے آسمان کی اور اس کے بنانے کی[۵] قسم ہے زمین کی اور اسے ہموار کرنے کی[۶] قسم ہے نفس کی اور اسے درست بنانے کی۔[۷] پھر قسم ہے اس کے دل میں بدی اور نیکی ڈالنے کی[۸] جس نے اسے پاک کیا وہ کامیاب ہوا[۹] اور جس نے اسے خاک میں ملا دیا وہ ناکام ہوا۔[۱۰]

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث پہلے گزر چکی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ تم نے ﴿سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى۝﴾ اور ﴿وَالشَّمْسِ وَضُحٰهَا۝﴾ اور ﴿وَالَّيْلِ اِذَا يَغْشٰى۝﴾ کے ساتھ امامت کیوں نہ کرائی۔ ❶

سورج اور چاند کی قسم: [آیت: ۱-۱۰] حضرت مجاہد رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''ضحیٰ سے مراد روشنی ہے۔'' ❷ قتادہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''پورا دن مراد ہے۔'' ❸ امام ابن جریر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''کہ ٹھیک بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سورج کی اور دن کی قسم کھائی ہے'' اور چاند جب کہ اس کے پیچھے آئے یعنی سورج چھپ جائے اور چاند چمکنے لگے۔ ابن زید رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ''مہینے کے پہلے پندرہ دن میں تو چاند سورج کے پیچھے رہتا ہے اور پچھلے پندرہ دنوں میں یہ آگے ہوتا ہے۔'' زید بن اسلم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''مراد اس سے لیلۃ القدر ہے۔'' پھر دن کی قسم کھائی جب کہ وہ منور ہو جائے یعنی سورج دن کو گھیر لے۔ بعض عربی دانوں نے یہ بھی کہا ہے کہ دن جبکہ اندھیرے کو روشن کردے لیکن اگر یوں کہا جاتا کہ پھیلاوٹ کو وہ جب چمکا دے تو اور اچھا ہوتا تاکہ ﴿يَغْشٰهَا﴾ میں بھی یہ معنی ٹھیک بیٹھتے' اسی لئے حضرت مجاہد رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''دن کی قسم جب کہ وہ اسے روشن کردے'' ❹ امام ابن جریر رحمہ اللہ اس قول کو پسند فرماتے ہیں کہ ان سب میں ضمیر هَا کا مرجع شمس ہے کیونکہ اسی کا ذکر چل رہا ہے' رات جب کہ اسے ڈھانپ لے اور چوطرف اندھیرا پھیل جائے۔ یزید بن ذی حمامہ رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ ''جب رات آتی ہے تو اللہ جل جلالہ فرماتا ہے میرے بندوں کو میری ایک بہت بری خلق نے چھپا لیا' پس مخلوق رات سے ہیبت کرتی ہے تو اس کے پیدا کرنے والے سے اور زیادہ ہیبت کرنی چاہیے'' (ابن ابی حاتم) پھر آسمان کی قسم کھاتا ہے یہاں جو مَا ہے یہ مصدر یہ بھی ہو سکتا ہے' یعنی آسمان اور اس کی بناوٹ کی قسم۔ حضرت قتادہ رحمہ اللہ کا قول یہی ہے اور یہ مَا معنی میں مَنْ کے بھی ہو سکتا ہے تو مطلب یہ ہوگا کہ آسمان کی قسم اور اس کے بنانے والے کی قسم یعنی خود اللہ تعالیٰ کی۔ مجاہد رحمہ اللہ یہی

❶ اس کی تخریج سورۃ انفطار کے ابتدا میں گزر چکی ہے۔ ❷ الطبری، ۲۴/ ۴۵۱۔ ❸ ایضا، ۲۴/ ۴۵۲۔ ❹ ایضا۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فرماتے ہیں۔ یہ دونوں معنی ایک دوسرے کولازم ملزوم ہیں۔ بنا کے معنی بلندی کے ہیں جیسے اور جگہ ہے ﴿وَالسَّمَآءَ بَنَيْنٰهَا بِاَيْىدٍ﴾ (1) الخ۔ یعنی آسمان کو ہم نے قوت کے ساتھ بنایا اور ہم کشادگی والے ہیں۔ ہم نے زمین کو بچھایا اور کیا ہی اچھا ہم بچھانے والے ہیں۔ اسی طرح یہاں بھی فرمایا کہ زمین کی اور اس کی ہمواری کی اسے بچھانے' اسے پھیلانے کی' اس کی تقسیم کی' اس کی مخلوق کی قسم۔ زیادہ مشہور قول اس کی تفسیر میں پھیلانے کا ہے۔ اہل لغت کے نزدیک بھی یہی معروف ہے۔ جوہری فرماتے ہیں: طَحَوْتُهٗ مثل دَحَوْتُهٗ کے ہے اور اس کے معنی پھیلانے کے ہیں۔ اکثر مفسرین کا یہی قول ہے۔ پھر فرمایا نفس کی اور اسے ٹھیک ٹھاک بنانے کی قسم' یعنی اسے پیدا کیا در آنحالیکہ یہ ٹھیک ٹھاک اور فطرت پر قائم تھا۔ جیسے اور جگہ ہے ﴿فَاَقِمْ وَجْهَكَ﴾ (2) الخ۔ اپنے چہرے کو قائم رکھ دین حنیف کے لئے فطرت ہے اللہ کی جس پر لوگوں کو بنایا اللہ تعالیٰ کی خلق کی تبدیلی نہیں' حدیث میں ہے کہ ''ہر بچہ فطرت پر پیدا ہوتا ہے پھر اس کے ماں باپ اسے یہودی یا نصرانی یا مجوسی بنا لیتے ہیں۔ جیسے چوپائے جانور کا بچہ صحیح سالم پیدا ہوتا ہے کوئی ان میں تم کن کٹا نہ پاؤ گے'' (3) (بخاری ومسلم)۔ صحیح مسلم کی ایک حدیث میں ہے کہ ''اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں نے اپنے بندے کو یکسوئی والے پیدا کئے ان کے پاس شیطان پہنچا اور دین سے ورغلا لیا۔'' (4) پھر فرماتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اسے بدکاری و پرہیزگاری کو بیان کر دیا۔ اور جو چیز اس کی قسمت میں تھی اس کی طرف اس کی رہبری ہوئی۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں یعنی خیر و شر ظاہر کر دیا۔ (5) ابن جریر میں ہے حضرت ابوالاسود رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ''حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نے پوچھا ذرا بتلاؤ تو لوگ جو کچھ اعمال کرتے ہیں اور تکلیفیں اٹھا رہے ہیں یہ کیا ان کے لئے اللہ تعالیٰ کی جانب سے مقرر ہو چکی ہے اور ان کی تقدیر میں لکھی جا چکی ہے یا یہ خود آئندہ کے لئے اپنے طور پر کر رہے ہیں اس بنا پر کہ انبیاء علیہم السلام ان کے پاس آ چکے اور اللہ تعالیٰ کی حجت ان پر پوری ہوئی؟ میں نے جواب میں کہا نہیں نہیں بلکہ یہ چیز پہلے سے فیصل شدہ ہے اور مقدر ہو چکی ہے۔ حضرت عمران رضی اللہ عنہ نے کہا پھر یہ تو ظلم نہ ہوگا۔ میں تو اسے سن کر کانپ اٹھا اور گھبرا کر کہا کہ ہر چیز کا خالق مالک وہی اللہ تعالیٰ جل جلالہ ہے' تمام ملک اسی کے ہاتھ میں ہے' اس کے افعال کی باز پرس کوئی نہیں کر سکتا وہ سب سے سوال کر سکتا ہے۔ میرا یہ جواب سن کر حضرت عمران رضی اللہ عنہ بہت خوش ہوئے اور کہا اللہ تعالیٰ تجھے درستگی عنایت فرمائے میں نے تو یہ سوالات اسی لئے کئے تھے کہ امتحان ہو جائے۔ سنو ایک شخص مزینہ جہنیہ قبیلے کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور یہی سوال کیا جو میں نے پہلے آپ سے کیا اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی وہی جواب دیا جو آپ نے دیا تو اس نے کہا پھر ہمارے اعمال سے کیا؟ آپ نے جواباً ارشاد فرمایا کہ جس کسی کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے جس منزل کے لئے پیدا کیا ہے اس سے ویسے ہی کام ہو کر رہیں گے اگر جنتی ہے تو اعمال جنت اور اگر دوزخی لکھا گیا ہے تو ویسے ہی اعمال اس پر آسان ہوں گے۔ سنو! قرآن میں اس کی تصدیق موجود ہے' اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ﴿وَنَفْسٍ وَّمَا سَوّٰهَاO فَاَلْهَمَهَا فُجُوْرَهَا وَتَقْوٰهَاO﴾'' یہ حدیث مسلم میں بھی ہے۔ (6)

تزکیہ نفس: مسند احمد میں بھی ہے کہ ''جس نے اپنے نفس کو پاک کیا وہ بامراد ہوا'' یعنی اطاعت رب میں لگا رہا' نکمے اعمال' رذیل اخلاق چھوڑ دیئے جیسے اور جگہ ہے ﴿قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَكّٰىO وَذَكَرَ اسْمَ رَبِّهٖ فَصَلّٰىO﴾ (7) جس نے پاکیزگی کی اور اپنے رب کا نام یاد کیا' پھر نماز پڑھی اس نے کامیابی پالی اور جس نے اپنے ضمیر کا ستیاناس کیا اور ہدایت سے ہٹا کر اسے برباد کیا' نافرمانیوں میں پڑ گیا' اللہ تعالیٰ کی =

---

(1) ٥١/ الذٰریات:٤٧۔ (2) ٣٠/ الروم:٣٠۔ (3) صحیح بخاری، کتاب الجنائز، باب اذا اسلم الصبی فمات، ١٣٥٨؛ صحیح مسلم، ٢٦٥٨؛ ترمذی، ٢١٣٨؛ احمد، ٢/ ٢٥٣؛ ابن حبان، ١٣٠۔

(4) صحیح مسلم، کتاب الجنة، باب الصفات التی یعرف بها فی الدنیا، ٢٨٦٥؛ احمد، ٤/ ٢٦٦؛ ابن حبان، ٦٥٣؛ مسند الطیالسی، ١٠٧٩۔ (5) الطبری، ٢٤/ ٤٥٤۔ (6) صحیح مسلم، کتاب القدر، باب کیفیة خلق آدمی فی بطن امه، ٢٦٥٠؛ احمد، ٤/ ٤٣٨۔ (7) ٨٧/ الاعلیٰ: ١٤، ١٥۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

كَذَّبَتْ ثَمُوْدُ بِطَغْوٰهَآ ﴿١١﴾ اِذِ انْۢبَعَثَ اَشْقٰهَا ﴿١٢﴾ فَقَالَ لَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ نَاقَةَ
اللّٰهِ وَسُقْيٰهَا ﴿١٣﴾ فَكَذَّبُوْهُ فَعَقَرُوْهَا فَدَمْدَمَ عَلَيْهِمْ رَبُّهُمْ بِذَنْۢبِهِمْ
فَسَوّٰىهَا ﴿١٤﴾ وَلَا يَخَافُ عُقْبٰهَا ﴿١٥﴾

ترجمہ: ثمودیوں نے اپنی سرکشی کے باعث جھٹلایا[۱۱] جب ان میں کا بڑا بدبخت اٹھ کھڑا ہوا[۱۲] انہیں اللہ کے رسول نے فرمادیا تھا کہ اللہ تعالیٰ کی اونٹنی اور اس کے پانی پینے کی باری کی حفاظت کرو[۱۳] ان لوگوں نے اپنے پیغمبر کو جھوٹا سمجھ کر اس اونٹنی کی کوچیں کاٹ دیں۔ پس ان کے رب نے ان کے گناہوں کے باعث ان پر ہلاکت ڈالی اور پھر ہلاکت کو عام کردیا اور اس بستی کو برابر کردیا[۱۴] وہ اس سزا کے انجام سے۔ بے خوف ہے۔[۱۵]

= اطاعت کو چھوڑ بیٹھا' یہ ناکام اور نامراد ہوا' اور یہ معنی بھی ہو سکتے ہیں کہ جس کے نفس کو اللہ تعالیٰ نے پاک کیا وہ بامراد ہوا اور جس نفس کو اللہ تعالیٰ نے نیچے گرادیا وہ برباد اور خائب و خاسر رہا۔ عوفی اور علی بن ابو طلحہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہی روایت کرتے ہیں۔ ❶ ابن ابی حاتم کی ایک مرفوع حدیث میں ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے آیت ﴿قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰهَا﴾ پڑھ کر فرمایا کہ ''جس نفس کو اللہ تعالیٰ نے پاک کیا اس نے چھٹکارا پالیا'' لیکن اس حدیث میں ایک علت تو یہ ہے کہ جو یبر بن سعید متروک الحدیث ہے' دوسری علت یہ ہے کہ ضحاک جو حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں ان کی ملاقات ثابت نہیں۔ (فائدہ) حدیث میں ہے کہ ﴿فَاَلْهَمَهَا فُجُوْرَهَا وَتَقْوٰهَا﴾ پڑھ کر آپ ﷺ نے یہ دعا پڑھی ((اَللّٰهُمَّ اٰتِ نَفْسِیْ تَقْوٰهَا وَزَكِّهَا اَنْتَ خَيْرُ مَنْ زَكّٰهَا اَنْتَ وَلِيُّهَا وَمَوْلَاهَا)) ❷ مسند احمد کی حدیث میں ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ''رات کو ایک مرتبہ میری آنکھ کھلی تو میں نے دیکھا کہ حضور اکرم ﷺ اپنے بستر پر نہیں اندھیرے کی وجہ سے میں گھر میں اپنے ہاتھوں سے ٹٹولنے لگی تو میرے ہاتھ آپ ﷺ پر پڑے آپ اس وقت سجدے میں تھے اور یہ دعا پڑھ رہے تھے۔ ((رَبِّ اَعْطِ نَفْسِیْ تَقْوٰهَا وَزَكِّهَا اَنْتَ خَيْرُ مَنْ زَكّٰهَا اَنْتَ وَلِيُّهَا وَمَوْلَاهَا۔))'' ❸ یہ حدیث صرف مسند احمد میں ہی ہے۔ مسلم اور مسند احمد کی ایک حدیث میں ہے کہ رسول کریم ﷺ یہ دعا مانگتے تھے ((اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْعَجْزِ وَالْكَسَلِ وَ الْهَرَمِ وَالْجُبْنِ وَالْبُخْلِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ اَللّٰهُمَّ اٰتِ نَفْسِیْ تَقْوٰهَا وَزَكِّهَا اَنْتَ خَيْرُ مَنْ زَكّٰهَا اَنْتَ وَلِيُّهَا وَمَوْلَاهَا اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ قَلْبٍ لَّا يَخْشَعُ وَمِنْ نَّفْسٍ لَّا تَشْبَعُ وَعِلْمٍ لَّا يَنْفَعُ وَدَعْوَةٍ لَّا يُسْتَجَابُ لَهَا)) ''یا اللہ! میں عاجز اور بے چارہ ہو جانے سے' سستی سے اور ہار جانے سے' بڑھاپے سے اور نامردی سے اور بخیلی سے اور عذاب قبر سے تیری پناہ چاہتا ہوں' اے اللہ! میرے دل کو اس کا تقویٰ عطا فرما اور اسے پاک کردے تو ہی اسے بہتر پاک کرنے والا ہے تو ہی اس کا والی اور مولیٰ ہے۔ اے اللہ! مجھے ایسے دل سے بچا جس میں تیرا ڈر نہ ہو اور ایسے نفس سے بچا جو آسودہ نہ ہو' اور ایسے علم سے بچا جو نفع نہ دے اور ایسی دعا سے بچا جو قبول نہ کی جائے۔'' راوی حدیث حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ نے ہمیں یہ دعا سکھلائی اور ہم تمہیں سکھاتے ہیں۔ ❹

ثمودیوں کی سرکشی کا انجام: [آیت:۱۱۔۱۵] اللہ تعالیٰ بیان فرما رہا ہے کہ ثمودیوں نے اپنی سرکشی اور تکبر و تجبر کی بنا پر اپنے رسولوں

❶ الطبری، ۲۴/ ۴۵۵۔ ❷ السنة لابن ابی عاصم، ۳۱۹ وسنده ضعيف عبدالله بن عبدالله الاموی ضعيف وللحديث شاهد ضعيف۔ ❸ احمد، ۶/ ۲۰۹ وسنده ضعيف، فيه صالح بن سعيد وثقه ابن حبان وحده من المتقدمين۔

❹ صحيح مسلم، كتاب الذكر والدعاء، باب فی الادعية، ۲۷۲۲؛ احمد، ۴/ ۳۷۱۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی تصدیق نہ کی، محمد بن کعب رحمہ اللہ فرماتے ہیں ﴿بِطَغْوٰهَا﴾ کا مطلب یہ ہے کہ ان سب نے تکذیب کی۔ لیکن پہلی بات ہی زیادہ اولیٰ ہے۔ حضرت مجاہد اور حضرت قتادہ رحمہما اللہ نے بھی یہی بیان کیا ہے، ❶ اس سرکشی کی وجہ سے اور اس تکذیب کی شامت سے یہ اس قدر بدبخت ہوگئے کہ ان میں سے جو زیادہ بدشخص تھا وہ تیار ہوگیا اس کا نام قدار بن سالف تھا، اسی نے حضرت صالح علیہ السلام کی اونٹنی کی کوچیں کاٹی تھیں اسی کے بارے میں فرمان ہے ﴿فَنَادَوْا صَاحِبَهُمْ فَتَعَاطٰى فَعَقَرَ﴾ ❷ ثمودیوں کی آواز پر یہ آ گیا اور اس نے اونٹنی کو مار ڈالا، یہ شخص اس قوم میں ذی عزت تھا ذی نسب تھا شریف تھا قوم کا رئیس اور سردار تھا۔ مسند احمد کی حدیث میں ہے کہ "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ اپنے خطبے میں اس اونٹنی کا اور اس کے مار ڈالنے والے کا ذکر فرمایا اور اس آیت کی تلاوت فرمائی اور فرمایا کہ جیسے ابوزمعہ ہے، اسی جیسا یہ شخص بھی اپنی قوم میں شریف عزیز اور بڑا آدمی تھا۔" ❸ امام بخاری رحمہ اللہ بھی اسے تفسیر میں اور امام مسلم جہنم کی صفت میں لائے ہیں، اور سنن ترمذی، سنن نسائی میں بھی یہ روایت تفسیر میں ہے۔ ابن ابی حاتم میں ہے کہ "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ میں تجھے دنیا بھر کے بدبخت ترین دو شخص بتلاتا ہوں، ایک تو احیمر ثمود جس نے اونٹنی کو مار ڈالا، دوسرا وہ شخص جو تیری پیشانی پر زخم لگائے گا یہاں تک کہ داڑھی خون سے تربتر ہو جائے گی۔" ❹ اللہ تعالیٰ کے رسول حضرت صالح علیہ السلام نے اپنی قوم سے فرما دیا تھا کہ اے قوم! اللہ تعالیٰ کی اونٹنی کو برائی پہنچانے سے ڈرو، اس کے پانی پینے کے مقرر دن میں ظلم کر کے اسے پانی سے نہ روکو، تمہاری اور اس کی باریاں بندھی ہوئی ہیں لیکن ان بدبختوں نے پیغمبر علیہ السلام کی نہ مانی جس گناہ کے باعث ان کے دل سخت ہوگئے اور پھر یہ صاف طور پر مقابلہ کے لئے تیار ہوگئے اور اس اونٹنی کی کوچیں کاٹ دیں جسے اللہ تعالیٰ نے بغیر ماں باپ کے پتھر کی ایک چٹان سے پیدا کیا تھا جو حضرت صالح علیہ السلام کا معجزہ اور اللہ تعالیٰ کی قدرت کی کامل نشانی تھی، اللہ تعالیٰ بھی ان پر غضبناک ہوگیا اور ہلاکت ڈال دی اور سب پر برابر سے عذاب اترا اس لئے کہ احیمر ثمود کے ہاتھ پر اس کی قوم کے چھوٹے بڑوں نے مرد عورت نے بیعت کر لی تھی اور سب کے مشورے سے اس نے اس اونٹنی کو کاٹا تھا اس لئے عذاب میں بھی سب پکڑے گئے۔ ﴿وَلَا يَخَافُ﴾ کو ﴿فَلَا يَخَافُ﴾ بھی پڑھا گیا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی کو سزا کرے تو اسے یہ خوف نہیں ہوتا کہ اس کا انجام کیا ہوگا؟ کہیں یہ بگڑ نہ بیٹھیں، یہ مطلب بھی ہو سکتا ہے کہ اس بدکار احیمر نے اونٹنی کو مار تو ڈالا لیکن انجام سے نہ ڈرا، مگر پہلا قول ہی اولیٰ ہے، وَاللّٰهُ اَعْلَمُ۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ سورۂ والشمس کی تفسیر ختم ہوئی۔

---

❶ الطبری، ۲۴/ ۴۵۸۔ ❷ ۵۴/ القمر ۲۹۔ ❸ صحیح بخاری، کتاب التفسیر، سورۃ ﴿والشمس وضحها﴾، ۴۹۴۲؛ صحیح مسلم، ۲۸۵۵؛ ترمذی، ۳۳۴۳؛ السنن الکبری، ۱۱۶۷۵؛ ابن ماجہ، ۱۹۸۳؛ احمد، ۴/ ۱۷۔

❹ احمد، ۴/ ۲۶۳ وسندہ ضعیف مع انقطاعہ أنظر التاریخ الکبیر، ۱، ۷۱؛ حاکم۔ ۳/ ۱۴۰؛ معرفۃ الصحابۃ لابی نعیم، ۶۷۵؛ مجمع الزوائد، ۹/ ۱۳۶؛ شرح مشکل الآثار، ۸۱۱؛ الکنی والاسماء للدولابی، ۲/ ۱۶۳؛ مسند البزار، ۱۴۱۷؛ مختصرًا، دلائل النبوۃ للبیہقی، ۳/ ۱۲ الخصائص ص، ۲۸۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تفسیر سورۂ لیل

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَالَّيْلِ اِذَا يَغْشٰى ① وَالنَّهَارِ اِذَا تَجَلّٰى ② وَمَا خَلَقَ الذَّكَرَ وَالْاُنْثٰٓى ③ اِنَّ
سَعْيَكُمْ لَشَتّٰى ④ فَاَمَّا مَنْ اَعْطٰى وَاتَّقٰى ⑤ وَصَدَّقَ بِالْحُسْنٰى ⑥ فَسَنُيَسِّرُهٗ
لِلْيُسْرٰى ⑦ وَاَمَّا مَنْۢ بَخِلَ وَاسْتَغْنٰى ⑧ وَكَذَّبَ بِالْحُسْنٰى ⑨ فَسَنُيَسِّرُهٗ
لِلْعُسْرٰى ⑩ وَمَا يُغْنِيْ عَنْهُ مَالُهٗٓ اِذَا تَرَدّٰى ⑪

ترجمہ: اللہ تعالیٰ رحمٰن ورحیم کے نام سے شروع۔

قسم ہے رات کی جب چھا جائے‘[۱] اور قسم ہے دن کی جب روشن ہو۔[۲] اور قسم ہے اس ذات کی جس نے نر مادہ کو پیدا کیا۔[۳] یقیناً تمہاری کوشش مختلف قسم کی ہے[۴] تو جو شخص دیتا رہے اور ڈرتا رہے گا[۵] اور نیک بات کی تصدیق کرتا رہے گا[۶] تو ہم بھی اس کے لئے آسانی پیدا کر دیں گے۔[۷] لیکن جو بخیلی کرے گا اور بے پرواہی برتے گا‘[۸] اور نیک بات کی تکذیب کرے گا[۹] تو ہم بھی اس کی تنگی و مشکل کے سامان میسر کر دیں گے‘[۱۰] اس کا مال اسے اوندھا گرنے کے وقت کچھ کام نہ آئے گا۔[۱۱]

آنحضرت ﷺ کا حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے یہ فرمانا پہلے بیان ہو چکا ہے کہ تو نے ﴿سَبِّحِ اسْمَ﴾ اور ﴿وَالشَّمْسِ﴾ اور ﴿وَالَّيْلِ﴾ سے امامت کیوں نہ کرائی۔ ❶

دن اور رات کی قسم اور نیک وبد کا انجام: [آیت:۱۔۱۱] مسند احمد میں ہے کہ حضرت علقمہ رحمہ اللہ شام میں آئے اور دمشق کی مسجد میں جا کر دو رکعت نماز ادا کی اور اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ اے اللہ! مجھے نیک ساتھی عطا فرما پھر چلے تو حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے ملاقات ہوئی‘ پوچھا کہ تم کہاں کے ہو؟ تو حضرت علقمہ رحمہ اللہ نے کہا میں کوفے والا ہوں۔ پوچھا کہ ابن ام عبد رضی اللہ عنہ اس سورت کو کس طرح پڑھتے تھے؟ میں نے کہا وَالذَّكَرِ وَالْاُنْثٰى پڑھتے تھے۔ حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ فرمانے لگے کہ میں نے بھی رسول اللہ ﷺ سے یونہی سنا ہے اور یہ لوگ مجھے شک وشبہ میں ڈال رہے ہیں۔ پھر فرمایا تم میں تکیے والے یعنی جن کے پاس سفر میں حضور اکرم ﷺ کا بسترہ رہتا تھا اور راز داں ایسے بھیدوں سے واقف جن کا علم اور کسی کو نہیں وہ جو شیطان سے بزبان رسول اللہ ﷺ بچا لئے گئے تھے وہ نہیں؟ ❷ یعنی حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ یہ حدیث بخاری میں بھی ہے اس میں یہ ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے شاگرد اور ساتھی حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ کے پاس آئے آپ بھی انہیں ڈھونڈتے ہوئے پہنچے پھر پوچھا کہ تم میں حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کی قرأت پر قرآن پڑھنے والا کون ہے؟ تو کہا ہم سب ہیں‘ پھر پوچھا کہ تم سب میں حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کی قرأت کو زیادہ یاد رکھنے والا کون ہے؟ لوگوں نے حضرت علقمہ رحمہ اللہ کی طرف اشارہ کیا تو ان سے سوال کیا کہ ﴿وَالَّيْلِ اِذَا يَغْشٰى﴾ کو حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے تم نے کس طرح سنا؟ تو کہا

❶ اس کی تخریج سورۂ انفطار کے تحت گزر چکی ہے۔

❷ احمد، ٦/ ٤٤٩ وهو صحيح واصله في صحيح البخاري (٦٢٧٨) ومسلم، (٨٢٤)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وہ ﴿وَالذَّكَرِ وَالْأُنْثٰى﴾ پڑھتے تھے۔ کہا میں نے بھی حضور علیہ السلام سے اسی طرح سنا ہے اور یہ لوگ چاہتے ہیں کہ میں ﴿وَمَا خَلَقَ الذَّكَرَ وَالْأُنْثٰى﴾ پڑھوں اللہ تعالیٰ کی قسم میں تو ان کی مانوں گا نہیں۔ ❶ الغرض حضرت ابن مسعود اور حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہما کی قرأت یہی ہے اور حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ نے تو اسے مرفوع بھی کہا ہے' باقی جمہور کی قرأت وہی ہے جو موجودہ قرآن میں ہے۔ پس اللہ تعالیٰ رات کی قسم کھاتا ہے جب کہ مخلوق پر چھا جائے' اور دن کی قسم کھاتا ہے جب کہ وہ تمام چیزوں کو اپنی روشنی سے منور کر دے' اور اپنی ذات کی قسم کھاتا ہے جو نر و مادہ کا پیدا کرنے والا ہے' جیسے فرمایا ﴿وَخَلَقْنٰكُمْ أَزْوَاجًا﴾ ❷ ہم نے تمہیں جوڑا جوڑا پیدا کیا ہے۔ اور فرمایا ﴿وَمِنْ كُلِّ شَيْءٍ خَلَقْنَا زَوْجَيْنِ﴾ ❸ ہر چیز کے جوڑے ہم نے پیدا کئے ہیں۔ ان متضاد اور ایک دوسری کے خلاف قسمیں کھا کر فرماتا ہے کہ تمہاری کوششیں اور تمہارے اعمال بھی متضاد اور ایک دوسرے کے خلاف ہیں' بھلائی کرنے والے بھی ہیں اور برائیوں میں مبتلا رہنے والے بھی ہیں۔ پھر فرماتا ہے کہ جس نے دیا یعنی اپنے مال کو اللہ تعالیٰ کے حکم کے ماتحت خرچ کیا اور پھونک پھونک کر قدم رکھا ہر ہر امر میں اللہ تعالیٰ کا خوف کرتا رہا اور اس کے بدلے کو سچا جانتا رہا اس کے ثواب پر یقین رکھا۔ ﴿حُسْنٰى﴾ کے معنی لا الہ الا اللہ کے بھی کئے گئے ہیں' اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کے بھی کئے گئے ہیں' نماز' روزہ' زکوٰۃ' صدقہ' فطر جنت کے بھی مروی ہیں۔ پھر فرماتا ہے کہ ہم اسے آسانی کی راہ آسان کریں گے یعنی بھلائی کی اور جنت کی اور نیک بدلے کی اور جس نے اپنے مال کو اللہ کی راہ میں نہ دیا اور اللہ سے بے نیازی برتی اور حسنیٰ کی یعنی قیامت کے بدلے کی تکذیب کی تو اس پر ہم برائی کا راستہ آسان کر دیں گے' جیسے فرمایا ﴿وَنُقَلِّبُ أَفْئِدَتَهُمْ وَأَبْصَارَهُمْ﴾ ❹ الخ یعنی ہم ان کے دل اور ان کی آنکھیں الٹ دیں گے جس طرح وہ پہلی بار قرآن پر ایمان نہ لائے تھے اور ہم انہیں ان کی سرکشی میں ہی بہکتے رکھیں گے۔ اس مطلب کی آیتیں قرآن کریم میں جابجا موجود ہیں کہ ہر عمل کا بدلہ اسی جیسا ہوتا ہے' خیر کا قصد کرنے والے کو توفیق خیر ملتی ہے اور شر کا قصد رکھنے والوں کو اسی کی توفیق ہوتی ہے' اس معنی کی تائید میں یہ احادیث بھی ہیں۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ ہمارے اعمال فارغ شدہ تقدیر کے ماتحت ہیں یا نو پید ہماری طرف سے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا'' بلکہ تقدیر کے لکھے ہوئے کے مطابق۔ کہنے لگے پھر عمل کی کیا ضرورت؟ فرمایا ہر شخص پر وہ عمل آسان ہوں گے جس چیز کے لئے وہ پیدا کیا گیا ہے'' (مسند احمد)۔ ❺ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ''بقیع غرقد میں ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک جنازے میں شریک تھے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سنو! تم میں سے ہر ایک کی جگہ جنت دوزخ میں مقرر کردہ ہے اور لکھی ہوئی ہے۔ لوگوں نے کہا پھر ہم اس پر بھروسہ کر کے بیٹھ کیوں نہ رہیں؟ تو آپ نے فرمایا عمل کرتے رہو ہر شخص کو وہی اعمال راس آئیں گے جن کے لئے وہ پیدا کیا گیا ہے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہی آیتیں تلاوت فرمائیں'' ❻ (صحیح بخاری)۔ اسی روایت کے اور طریق میں ہے کہ اس بیان کے وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں ایک تنکا تھا اور سر نیچا کئے ہوئے زمین پر اسے پھیر رہے تھے ❼ الفاظ میں کچھ کمی بیشی بھی ہے۔

مسند احمد میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا بھی ایک ایسا ہی سوال جیسا کہ اوپر کی حدیث میں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا

❶ صحیح بخاری، کتاب التفسیر، سورة والليل اذا يغشى باب ﴿وما خلق الذكر والأنثى﴾، ٤٩٤٤؛ صحیح مسلم، ٨٢٤۔

❷ ٧٨/ النبا:٨۔ ❸ ٥١/ الذاريات:٤٩۔ ❹ ٦/ الانعام:١١٠۔ ❺ احمد، ١/ ٦ وسنده ضعيف وفى الباب احاديث اخرى مغنية عنه انظر صحيح البخارى (١٣٦٢) ومسلم (٦/ ٢٦٤٧) مسند البزار، ٢٨؛ المعجم الكبير، ٤٧۔

❻ صحيح بخارى، كتاب التفسير، سورة والليل اذا يغشى باب قوله ﴿فاما من اعطى واتقى﴾ ٤٩٤٥۔

❼ صحیح بخاری، کتاب التفسير، سورة والليل اذا يغشى باب قوله ﴿وكذب بالحسنى﴾ ٤٩٤٨؛ صحيح مسلم، ٢٦٤٧؛ ابو داود، ٤٦٩٤؛ ترمذى، ٢١٣٦؛ ابن ماجه، ٧٨۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گزرا' مروی ہے' اور آپ کا جواب بھی انہیں تقریباً ایسا ہی مروی ہے۔ ❶ ابن جریر میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے بھی ایسی ہی روایت مروی ہے ❷ ابن جریر کی ایک حدیث میں دونو جوانوں کا ایسا ہی سوال اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ایسا ہی جواب مروی ہے اور پھر ان دونوں حضرات کا یہ قول بھی ہے کہ یارسول اللہ! ہم بہ کوشش نیک اعمال کرتے رہیں گے۔ ❸ حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے بھی اسی طرح مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ ''ہر دن غروب کے وقت سورج کے دونوں طرف دو فرشتے ہوتے ہیں وہ با آواز بلند دعا کرتے ہیں جسے تمام چیزیں سنتی ہیں سوائے جنات اور انسان کے کہ ''اے اللہ سخی کو نیک بدلہ دے اور بخیل کا مال تلف کر''۔ ❹ یہی معنی ہیں قرآن کی ان چار آیتوں کے۔ ابن ابی حاتم کی ایک بہت ہی غریب حدیث میں اس پوری سورت کا شان نزول یہ لکھا ہے کہ ''ایک شخص کا کھجوروں کا باغ تھا ان میں سے ایک درخت کی شاخیں ایک مسکین شخص کے گھر میں پڑتی تھیں وہ بے چارہ غریب نیک بخت اور بال بچے دار تھا' باغ والا جب اس درخت کی کھجوریں اتارنے آتا تو اس مسکین کے گھر میں جا کر وہاں کی کھجوریں اتارتا اس میں جو کھجوریں نیچے گرتیں انہیں اس غریب شخص کے بچے چن لیتے تو یہ آ کر ان سے چھین لیتا بلکہ اگر کسی بچے نے منہ میں ڈال بھی لی تو انگلی ڈال کر اس کے منہ سے نکلوا لیتا' اس مسکین نے اس کی شکایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کی' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے تو فرما دیا کہ اچھا تم جاؤ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس باغ والے سے ملے اور فرمایا کہ تو اپنا وہ درخت جس کی شاخیں فلاں مسکین کے گھر میں ہیں مجھے دے دے اللہ تعالیٰ اس کے بدلے تجھے جنت کا ایک درخت دے گا وہ کہنے لگا اچھا حضرت! میں نے دیا مگر مجھے اس کی کھجوریں بہت اچھی لگتی ہیں' میرے تمام باغ میں ایسی کھجوریں کسی اور درخت کی نہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یہ سن کر خاموشی کے ساتھ واپس تشریف لے چلے۔ ایک شخص جو یہ بات چیت سن رہا تھا وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہنے لگا حضرت! اگر یہ درخت میرا ہو جائے اور میں آپ کا کر دوں تو کیا مجھے بھی اس کے بدلے جنتی درخت مل سکتا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں۔ یہ شخص اس باغ والے کے پاس آئے ان کا بھی ایک باغ کھجوروں کا تھا یہ پہلا شخص ان سے وہ ذکر کرنے لگا کہ حضرت مجھے میرے فلاں درخت کھجور کے بدلے جنت کا ایک درخت دینے کو فرما رہے تھے میں نے یہ جواب دیا' یہ سن کر خاموش ہو رہے' پھر تھوڑی دیر بعد فرمایا کہ کیا تم اسے بیچنا چاہتے ہو؟ اس نے کہا نہیں' ہاں یہ اور بات ہے کہ جو قیمت اس کی مانگوں وہ کوئی مجھے دے دے' لیکن کون دے سکتا ہے؟ پوچھا کیا قیمت لینا چاہتے ہو؟ کہا چالیس درخت خرما کے۔ اس نے کہا یہ تو بڑی زبردست قیمت لگا رہے ہو ایک کے چالیس؟ پھر اور باتوں میں لگ گئے' پھر کہنے لگے اچھا میں اسے اتنے میں ہی خریدتا ہوں۔ اس نے کہا اچھا اگر سچ مچ خریدنا ہے تو گواہ کر لو۔ اس نے چند لوگوں کو بلا لیا اور معاملہ طے ہو گیا گواہ مقرر ہو گئے' پھر اسے کچھ سوجھی تو کہنے لگا کہ دیکھئے صاحب! جب تک ہم تم الگ نہیں ہوئے یہ معاملہ طے نہیں ہوا' اس نے بھی کہا بہت اچھا میں بھی ایسا احمق نہیں ہوں کہ تیرے ایک درخت کے بدلے جو خم کھایا ہوا ہے اپنے چالیس درخت دے دوں' تو یہ کہنے لگا اچھا اچھا مجھے منظور ہے لیکن درخت جو میں لوں گا وہ تنے والے بہت عمدہ لوں گا۔ اس نے کہا اچھا منظور۔ چنانچہ گواہوں کے روبرو یہ سودا فیصل ہوا اور مجلس برخاست ہوئی۔ یہ شخص خوشی خوشی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہنے لگے یارسول اللہ! اب وہ درخت میرا ہو گیا اور میں نے اسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دے دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس مسکین کے پاس تشریف لے گئے اور فرمانے لگے کہ یہ درخت تمہارا ہے اور تمہارے بال بچوں کا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے =

❶ ترمذی، کتاب القدر، باب ما جاء فی الشقاء والسعادة، ٢١٣٥ وهو حسن بالشواهد؛ احمد، ٢/ ٥٢۔

❷ صحیح مسلم، کتاب القدر، باب کیفیة خلق آدمی فی بطن امه، ٢٦٤٨؛ الطبری، ٢٤/ ٤٧٥۔

❸ الطبری، ٢٤/ ٤٧٥۔ ❹ الطبری، ٢٤/ ٤٧١۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

إِنَّ عَلَيْنَا لَلْهُدَىٰ ﴿١٢﴾ وَإِنَّ لَنَا لَلْآخِرَةَ وَالْأُولَىٰ ﴿١٣﴾ فَأَنذَرْتُكُمْ نَارًا تَلَظَّىٰ ﴿١٤﴾ لَا
يَصْلَاهَا إِلَّا الْأَشْقَى ﴿١٥﴾ الَّذِي كَذَّبَ وَتَوَلَّىٰ ﴿١٦﴾ وَسَيُجَنَّبُهَا الْأَتْقَى ﴿١٧﴾ الَّذِي يُؤْتِي
مَالَهُ يَتَزَكَّىٰ ﴿١٨﴾ وَمَا لِأَحَدٍ عِندَهُ مِن نِّعْمَةٍ تُجْزَىٰ ﴿١٩﴾ إِلَّا ابْتِغَاءَ وَجْهِ رَبِّهِ
الْأَعْلَىٰ ﴿٢٠﴾ وَلَسَوْفَ يَرْضَىٰ ﴿٢١﴾

ع ۱ ۴۱ ۱۷

ترجمہ: راہ دکھا دینا ہمارے ذمہ ہے[۱۲] اور ہمارے ہی ہاتھ ہے آخرت اور دنیا[۱۳] میں نے تو تمہیں شعلے مارتی ہوئی آگ سے ڈرایا ہے۔[۱۴] جس میں صرف وہ بدبخت تر لوگ داخل ہوں گے[۱۵] جنہوں نے جھٹلایا اور (اس کی پیروی سے) منہ پھیر لیا ہے۔[۱۶] اس سے ایسا شخص دور رکھا جائے گا جو پرہیزگار ہوگا۔[۱۷] جو پاکی حاصل کرنے کے لئے اپنا مال دیتا ہوگا[۱۸] کسی کا اس پر کوئی احسان نہیں کہ جس کا بدلہ دیا جا رہا ہو[۱۹] بلکہ صرف اپنے پروردگار بزرگ و بلند کی رضا مطلوب ہوتی ہے۔[۲۰] یقیناً وہ (اللہ تعالیٰ) بھی عنقریب رضامند ہو جائے گا۔[۲۱]

= ہیں اس پر یہ سورت نازل ہوئی۔" ❶ ابن جریر میں مروی ہے کہ یہ آیتیں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بارے میں نازل ہوئی ہیں آپ مکہ میں ابتدائے اسلام کے زمانے میں بڑھیا عورتوں کو اور ضعیف لوگوں کو جو مسلمان ہو جاتے تھے آزاد کرا دیا کرتے تھے اس پر ایک مرتبہ آپ کے والد حضرت ابوقحافہ نے جواب تک مسلمان نہیں ہوئے تھے کہا بیٹا تم جوان کمزور ہستیوں کو آزاد کراتے پھرتے ہو اس سے یہ اچھا ہو کہ نوجوان طاقت والوں کو آزاد کراؤ تاکہ وقت پر وہ تمہیں کام آئیں تمہاری مدد کریں اور دشمنوں سے لڑیں تو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ ابا جی میرا ارادہ دنیوی فائدے کا نہیں میں تو صرف رضائے رب مرضیٔ مولا چاہتا ہوں اس بارے میں یہ آیتیں نازل ہوئیں۔ ❷ تَرَدّٰی کے معنی مرنے کے بھی مروی ہیں اور آگ میں گرنے کے بھی۔ ❸

ظالموں کا انجام: [آیت: ۱۲۔۲۱] یعنی حلال و حرام کا ظاہر کر دینا ہمارے ذمہ ہے۔ یہ بھی معنی ہیں کہ جو ہدایت پر چلا وہ یقیناً ہم تک پہنچ جائے گا۔ جیسے فرمایا ﴿وَعَلَى اللَّهِ قَصْدُ السَّبِيلِ﴾ ❹ آخرت اور دنیا کی ملکیت ہماری ہی ہے۔ میں نے بھڑکتی ہوئی آگ سے تمہیں ہوشیار کر دیا ہے۔ مسند احمد میں ہے کہ حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ نے اپنے خطبہ میں فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے میں نے خطبہ کی حالت میں سنا ہے کہ آپ بہت بلند آواز سے فرما رہے تھے۔ یہاں تک کہ اس جگہ سے بازار تک آواز پہنچے اور بار بار فرماتے جاتے تھے لوگو! میں تمہیں جہنم کی آگ سے ڈرا چکا' لوگو! میں تمہیں جہنم کی آگ سے ڈرا رہا ہوں' بار بار یہ فرما رہے تھے۔ یہاں تک کہ چادر مبارک کندھوں سے سرک کر پیروں میں گر پڑی۔ ❺ صحیح بخاری میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "سب سے ہلکے عذاب والا جہنمی قیامت کے دن وہ ہوگا کہ جس کے دونوں تلوؤں تلے دو انگارے رکھ دیئے جائیں گے۔ جس سے اس کا دماغ ابل رہا ہوگا۔" ❻ مسلم کی حدیث میں ہے کہ "ہلکے عذاب والا جہنمی وہ ہوگا جس کی دونوں جوتیاں اور دونوں تسمے آگ کے ہوں گے جن سے اس کا دماغ اس طرح ابل رہا ہوگا جس طرح ہنڈیا میں کھدبدی آ رہی ہو باوجود یہ کہ سب سے ہلکے عذاب والا یہی ہے لیکن اس کے خیال میں

❶ اسکی سند میں حفص بن عمر العدنی ضعیف راوی ہے (المیزان، ۱/ ۵۶۰؛ رقم: ۲۱۳۰) لہٰذا یہ روایت مردود ہے۔
❷ ابن جریر، ۲/ ۵۲۵ ح ۳۹۴۲ وسندہ حسن۔ ❸ الطبری، ۲۴/ ۴۷۶۔ ❹ ۱۶/ النحل: ۹۔
❺ احمد، ۴/ ۲۷۲ وسندہ صحیح وصححہ الحاکم، ۱/ ۲۸۷ علی شرط مسلم ووافقہ الذہبی وھو کما قالا۔
❻ صحیح بخاری، کتاب الرقاق، باب صفة الجنة والنار، ۶۵۶۱؛ احمد، ۴/ ۴۷۱۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس سے زیادہ عذاب والا کوئی نہ ہوگا۔ ❶ اس جہنم میں صرف وہی لوگ گھیر گھار کر بدترین عذاب کیے جائیں گے جو بدبخت تر ہوں جن کے دل میں تکذیب ہو اور جسم سے اسلام پر عمل نہ ہو۔ ''مسند احمد کی حدیث میں بھی ہے کہ ''جہنم میں صرف شقی لوگ جائیں گے۔ لوگوں نے پوچھا کہ شقی کون ہے؟ فرمایا جو اطاعت گزار نہ ہو اور نہ اللہ کے خوف سے کوئی بدی چھوڑتا ہو۔'' ❷ مسند کی اور حدیث میں ہے کہ ''میری ساری امت جنت میں جائے گی سوائے ان کے جو انکار کریں۔ لوگوں نے پوچھا انکاری کون ہے؟ فرمایا جو میری اطاعت کرے وہ جنت میں گیا اور جس نے میری نافرمانی کی اس نے انکار کر دیا'' ❸ اور فرمایا کہ جہنم سے دوری اسے ہوگی جو تقویٰ شعار، پرہیزگار، اللہ سے ڈرنے والا ہو، جو اپنے مال کو اللہ کی راہ میں دے تاکہ خود بھی پاک ہو جائے اور اپنی چیزوں کو بھی پاک کر لے اور دین و دنیا میں پاکیزگی حاصل کر لے، یہ اس لئے کہ کسی کے ساتھ سلوک نہیں کرتا کہ اس کا بھی کوئی احسان اس پر ہے بلکہ اس لئے کہ آخرت میں جنت لے اور وہاں اللہ کا دیدار نصیب ہو۔ پھر فرماتا ہے کہ بہت جلد بالیقین ایسی پاک صفتوں والا شخص راضی ہو جائے گا۔

فضائل صدیق اکبر رضی اللہ عنہ: اکثر مفسرین کہتے ہیں کہ یہ آیتیں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے بارے میں اتری ہیں۔ یہاں تک کہ بعض مفسرین نے تو اس پر اجماع نقل کیا ہے، بے شک صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اس میں داخل ہیں اور اس کے عموم میں ساری امت سے پہلے ہیں گو الفاظ آیت کے عام ہیں لیکن آپ سب سے اول اس کے مصداق ہیں، ان تمام اوصاف میں اور کل کی کل نیکیوں میں سب سے پہلے اور سب سے آگے اور سب سے بڑھے چڑھے آپ ہی تھے، آپ صدیق تھے، پرہیزگار تھے، سخی تھے، اپنے مالوں کو اپنے مولا کی اطاعت میں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امداد میں دل کھول کر خرچ کرتے رہتے تھے، ہر ایک کے ساتھ احسان و سلوک کرتے اور کسی دنیوی فائدے کی چاہت پر نہیں، کسی کے احسان کے بدلے نہیں، بلکہ صرف اللہ تعالیٰ کی مرضی کے لئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی فرمانبرداری کے لئے، جتنے لوگ تھے خواہ بڑے ہوں، خواہ چھوٹے سب کے سب پر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے احسانات کے بار تھے، یہاں تک کہ عروہ بن مسعود جو قبیلہ ثقیف کا سردار تھا صلح حدیبیہ کے موقع پر جب کہ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے اسے ڈانٹا ڈپٹا اور دو باتیں سنائیں تو اس نے کہا کہ اگر آپ کے احسان مجھ پر نہ ہوتے جس کا بدلہ میں نہیں دے سکا تو میں آپ کو ضرور جواب دیتا' ❹ پس جب کہ عرب کے سردار اور قبائل عرب کے بادشاہ کے اوپر آپ کے اس قدر احسان تھے کہ وہ سر نہیں اٹھا سکتا تھا تو بھلا اور تو کہاں؟ اسی لئے یہاں بھی فرمایا گیا کہ کسی کے احسان کا بدلہ انہیں دینا نہیں بلکہ صرف دیدار الٰہی کی خواہش ہے۔ بخاری و مسلم کی حدیث میں ہے کہ ''جو شخص جوڑا اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرے اسے جنت کے داروغے پکاریں گے کہ اے اللہ کے بندے ادھر سے آ، یہ دروازہ سب سے اچھا ہے تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا یا رسول اللہ! کوئی ضرورت تو ایسی نہیں لیکن فرمایئے کوئی ایسا بھی ہے کہ جو جنت کے تمام دروازوں سے بلایا جائے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں ہے اور مجھے اللہ تعالیٰ سے امید ہے کہ تم ان میں سے ہو۔'' ❺

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ سورۂ واللیل کی تفسیر ختم ہوئی۔ اللہ تعالیٰ کا احسان ہے اور اس کا شکر ہے۔

---

❶ صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب اھون اھل النار عذابا، ۲۱۳۔

❷ ابن ماجہ، کتاب الزھد، باب ما یرجی من رحمۃ اللہ یوم القیامۃ، ۴۲۹۸ وسندہ ضعیف؛ احمد، ۲/ ۳۴۹ اس کی سند میں ابن لھیعہ مدلس ومختلط راوی (التقریب: ۱/ ۴۴؛ رقم: ۵۷۴) ہے۔

❸ صحیح بخاری، کتاب الاعتصام، بالکتاب والسنۃ، باب الاقتداء بسنن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، ۷۲۸۰؛ احمد، ۲/ ۳۶۱۔

❹ صحیح بخاری، کتاب الشروط، باب الشروط فی الجھاد، ۲۷۳۱؛ ۲۷۳۲۔

❺ صحیح بخاری، کتاب الصوم، باب الریان للصائمین، ۱۸۹۷؛ صحیح مسلم، ۱۰۲۷؛ ترمذی، ۳۶۷۴؛ ابن حبان، ۳۰۸۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تفسیر سورۂ ضحیٰ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

وَالضُّحٰی ۙ﴿۱﴾ وَ الَّیۡلِ اِذَا سَجٰی ۙ﴿۲﴾ مَا وَدَّعَکَ رَبُّکَ وَ مَا قَلٰی ؕ﴿۳﴾ وَ لَلۡاٰخِرَۃُ خَیۡرٌ لَّکَ مِنَ الۡاُوۡلٰی ؕ﴿۴﴾ وَ لَسَوۡفَ یُعۡطِیۡکَ رَبُّکَ فَتَرۡضٰی ؕ﴿۵﴾ اَلَمۡ یَجِدۡکَ یَتِیۡمًا فَاٰوٰی ۪﴿۶﴾ وَ وَجَدَکَ ضَآلًّا فَہَدٰی ۪﴿۷﴾ وَ وَجَدَکَ عَآئِلًا فَاَغۡنٰی ؕ﴿۸﴾ فَاَمَّا الۡیَتِیۡمَ فَلَا تَقۡہَرۡ ؕ﴿۹﴾ وَ اَمَّا السَّآئِلَ فَلَا تَنۡہَرۡ ﴿ؕ۱۰﴾ وَ اَمَّا بِنِعۡمَۃِ رَبِّکَ فَحَدِّثۡ ﴿۱۱﴾

ع ١٨

ترجمہ: شروع اللہ کے نام سے جو بخشش کرنے والا نہایت مہربان ہے۔

قسم ہے چاشت کے وقت کی'[۱] اور قسم ہے رات کی جب چھا جائے'[۲] نہ تو تیرے رب نے تجھے چھوڑا اور نہ وہ بیزار ہو گیا ہے'[۳] یقیناً تیرے لیے انجام آغاز سے بہتر ہے'[۴] تجھے تیرا رب بہت جلد انعام دے گا' اور تو راضی خوشی ہو جائے گا'[۵] کیا اس نے تجھے یتیم پا کر جگہ نہیں دی؟[۶] اور تجھے راہ بھولا پا کر ہدایت نہیں دی؟[۷] اور تجھے تنگدست پا کر تونگر نہیں بنا دیا؟[۸] پس یتیم پر تو بھی سختی نہ کیا کر'[۹] اور نہ سوال کرنے والے کو ڈانٹ ڈپٹ[۱۰] اور اپنے رب کے احسانوں کو بیان کرتا رہ۔[۱۱]

تعارف سورت: اسماعیل بن قسطنطین اور شبل بن عباد کے سامنے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ تلاوت قرآن کر رہے تھے جب اس سورت تک پہنچے تو دونوں نے فرمایا کہ اب سے آخر تک ہر سورت کے خاتمہ پر اللہ اکبر کہا کرو۔ ہم نے ابن کثیر رحمہ اللہ کے سامنے پڑھا تو انہوں نے ہمیں یہی فرمایا اور انہوں نے فرمایا کہ ہم سے مجاہد رحمہ اللہ نے یہ فرمایا ہے اور مجاہد رحمہ اللہ کو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی یہی تعلیم تھی اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کو حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے یہی فرمایا تھا' اور ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ حکم دیا تھا۔ ❶ امام القرأت حضرت ابوالحسن بھی اس سنت کے راوی ہیں۔ حضرت ابوحاتم رازی رحمہ اللہ اس حدیث کو ضعیف کہتے ہیں۔ اس لیے کہ ابوالحسن ضعیف ہیں' ابوحاتم رحمہ اللہ تو ان سے حدیث ہی نہیں لیتے۔ اسی طرح ابوجعفر عقیلی رحمہ اللہ بھی انہیں منکر الحدیث کہتے ہیں' لیکن شیخ شہاب الدین ابوشامہ شرح شاطبیہ میں حضرت امام شافعی رحمہ اللہ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ایک شخص سے سنا کہ وہ نماز میں اس تکبیر کو کہتے تھے تو آپ نے فرمایا تو نے اچھا کیا اور سنت کو پہنچ گیا۔ یہ واقعہ اس بات کا مقتضی ہے کہ یہ حدیث صحیح ہو۔ پھر قاریوں میں اس بات کا بھی اختلاف ہے کہ کس جگہ یہ تکبیر پڑھے اور کس طرح پڑھے' بعض تو کہتے ہیں ﴿وَالَّیۡلِ اِذَا یَغۡشٰی﴾ کے خاتمہ سے۔ بعض کہتے ہیں والضحیٰ کے آخر سے۔ پھر بعض تو کہتے ہیں کہ صرف اللّٰہ اکبر کہے' بعض کہتے ہیں کہ لا الہ الا اللّٰہ واللّٰہ اکبر کہے۔ بعض قاریوں نے سورۂ والضحیٰ سے ان تکبیروں کے کہنے کی یہ وجہ بیان کی ہے کہ جب وحی کے آنے میں دیر لگی اور کچھ مدت حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی نہ اتری پھر حضرت جبرئیل علیہ السلام آئے اور یہی سورہ لائے تو خوشی اور فرحت کے باعث آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تکبیر کہی۔

❶ حاکم، ۳/ ۳۰۴ وسندہ ضعیف، فیہ احمد بن عبداللہ بن قاسم بن ابی بزہ وھو ضعیف علی الراجح انظر حاشیتی علی لسان المیزان (۱، ۲۸۳)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لیکن یہ کسی ایسی اسناد کے ساتھ مروی نہیں جس سے صحت وضعف کا پتہ چل سکے وَاللّٰہُ اَعْلَمُ ۔

شان نزول: [آیت:۱۔۱۱] مسند احمد میں ہے کہ حضور ﷺ بیمار ہو گئے اور ایک یا دو راتوں تک آپ ﷺ تہجد کی نماز کے لیے نہ اٹھ سکے تو ایک عورت کہنے لگی کہ تجھے تیرے شیطان نے چھوڑ دیا۔ اس پر یہ اگلی آیتیں نازل ہوئیں'' ❶ (بخاری ومسلم وغیرہ)۔ حضرت جندب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جبرئیل علیہ السلام کے آنے میں کچھ دیر ہوئی تو مشرکین کہنے لگے کہ یہ تو چھوڑ دیئے گئے تو اللہ تعالیٰ نے وَالضُّحٰی سے مَاقَلٰی تک کی آیتیں نازل کیں۔ ❷ اور روایت میں ہے کہ حضور ﷺ کی انگلی پر پتھر مارا گیا تھا جس میں سے خون نکلا اور جس پر آپ ﷺ نے فرمایا۔

((هَلْ اَنْتِ اِلَّا اِصْبَعٌ دَمِيْتِ وَفِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ مَالَقِيْتِ)) یعنی تو صرف ایک انگلی ہے اور اللہ کی راہ میں تجھے یہ زخم لگا ہے۔ طبیعت کچھ ناساز ہو جانے کی وجہ سے دو تین رات آپ ﷺ بیدار نہ ہوئے جس پر اس عورت نے وہ ناشائستہ الفاظ نکالے اور یہ آیتیں نازل ہوئیں۔ کہا گیا ہے کہ یہ عورت ابولہب کی جورو ام جمیل تھی' اس پر اللہ کی مار۔ آپ ﷺ کی انگلی کا زخمی ہونا اور اس موزوں کلام کا بے ساختہ زبان مبارک سے ادا ہونا تو بخاری ومسلم میں بھی ثابت ہے ❸ لیکن ترک قیام کا سبب اسے بتانا اور اس پر ان آیتوں کا نازل ہونا یہ غریب ہے۔

ابن جریر میں ہے کہ ''حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے کہا تھا کہ آپ کا رب آپ سے کہیں ناراض نہ ہو گیا ہو؟'' اس پر یہ آیتیں اتریں۔ ❹ اور روایت میں ہے کہ جبرئیل علیہ السلام کے آنے میں دیر ہوئی تو حضور ﷺ بہت گھبرائے' اس پر حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے یہ سب بیان کیا اور اس پر یہ آیتیں اتریں۔ ❺ یہ دونوں روایتیں مرسل ہیں اور حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا نام تو اس میں محفوظ نہیں معلوم ہوتا' ہاں یہ ممکن ہے کہ بی بی صاحبہ رضی اللہ عنہا نے افسوس اور رنج کے ساتھ یہ فرمایا ہو وَاللّٰہُ اَعْلَمُ ۔

ابن اسحٰق اور بعض اور سلف نے فرمایا ہے کہ جب حضرت جبرئیل علیہ السلام اپنی اصلی صورت میں ظاہر ہوئے تھے اور بہت ہی قریب ہو گئے تھے اس وقت اسی سورت کی وحی نازل فرمائی تھی۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ وحی کے رک جانے کی بنا پر مشرکین کے اس ناپاک قول کے رد میں یہ آیتیں اتریں۔ ❻ یہاں اللہ تعالیٰ نے دھوپ چڑھنے کے وقت کی دن کی روشنی اور رات کے سکون اور اندھیرے کی قسم کھائی جو قدرت قادر اور خلق خالق کی صاف دلیل ہے جیسے اور جگہ ہے ﴿وَالَّیْلِ اِذَا یَغْشٰی ○ وَالنَّهَارِ اِذَا تَجَلّٰی ○﴾ ❼

اور جگہ ہے ﴿فَالِقُ الْاِصْبَاحِ﴾ ❽ الخ مطلب یہ ہے کہ اپنی اس قدرت کا یہاں بھی بیان کیا ہے پھر فرماتا ہے کہ تیرے رب نے نہ تو تجھے چھوڑا نہ تجھ سے دشمنی کی' تیرے لیے آخرت اس دنیا سے بہت بہتر ہے اسی لیے رسول اللہ ﷺ دنیا میں سب سے زیادہ زاہد تھے اور سب سے زیادہ تارک دنیا تھے آپ ﷺ کی سیرت کا مطالعہ کرنے والے پر یہ بات ہرگز مخفی نہیں رہ سکتی۔

حضور ﷺ کی شان مبارک: مسند احمد میں ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ''کہ حضور ﷺ بوریے پر سوئے جسم مبارک پر بوریے کے نشان پڑ گئے جب بیدار ہوئے تو میں آپ ﷺ کی کروٹ پر ہاتھ پھیرنے لگا اور کہا حضور! ہمیں کیوں اجازت نہیں دیتے کہ اس بوریے پر کچھ بچھا دیا کریں۔ حضور ﷺ نے فرمایا مجھے دنیا سے کیا واسطہ ہے؟ میں کہاں دنیا کہاں؟ میری اور دنیا کی مثال تو اس راہرو سوار کی طرح ہے جو کسی درخت تلے ذرا سی دیر ٹھہر جائے پھر اسے چھوڑ کر چل دے۔'' ❾ یہ حدیث ترمذی

❶ صحیح بخاری، کتاب التفسیر، سورة والضحی باب قوله ﴿ما ودعك ربك وما قلى﴾ ٤٩٥٠؛ صحیح مسلم: ١٧٩٧؛ احمد: ٤/ ٣١٢۔ ❷ صحیح مسلم، کتاب الجهاد، باب ما لقی النبی ﷺ من اذی المشرکین والمنافقین، ١٧٩٧۔ ❸ صحیح بخاری، کتاب الأدب، باب مایجوز من الشعر والرجز، ٦١٤٦؛ صحیح مسلم، ١٧٩٦۔ ❹ الطبری، ٢٤/ ٤٨٦ یہ روایت مرسل یعنی ضعیف ہے۔ ❺ الطبری، ٢٤/ ٤٨٧۔ ❻ الطبری، ٢٤/ ٤٨٤۔ ❼ ٩٢/ اللیل: ١، ٢۔ ❽ ٦/ الانعام: ٩٦۔

❾ ترمذی، کتاب الزهد، باب حدیث (ما الدنیا الاکراکب استظل) ٢٣٧٧؛ ابن ماجه، ٤١٠٩ وهو حدیث حسن؛ احمد، ١/ ٣٩١۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں بھی ہے اور حسن ہے۔ پھر فرمایا تیرا رب تجھے آخرت میں تیری امت کے بارے میں اس قدر نعمتیں دے گا کہ تو خوش ہو جائے ان کی بڑی تکریم ہوگی اور آپ ﷺ کو خاص کر کے حوض کوثر عطا فرمایا جائے گا جس کے کنارے پر کھو کھلے موتی کے خیمے ہوں گے جس کی مٹی خالص مشک ہوگی' یہ حدیثیں عنقریب آ رہی ہیں' ان شاء اللہ تعالیٰ۔ ایک روایت میں ہے کہ ''جو خزانے آپ ﷺ کی امت کو ملنے والے تھے وہ ایک ایک کر کے آپ ﷺ پر ظاہر کیے گئے آپ بہت خوش ہوئے اس پر یہ آیت اتری' ❶ جنت میں ایک ہزار محل آپ کو دیئے گئے ہر ہر محل میں پاک بیویاں اور بہترین خادم ہیں'' ابن عباس رضی اللہ عنہما تک اس کی سند صحیح ہے اور بظاہر ایسی بات بغیر حضور اکرم ﷺ سے سنے روایت نہیں ہو سکتی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں حضور اکرم ﷺ کی رضامندی میں سے یہ بھی ہے کہ آپ ﷺ کے اہل بیت میں سے کوئی دوزخ میں نہ جائے۔ حسن رحمہ اللہ فرماتے ہیں اس سے مراد شفاعت ہے۔

ابن ابی شیبہ میں ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا ''ہم وہ لوگ ہیں جن کے لیے اللہ تعالیٰ نے آخرت دنیا پر پسند کر لی ہے پھر آپ نے آیت ﴿وَلَسَوْفَ﴾ کی تلاوت فرمائی۔'' ❷ پھر اللہ تعالیٰ اپنی نعمتیں جتاتا ہے' پہلی نعمت یہ بیان فرمائی کہ آپ ﷺ کی یتیمی کی حالت میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے آپ کا بچاؤ کیا اور آپ کی حفاظت کی اور پرورش کی اور جگہ عنایت فرمائی۔ آپ ﷺ کے والد کا انتقال تو آپ کی پیدائش سے پہلے ہی ہو چکا تھا' بعض کہتے ہیں کہ ولادت کے بعد ہوا۔ چھ سال کی عمر میں والدہ صاحبہ کا بھی انتقال ہو گیا۔ اب آپ ﷺ دادا کی کفالت میں تھے لیکن جب آٹھ سال کی آپ کی عمر ہوئی تو دادا کا سایہ بھی اٹھ گیا۔ اب آپ اپنے چچا ابو طالب کی پرورش میں آئے۔ ابو طالب آپ کی نگرانی اور امداد میں رہے' آپ کی پوری توقیر وعزت کرتے اور قوم کی مخالفت کے چڑھتے طوفان کو روکتے رہتے تھے اور اپنے نفس کو بطور ڈھال کے پیش کر دیا کرتے تھے' کیونکہ چالیس سال کی عمر میں آپ ﷺ کو نبوت مل چکی تھی' اور قریش سخت تر مخالف بلکہ دشمن جان ہو گئے تھے' ابو طالب باوجود بت پرست مشرک ہونے کے آپ ﷺ کا ساتھ دیتا تھا اور مخالفین سے لڑتا بھڑتا رہتا تھا۔ یہ تھی منجانب اللہ حسن تدبیر کہ آپ کی یتیمی کے ایام اس طرح گزارے اور مخالفین سے آپ ﷺ کی خدمت اسی طرح لی' یہاں تک کہ ہجرت سے کچھ پہلے ابو طالب بھی فوت ہو گئے' اب سفہاء وجہلائے قریش اٹھ کھڑے ہوئے تو پروردگار عالم نے آپ ﷺ کو مدینہ کی طرف ہجرت کرنے کی رخصت عطا فرمائی اور اوس وخزرج جیسی قوموں کو آپ کا انصار بنا دیا۔ ان بزرگوں نے آپ کو اور آپ ﷺ کے ساتھیوں کو جگہ دی اور مدد کی' حفاظت کی اور مخالفین سے سینہ سپر ہو کر مردانہ وار لڑائیاں کیں' اللہ ان سب سے خوش رہے' یہ سب کا سب اللہ کی حفاظت اور اس کی عنایت احسان اور اکرام سے تھا۔ پھر فرمایا کہ راہ بھولا پا کر صحیح راستہ دکھا دیا' جیسے اور جگہ ہے ﴿مَا كُنْتَ تَدْرِيْ مَا الْكِتٰبُ وَلَا الْاِيْمَانُ﴾ ❸ الخ۔ یعنی اسی طرح ہم نے اپنے حکم سے تمہاری طرف روح (جبرئیل یا قرآن) کی وحی کی تم یہ بھی نہیں جانتے تھے کہ ایمان کیا چیز ہوتی ہے' نہ کتاب کی خبر تھی بلکہ ہم نے اسے نور بنا کر جسے چاہا ہدایت کر دی۔ بعض کہتے ہیں کہ مراد یہ ہے کہ حضور ﷺ بچپن میں مکہ کی گلیوں میں گم ہو گئے تھے اس وقت اللہ نے لوٹا لیا' بعض کہتے ہیں کہ شام کی طرف اپنے چچا کے ساتھ جاتے ہوئے رات کو شیطان نے آپ ﷺ کی اونٹنی کی نکیل پکڑ کر راہ سے ہٹا کر جنگل میں ڈال دیا پس جبرئیل علیہ السلام آئے اور پھونک مار کر شیطان کو تو حبشہ میں ڈال دیا اور سواری کو راہ پر لگا دیا۔ بغوی نے یہ دونوں قول نقل کیے ہیں۔ پھر فرماتا ہے کہ بال بچوں والا ہوتے ہوئے تنگ دست پا کر ہم نے آپ ﷺ کو غنی کر دیا پس فقیر صابر اور غنی شاکر ہونے کے درجات آپ ﷺ کو مل گئے۔ صَلَوٰاتُ اللّٰهِ وَسَلَامُهُ عَلَيْهِ۔

❶ الطبری، ۲۴/ ۴۸۷۔ ❷ مصنف ابن ابی شیبہ، ۳۷۷۱۶ وسندہ ضعیف اس کی سند میں یزید بن ابی زیاد ضعیف راوی ہے۔
❸ ۴۲/ الشوریٰ: ۵۲۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مسکین کو نہ جھڑکو: حضرت قتادہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ سب حال نبوت سے پہلے کے ہیں۔ بخاری و مسلم وغیرہ میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ''تونگری مال و اسباب کی زیادتی سے نہیں، بلکہ حقیقی تونگر وہ ہے جس کا دل بے پرواہ ہو۔'' ❶ صحیح مسلم میں ہے ''اس نے فلاح پالی جسے اسلام نصیب ہوا اور جو کافی ہو جائے اتنا رزق بھی ملا اور اللہ کے دیے ہوئے پر قناعت کی توفیق ملی۔ ❷ پھر فرماتا ہے کہ یتیم کو حقیر نہ خیال کر نہ ڈانٹ ڈپٹ کر بلکہ اس کے ساتھ احسان و سلوک کر اور اپنی یتیمی کو نہ بھول۔ قتادہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ''یتیم کے لیے ایسا ہو جانا چاہیے جیسے سگا باپ اپنی اولاد پر مہربان ہوتا ہے۔'' سائل کو نہ جھڑک جس طرح تم بے راہ تھے اور اللہ نے ہدایت دی تو اب جو تم سے علمی باتیں پوچھے صحیح راستہ دریافت کرے تو تم اسے ڈانٹ ڈپٹ نہ کرو، غریب مسکین ضعیف بندوں پر تکبر تجبر نہ کرو، انہیں ڈانٹو ڈپٹو نہیں، برا بھلا نہ کہو، سخت سست نہ بولو، اگر مسکین کو کچھ نہ دے سکے تو بھی بھلا اور اچھا جواب دے نرمی اور رحم کے ساتھ لوٹا دے۔ پھر فرمایا کہ اپنے رب کی نعمتیں بیان کرتے رہو یعنی جس طرح تمہاری فقیری کو ہم نے تونگری سے بدل دیا تم بھی ہماری ان نعمتوں کو بیان کرتے رہو، اسی لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دعاؤں میں یہ بھی تھا ((وَاجْعَلْنَا شٰكِرِيْنَ لِنِعْمَتِكَ مُثْنِيْنَ بِهَا قَابِلِيْهَا وَاَتِمَّهَا عَلَيْنَا)) یعنی اے اللہ! ہمیں اپنی نعمتوں کی شکر گزاری کرنے والا، ان کی وجہ سے تیری ثنا بیان کرنے والا، ان کا اقرار کرنے والا کر دے اور ان نعمتوں کو ہمیں بھرپور دے۔ ❸ ابو نضرہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ''مسلمانوں کا یہ خیال تھا کہ نعمتوں کی شکر گزاری میں یہ بھی داخل ہے کہ ان کا بیان ہو۔''

مسند احمد کی حدیث میں ہے کہ ''جس نے تھوڑے پر شکر نہ کیا اس نے زیادہ پر بھی شکر نہیں کیا، لوگوں کی شکر گزاری جس نے نہ کی اس نے اللہ کی بھی نہیں کی۔'' ❹ نعمتوں کا بیان بھی شکر ہے اور ان کا بیان نہ کرنا ناشکری ہے، جماعت کے ساتھ رہنا رحمت کا سبب ہے اور تفرقہ عذاب کا باعث ہے، اس کی اسناد ضعیف ہے۔ بخاری و مسلم میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ مہاجرین نے کہا ''یا رسول اللہ! انصار سارا کا سارا اجر لے گئے فرمایا نہیں جب تک کہ تم ان کے لیے دعا کیا کرو اور ان کی تعریف کرتے رہو۔'' ❺

ابوداؤد میں ہے کہ ''اس نے اللہ کی شکر گزاری نہیں کی جس نے لوگوں کی شکر گزاری نہ کی۔'' ❻ ابوداؤد کی اور حدیث میں ہے کہ جسے کوئی نعمت ملی اور اس نے اسے بیان کیا تو وہ شکر گزار ہے اور جس نے اسے چھپایا اس نے ناشکری کی۔ ❼ اور روایت میں ہے کہ ''جسے کوئی عطا دی جائے اسے چاہیے کہ اگر ہو سکے تو بدلہ اتار دے اگر نہ ہو سکے تو اس کی ثنا بیان کرے، جس نے ثنا کی وہ شکر گزار ہوا اور جس نے اس نعمت کا اظہار نہ کیا اس نے ناشکری کی'' ❽ (ابوداؤد)۔

مجاہد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہاں نعمت سے مراد نبوت ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ قرآن مراد ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں مطلب یہ ہے کہ جو بھلائی کی باتیں آپ کو معلوم ہیں وہ اپنے بھائیوں سے بھی بیان کرو۔ محمد بن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ

---

❶ صحیح بخاری، کتاب الرقاق، باب الغنی غنی النفس، ٦٤٤٦؛ صحیح مسلم، ١٠٥١؛ ترمذی، ٢٣٧٣؛ احمد، ٢/ ٣٨٩؛ ابن حبان، ١٧٩۔ ❷ صحیح مسلم، کتاب الزکاة، باب فی الکفاف والقناعة، ١٠٥٤؛ ترمذی، ٢٣٤٨؛ ابن ماجه، ٤١٣٨؛ احمد، ٢/ ١٦٨؛ ابن حبان، ٦٧٠۔ ❸ ابو داود، کتاب الصلاة، باب التشهد، ٩٦٩ وهو حدیث صحیح۔

❹ زوائد مسند احمد، ٤/ ٢٧٨ وسنده ضعیف، فیه ابو عبدالرحمن لم نعرفه۔ ❺ صحیحین میں یہ روایت موجود نہیں جبکہ ابو داود، کتاب الأدب، باب فی شکر المعروف، ٤٨١٢ وسنده صحیح؛ ترمذی، ٢٤٨٧؛ احمد، ٣/ ٢٠١ میں موجود ہے۔

❻ ابو داود، حواله سابق، ٤٨١١ وسنده صحیح؛ ترمذی، ١٩٥٤؛ الأدب المفرد، ٢١٨؛ احمد، ٢/ ٥٨؛ مسند الطیالسی، ٢٤٩١؛ ابن حبان، ٣٤٠٧۔ ❼ ابو داود، کتاب الادب، باب فی شکر المعروف، ٤٨١٤ وسنده ضعیف اعمش راوی مدلس ہے اور سماع کی صراحت نہیں ہے۔ ❽ ابو داود، حواله سابق، ٤٨١٣ وسنده ضعیف شرحبیل بن سعد الانصاری راوی ضعیف ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جو نعمت و کرامت نبوت کی تمہیں ملی ہے اسے بیان کرو اس کا ذکر کرو اور اس کی طرف لوگوں کو دعوت دو۔ چنانچہ حضور ﷺ نے اپنے والوں میں سے جن پر آپ کو اطمینان ہوتا پوشیدگی سے پہلے پہل دعوت دینی شروع کی اور آپ ﷺ پر نماز فرض ہوئی جو آپ ﷺ نے ادا کی۔

سورۂ والضحیٰ کی تفسیر ختم ہوئی۔ اللہ کے احسان پر اس کا شکر ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تفسیر سورۂ الم نشرح

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلَمۡ نَشۡرَحۡ لَکَ صَدۡرَکَ ۙ﴿۱﴾ وَ وَضَعۡنَا عَنۡکَ وِزۡرَکَ ۙ﴿۲﴾ الَّذِیۡۤ اَنۡقَضَ ظَہۡرَکَ ۙ﴿۳﴾ وَ رَفَعۡنَا لَکَ ذِکۡرَکَ ؕ﴿۴﴾ فَاِنَّ مَعَ الۡعُسۡرِ یُسۡرًا ۙ﴿۵﴾ اِنَّ مَعَ الۡعُسۡرِ یُسۡرًا ؕ﴿۶﴾ فَاِذَا فَرَغۡتَ فَانۡصَبۡ ۙ﴿۷﴾ وَ اِلٰی رَبِّکَ فَارۡغَبۡ ٪﴿۸﴾

ع ۸ ۱۹

ترجمہ: بنام بخشنے والے مہربان اللہ کے۔

کیا ہم نے تیرا سینہ نہیں کھول دیا؟[۱] اور تجھ پر سے تیرا بوجھ ہم نے اتار دیا،[۲] جس نے تیری پیٹھ توڑ دی تھی،[۳] اور ہم نے تیرا ذکر بلند کر دیا،[۴] سوالبتہ مشکل کے ساتھ آسانی ہے،[۵] یقیناً دشواری کے ساتھ سہولت ہے،[۶] پس جب تو فارغ ہو تو عبادت میں محنت کر،[۷] اور اپنے پروردگار ہی کی طرف دل لگا۔[۸]

اللہ نے اپنے پیغمبر کا سینہ کشادہ کر دیا: [آیت:۱-۸] یعنی ہم نے تیرے سینے کو منور کر دیا چوڑا کشادہ اور رحمت و کرم والا کر دیا۔ اور جگہ ہے ﴿فَمَنۡ یُّرِدِ اللّٰہُ﴾ ❶ الخ۔ یعنی جسے اللہ ہدایت دینا چاہتا ہے اس کے سینے کو اسلام کے لیے کھول دیتا ہے۔ جس طرح آپ ﷺ کا سینہ کشادہ کر دیا گیا تھا اسی طرح آپ ﷺ کی شریعت بھی کشادگی والی نرمی اور آسانی والی بنا دی جس میں نہ تو کوئی حرج ہے نہ تنگی نہ ترشی نہ تکلیف اور سختی۔ اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ مراد معراج والی رات سینے کا شق کیا جانا ہے جیسے کہ مالک بن صعصعہ رضی اللہ عنہ کی روایت سے پہلے گزر چکا امام ترمذی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو یہیں وارد کیا ہے ❷ لیکن یہ یاد رہے کہ یہ دونوں واقعے مراد ہو سکتے ہیں یعنی معراج کی رات سینے کا شق کیا جانا اور سینہ کو راز الٰہی کا گنجینہ بنا دینا' وَاللّٰہُ اَعۡلَمُ۔

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ (حضرت) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بڑی دلیری سے رسول اللہ ﷺ سے وہ وہ باتیں پوچھ لیا کرتے تھے جسے دوسرے نہ پوچھ سکتے تھے۔ ایک مرتبہ سوال کیا ''یا رسول اللہ! امر نبوت میں سب سے پہلے آپ نے کیا دیکھا؟'' آپ سنبھل بیٹھے اور فرمانے لگے ابو ہریرہ! میں دس سال کچھ ماہ کا تھا' جنگل میں کھڑا تھا کہ میں نے اوپر آسمان کی طرف سے کچھ آواز سنی کہ ایک شخص دوسرے سے کہہ رہا ہے کیا یہ وہی ہیں؟ اب دو شخص میرے سامنے آئے جن کے منہ ایسے منور تھے کہ میں نے ایسے کبھی نہیں دیکھے اور ایسی خوشبوئیں آ رہی تھیں کہ میرے دماغ نے ایسی خوشبو کبھی نہیں سونگھی اور ایسے کپڑے پہنے ہوئے تھے کہ میں نے کبھی کسی پر ایسے کپڑے نہیں دیکھے' اور آ کر انہوں نے میرے دونوں بازو تھام لیے لیکن مجھے یہ بھی نہیں معلوم ہوتا تھا کہ کوئی میرے بازو تھامے ہوئے ہے' پھر ایک نے دوسرے سے کہا کہ انہیں لٹا دو۔ چنانچہ اس نے لٹا دیا لیکن اس میں بھی نہ مجھے تکلیف ہوئی نہ محسوس ہوا۔ پھر ایک نے دوسرے سے کہا ان کا سینہ شق کرو۔ چنانچہ میرا سینہ چیر دیا لیکن نہ تو مجھے اس میں کچھ دکھ ہوا نہ میں نے خون دیکھا۔ پھر کہا اس میں سے غل و غش حسد و بغض سب نکال دو۔ چنانچہ اس نے ایک خون بستہ جیسی کوئی چیز نکالی اور اسے پھینک دیا۔ پھر اس نے کہا اس میں رأفت و رحمت رحم و کرم بھر دو۔ پھر ایک چاندی جیسی چیز جتنی نکالی تھی اتنی ڈال دی پھر میرے دائیں پاؤں کا انگوٹھا ہلا کر کہا جائیے اور سلامتی سے

❶ ٦/ الانعام:١٢٥۔

❷ ترمذی، کتاب التفسیر، باب ومن سورة الم نشرح، ٣٣٤٦ والبخاری، ٣٢٠٧ ومسلم، ١٦٤۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

زندگی گزار دیئے۔ اب میں جو چلا تو میں نے دیکھا کہ ہر چھوٹے پر میرے دل میں رقت ہے اور ہر بڑے پر رحمت ہے“ ❶ (مسند احمد)۔

اللہ تعالیٰ نے پیغمبر ﷺ کا بوجھ ہلکا کیا: پھر فرمان ہے کہ ہم نے تیرا بوجھ اتار دیا' یہ اسی معنی میں ہے کہ اللہ نے آپ ﷺ کے اگلے پچھلے گناہ معاف فرما دیئے' جس نے تیری کمر کو بوجھل کر دیا تھا' ہم نے تیرا ذکر بلند کیا۔ حضرت مجاہد رحمہ اللہ فرماتے ہیں یعنی جہاں میرا ذکر کیا جائے وہاں تیرا ذکر کیا جائے گا' جیسے اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ قتادہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ دنیا اور آخرت میں اللہ تعالیٰ نے آپ کا ذکر بلند کر دیا' کوئی خطیب کوئی واعظ کوئی کلمہ گو کوئی نمازی ایسا نہیں جو اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کا اور آپ ﷺ کی رسالت کا کلمہ نہ پڑھتا ہو۔ ابن جریر میں ہے کہ حضور ﷺ کے پاس حضرت جبرئیل علیہ السلام آئے اور فرمایا کہ میرا اور آپ کا رب فرماتا ہے کہ میں آپ کا ذکر کس طرح بلند کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا اللہ ہی کو پورا علم ہے۔ فرمایا جب میں ذکر کیا جاؤں تو آپ ﷺ کا بھی ذکر کیا جائے گا۔

ابن ابی حاتم میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں ”میں نے اپنے رب سے ایک سوال کیا لیکن نہ کرتا تو اچھا ہوتا۔ میں نے کہا اے اللہ! مجھ سے پہلے نبیوں میں سے کسی کے لیے تو نے ہوا کو تابعدار کر دیا تھا' کسی کے ہاتھوں مردوں کو زندہ کر دیا تھا' تو اللہ تعالیٰ نے مجھ سے فرمایا کیا تجھے میں نے یتیم پا کر جگہ نہیں دی؟ میں نے کہا بے شک۔ فرمایا راہ گم کردہ پا کر میں نے تجھے ہدایت نہیں کی؟ میں نے کہا بے شک۔ فرمایا کیا فقیر پا کر غنی نہیں بنا دیا؟ میں نے کہا بے شک۔ فرمایا کیا میں نے تیرا سینہ کھول نہیں دیا؟ کیا میں نے تیرا ذکر بلند نہیں کیا؟ میں نے کہا بے شک کیا ہے۔“ ❷

ابونعیم دلائل النبوۃ میں لائے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ”جب میں فارغ ہوا اس چیز سے جس کا حکم مجھے میرے رب عزوجل نے کیا تھا آسمان اور زمین کے کام سے تو میں نے کہا اے اللہ! مجھ سے پہلے جتنے انبیا علیہم السلام ہوئے ان سب کی تو نے تکریم کی' ابراہیم علیہ السلام کو خلیل بنایا' موسیٰ علیہ السلام کو کلیم بنایا' داؤد علیہ السلام کے لیے پہاڑوں کو مسخر کیا' سلیمان علیہ السلام کے لیے ہواؤں کو تابعدار بنایا اور شیاطین کو بھی' عیسیٰ علیہ السلام کے ہاتھ پر مردے زندہ کرائے' پس میرے لیے کیا کیا ہے؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کیا میں نے تجھے ان سب سے افضل چیز نہیں دی؟ کہ میرے ذکر کے ساتھ ہی تیرا ذکر بھی کیا جاتا ہے اور میں نے تیری امت کے سینوں کو ایسا کر دیا کہ وہ قرآن کو ظاہراً پڑھتے ہیں۔ یہ میں نے کسی اگلی امت کو نہیں دیا اور میں نے تجھے عرش کے خزانوں میں سے خزانہ دیا جو (لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ) ہے۔“ ❸

نبی ﷺ کا نام زندہ رہے گا: ابن عباس رضی اللہ عنہما اور مجاہد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس سے مراد اذان ہے' یعنی اذان میں آپ ﷺ کا ذکر ہے' جس طرح حضرت حسان رضی اللہ عنہ کے شعروں میں ہے۔

اَغَرُّ عَلَيْهِ لِلنُّبُوَّةِ خَاتَمٌ — مِنَ اللّٰهِ مِنْ نُّوْرٍ يَّلُوْحُ وَيَشْهَدُ

وَضَمَّ الْاِلٰهُ اسْمَ النَّبِيِّ اِلٰى اسْمِهٖ — اِذَا قَالَ فِي الْخَمْسِ الْمُؤَذِّنُ: اَشْهَدُ

وَشَقَّ لَهٗ مِنِ اسْمِهٖ لِيُجِلَّهٗ — فَذُو الْعَرْشِ مَحْمُوْدٌ وَّهٰذَا مُحَمَّدٌ

---

❶ زوائد مسند احمد، ۵/ ۱۳۹ح ۲۱۲۶۱ وسنده ضعيف فيه محمد بن معاذ بن محمد بن ابی بن كعب مجهول وثقه الضياء المقدسی وحده بروايته فی المختارة، مجمع الزوائد، ۸/ ۲۲۳ اس کی سند میں محمد بن معاذ مجہول راوی ہے۔

❷ ابن ابی حاتم وسنده حسن؛ حاكم، ۲/ ۵۲۶؛ المعجم الاوسط، ۱/ ۲۱۰۔

❸ اس کی سند میں نصر بن حماد البجلی سخت ضعیف راوی ہے دیکھئے (المیزان، ۴/ ۲۵۰؛ رقم: ۹۰۲۹) لہٰذا یہ روایت مردود ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یعنی اللہ تعالیٰ نے مہر نبوت کو اپنے پاس کا ایک نور بنا کر آپ پر چمکا دی جو آپ ﷺ کی رسالت کی گواہ ہے۔ اپنے نام کے ساتھ اپنے نبی ﷺ کا نام ملالیا جب کہ پانچوں وقت مؤذن اَشْھَدُ الخ کہتا ہے۔ آپ ﷺ کی عزت وجلال کے اظہار کے لیے اپنے نام سے آپ ﷺ کا نام نکالا دیکھو وہ عرش والا محمود ہے اور آپ محمد ﷺ ہیں اور لوگ کہتے ہیں کہ اگلوں پچھلوں میں اللہ تعالیٰ نے آپ کا ذکر بلند کیا اور تمام انبیا علیہم السلام سے روز میثاق میں عہد لیا گیا کہ وہ آپ ﷺ پر ایمان لائیں اور اپنی اپنی امتوں کو بھی آپ پر ایمان لانے کا حکم کریں۔ پھر آپ کی امت میں آپ ﷺ کے ذکر کو مشہور کیا کہ اللہ کے ذکر کے ساتھ آپ ﷺ کا ذکر کیا جائے۔

صرصری رحمہ اللہ نے کتنی اچھی بات بیان فرمائی ہے' فرماتے ہیں کہ فرضوں کی اذان صحیح نہیں ہوتی مگر آپ ﷺ کے پیارے اور میٹھے نام سے جو پسندیدہ اور اچھے منہ سے ادا ہو' اور فرماتے ہیں کہ تم نہیں دیکھتے کہ ہماری اذان اور ہمارا فرض صحیح نہیں ہوتا' کہ جب تک کہ آپ ﷺ کا ذکر بار بار اس میں نہ آئے۔ پھر اللہ تبارک وتعالیٰ تکرار اور تاکید کے ساتھ دو دو دفعہ فرماتا ہے کہ سختی کے ساتھ آسانی' دشواری کے ساتھ سہولت ہے۔ ابن ابی حاتم میں ہے کہ ''رسول اللہ ﷺ بیٹھے ہوئے تھے اور آپ ﷺ کے سامنے ایک پتھر تھا۔ پس آپ ﷺ نے کہا اگر سختی آئے اور اس پتھر میں گھس جائے تو آسانی بھی آئے گی اور اسی میں جائے گی اور اسے نکال لائے گی۔'' اس پر یہ آیت اتری۔ ❶ مسند بزار میں ہے کہ حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ ''اگر دشواری اس پتھر میں داخل ہو جائے تو آسانی آ کر اسے نکالے گی۔ پھر آپ ﷺ نے اس آیت کی تلاوت کی'' ❷ یہ حدیث صرف عائذ بن شریح حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں اور ان کے بارے میں ابوحاتم رازی رحمہ اللہ کا فیصلہ ہے کہ ان کی حدیث میں ضعف ہے اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ موقوف مروی ہے۔

سختی کے بعد آسانی...... : حضرت حسن رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ لوگ کہتے تھے کہ ایک سختی دو آسانیوں پر غالب نہیں آ سکتی۔ حضرت حسن رحمہ اللہ سے ابن جریر میں مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ ایک دن شاداں وفرحاں آئے اور ہنستے ہوئے فرمانے لگے ہرگز ایک دشواری دو نرمیوں پر غالب نہیں آ سکتی' پھر اس آیت کی آپ ﷺ نے تلاوت کی۔'' ❸ یہ حدیث مرسل ہے۔ حضرت قتادہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ہم سے ذکر کیا گیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے اصحاب رضی اللہ عنہم کو خوشخبری سنائی کہ دو آسانیوں پر ایک سختی غالب نہیں آ سکتی۔ ❹ مطلب یہ ہے کہ عسرۃ کے لفظ کو تو دونوں جگہ معرفہ لائے ہیں تو وہ مفرد ہوا اور یسر کے لفظ کو نکرہ لائے ہیں تو وہ متعدد ہو گیا۔ ایک حدیث میں ہے کہ معونۃ یعنی امداد اللہ بقدر مؤنۃ یعنی تکلیف کے آسمان سے نازل ہوتی ہے اور صبر مصیبت کی مقدار پر نازل ہوتا ہے۔ ❺ حضرت امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔

صَبْرًا جَمِیْلًا مَا اَقْرَبَ الْفَرَجَا   مَنْ رَّاقَبَ اللّٰہَ فِی الْاُمُوْرِ نَجَا

مَنْ صَدَّقَ اللّٰہَ لَمْ یَنَلْہُ اَذًی   وَمَنْ رَجَاہُ یَکُوْنُ حَیْثُ رَجَا

یعنی اچھا صبر کشادگی سے کیا ہی قریب ہے؟ اپنے کاموں میں اللہ تعالیٰ کا لحاظ رکھنے والا نجات یافتہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کی باتوں کی

---

❶ حاکم، ۲/ ۲۵۵ وسندہ ضعیف اس کی سند میں حمید بن حماد اور عائذ بن شریح دونوں ضعیف راوی ہیں دیکھئے (میزان الاعتدال، ۱/ ۶۱۱؛ رقم: ۲۳۲۴؛ ۲/ ۳۶۳، رقم: ۴۱۰۰)

❷ مسند البزار، ۲۲۸۸ وسندہ ضعیف دیکھئے حاشیہ سابقہ: ۱۔

❸ حاکم، ۲/ ۵۲۸ یہ روایت مرسل یعنی ضعیف ہے۔

❹ الطبری، ۲۴/ ۴۹۵ یہ روایت مرسل یعنی ضعیف ہے۔

❺ شعب الایمان للبیہقی، ۹۵۹۸۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تصدیق کرنے والے کو کوئی ایذا نہیں پہنچتی۔ اس سے بھلائی کی امید رکھنے والا اسے اپنی امید کے ساتھ ہی پاتا ہے۔ حضرت ابو حاتم بجستانی رحمۃ اللہ علیہ کے اشعار ہیں کہ جب مایوسی دل پر قبضہ کر لیتی ہے اور سینہ باوجود کشادگی کے تنگ ہو جاتا ہے تکلیفیں گھیر لیتی ہیں اور مصیبتیں ڈیرہ جما لیتی ہیں، کوئی چارہ سجھائی نہیں دیتا اور کوئی تدبیر نجات کارگر نہیں ہوتی' اس وقت اچانک اللہ کی مدد آ پہنچتی ہے اور وہ دعاؤں کا سننے والا ہے' باریک بین اللہ اس سختی کو آسانی سے اور اس تکلیف کو راحت سے بدل دیتا ہے۔ تنگیاں جب کہ بھرپور آ پڑتی ہیں پروردگار معاً کشادگیاں نازل فرما کر نقصان فائدہ سے بدل دیتا ہے' کسی اور شاعر نے کہا ہے۔

وَلَرُبَّ نَازِلٍ يَضِيقُ بِهِ الْفَتٰى ذَرْعًا وَعِنْدَ اللّٰهِ مِنْهَا الْمَخْرَجُ

كَمُلَتْ فَلَمَّا اسْتَحْكَمَتْ حَلَقَاتُهَا فُرِجَتْ وَكَانَ يَظُنُّهَا لَا تُفْرَجُ

یعنی بہت سی ایسی مصیبتیں انسان پر نازل ہوتی ہیں جن سے وہ تنگ دل ہو جاتا ہے حالانکہ اللہ کے پاس ان سے چھٹکارا بھی ہے' جب یہ مصیبتیں کامل ہو جاتی ہیں اور زنجیر کے حلقے مضبوط ہو جاتے ہیں اور انسان گمان کرنے لگتا ہے کہ بھلا اب یہ کیا ہٹے گی؟ کہ اچانک اس رحیم و کریم اللہ کی شفقت بھری نظریں پڑتی ہیں اور اس مصیبت کو اس طرح دور کر دیتا ہے کہ گویا آئی ہی نہ تھی۔ اس کے بعد ارشاد باری ہوتا ہے جب تو دنیوی کاموں سے اور یہاں کے اشغال سے فرصت پا تو ہماری عبادتوں میں لگ جا اور فارغ البال ہو کر دلی توجہ کر کے ہمارے سامنے عاجزی میں لگ جا' اپنی نیت خالص کر لے' اپنی پوری رغبت کے ساتھ ہماری جناب کی طرف متوجہ ہو جا۔

اسی معنی کی وہ حدیث ہے جس کی صحت پر اتفاق ہے جس میں ہے کھانا سامنے موجود ہونے کے وقت نماز نہیں اور اس حالت میں بھی کہ انسان کو پاخانہ' پیشاب کی حاجت ہو۔ ❶ اور حدیث میں ہے کہ جب نماز کھڑی کی جائے اور شام کا کھانا سامنے موجود ہو تو پہلے کھانے سے فراغت حاصل کر لو۔ ❷ حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ جب امر دنیا سے فارغ ہو کر نماز کے لیے کھڑا ہو تو محنت کے ساتھ عبادت کر اور مشغولیت کے ساتھ رب کی طرف توجہ کر۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب فرض نماز سے فارغ ہو تو تہجد کی نماز میں کھڑا ہو۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ''نماز سے فارغ ہو کر بیٹھے ہوئے اپنے رب کی طرف توجہ کر۔'' حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ یعنی دعا کر۔

زید بن اسلم اور ضحاک رحمہما اللہ فرماتے ہیں کہ جہاد سے فارغ ہو کر اللہ کی عبادت میں لگ جا۔ ثوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اپنی نیت اور اپنی رغبت اللہ ہی کی طرف رکھ۔

الْحَمْدُ لِلّٰهِ سورۂ الم نشرح کی تفسیر اللہ کے فضل و کرم سے ختم ہوئی۔

❶ صحيح مسلم، كتاب المساجد، باب كراهة الصلاة بحضره الطعام الذي يريد اكله في الحال، ٥٦٠؛ ابو داود، ٨٩؛ احمد، ٦/٤٣۔ ❷ صحيح بخاري، كتاب الاذان، باب اذا حضر الطعام واقيمت الصلاة، ٦٧١؛ صحيح مسلم، ٥٥٧۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تفسیر سورۂ تین

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

وَالتِّيۡنِ وَالزَّيۡتُوۡنِۙ ① وَطُوۡرِ سِيۡنِيۡنَۙ ② وَهٰذَا الۡبَلَدِ الۡاَمِيۡنِۙ ③ لَقَدۡ خَلَقۡنَا الۡاِنۡسَانَ فِىۡۤ اَحۡسَنِ تَقۡوِيۡمٍ ④ ثُمَّ رَدَدۡنٰهُ اَسۡفَلَ سٰفِلِيۡنَۙ ⑤ اِلَّا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَلَهُمۡ اَجۡرٌ غَيۡرُ مَمۡنُوۡنٍؕ ⑥ فَمَا يُكَذِّبُكَ بَعۡدُ بِالدِّيۡنِؕ ⑦ اَلَيۡسَ اللّٰهُ بِاَحۡكَمِ الۡحٰكِمِيۡنَ ⑧ ع ۲۰/۸

ترجمہ: اللہ تعالیٰ بخشش کرنے والے مہربانی کرنے والے کے نام سے شروع۔

قسم ہے انجیر کی اور زیتون کی[۱] اور طور سینین کی' [۲] اور اس امن والے شہر کی[۳] یقیناً ہم نے انسان کو بہترین صورت میں پیدا کیا[۴] پھر اسے نیچوں سے نیچا کر دیا[۵] لیکن جو لوگ ایمان لائے اور پھر نیک عمل کیے تو ان کے لیے ایسا اجر ہے جو کبھی ختم نہ ہوگا[۶] پس تجھے اب روز جزا کے جھٹلانے پر کونسی چیز آمادہ کرتی ہے؟[۷] کیا اللہ تعالیٰ سب حاکموں کا حاکم نہیں ہے؟[۸]

تعارف سورت: حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے سفر میں دو رکعتوں میں سے کسی ایک میں یہ سورت پڑھ رہے تھے میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ اچھی آواز اور اچھی قرأت کسی کی نہیں سنی۔'' ❶

انجیر یا تین کیا ہے؟ [آیت:۱-۸] ﴿تین﴾ سے مراد کسی کے نزدیک تو مسجد دمشق ہے کوئی کہتا ہے خود دمشق مراد ہے کسی کے نزدیک دمشق کا ایک پہاڑ مراد ہے' بعض کہتے ہیں کہ اصحاب کہف کی مسجد مراد ہے کوئی کہتا ہے جودی پہاڑ پر مسجد نوح جو ہے وہ مراد ہے' بعض کہتے ہیں کہ انجیر مراد ہے۔ زیتون سے کوئی کہتا ہے مسجد بیت المقدس مراد ہے۔

زیتون اور طور سینا: کسی نے کہا وہ زیتون جسے نچوڑتے ہو۔ طور سینین وہ پہاڑ ہے جس پر حضرت موسیٰ علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ نے کلام کیا تھا۔ ﴿بَلَدِ الْاَمِيْنِ﴾ سے مراد مکہ ہے' اس میں کسی کو اختلاف نہیں' بعض کا قول یہ ہے کہ یہ تینوں وہ جگہیں ہیں جہاں تین اولوالعزم صاحب شریعت پیغمبر علیہم السلام بھیجے گئے ہیں' تین سے مراد تو بیت المقدس ہے جہاں پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو نبی بنا کر بھیجا گیا تھا اور طور سینین سے مراد طور سینا ہے جہاں حضرت موسیٰ بن عمران علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ نے کلام کیا تھا اور بلد امین سے مراد مکہ مکرمہ ہے جہاں ہمارے سردار حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم بھیجے گئے۔ تورات کے آخر میں ان تینوں جگہوں کا نام ہے۔ اس میں ہے کہ طور سینا سے اللہ تعالیٰ آیا یعنی وہاں پر حضرت موسیٰ علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ نے کلام کیا اور ساعیر یعنی بیت المقدس کے پہاڑ سے اس نے نور چمکایا۔

مکہ کی عظمت کا بیان: یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو وہاں بھیجا' اور فاران کی چوٹیوں پر وہ بلند ہوا یعنی مکہ کے پہاڑوں سے حضرت

❶ صحیح بخاری، کتاب الاذان، باب القراءۃ فی العشاء، ۷۶۹؛ صحیح مسلم، ٤٦٤؛ ابو داود، ۱۲۲۱؛ ترمذی، ۳۱۰؛ نسائی، ۱۰۰۱؛ ابن ماجه، ۸۳٤۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محمد ﷺ کو بھیجا' پھر ان تینوں زبردست بڑے مرتبے والے پیغمبروں کی زبانی اور وجودی ترتیب بیان کر دی' اسی طرح یہاں بھی پہلے جس کا نام لیا اس سے زیادہ شریف چیز کا نام پھر لیا' پھر ان دونوں سے بزرگ تر چیز کا نام آخر میں لیا' پھر ان قسموں کے بعد بیان فرمایا کہ انسان کو اچھی شکل وصورت میں صحیح قد وقامت والا درست اور سڈول اعضاء والا خوبصورت اور سہاؤنے چہرے والا پیدا کیا۔ پھر اسے نیچوں سے نیچا کر دیا یعنی جہنمی ہو گیا' اگر اللہ کی اطاعت اور رسول ﷺ کی اتباع نہ کی تو' اسی لیے ایمان والوں کو اس سے الگ کر لیا۔ بعض کہتے ہیں کہ مراد پھوس بڑھاپے کی طرف لوٹا دینا ہے۔

حضرت عکرمہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ''جس نے قرآن جمع کیا وہ رذیل عمر کو نہ پہنچے گا۔'' امام ابن جریر رحمہ اللہ اسی کو پسند فرماتے ہیں' لیکن اگر یہی بڑھاپا مراد ہوتا تو مؤمنوں کا استثنا کیوں ہوتا۔ بڑھاپا تو بعض مؤمنوں پر بھی آتا ہے۔ پس ٹھیک بات وہی ہے جو اوپر ہم نے ذکر کی۔ جیسے اور جگہ سورۂ والعصر میں ہے کہ تمام انسان نقصان میں ہیں سوائے ایمان اور اعمال صالح والوں کے' کہ انہیں نیک جزا وہ ملے گی جس کی انتہا نہ ہو جیسے پہلے بیان ہو چکا' پھر فرماتا ہے اے انسان! جب کہ تو اپنی پہلی اور اول مرتبہ کی پیدائش کو جانتا ہے تو پھر جزا وسزا کے دن کے آنے پر اور تیرے دوبارہ زندہ ہونے پر تجھے کیوں یقین نہیں؟ کیا وجہ ہے کہ تو اسے نہیں مانتا حالانکہ ظاہر ہے کہ جس نے پہلی دفعہ پیدا کر دیا اس پر دوسری دفعہ کا پیدا کرنا کیا مشکل ہے؟

حضرت مجاہد رحمہ اللہ ایک مرتبہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھ بیٹھے کہ اس سے مراد آنحضرت ﷺ ہیں؟ آپ نے فرمایا معاذ اللہ اس سے مراد مطلق انسان ہے۔ عکرمہ رحمہ اللہ وغیرہ کا بھی یہی قول ہے۔ پھر فرماتا ہے کہ کیا اللہ احکم الحاکمین نہیں ہے؟ وہ نہ ظلم کرے نہ بے عدلی کرے اسی لیے وہ قیامت قائم کرے گا اور ہر ایک ظالم سے مظلوم کا انتقام لے گا۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوع حدیث میں گزر چکا ہے کہ جو شخص ﴿وَالتِّيْنِ وَالزَّيْتُوْنِ﴾ پڑھے اور اس کے آخر کی آیت ﴿اَلَيْسَ اللّٰهُ﴾ الخ پڑھے تو کہہ دے ((بَلٰى وَاَنَا عَلٰى ذٰلِكَ مِنَ الشّٰهِدِيْنَ)) یعنی ہاں اور میں اس پر گواہ ہوں۔ ❶

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ اللہ کے فضل وکرم سے سورۂ والتین کی تفسیر ختم ہوئی۔

❶ ابو داود، کتاب الصلاة، باب مقدار الركوع والسجود، ٨٨٧ وسنده ضعيف؛ ترمذی، ٣٣٤٧ اس کی سند میں اعرابی بدوی آدمی مجہول ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تفسیر سورۂ علق

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اِقۡرَاۡ بِاسۡمِ رَبِّكَ الَّذِیۡ خَلَقَ ۝١ خَلَقَ الۡاِنۡسَانَ مِنۡ عَلَقٍ ۝٢ اِقۡرَاۡ وَرَبُّكَ الۡاَكۡرَمُ ۝٣ الَّذِیۡ عَلَّمَ بِالۡقَلَمِ ۝٤ عَلَّمَ الۡاِنۡسَانَ مَا لَمۡ یَعۡلَمۡ ۝٥

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کے نام سے شروع جو بہت بڑی بخشش کرنے والا بہت زیادہ مہربان ہے۔
اپنے رب کا نام لے کر پڑھ جس نے پیدا کیا'[۱] جس نے انسان کو خون کے لوتھڑے سے پیدا کیا۔[۲] تو پڑھتا رہ تیرا رب بڑے کرم والا ہے'[۳] جس نے قلم کے ذریعے علم سکھایا'[۴] جس نے انسان کو وہ سکھایا جسے وہ نہیں جانتا تھا۔[۵]

سورۂ علق پہلی وحی: [آیت:۱۔۵] ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی وحی کی ابتدا سچے خوابوں سے ہوئی' جو خواب آپ ﷺ دیکھتے وہ صبح کے ظہور کی طرح ظاہر ہو جاتا۔ پھر آپ ﷺ نے گوشہ نشینی اور خلوت اختیار کی۔ ام المؤمنین حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے توشہ لے کر غار حرا میں تشریف لے جاتے اور کئی کئی راتیں وہیں عبادت میں گزارا کرتے پھر آتے اور توشہ لے کر چلے جاتے یہاں تک کہ ایک مرتبہ اچانک وہیں شروع شروع میں وحی آئی فرشتہ آپ ﷺ کے پاس آیا اور کہا ﴿اِقۡرَاۡ﴾ یعنی پڑھیے۔ آپ ﷺ فرماتے ہیں میں نے کہا میں تو پڑھا ہوا نہیں' فرشتے نے مجھے پکڑا اور دبوچا یہاں تک کہ مجھے تکلیف ہوئی پھر مجھے چھوڑ دیا اور فرمایا پڑھ۔ میں نے پھر کہا میں پڑھنا نہیں جانتا۔ فرشتے نے مجھے دوبارہ دبوچا جس سے مجھے تکلیف بھی ہوئی پھر چھوڑ دیا اور فرمایا پڑھو' میں نے پھر بھی یہی کہا کہ میں پڑھنے والا نہیں' اس نے مجھے تیسری مرتبہ پکڑ کر دبایا اور تکلیف پہنچائی پھر چھوڑ دیا اور ﴿اِقۡرَاۡ بِاسۡمِ رَبِّكَ الَّذِیۡ خَلَقَ ۝﴾ سے ﴿مَا لَمۡ یَعۡلَمۡ﴾ تک پڑھا۔ آپ ﷺ ان آیتوں کو لئے ہوئے کانپتے ہوئے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئے اور فرمایا مجھے کپڑا اوڑھا دو' چنانچہ کپڑا اوڑھا دیا یہاں تک کہ ڈر خوف جاتا رہا تو آپ ﷺ نے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے سارا واقعہ بیان فرمایا اور فرمایا مجھے اپنی جان جانے کا خوف ہے۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے کہا حضور! آپ خوش ہو جائیے اللہ کی قسم! اللہ تعالیٰ آپ کو ہرگز رسوا نہ کرے گا' آپ صلہ رحمی کرتے ہیں' سچی باتیں کرتے ہیں دوسروں کا بوجھ خود اٹھا لیتے ہیں' مہمان نوازی کرتے ہیں' اور حق پر دوسروں کی مدد کرتے ہیں۔ پھر حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا آپ ﷺ کو لے کر اپنے چچازاد بھائی ورقہ بن نوفل بن اسد بن عبدالعزیٰ بن قصی کے پاس آئیں' جاہلیت کے زمانہ میں یہ نصرانی ہو گئے تھے' عربی کتاب لکھتے تھے اور عبرانی میں انجیل لکھتے تھے' بہت بڑی عمر کے بوڑھے پھوس تھے' آنکھیں جا چکی تھیں۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے ان سے کہا کہ اپنے بھتیجے کا واقعہ سنئے۔ ورقہ نے پوچھا بھتیجے! آپ نے کیا دیکھا؟ رسول اللہ ﷺ نے سارا واقعہ کہہ سنایا۔ ورقہ نے سنتے ہی کہا کہ یہی وہ رازداں فرشتہ ہے جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس بھی اللہ تعالیٰ کا بھیجا ہوا آیا کرتا تھا' کاش کہ میں اس وقت جوان ہوتا' کاش کہ میں اس وقت زندہ ہوتا جب کہ آپ کو آپ کی قوم نکال دے گی۔ رسول اللہ ﷺ نے تعجب سے سوال کیا کہ کیا وہ مجھے نکال دیں گے؟ ورقہ نے کہا کہ ہاں' ایک آپ کیا جتنے بھی لوگ آپ کی طرح نبوت سے سرفراز ہو کر آئے ان سب سے دشمنیاں کی گئیں' اگر وہ وقت میری زندگی میں آ گیا تو میں آپ کی پوری پوری مدد کروں گا۔ =

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

كَلَّآ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَيَطْغٰٓى ۙ﴿۶﴾ اَنْ رَّاٰهُ اسْتَغْنٰى ۭ﴿۷﴾ اِنَّ اِلٰى رَبِّكَ الرُّجْعٰى ۭ﴿۸﴾
اَرَءَيْتَ الَّذِيْ يَنْهٰى ۙ﴿۹﴾ عَبْدًا اِذَا صَلّٰى ۭ﴿۱۰﴾ اَرَءَيْتَ اِنْ كَانَ عَلَى الْهُدٰٓى ۙ﴿۱۱﴾ اَوْ
اَمَرَ بِالتَّقْوٰى ۭ﴿۱۲﴾ اَرَءَيْتَ اِنْ كَذَّبَ وَتَوَلّٰى ۭ﴿۱۳﴾ اَلَمْ يَعْلَمْ بِاَنَّ اللّٰهَ يَرٰى ۭ﴿۱۴﴾ كَلَّا
لَىِٕنْ لَّمْ يَنْتَهِ ڏ لَنَسْفَعًۢا بِالنَّاصِيَةِ ۙ﴿۱۵﴾ نَاصِيَةٍ كَاذِبَةٍ خَاطِئَةٍ ﴿۱۶﴾ فَلْيَدْعُ
نَادِيَهٗ ۙ﴿۱۷﴾ سَنَدْعُ الزَّبَانِيَةَ ۙ﴿۱۸﴾ كَلَّا ۭ لَا تُطِعْهُ وَاسْجُدْ وَاقْتَرِبْ ﴿۱۹﴾

ترجمہ: سچ مچ انسان تو آپے سے باہر ہو جاتا ہے'[۶] اس لیے کہ وہ اپنے آپ کو بے پرواہ سمجھتا ہے'[۷] یقیناً لوٹنا تیرے اللہ کی طرف ہے'[۸] بھلا اسے بھی تو نے دیکھا! جو بندے کو روکتا ہے'[۹] جب کہ وہ بندہ نماز ادا کرتا ہے'[۱۰] بھلا بتلا تو اگر وہ ہدایت پر ہوتا'[۱۱] یا تقویٰ کی تعلیم دیتا'[۱۲] تو کتنا اچھا ہوتا اچھا یہ بھی بتا کہ اگر یہ جھٹلاتا ہو اور منہ پھیرتا ہو تو'[۱۳] کیا یہ نہیں جانتا کہ اللہ تعالیٰ اسے خوب دیکھ رہا ہے'[۱۴] یقیناً اگر یہ باز نہ رہا تو ہم اس کی چوٹی پکڑ کر گھسیٹیں گے'[۱۵] ایسی چوٹی جو جھوٹی خطا کار ہے'[۱۶] یہ اپنی مجلس والوں کو بلا لے'[۱۷] ہم بھی دوزخ کے پیادوں کو بلا لیں گے'[۱۸] خبردار! اس کا کہنا ہرگز نہ ماننا اور سجدے میں اور قرب الٰہی کی طلب میں لگے رہنا۔[۱۹]

= لیکن اس واقعہ کے بعد ورقہ بہت کم مدت زندہ رہے اور ادھر وحی بھی رک گئی اور اس کے رکنے کا حضور ﷺ کو بڑا قلق تھا' کئی مرتبہ آپ ﷺ نے پہاڑ کی چوٹی پر سے اپنے آپ کو گرا دینا چاہا لیکن ہر وقت حضرت جبرئیل علیہ السلام آ جاتے اور فرما دیتے کہ اے محمد! آپ اللہ تعالیٰ کے سچے رسول ہیں۔ اس سے آپ ﷺ کا قلق اور رنج و غم جاتا رہتا اور دل میں قدرے اطمینان پیدا ہو جاتا اور آرام سے گھر واپس آ جاتے۔" ❶ (مسند احمد)

یہ حدیث صحیح بخاری' صحیح مسلم میں بھی بروایت زہری مروی ہے۔ ❷ اس کی سند میں اس کے متن میں' اس کے معانی میں جو کچھ بیان کرنا چاہیے تھا وہ ہم نے اپنی شرح بخاری میں پورے طور پر بیان کر دیا ہے اگر جی چاہے وہیں دیکھ لیا جائے' وَالْحَمْدُ لِلّٰه۔

پس قرآن کریم کی باعتبار نزول کے سب سے پہلی آیتیں یہی ہیں' یہی پہلی نعمت ہے جو اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے بندوں پر انعام کی اور یہی وہ پہلی رحمت ہے جو اس ارحم الراحمین نے اپنے رحم و کرم سے ہمیں دی۔ اس میں تنبیہ ہے انسان کی اول پیدائش پر کہ وہ ایک جمے ہوئے خون کی شکل میں تھا اللہ تعالیٰ نے اس پر یہ احسان کیا کہ اسے اچھی صورت میں پیدا کیا پھر علم جیسی اپنی خاص نعمت اسے مرحمت فرمائی اور وہ سکھایا جسے وہ نہیں جانتا تھا' علم ہی کی برکت تھی کہ کل انسانوں کے باپ حضرت آدم علیہ السلام فرشتوں میں بھی ممتاز نظر آئے۔ علم کبھی تو ذہن میں ہی ہوتا ہے اور کبھی زبان پر ہوتا ہے اور کبھی کتابی صورت میں لکھا ہوا ہوتا ہے' پس علم کی تین قسمیں ہوئیں ذہنی لفظی اور رسمی' اور رسمی علم ذہنی' اور لفظی کو مستلزم ہے لیکن وہ دونوں اسے مستلزم نہیں' اسی لیے فرمایا کہ پڑھ! تیرا رب تو بڑے اکرام والا ہے جس نے قلم کے ذریعہ علم سکھایا اور آدمی کو جو وہ نہیں جانتا تھا معلوم کرا دیا۔

---

❶ احمد، ٦/ ٢٣٢، ٢٣٣ وسنده صحيح؛ البخاری، ٤٩٥٦، ٦٩٨٢ ومسلم، ١٦٠۔

❷ صحيح بخاری، كتاب بدء الوحی، باب كيف كان بدء الوحی الى رسول الله ﷺ، ٣؛ صحيح مسلم، ١٦٠۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایک اثر میں وارد ہے کہ علم کو لکھ لیا کرو۔ ❶ اسی اثر میں ہے کہ جو شخص اپنے علم پر عمل کرے اسے اللہ تعالیٰ اس علم کا بھی وارث کر دیتا ہے جسے وہ نہیں جانتا تھا۔ ❷

اللہ سے ڈرتے رہو: [آیت:۶۔۱۹] فرماتا ہے کہ انسان کے پاس جہاں دو پیسے ہو گئے ذرا فارغ البال ہوا کہ اس کے دل میں کبر و غرور عجب و خود پسندی آئی اسے ڈرتے رہنا چاہیے اور خیال رکھنا چاہیے کہ اسے ایک دن اللہ کی طرف لوٹنا ہے' وہاں جہاں اور حساب ہوں گے' مال کی بابت بھی سوال ہو گا کہ لایا کہاں سے اور خرچ کہاں کیا۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں دو لالچی ایسے ہیں جن کا پیٹ ہی نہیں بھرتا' ایک طالب علم' دوسرا طالب دنیا۔ ان دونوں میں بڑا فرق ہے' علم کا طالب تو اللہ کی رضا مندی کے حاصل کرنے میں بڑھتا رہتا ہے' اور دنیا کا لالچی سرکشی اور خود پسندی میں بڑھتا رہتا ہے۔ پھر آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی جس میں دنیا داروں کا ذکر ہے' پھر طالب علموں کی فضیلت کے بیان کی یہ آیت تلاوت کی ﴿اِنَّمَا یَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا﴾ ❸ یہ حدیث مرفوعاً یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان سے بھی مروی ہے کہ ''دو لالچی ہیں جو شکم پر نہیں ہوتے طالب علم اور طالب دنیا۔'' ❹ اس کے بعد کی آیتیں ابوجہل ملعون کے بارے میں نازل ہوئی ہیں کہ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بیت اللہ میں نماز پڑھنے سے روکتا تھا۔ پس پہلے تو اسے بہترین طریقہ سے سمجھایا گیا کہ جنہیں تو روکتا ہے یہی اگر سیدھی راہ پر ہوں' انہی کی باتیں تقویٰ کا حکم کرتی ہوں پھر تو انہیں اگر ڈانٹ ڈپٹ کرے اور اللہ کے گھر سے روکے تو تیری بدقسمتی کی انتہا ہے یا نہیں؟ کیا یہ روکنے والا جو ایسے مرشد حق کو راہ حق سے روکنے کے درپے ہے' اتنا بھی نہیں جانتا کہ اللہ تعالیٰ اسے دیکھ رہا ہے اس کا کلام سن رہا ہے اور اس کے کلام اور کام پر اسے سزا دے گا' اس طرح سمجھا چکنے کے بعد اب ڈرا رہا ہے کہ اگر اس نے اپنی مخالفت اور سرکشی اور ایذا دہی نہ چھوڑی تو ہم بھی اس کی پیشانی کے بال پکڑ کر گھسیٹیں گے جو اقوال میں کاذب اور افعال میں خطا کار ہے' یہ اپنے مددگاروں ہم نشینوں کو قرابت داروں کو کنبہ قبیلے کو بلا لے' دیکھیں تو کون اسکی مدد کر سکتا ہے' ہم بھی اپنے عذاب کے فرشتوں کو بلا لیتے ہیں پھر ہر ایک کو کھل جائے گا کہ کون جیتا اور کون ہارا۔ صحیح بخاری میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ابوجہل نے کہا کہ اگر میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو کعبہ میں نماز پڑھتے ہوئے دیکھوں گا تو گردن ناپوں گا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی یہ خبر پہنچی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''اگر یہ ایسا کرے گا تو اللہ کے فرشتے اسے پکڑ لیں گے'' ❺ دوسری روایت میں ہے کہ ''حضور صلی اللہ علیہ وسلم مقام ابراہیم کے پاس بیت اللہ میں نماز پڑھ رہے تھے کہ یہ ملعون آیا اور کہنے لگا میں نے تجھے منع کر دیا پھر بھی تو باز نہیں آتا۔ اگر اب میں نے تجھے کعبے میں نماز پڑھتے ہوئے دیکھا تو سخت سزا دوں گا وغیرہ۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سختی سے جواب دیا اس کی بات ٹھکرا دی اور اچھی طرح ڈانٹ دیا اس پر وہ کہنے لگا کہ تو مجھے ڈانٹتا ہے' اللہ کی قسم میری ایک آواز پر یہ ساری وادی آدمیوں سے بھر جائے گی۔'' اس پر یہ آیت اتری کہ اچھا تو اپنے حامیوں کو بلا ہم بھی اپنے فرشتوں کو بلا لیتے ہیں۔

ابوجہل کا واقعہ: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ''اگر وہ اپنے والوں کو پکارتا تو اسی وقت عذاب کے فرشتے اسے لپک لیتے'' ❻ (ملاحظہ ہو ترمذی وغیرہ)۔

---

❶ حاکم، ۱/ ۱۰۶ ح ۳۶۱ عن انس رضی اللہ عنہ موقوف وسندہ حسن۔ ❷ لم اجدہ موقوفًا ورواہ ابو نعیم فی الحلیۃ (۱۰/ ۱٤، ۱۵) سندہ ضعیف جداً موضوع عن انس مرفوعا ولا اصل لہ فی المرفوع۔ ❸ ۳۵/ فاطر:۲۸۔ ❹ حاکم، ۱/ ۹۲ ح ۳۱۲ عن انس رضی اللہ عنہ وسندہ ضعیف قتادہ مدلس وعنعن المعجم الکبیر، ۱۰۳۸۸ عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ وسندہ ضعیف جداً باطل، ابو بکر عبداللہ بن حکیم الداھری مجروح روی عن اسماعیل بن ابی خالد الموضوعات، ترجمتہ فی لسان المیزان۔ ❺ صحیح بخاری، کتاب التفسیر، سورۃ اقرا باسم ربك الذی خلق باب قولہ تعالی ﴿کلا لئن لم ینتہ......﴾ ٤۹۵۸؛ ترمذی، ۳۳٤۸؛ احمد، ۱/ ۳٦۸۔
❻ ترمذی، کتاب تفسیر القرآن، باب ومن سورۃ اقرا باسم ربك، ۳۳٤۹ وھو حدیث صحیح؛ احمد، ۱/ ۲۵٦۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مسند احمد میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ''ابوجہل نے کہا کہ اگر میں رسول اللہ ﷺ کو بیت اللہ میں نماز پڑھتے دیکھ لوں گا تو اس کی گردن توڑ دوں گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا اگر وہ ایسا کرتا تو اسی وقت لوگوں کے دیکھتے ہوئے عذاب کے فرشتے اسے پکڑ لیتے'' اور اسی طرح جب کہ یہودیوں سے قرآن نے کہا تھا کہ اگر تم سچے ہو تو موت مانگو اگر وہ اسے قبول کر لیتے اور موت طلب کرتے تو سارے کے سارے مرجاتے اور جہنم میں اپنی جگہ دیکھ لیتے۔

اور جن نصرانیوں کو مباہلہ کی دعوت دی گئی تھی اگر یہ مباہلہ کے لیے نکلتے تو لوٹ کر نہ اپنا مال پاتے نہ اپنے بال بچوں کو پاتے۔ ❶ ابن جریر میں ہے کہ ابوجہل نے کہا اگر میں آپ ﷺ کو مقام ابراہیم کے پاس نماز پڑھتا ہوا دیکھ لوں گا تو جان سے مار ڈالوں گا اس پر یہ سورت اتری' حضور ﷺ تشریف لے گئے ابوجہل موجود تھا' اور آپ ﷺ نے وہیں نماز ادا کی تو لوگوں نے اس بدبخت سے کہا کہ کیوں بیٹھا رہا؟ اس نے کہا کیا بتاؤں کون میرے اور ان کے درمیان حائل ہوگئے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں اگر ذرا بھی ہلتا جلتا تو لوگوں کے دیکھتے ہوئے فرشتے اسے ہلاک کر ڈالتے۔ ❷ ابن جریر کی ایک اور روایت میں ہے کہ ''ابوجہل نے پوچھا کہ کیا محمد ﷺ تمہارے سامنے سجدہ کرتے ہیں؟ لوگوں نے کہا: ہاں' تو کہنے لگا: اللہ کی قسم! اگر میرے سامنے اس نے یہ کیا تو اس کی گردن روند دوں گا اور اس کے منہ میں مٹی ملا دوں گا۔ ادھر اس ملعون نے یہ کہا ادھر رسول اللہ ﷺ نے نماز شروع کی جب آپ ﷺ سجدے میں گئے تو یہ آگے بڑھا لیکن ساتھ ہی اپنے ہاتھ سے اپنے آپ کو بچاتا ہوا پچھلے پیروں نہایت بدحواسی سے پیچھے ہٹا۔ لوگوں نے کہا کیا ہے؟ کہنے لگا کہ میرے اور حضور ﷺ کے درمیان آگ کی خندق ہے اور گھبراہٹ کی خوفناک چیزیں ہیں اور فرشتوں کے پر ہیں وغیرہ۔ اس وقت حضور ﷺ نے فرمایا اگر یہ اور ذرا قریب آجاتا تو فرشتے اس کا ایک ایک عضو الگ الگ کر دیتے۔'' پس یہ آیتیں ﴿ كَلَّآ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَيَطْغٰىٓ ﴾ سے آخر سورت تک نازل ہوئیں' ❸ اللہ ہی کو علم ہے کہ یہ کلام حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے یا نہیں؟

یہ حدیث مسند احمد' مسلم' نسائی اور ابن ابی حاتم میں بھی ہے۔ ❹ پھر فرمایا کہ اے نبی! تم اس مردود کی بات نہ ماننا' عبادت پر مداومت کرنا اور بکثرت عبادت کرتے رہنا اور جہاں جی چاہے نماز پڑھتے رہنا اور اس کی مطلق پرواہ نہ کرنا اللہ تعالیٰ خود تیرا حافظ و ناصر ہے وہ تجھے دشمنوں سے محفوظ رکھے گا' تو سجدے میں اور قرب الٰہی کی طلب میں مشغول رہ۔ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں ''سجدہ کی حالت میں بندہ اپنے رب تبارک وتعالیٰ سے بہت ہی قریب ہوتا ہے' پس تم بکثرت سجدوں میں دعائیں کرتے رہو۔'' ❺ پہلے یہ حدیث بھی گزر چکی ہے کہ حضور ﷺ سورۂ ﴿ اِذَا السَّمَآءُ انْشَقَّتْ ﴾ میں اور اس سورۂ میں سجدہ کیا کرتے تھے۔ ❻

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ سورۂ اقرأ کی تفسیر بھی ختم ہوئی۔ اللہ کا شکر و احسان ہے۔

---

❶ احمد، ١/ ٢٤٨ وهو حديث صحيح۔ ❷ الطبری، ٢٤/ ٥٢٦۔ ❸ الطبری، أيضًا۔ ❹ صحيح مسلم، كتاب صفات المنافقين، باب قوله ﴿ان الانسان ليطغى.....﴾ ٢٧٩٧؛ نسائی فی السنن الكبرىٰ، ١١٦٨٣؛ احمد، ٢/ ٣٧٠۔
❺ صحيح مسلم، كتاب الصلاة، باب يقال فی الركوع والسجود، ٤٨٢؛ ابو داود، ٨٧٥؛ احمد، ٢/ ٤٢١؛ ابن حبان، ١٩٢٨۔ ❻ اسکی تخریج سورۂ انشقاق کی ابتدا میں گزر چکی ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تفسیر سورۂ قدر

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اِنَّاۤ اَنۡزَلۡنٰہُ فِیۡ لَیۡلَۃِ الۡقَدۡرِ ۚ﴿۱﴾ وَ مَاۤ اَدۡرٰىکَ مَا لَیۡلَۃُ الۡقَدۡرِ ؕ﴿۲﴾ لَیۡلَۃُ الۡقَدۡرِ ۬ۙ خَیۡرٌ مِّنۡ اَلۡفِ شَہۡرٍ ؕ﴿۳﴾ تَنَزَّلُ الۡمَلٰٓئِکَۃُ وَ الرُّوۡحُ فِیۡہَا بِاِذۡنِ رَبِّہِمۡ ۚ مِنۡ کُلِّ اَمۡرٍ ۙ﴿۴﴾ سَلٰمٌ ۟ۛ ہِیَ حَتّٰی مَطۡلَعِ الۡفَجۡرِ ٪﴿۵﴾

ع - ۵ - ۲۲

ترجمہ: اللہ تعالیٰ بخشش کرنے والے مہربان کے نام سے شروع

یقیناً ہم نے اسے شب قدر میں نازل فرمایا[۱] تو کیا سمجھا کہ شب قدر کیا ہے؟[۲] شب قدر ایک ہزار مہینوں سے بہتر ہے[۳] اس میں ہر کام کے سرانجام دینے کو اللہ کے حکم سے فرشتے اور روح (جبرائیل علیہ السلام) اترتے ہیں[۴] یہ رات سراسر سلامتی کی ہوتی ہے اور فجر کے طلوع ہونے تک (ہوتی ہے۔)[۵]

لیلۃ القدر کی فضیلت: [آیت:۱۔۵] مقصد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کو لیلۃ القدر میں نازل فرمایا ہے اس کا نام لیلۃ المبارکہ بھی ہے۔ جیسے اور جگہ ارشاد ہے ﴿اِنَّاۤ اَنۡزَلۡنٰہُ فِیۡ لَیۡلَۃٍ مُّبٰرَکَۃٍ﴾ ❶ اور یہ بھی قرآن سے ثابت ہے کہ یہ رات رمضان المبارک کے مہینے میں ہے جیسے فرمایا ﴿شَہۡرُ رَمَضَانَ الَّذِیۡۤ اُنۡزِلَ فِیۡہِ الۡقُرۡاٰنُ﴾ ❷ ابن عباس رضی اللہ عنہما وغیرہ کا قول ہے کہ پورا قرآن پاک لوح محفوظ سے آسمان اول پر بیت العزت میں اس رات اترا پھر تفصیل وار واقعات کے مطابق بتدریج تیئیس سال میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا۔ پھر اللہ تعالیٰ لیلۃ القدر کی شان وشوکت کا اظہار فرماتا ہے کہ اس رات کی ایک زبردست برکت تو یہ ہے کہ قرآن کریم جیسی اعلیٰ نعمت اسی رات اتری۔ تو فرماتا ہے کہ تمہیں کیا خبر کہ لیلۃ القدر کیا ہے؟ پھر خود بتاتا ہے کہ یہ ایک رات ایک ہزار مہینے سے افضل ہے۔

شان نزول: امام ابوعیسیٰ ترمذی رحمہ اللہ ترمذی میں اس آیت کی تفسیر میں ایک روایت لائے ہیں کہ یوسف بن سعد نے حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ سے جب کہ آپ نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے صلح کر لی کہا کہ تم نے ایمان والوں کے منہ کالے کر دیئے یا یوں کہا کہ اے مؤمنوں کے منہ سیاہ کرنے والے! تو آپ نے فرمایا اللہ تجھ پر رحم کرے مجھ پر خفا نہ ہو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دکھلایا گیا کہ گویا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے منبر پر بنوامیہ ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ برا معلوم ہوا تو ﴿اِنَّاۤ اَعۡطَیۡنٰکَ الۡکَوۡثَرَ ؕ﴾ نازل ہوئی۔ یعنی جنت کی نہر کوثر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا کئے جانے کی خوشخبری ملی اور ﴿اِنَّاۤ اَنۡزَلۡنٰہُ﴾ اتری۔ پس ہزار مہینے وہ مراد ہیں جن میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بنوامیہ کی مملکت رہے گی۔ قاسم کہتے ہیں کہ ہم نے حساب لگایا تو وہ پورے ایک ہزار مہینے ہوئے نہ ایک دن زیادہ نہ ایک دن کم۔ ❸ امام ترمذی رحمہ اللہ اس روایت کو غریب بتلاتے ہیں اور اس کی سند میں یوسف بن سعد ہیں جو مجہول ہیں اور صرف اسی ایک سند سے یہ مروی ہے۔

مستدرک حاکم میں بھی یہ روایت ہے امام ترمذی رحمہ اللہ کا یہ فرمانا کہ یوسف مجہول ہیں اس میں ذرا نظر ہے ان کے بہت سے

❶ ٤٤/ الدخان:۳۔ ❷ ۲/ البقرۃ:۱۸۵۔ ❸ ترمذی، کتاب تفسیر القرآن، باب ومن سورۃ لیلۃ القدر، ۳۳۵۰ وسندہ ضعیف یوسف بن سعد کے حسن بصری سے سماع میں نظر ہے۔ حاکم، ۳/ ۱۷۰۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شاگرد ہیں، یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ یہ مشہور ہیں اور ثقہ ہیں۔ اور اس کی سند میں کچھ اضطراب جیسا بھی ہے، وَاللّٰهُ اَعْلَمُ۔

بہرصورت ہے یہ روایت بہت ہی منکر، ہمارے شیخ حافظ حجت ابوالحجاج المزی بھی اس روایت کو منکر بتلاتے ہیں (یہ یاد رہے کہ قاسم کا قول جو ترمذی کے حوالے سے بیان ہوا ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ ہم نے حساب لگایا تو بنی امیہ کی سلطنت ٹھیک ایک ہزار دن تک رہی، یہ نسخے کی غلطی ہے ایک ہزار مہینے لکھنا چاہیے تھا۔ میں نے ترمذی میں دیکھا تو وہاں بھی ایک ہزار مہینے ہیں اور آگے بھی یہی آتا ہے، مترجم) قاسم بن فضل حدانی کا یہ قول کہ بنو امیہ کی سلطنت کی ٹھیک مدت ایک ہزار مہینے تھی یہ بھی صحیح نہیں، اس لیے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی مستقل سلطنت ۴۱ھ میں قائم ہوئی جب کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے آپ کے ہاتھ پر بیعت کر لی اور امر خلافت آپ کو سونپ دیا۔ اور سب لوگ بھی حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی بیعت پر جمع ہو گئے اور اس سال کا نام ہی عام الجماعۃ مشہور رہا۔ پھر شام وغیرہ میں برابر بنو امیہ کی سلطنت قائم رہی، ہاں تقریباً نو سال تک حرمین شریفین اور اہواز اور بعض شہروں پر حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کی سلطنت ہو گئی تھی لیکن تاہم اس مدت میں بھی کلیۃً ان کے ہاتھ سے حکومت نہیں گئی البتہ بعض شہروں پر سے حکومت ہٹ گئی تھی۔ ہاں ۱۳۲ھ میں بنوالعباس نے ان سے خلافت اپنے قبضے میں کر لی پس ان کی سلطنت کی مدت بانوے برس ہوئی اور یہ ایک ہزار ماہ سے بہت زیادہ ہے، ایک ہزار مہینے کے تراسی سال چار ماہ ہوتے ہیں، ہاں قاسم بن فضل کا یہ حساب اس طرح تو تقریباً ٹھیک ہو جاتا ہے کہ حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ کی مدت خلافت اس گنتی میں سے نکال دی جائے، وَاللّٰهُ اَعْلَمُ۔ اس روایت کے ضعیف ہونے کی ایک یہ وجہ بھی ہے کہ بنو امیہ کی سلطنت کے زمانے کی تو برائی اور مذمت بیان کرنی مقصود ہے اور لیلۃ القدر کی اس زمانہ پر فضیلت کا ثابت ہونا کچھ ان کے زمانے کی مذمت کی دلیل نہیں، لیلۃ القدر تو ہر طرح بزرگی والی ہے اور یہ پوری سورت اس مبارک رات کی مدح وستائش بیان کر رہی ہے۔ پس بنو امیہ کے زمانے کے دنوں کی مذمت سے لیلۃ القدر کی کونسی فضیلت ثابت ہو جائے گی، یہ تو بالکل وہی مثل اصل ہو جائے گی کہ کوئی شخص تلوار کی تعریف کرتے ہوئے کہے کہ لکڑی سے بہت تیز ہے کسی بہترین فضیلت والے شخص کو کسی کم درجے کے ذلیل شخص پر فضیلت دینا تو اس شریف بزرگ کی توہین کرنا ہے، اور وجہ سنئے، اس روایت کی بنا پر یہ ایک ہزار مہینے وہ ہوئے جن میں بنو امیہ کی سلطنت رہے گی اور یہ سورت اتری ہے مکہ مکرمہ میں تو اس میں ان مہینوں کا حوالہ کیسے دیا جا سکتا ہے جو بنو امیہ کے زمانے کے ہیں، اس پر نہ کوئی لفظ دلالت کرتا ہے اور نہ معنی کے طور پر یہ سمجھا جا سکتا ہے منبر تو مدینہ میں قائم ہوتا ہے اور ہجرت کے ایک مدت بعد منبر بنایا جاتا ہے اور رکھا جاتا ہے، پس ان تمام وجوہ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ روایت ضعیف اور منکر ہے، وَاللّٰهُ اَعْلَمُ۔

ابن ابی حاتم میں ہے کہ حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی اسرائیل کے ایک شخص کا ذکر فرمایا جو ایک ہزار ماہ تک اللہ کی راہ میں یعنی جہاد میں ہتھیار بند رہا۔ مسلمانوں کو یہ سن کر تعجب ہوا تو اللہ عزوجل نے یہ سورت اتاری کہ ایک لیلۃ القدر کی عبادت اس شخص کی ایک ہزار مہینے کی عبادت سے افضل ہے۔ ❶

ابن جریر میں ہے کہ بنی اسرائیل میں ایک شخص تھا جو رات کو قیام کرتا تھا صبح تک اور دن میں دشمنان دین سے جہاد کرتا تھا شام تک، ایک ہزار مہینے تک یہی کرتا رہا، پس اللہ تعالیٰ نے یہ سورت نازل فرمائی کہ اس امت کے کسی شخص کا صرف لیلۃ القدر کا قیام اس عابد کی ایک ہزار مہینے کی اس عبادت سے افضل ہے۔

ابن ابی حاتم میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی اسرائیل کے چار عابدوں کا ذکر فرمایا جنہوں نے اسی (۸۰) سال تک اللہ تعالیٰ کی عبادت کی تھی، ایک آنکھ جھپکنے کے برابر بھی اللہ تعالیٰ کی نافرمانی نہیں کی تھی۔ حضرت ایوب، حضرت زکریا، حضرت حزقیل بن عجوز، حضرت یوشع بن نون علیہم السلام۔ اصحاب رسول اللہ کو سخت تعجب ہوا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حضرت جبرئیل علیہ السلام آئے اور کہا کہ اے

❶ یہ روایت مرسل ضعیف ہے، اس کی سند میں مسلم بن خالد الزنجی ضعیف ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محمد! آپ ﷺ کی امت نے اس جماعت کی اس عبادت پر تعجب کیا تو اللہ تعالیٰ نے اس سے بھی افضل چیز آپ ﷺ پر نازل فرمائی اور فرمایا کہ یہ افضل ہے اس سے جس پر آپ اور آپ کی امت نے تعجب ظاہر کیا تھا پس آنحضرت ﷺ اور آپ کے صحابہ رضی اللہ عنہم بے حد خوش ہوئے۔ ❶ حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''مطلب یہ ہے کہ اس رات کا نیک عمل' اس کا روزہ' اس کی نماز ایک ہزار مہینوں کے روزے نماز سے افضل ہے جن میں لیلۃ القدر نہ ہو' اور مفسرین کا بھی یہی قول ہے۔

امام ابن جریر رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اسی کو پسند فرمایا ہے کہ وہ ایک ہزار مہینے جن میں لیلۃ القدر نہ ہو' یہی ٹھیک ہے اس کے سوا اور کوئی قول ٹھیک نہیں' جیسے رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ ''ایک رات کی جہاد کی تیاری اس کے سوا کی ایک ہزار راتوں سے افضل ہے'' ❷ (مسند احمد) اسی طرح اور حدیث میں ہے کہ ''جو شخص اچھی نیت اور اچھی حالت سے جمعہ کی نماز کے لیے جائے اس کے لیے سال کے اعمال کا ثواب لکھا جاتا ہے سال بھر کے روزوں کا اور سال بھر کی نمازوں کا۔'' ❸ اسی طرح کی اور بھی بہت سی حدیثیں ہیں۔ پس مطلب یہ ہے کہ مراد ایک ہزار مہینے سے وہ مہینے ہیں جن میں لیلۃ القدر نہ آئے جیسے ایک ہزار راتوں سے مراد وہ راتیں ہیں جن میں کوئی رات اس عبادت کی نہ ہو' اور جیسے جمعہ کی طرف جانے والے کو ایک سال کی نیکیاں یعنی وہ سال جس میں جمعہ نہ ہو۔

مسند احمد میں ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ''جب رمضان المبارک آ گیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا لوگو! تم پر رمضان المبارک کا مہینہ آ گیا یہ بابرکت مہینہ آ گیا اس کے روزے اللہ نے تم پر فرض کیے ہیں' اس میں جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور جہنم کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں' شیطان قید کر لیے جاتے ہیں' اس میں ایک رات ہے جو ایک ہزار مہینے سے افضل ہے اس کی بھلائی سے محروم رہنے والا حقیقی بدقسمت ہے۔'' ❹

نسائی میں بھی یہ روایت ہے چونکہ اس رات کی عبادت ایک ہزار مہینے کی عبادت سے افضل ہے اس لیے بخاری و مسلم کی حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''جو شخص لیلۃ القدر کا قیام ایمانداری اور نیک نیتی سے کرے اس کے تمام اگلے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔'' ❺ پھر فرماتا ہے کہ اس رات کی برکت کی زیادتی کی وجہ سے بکثرت فرشتے اس میں نازل ہوتے ہیں' فرشتے تو ہر برکت اور رحمت کے ساتھ نازل ہوتے رہتے ہیں' جیسے تلاوت قرآن کے وقت اترتے ہیں اور ذکر کی مجلسوں کو گھیر لیتے ہیں اور علم دین کے سیکھنے والوں کے لیے راضی خوشی اپنے پر بچھا دیا کرتے ہیں اور ان کی عزت و تکریم کرتے ہیں۔

روح سے مراد حضرت جبرئیل علیہ السلام ہیں: روح سے مراد یہاں حضرت جبرئیل علیہ السلام ہیں یہ خاص کا عطف ہے عام پر' بعض کہتے ہیں کہ روح نام کے ایک خاص قسم کے فرشتے ہیں جیسے کہ سورۂ ﴿عَمَّ يَتَسَآءَلُوْنَ﴾ کی تفسیر میں تفصیل سے گزر چکا' وَاللّٰهُ اَعْلَمُ۔ پھر فرمایا وہ سراسر سلامتی والی رات ہے' جس میں شیطان نہ تو برائی کر سکتا ہے نہ ایذا پہنچا سکتا ہے' حضرت قتادہ رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ فرماتے ہیں کہ اس میں تمام کاموں کا فیصلہ کیا جاتا ہے' عمر اور رزق مقدر کیا جاتا ہے جیسے اور جگہ ہے ﴿فِيْهَا يُفْرَقُ كُلُّ اَمْرٍ حَكِيْمٍ ۝﴾ یعنی اسی

❶ یہ روایت معضل اور سخت ضعیف و مردود ہے۔ اس میں علی بن عروہ اور مسلمہ بن علی دونوں مجروح و متروک ہیں۔ ❷ احمد، ١/ ٧٥؛ ترمذی، کتاب الجهاد، باب ما جاء فی فضل المرابط، ١٦٦٧ وسنده صحيح؛ نسائی، ٣١٧١؛ بتصرف يسير۔

❸ ابو داود، کتاب الطهارة، باب فی الغسل للجمعة، ٣٤٥ وسنده صحيح؛ ترمذی، ٤٩٦؛ نسائی، ١٣٨٢؛ ابن ماجه، ١٠٨٧۔

❹ احمد، ٢/ ٢٣٠؛ نسائی، کتاب الصيام، باب ذکر الاختلاف على معمر فيه، ٢١٠٨ وسنده ضعيف قال العلائی فی رواية ابی قلابة عن ابی هريرة "والظاهر فی ذلك كله الإرسال"۔ (جامع التحصيل، ص٢١١) ❺ صحيح بخاری، کتاب فضل ليلة القدر، باب فضل ليلة القدر، ٢٠١٤؛ صحيح مسلم، ٧٦٠؛ ابو داود، ١٣٧٢؛ ترمذی، ٨٠٨؛ احمد، ٢/ ٥٢٩۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رات میں ہر حکمت والے کام کا فیصلہ کیا جاتا ہے۔ حضرت شعبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس رات میں فرشتے مسجد والوں پر صبح تک سلام بھیجتے رہتے ہیں۔ امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب فضائل اوقات میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ایک غریب اثر فرشتوں کے نازل ہونے میں اور نمازیوں پر ان کے گزرنے میں اور انہیں برکت حاصل ہونے میں وارد کیا ہے۔ ابن ابی حاتم نے حضرت کعب احبار رحمۃ اللہ علیہ سے ایک عجیب وغریب بہت طول طویل اثر وارد کیا ہے جس میں فرشتوں کا سدرۃ المنتہیٰ سے حضرت جبرئیل علیہ السلام کے ساتھ زمین پر آنا اور مؤمن مردوں اور مؤمن عورتوں کے لیے دعائیں کرنا وارد ہے۔ ابوداؤد طیالسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ ''لیلۃ القدر ستائیسویں ہے یا انتیسویں' اس رات میں فرشتے زمین پر سنگریزوں کی گنتی سے بھی زیادہ ہوتے ہیں'' ❶ عبدالرحمٰن بن ابویعلی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اس رات میں ہر امر سے سلامتی ہے یعنی کوئی نئی بات پیدا نہیں ہوتی۔

حضرت قتادہ رحمۃ اللہ علیہ اور ابن زید کا قول ہے کہ یہ رات سراسر سلامتی والی ہے کوئی برائی صبح ہونے تک نہیں ہوتی۔ مسند احمد میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ ''لیلۃ القدر دس باقی کی راتوں میں ہے جو ان کا قیام طلب ثواب کی نیت سے کرے اللہ تعالیٰ اسکے اگلے اور پچھلے گناہ معاف فرما دیتا ہے' یہ رات اکائی کی ہے یعنی اکیسویں یا تیئسویں یا پچیسویں یا ستائیسویں یا آخری رات۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ یہ رات بالکل صاف اور ایسی روشن ہوتی ہے کہ گویا چاند چڑھا ہوا ہے اس میں سکون اور دلجمعی ہوتی ہے نہ سردی زیادہ ہوتی ہے نہ گرمی' صبح تک ستارے نہیں جھڑتے' ایک نشانی اس کی یہ بھی ہے کہ اس کی صبح کو سورج تیز شعاعوں سے نہیں نکلتا بلکہ وہ چودھویں رات کی طرح صاف نکلتا ہے' اس دن اس کے ساتھ شیطان بھی نہیں نکلتا۔'' ❷ یہ اسناد تو صحیح ہے لیکن متن میں غرابت ہے اور بعض الفاظ میں نکارت بھی ہے۔

ابوداؤد طیالسی میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ ''لیلۃ القدر صاف پرسکون سردی گرمی سے خالی رات ہے' اس کی صبح کو سورج مدہم روشنی والا اسرخ نکلتا ہے۔'' ❸ حضرت ابو عاصم نبیل رحمۃ اللہ علیہ اپنی اسناد سے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ فرمایا'' میں لیلۃ القدر دکھلایا گیا پھر بھلا دیا گیا' یہ آخری دس راتوں میں ہے' یہ صاف شفاف سکون و وقار والی رات ہے نہ زیادہ سردی ہوتی ہے نہ زیادہ گرمی' اس قدر روشن رات ہوتی ہے کہ یہ معلوم ہوتا ہے گویا چاند چڑھا ہوا ہے' سورج کے ساتھ شیطان نہیں نکلتا۔ یہاں تک کہ دھوپ چڑھ جائے۔'' ❹

کیا لیلۃ القدر پہلی امتوں میں بھی تھی: اس باب میں علما کا اختلاف ہے کہ لیلۃ القدر اگلی امتوں میں بھی تھی یا صرف اسی امت کو خصوصیت کے ساتھ عطا کی گئی ہے۔ پس ایک حدیث میں تو یہ آیا ہے کہ ''آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب نظریں ڈالیں اور یہ معلوم کیا کہ اگلے لوگوں کی عمریں بہت زیادہ ہوتی تھیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو خیال گزرا کہ میری امت کی عمریں ان کے مقابلہ میں کم ہیں تو نیکیاں بھی کم رہیں گی اور پھر درجات اور ثواب میں کمی رہے گی' تو اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ رات عنایت فرمائی' اور اس کا ثواب ایک ہزار مہینے کی عبادت سے زیادہ دینے کا وعدہ فرمایا'' ❺ اس حدیث سے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ صرف اسی امت کو یہ رات دی گئی ہے' بلکہ

❶ مسند الطیالسی، ۲۵٤٥ وسندہ ضعیف قتادہ مدلس وعنعن واحمد، ۲/ ۵۱۹۔

❷ احمد، ۵/ ۳۲٤ وسندہ ضعیف خالد بن معدان لم یسمع من عبادۃ رضی اللہ عنہ۔

❸ مسند الطیالسی، ۲٦۸۰ وسندہ ضعیف زمعۃ بن صالح ضعیف مشھور۔

❹ صحیح ابن خزیمہ، ۲۱۹۰ وسندہ ضعیف، فضیل بن سلیمان ضعفہ الجمھور وابو الزبیر عنعن ان صح السند الیہ۔

❺ شعب الایمان، ۳٦٦۷؛ مؤطا، ۱/ ۳۲۱ ح ۷۱۵ وسندہ ضعیف لانقطاعہ۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صاحب عدۃ نے جو شافعیہ میں سے ایک امام ہیں جمہور علما کا یہی قول نقل کیا ہے' وَاللّٰهُ اَعْلَمُ۔

اور خطابی نے تو اس پر اجماع نقل کیا ہے۔ لیکن ایک حدیث اور ہے جس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ رات جس طرح اس امت میں ہے اگلی امتوں میں بھی تھی۔ چنانچہ حضرت مرثد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ''میں نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ آپ نے لیلۃ القدر کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا سوال کیا تھا؟ آپ نے فرمایا سنو! میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اکثر باتیں دریافت کرتا رہتا تھا' ایک مرتبہ میں نے کہا یارسول اللہ! یہ تو فرمایئے کہ لیلۃ القدر رمضان میں ہی ہے یا اور مہینوں میں؟ آپ نے فرمایا رمضان میں۔ میں نے کہا اچھا یارسول اللہ! یہ انبیا کے ساتھ ہی ہے کہ جب تک وہ ہیں یہ بھی ہے جب انبیا قبض کیے جاتے ہیں تو یہ بھی اٹھ جاتی ہے یا یہ قیامت تک باقی رہے گی؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں وہ قیامت تک باقی رہے گی۔ میں نے کہا رمضان کے کس حصے میں ہے؟ آپ نے فرمایا اسے رمضان کے اول دہے میں اور آخری دہے میں ڈھونڈو۔ پھر میں خاموش ہو گیا' آپ بھی اور باتوں میں مشغول ہو گئے۔ میں نے پھر موقعہ پا کر سوال کیا کہ حضور! ان دونوں عشروں میں سے کس عشرے میں اس رات کو تلاش کروں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آخری عشرے میں بس اب کچھ نہ پوچھنا۔ میں پھر چپکا ہو گیا لیکن پھر موقعہ پا کر میں نے سوال کیا کہ حضور آپ کو قسم ہے میرا بھی کچھ حق آپ پر ہے۔ فرما دیجیے کہ وہ کونسی رات ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سخت ناراض ہوئے' میں نے تو کبھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے اوپر اتنا غصہ ہوتے ہوئے دیکھا ہی نہیں' اور فرمایا آخری ہفتہ میں تلاش کرو' اب کچھ نہ پوچھنا۔'' ❶ یہ روایت نسائی میں بھی مروی ہے۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ رات اگلی امتوں میں بھی تھی' اور اس حدیث سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ یہ رات نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بھی قیامت تک ہر سال آتی رہے گی۔ بعض شیعہ کا قول ہے کہ یہ رات بالکل اٹھ گئی' یہ قول غلط ہے ان کو غلط فہمی اس حدیث سے ہوئی ہے جس میں ہے کہ وہ اٹھا لی گئی اور ممکن ہے کہ تمہارے لیے اسی میں بہتری ہو' یہ حدیث پوری ابھی آئے گی'

مطلب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان سے یہ ہے کہ اس رات کی تعیین اور اس کا تقرر اٹھ گیا نہ یہ کہ سرے سے لیلۃ القدر ہی اٹھ گئی۔ مندرجہ بالا حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ یہ رات رمضان المبارک میں آتی ہے کسی اور مہینہ میں نہیں۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ اور علمائے کوفہ کا قول ہے کہ سارے سال میں ایک رات ہے اور ہر مہینہ میں اسکا ہو جانا ممکن ہے' یہ حدیث اس کے خلاف ہے۔ سنن ابوداؤد میں باب ہے کہ اس شخص کی دلیل جو کہتا ہے کہ لیلۃ القدر سارے رمضان میں ہے۔ پھر حدیث لائے ہیں کہ ''حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے لیلۃ القدر کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سارے رمضان میں ہے۔'' ❷ اس کی سند کے کل راوی ثقہ ہیں یہ موقوف بھی مروی ہے۔ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے ایک روایت میں ہے کہ رمضان المبارک کے سارے مہینے میں اس رات کا ہونا ممکن ہے۔ غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے اسی کو نقل کیا ہے لیکن رافعی اسے بالکل غریب بتلاتے ہیں۔

لیلۃ القدر کونسی رات ہے: ابورزین رحمۃ اللہ علیہ تو فرماتے ہیں کہ رمضان کی پہلی رات ہی لیلۃ القدر ہے۔ امام شافعی محمد بن ادریس رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان ہے کہ یہ سترہویں شب ہے۔ ابوداؤد میں اس مضمون کی ایک حدیث مرفوع مروی ہے اور حضرت ابن مسعود اور حضرت زید بن ارقم اور حضرت عثمان بن ابوالعاص رضی اللہ عنہم سے موقوفاً بھی مروی ہے' حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب بھی یہی نقل کیا گیا ہے۔ اس کی ایک دلیل یہ بھی بیان کی جاتی ہے کہ رمضان المبارک کی یہی سترہویں رات شب جمعہ تھی اور یہی رات بدر کی رات تھی اور

❶ احمد، ۵/ ۱۷۱ وسنده حسن لذاته؛ صحيح ابن خزيمه، ۲۱۷۰؛ مسند البزار، ۱۰۳۵؛ المستدرك للحاكم، ۱/ ۴۳۷، ۲/ ۵۳۰، ۵۳۱ وصححه يعنى شرط مسلم ووافقه الذهبى، وأخطأ من ضعفه۔ ❷ ابو داود، كتاب شهر رمضان، باب من قال فى كل رمضان: ۱۳۸۷ وسنده ضعيف ابواسحاق مدلس راوی ہے اور تصریح بالسماع ثابت نہیں۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سترہویں تاریخ کو جنگ بدر واقع ہوئی تھی جس دن کو قرآن نے یوم الفرقان کہا ہے۔ حضرت علی اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ انیسویں رات لیلۃ القدر ہے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ اکیسویں رات ہے۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان المبارک کے پہلے دس دن کا اعتکاف کیا ہم بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہی اعتکاف میں بیٹھے' پھر آپ کے پاس حضرت جبرئیل علیہ السلام آئے اور فرمایا کہ جسے آپ ڈھونڈتے ہیں وہ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے ہے' پھر آپ نے دس سے بیس دن کا اعتکاف کیا اور ہم نے بھی پھر جبرئیل علیہ السلام آئے اور یہی فرمایا کہ جسے آپ ڈھونڈتے ہیں وہ تو ابھی آگے ہے یعنی لیلۃ القدر۔ پس رمضان کی بیسویں تاریخ کی صبح کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کھڑے ہو کر خطبہ فرمایا کہ میرے ساتھ اعتکاف کرنے والوں کو چاہیے کہ وہ پھر اعتکاف میں بیٹھ جائیں' میں نے لیلۃ القدر دیکھ لی لیکن میں بھول گیا' لیلۃ القدر آخری عشرے کی طاق راتوں میں ہے میں نے دیکھا ہے کہ گویا میں کیچڑ میں سجدہ کر رہا ہوں۔ راوی حدیث فرماتے ہیں کہ مسجد نبوی کی چھت صرف کھجور کے پتوں کی تھی آسمان پر اس وقت ابر کا ایک چھوٹا سا ٹکڑا بھی نہ تھا پھر ابر اٹھا اور بارش ہوئی اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا خواب سچا ہوا اور میں نے خود دیکھا کہ نماز کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشانی پر تر مٹی لگی ہوئی تھی۔''

اسی روایت کے ایک طریق میں ہے کہ یہ اکیسویں رات کا واقعہ ہے' یہ حدیث صحیح بخاری' صحیح مسلم دونوں میں ہے۔ ❶ امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں ''تمام روایتوں میں سب سے زیادہ صحیح یہی حدیث ہے۔'' یہ بھی کہا گیا ہے کہ لیلۃ القدر رمضان المبارک کی تئیسویں رات ہے اس کی دلیل حضرت عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ کی صحیح مسلم والی ایسی ہی ایک روایت ہے' ❷ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ۔

ایک قول یہ بھی ہے کہ چوبیسویں رات ہے۔ ابوداؤد طیالسی میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ ''لیلۃ القدر چوبیسویں شب ہے۔'' ❸ اس کی سند بھی صحیح ہے۔ مسند احمد میں بھی یہ روایت ہے ❹ لیکن اس کی سند میں ابن لہیعہ ہیں جو ضعیف ہیں۔ بخاری میں حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مؤذن ہیں مروی ہے کہ یہ پہلی ساتویں ہے آخری دس میں سے ❺ یہ موقوف روایت ہی صحیح ہے وَاللّٰهُ اَعْلَمُ۔ حضرت ابن مسعود' ابن عباس' جابر رضی اللہ عنہم' حسن' قتادہ' عبداللہ بن وہب رحمہم اللہ بھی فرماتے ہیں کہ چوبیسویں رات لیلۃ القدر ہے۔ سورۂ بقرہ کی تفسیر میں حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ کی روایت کی ہوئی مرفوع حدیث بیان ہو چکی ہے کہ قرآن کریم رمضان المبارک کی چوبیسویں رات کو اترا' بعض کہتے ہیں کہ پچیسویں رات لیلۃ القدر ہے' ان کی دلیل بخاری کی یہ حدیث ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''اسے رمضان کے آخری عشرے میں ڈھونڈو' نو باقی رہیں تب' سات باقی رہیں' تب پانچ باقی رہیں تب' ❻ اکثر محدثین نے اس کا یہی مطلب بیان کیا ہے کہ اس سے مراد طاق راتیں ہیں' یہی زیادہ ظاہر ہے اور زیادہ مشہور ہے' گو بعض اوروں نے اسے جفت راتوں پر بھی محمول کیا ہے جیسے کہ صحیح مسلم میں ہے کہ حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ نے اسے جفت پر محمول کیا ہے' ❼ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ

---

❶ صحیح بخاری، کتاب فضل لیلة القدر، باب تحری لیلة القدر فی الوتر من العشر الأواخر، ۲۰۱۸؛ صحیح مسلم، ۱۱۶۷؛ ابو داود، ۱۳۸۲؛ احمد، ۳/ ۷؛ ابن حبان، ۳۶۷۳۔

❷ صحیح مسلم، کتاب الصیام، باب فضل لیلة القدر والحث علی طلبها، ۱۱۶۷۔

❸ مسند الطیالسی، ۲۱۶۷ وسنده حسن۔

❹ احمد، ۶/ ۱۲ وسنده ضعیف۔

❺ صحیح بخاری، کتاب المغازی، باب نمبر، ۸۹ حدیث ۴۴۷۰۔

❻ صحیح بخاری، کتاب فضل لیلة القدر، باب تحری لیلة القدر فی الوتر من العشر الأواخر، ۲۰۲۱۔

❼ صحیح مسلم، کتاب الصیام، باب فضل لیلة القدر، ۱۱۶۷۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ستائیسویں رات ہے۔ اس کی دلیل صحیح مسلم کی حدیث ہے جس میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: ''یہ ستائیسویں رات ہے۔'' ❶

مسند احمد میں ہے کہ حضرت زر رحمہ اللہ نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے کہا کہ ''آپ کے بھائی حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جو شخص سال بھر راتوں کو قیام کرے گا وہ لیلۃ القدر کو پائے گا۔ آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ ان پر رحم کرے وہ جانتے ہیں کہ یہ رات رمضان میں ہی ہے یہ ستائیسویں رات رمضان کی ہے پھر اس بات پر حضرت ابی رضی اللہ عنہ نے قسم کھائی' میں نے پوچھا آپ کو یہ کیسے معلوم ہوا؟ جواب دیا کہ ان نشانیوں کو دیکھنے سے جو ہم کو بتائی گئی ہیں کہ اس دن سورج شعاعوں کے بغیر نکلتا ہے۔'' ❷ اور روایت میں ہے کہ حضرت ابی رضی اللہ عنہ نے کہا ''اس اللہ کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں کہ یہ رات رمضان میں ہی ہے' آپ نے اس پر ان شاء اللہ بھی نہیں فرمایا اور پختہ قسم کھائی' پھر فرمایا مجھے خوب معلوم ہے کہ وہ کونسی رات ہے' جس میں قیام کرنے کا رسول اللہ ﷺ کا حکم ہے یہ ستائیسویں رات ہے اس کی نشانی یہ ہے کہ اس کی صبح کو سورج سفید رنگ کا نکلتا ہے اور تیزی زیادہ نہیں ہوتی۔'' ❸ حضرت معاویہ' حضرت ابن عمر' حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہم وغیرہ سے بھی مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یہ رات ستائیسویں رات ہے۔'' سلف کی ایک جماعت نے بھی یہی کہا ہے۔ اور امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کا مختار مسلک بھی یہی ہے اور امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ سے ایک روایت اسی قول کی ہے۔

بعض سلف نے قرآن کریم کے الفاظ سے بھی اس کے ثبوت کا حوالہ دیا ہے اس طرح کہ ﴿هِيَ﴾ اس سورت میں ستائیسواں کلمہ ہے اور اس کے معنی ہیں ''یہ'' وَاللّٰهُ اَعْلَمُ۔ طبرانی میں ہے کہ ''حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے اصحاب رسول ﷺ کو جمع کیا اور ان سے لیلۃ القدر کی بابت سوال کیا تو سب کا اجماع اس امر پر ہوا کہ یہ رمضان کے آخری دہے میں ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس وقت فرمایا کہ میں تو یہ بھی جانتا ہوں کہ وہ کونسی رات ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا پھر کہو وہ کونسی رات ہے؟ فرمایا اس آخری عشرے میں سات گزرنے پر یا سات باقی رہنے پر۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا یہ کیسے معلوم ہوا؟ تو جواب دیا کہ دیکھو اللہ تعالیٰ نے آسمان بھی سات پیدا کیے اور زمینیں بھی سات بنائیں' مہینہ بھی ہفتوں پر ہے' انسان کی پیدائش بھی سات پر ہے' کھانا بھی سات ہے' سجدہ بھی سات ہے' طواف بیت اللہ کی تعداد بھی سات کی ہے' رمی جمار کی کنکریاں بھی سات ہیں اور اسی طرح کی سات کی گنتی کی بہت سی چیزیں اور بھی گنوا دیں۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا تمہاری سمجھ وہاں پہنچی جہاں تک ہمارے خیالات کو رسائی نہ ہو سکی۔ یہ جو فرمایا سات ہی کھانا ہے اس سے قرآن کریم کی آیتیں ﴿فَاَنْۢبَتْنَا فِيْهَا حَبًّا وَّعِنَبًا﴾ ❹ الخ۔ مراد ہیں' جن میں سات چیزوں کا ذکر ہے جو کھائی جاتی ہیں' اس کی اسناد بھی جید اور قوی ہے لیکن متن میں بہت غرابت ہے' وَاللّٰهُ اَعْلَمُ۔

یہ بھی مروی ہے کہ انتیسویں رات ہے۔ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کے سوال کے جواب میں حضور ﷺ نے فرمایا تھا کہ ''اسے آخری عشرے میں ڈھونڈو طاق راتوں میں' اکیس' تئیس' پچیس' ستائیس' اور انتیس یا آخری رات۔'' ❺ مسند میں ہے کہ لیلۃ القدر ستائیسویں رات ہے یا انتیسویں رات' اس رات فرشتے زمین پر سنگریزوں کی گنتی سے بھی زیادہ ہوتے ہیں' ❻ اس کی اسناد بھی اچھی ہے' ایک قول یہ بھی ہے کہ آخری رات لیلۃ القدر ہے کیونکہ ابھی جو حدیث گزری اس میں ہے' اور ترمذی اور نسائی میں بھی ہے کہ جب نو باقی رہ جائیں' یا سات' یا پانچ یا تین یا آخری رات یعنی ان راتوں میں لیلۃ القدر کی تلاش کرو۔ ❼ امام ترمذی رحمہ اللہ اسے حسن

---

❶ صحیح مسلم، کتاب صلاۃ المسافرین، باب الندب الأکید الی قیام لیلۃ القدر...... ٧٦٢۔

❷ احمد، ٥/ ١٣٠؛ صحیح مسلم، ٧٦٢۔ ❸ صحیح مسلم، حوالہ سابق، ابو داود، ١٣٧٨؛ ترمذی، ٧٩٣۔

❹ ٨٠/ عبس: ٢٧۔ ❺ احمد، ٥/ ٣١٨ وسندہ ضعیف ابن عقیل ضعیف علی الراجح۔

❻ احمد، ٢/ ٥١٩ وسندہ ضعیف قتادہ مدلس وعنعن۔ ❼ ترمذی، کتاب الصوم، باب ما جاء فی لیلۃ القدر، ٧٩٤ وسندہ صحیح؛ احمد، ٥/ ٣٦؛ حاکم، ١/ ٤٣٨؛ ابن حبان، ٣٦٨٦۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صحیح کہتے ہیں مسند میں ہے کہ یہ آخری رات ہے۔

لیلۃ القدر کی تلاش: حضرت امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ان مختلف احادیث میں تطبیق یوں ہو سکتی ہے کہ یہ سوالوں کا جواب ہے کسی نے کہا حضرت ہم اسے فلاں رات میں تلاش کریں تو آپ ﷺ نے فرما دیا: ہاں! حقیقت یہ ہے کہ لیلۃ القدر مقرر ہے اور اس میں تبدیلی نہیں ہوتی۔ امام ترمذی رحمہ اللہ نے امام شافعی رحمہ اللہ کا اسی معنی کا قول نقل کیا ہے۔ ابو قلابہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ آخری عشرے کی راتوں میں یہ پھیر بدل ہوا کرتی ہے۔ امام مالک، امام ثوری، امام احمد بن حنبل، امام اسحاق بن راہویہ، ابو ثور مزنی، ابو بکر بن خزیمہ رحمہم اللہ وغیرہ نے بھی یہی فرمایا ہے۔ امام شافعی رحمہ اللہ سے بھی قاضی نے یہی نقل کیا ہے اور یہی ٹھیک بھی ہے، وَاللّٰهُ اَعْلَمُ۔ اس قول کی تھوڑی بہت تائید بخاری و مسلم کی اس حدیث سے بھی ہوتی ہے کہ چند اصحاب رسول اللہ ﷺ خواب میں لیلۃ القدر رمضان کی سات پچھلی راتوں میں دکھائے گئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ''میں دیکھتا ہوں کہ تمہارے خواب اس بارے میں موافق ہیں، ہر طلب کرنے والے کو چاہیے کہ لیلۃ القدر کو ان سات آخری راتوں میں تلاش کرے۔'' ❶

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے بھی بخاری و مسلم میں مروی ہے کہ ''رسول اللہ ﷺ نے فرمایا رمضان کے آخری عشرے کی طاق راتوں میں شب قدر کی جستجو کرو۔'' ❷ امام شافعی رحمہ اللہ کے اس فرمان پر کہ لیلۃ القدر ہر رمضان میں ایک معین رات ہے اور اس کا ہیر پھیر نہیں ہوتا، یہ حدیث دلیل بن سکتی ہے جو صحیح بخاری میں حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کی روایت سے مروی ہے کہ ''رسول اللہ ﷺ ہمیں لیلۃ القدر کی خبر دینے کے لیے کہ فلاں رات لیلۃ القدر ہے نکلے یہاں دو مسلمان آپس میں جھگڑ رہے تھے تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ تمہیں لیلۃ القدر کی خبر دینے کے لیے میں آیا تھا لیکن فلاں فلاں کی لڑائی کی وجہ سے وہ اٹھالی گئی اور ممکن ہے کہ اسی میں تمہاری بہتری ہو۔ اب اسے نویں ساتویں اور پانچویں میں ڈھونڈو۔'' ❸ وجہ دلالت یہ ہے کہ اگر اس کا تعین ہمیشہ کے لیے نہ ہوتا تو ہر سال کی لیلۃ القدر کا علم حاصل نہ ہوتا اگر لیلۃ القدر کا ہیر پھیر ہوتا رہتا تو صرف اس سال کے لئے تو معلوم ہو جاتا۔ کہ فلاں رات ہے لیکن اور برسوں کے لیے تعین نہ ہوتی۔ ہاں یہ ایک جواب اس کا ہو سکتا ہے کہ آپ ﷺ صرف اسی سال کی اس مبارک رات کی خبر دینے کے لیے تشریف لائے تھے، اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ لڑائی جھگڑا خیر و برکت کو اور نفع دینے والے علم کو غارت کر دیتا ہے۔ ایک اور صحیح حدیث میں ہے کہ ''بندہ اپنے گناہ کے باعث اللہ کی روزی سے محروم رکھ دیا جاتا ہے۔'' ❹ یہ یاد رہے کہ اس حدیث میں جو آپ ﷺ نے فرمایا کہ وہ اٹھالی گئی اس سے مراد اس کی تعیین کے علم کا اٹھا لیا جانا ہے نہ یہ کہ بالکل لیلۃ القدر ہی دنیا سے اٹھالی گئی جیسے کہ جاہل شیعہ کا قول ہے اس پر بڑی دلیل یہ ہے کہ اس لفظ کے بعد ہی یہ ہے کہ آپ نے فرمایا اسے نویں ساتویں اور پانچویں میں ڈھونڈو۔ آپ ﷺ کا یہ فرمان کہ ممکن ہے اسی میں تمہاری بہتری ہو یعنی اس کی مقرر تعیین کا علم نہ ہونے میں، اس کا مطلب یہ ہے کہ جب یہ مبہم ہے تو اس کا ڈھونڈنے والا جن جن راتوں میں اس کا ہونا ممکن دیکھے گا ان تمام راتوں میں کوشش و خلوص کے ساتھ عبادت میں لگا رہے گا بخلاف اس کے کہ معلوم ہو جائے کہ فلاں رات ہی ہے تو وہ صرف اسی ایک رات کی عبادت کرے گا۔ کیونکہ

❶ صحیح بخاری، کتاب فضل لیلۃ القدر، باب التماس لیلۃ القدر فی السبع الأواخر، ٢٠١٥؛ صحیح مسلم، ١١٦٥؛ ابن حبان، ٣٦٧٥۔ ❷ صحیح بخاری، کتاب فضل لیلۃ القدر، باب تحری لیلۃ القدر فی الوتر من العشر الأواخر، ٢٠١٧؛ ٢٠٢٠؛ صحیح مسلم، ١١٦٩؛ ترمذی، ٧٩٢۔ ❸ صحیح بخاری، کتاب فضل لیلۃ القدر، باب رفع معرفۃ لیلۃ القدر لتلاحی الناس، ٢٠٢٣؛ احمد، ٥/ ٣١٣؛ ابن حبان، ٣٦٧٩۔

❹ ابن ماجه، کتاب الفتن، باب العقوبات، ٤٠٢٢ وسندہ ضعیف سفیان ثوری مدلس راوی ہے اور تصریح بالسماع ثابت نہیں۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہمتیں پست ہیں اس لیے حکمت حکیم کا تقاضا یہی ہوا کہ اس رات کی تعیین کی خبر نہ دی جائے تا کہ اس رات کے پالینے کے شوق میں اس مبارک مہینے میں جی لگا کر اور دل کھول کر بندے اپنے معبود حقیقی کی بندگی کریں اور آخری عشرے میں تو پوری کوشش اور خلوص کے ساتھ عبادتوں میں مشغول رہیں۔ اسی لیے خود اللہ کے پیغمبر حضرت محمد ﷺ بھی اپنے انتقال تک رمضان المبارک کے آخری عشرے کا اعتکاف کرتے رہے اور آپ ﷺ کے بعد آپ کی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن نے اعتکاف کیا۔ یہ حدیث بخاری و مسلم دونوں میں ہے۔ ❶

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت میں ہے کہ آپ ﷺ رمضان المبارک کے آخری عشرے کا اعتکاف کیا کرتے تھے۔ ❷ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ''جب آخری دس راتیں رمضان المبارک کی رہ جاتیں تو اللہ کے رسول ﷺ ساری رات جاگتے اور اپنے گھر والوں کو بھی جگاتے اور کمر کس لیتے'' ❸ (صحیح بخاری و مسلم) مسلم شریف میں ہے کہ ''حضور ﷺ ان دنوں میں جس محنت کے ساتھ عبادت کرتے اتنی محنت سے عبادت آپ ﷺ کی اور وقت نہیں ہوتی تھی۔'' ❹ یہی معنی ہیں اوپر والی حدیث کے اس جملے کے کہ آپ تہبند مضبوط باندھ لیا کرتے یعنی کمر کس لیا کرتے یعنی عبادت میں پوری کوشش کرتے' گو اس کے یہ معنی بھی کیے گئے ہیں کہ آپ بیویوں سے نہ ملتے' اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ دونوں ہی باتیں مراد ہوں یعنی بیویوں سے ملنا بھی ترک کر دیتے تھے اور عبادت کی مشغولی میں بھی کمر باندھ لیا کرتے تھے۔ چنانچہ مسند احمد کی حدیث کے یہ لفظ ہیں کہ ''جب رمضان کا آخری دہا باقی رہ جاتا تو آپ تہبند مضبوط باندھ لیتے اور عورتوں سے الگ رہتے۔'' ❺ امام مالک رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ''رمضان کی آخری دس راتوں میں لیلۃ القدر کی یکساں جستجو کرے کسی ایک رات کو دوسری رات پر ترجیح نہ دے۔'' (شرح رافعی)۔

رمضان میں عبادت زیادہ کرو: یہ بھی یاد رہے کہ یوں تو ہر وقت دعا کی کثرت مستحب ہے لیکن رمضان میں اور زیادتی کرے اور خصوصاً آخری عشرے میں اور بالخصوص طاق راتوں میں اور اس دعا کو بکثرت پڑھے ((اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّیْ)) اے اللہ! تو درگزر کرنے والا اور درگزر کو پسند فرمانے والا ہے مجھ سے بھی درگزر فرما۔ مسند احمد میں ہے کہ ''حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے حضور ﷺ سے پوچھا کہ اگر مجھے لیلۃ القدر سے موافقت ہو تو میں کیا دعا پڑھوں؟ آپ ﷺ نے یہی بتلائی'' یہ حدیث ترمذی' نسائی اور ابن ماجہ میں بھی ہے۔

امام ترمذی رحمہ اللہ اسے حسن صحیح کہتے ہیں مستدرک حاکم میں بھی یہ مروی ہے' اور امام حاکم اسے شرط بخاری و مسلم پر صحیح بتلاتے ہیں۔ ❻

ایک عجیب و غریب اثر جس کا تعلق لیلۃ القدر سے ہے۔ امام ابو محمد بن ابو حاتم رحمہ اللہ نے اپنی تفسیر میں اس سورت کی تفسیر میں حضرت کعب رحمہ اللہ سے یہ روایت وارد کی ہے کہ سدرۃ المنتہیٰ جو ساتویں آسمان کی حد پر جنت سے متصل ہے جو دنیا اور آخرت کے فاصلہ پر

---

❶ صحیح بخاری، کتاب الاعتکاف، باب الاعتکاف فی العشر الأواخر، ۲۰۲٦؛ صحیح مسلم، ۱۱۷۲؛ ابو داود، ۲٤٦۲؛ ترمذی، ۷۹۱ مختصراً؛ ابن ماجه، ۱۷۷۱ باختلاف الفاظ؛ احمد، ٦/ ۱٦۷؛ ابن حبان، ۳٦٦٥۔

❷ صحیح بخاری، کتاب الاعتکاف، باب الاعتکاف فی العشر الأواخر، ۲۰۲٥؛ صحیح مسلم، ۱۱۷۱۔

❸ صحیح بخاری، کتاب فضل لیلة القدر، باب العمل فی العشر الأواخر من رمضان، ۲۰۲٤؛ صحیح مسلم، ۱۱۷٤۔

❹ صحیح مسلم، کتاب الاعتکاف، باب الاجتهاد فی العشر الأواخر من شهر رمضان، ۱۱۷٥۔

❺ احمد، ٦/ ٦۷ ح ۲٤۳۷۷ وسنده ضعیف، ابو معشر ضعیف مشهور۔ ❻ ترمذی، کتاب الدعوات، باب فی فضل سؤال العافیة والمعافاة، ۳٥۱۳ وهو حدیث صحیح؛ ابن ماجه، ۳۸٥۰؛ احمد، ٦/ ۱۸۲؛ حاکم، ۱/ ٥۳۰۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے اس کی بلندی جنت میں ہے اس کی شاخیں اور ڈالیاں کرسی تلے ہیں اس میں اس قدر فرشتے ہیں جن کی گنتی اللہ تعالیٰ کے سوا اور کوئی نہیں جانتا اس کی ہر ہر شاخ پر بے شمار فرشتے ہیں' ایک بال برابر بھی جگہ ایسی نہیں جو فرشتوں سے خالی ہو اس درخت کے بیچوں بیچ حضرت جبرئیل علیہ السلام کا مقام ہے' اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضرت جبرئیل علیہ السلام کو آواز دی جاتی ہے کہ اے جبرئیل! لیلۃ القدر میں اس درخت کے تمام فرشتوں کو لے کر زمین پر جاؤ۔ یہ کل کے کل فرشتے رافت و رحمت والے ہیں جن کے دلوں میں ہر ہر مؤمن کے لیے رحم کے جذبات موجزن ہیں' سورج غروب ہوتے ہی یہ کل کے کل فرشتے حضرت جبرئیل علیہ السلام کے ساتھ لیلۃ القدر میں اترتے ہیں تمام روئے زمین پر پھیل جاتے ہیں ہر ہر جگہ سجدے میں قیام میں مشغول ہو جاتے ہیں' اور تمام مؤمن مردوں اور مؤمن عورتوں کے لیے دعائیں مانگتے رہتے ہیں' ہاں گرجا گھر' مندر میں' آتش کدے میں' بت خانے میں غرض اللہ کے سوا اوروں کی جہاں پرستش ہوتی ہے وہاں تو یہ فرشتے نہیں جاتے اور ان جگہوں میں بھی جن میں تم گندی چیزیں ڈالتے ہو اور اس گھر میں جہاں نشے والا شخص ہو یا نشہ والی چیز ہو یا جس گھر میں کوئی بت گڑا ہوا ہو یا جس گھر میں باجے گاجے گھنٹیاں ہوں' یا ہیولے ہو یا کوڑا کرکٹ ڈالنے کی جگہ ہو وہاں تو یہ رحمت کے فرشتے جاتے نہیں' باقی چپے چپے پر گھوم جاتے ہیں اور ساری رات مؤمن مردوں' عورتوں کے لیے دعائیں مانگنے میں گزار دیتے ہیں' حضرت جبرئیل علیہ السلام تمام مؤمنوں سے مصافحہ کرتے ہیں' اس کی نشانی یہ ہے کہ رونگٹے جسم پر کھڑے ہو جائیں' دل نرم پڑ جائے آنکھیں بہہ نکلیں۔ اس وقت آدمی کو سمجھ لینا چاہیے کہ اس وقت میرا ہاتھ حضرت جبرئیل علیہ السلام کے ہاتھ میں ہے۔

حضرت کعب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ "جو شخص اس رات میں تین مرتبہ لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰـهُ پڑھے اس پہلی مرتبہ کے پڑھنے پر گناہوں کی بخشش ہو جاتی ہے' دوسری مرتبہ کے کہنے پر آگ سے نجات مل جاتی ہے' تیسری مرتبہ کے کہنے پر جنت میں داخل ہو جاتا ہے۔" راوی نے پوچھا کہ اے ابو اسحٰق! جو اس کلمہ کو سچائی سے کہے اس کے؟ فرمایا یہ تو نکلے گا ہی اس کے منہ سے جو سچائی سے اس کا کہنے والا ہو۔ اس اللہ کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ لیلۃ القدر کا فرد منافق پر تو اتنی بھاری پڑتی ہے کہ گویا اس کی پیٹھ پر پہاڑ آ پڑا۔ غرض کہ فجر ہونے تک فرشتے اسی طرح رہتے ہیں پھر سب سے پہلے حضرت جبرئیل علیہ السلام چڑھتے ہیں اور بہت اونچے چڑھ کر اپنے پروں کو پھیلا دیتے ہیں' بالخصوص ان دو سبز پروں کو جنہیں اس رات کے سوا وہ کبھی نہیں پھیلاتے یہی وجہ ہے کہ سورج کی تیزی ماند پڑ جاتی ہے اور شعاعیں جاتی رہتی ہیں پھر ایک ایک فرشتے کو پکارتے ہیں اور سب کے سب اوپر چڑھتے ہیں' پس فرشتوں کا نور اور جبرئیل علیہ السلام کے پروں کا نور مل کر سورج کو ماند کر دیتا ہے' اس دن سورج متحیر رہ جاتا ہے۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام اور یہ سارے کے سارے بے شمار فرشتے اس دن آسمان و زمین کے درمیان مؤمن مردوں اور مؤمن عورتوں کے لیے رحمت کی دعائیں مانگنے میں اور ان کے گناہوں کی بخشش طلب کرنے میں گزار دیتے ہیں' نیک نیتی کے ساتھ روزہ رکھنے والوں کے لیے اور ان لوگوں کے لیے بھی جن کا یہ خیال رہا کہ اگلے سال بھی اگر اللہ نے زندگی رکھی تو رمضان کے روزے عمدگی کے ساتھ پورے کریں گے' یہی دعائیں مانگتے رہتے ہیں' شام کو آسمان دنیا پر چڑھ جاتے ہیں وہاں کے تمام فرشتے حلقے باندھ باندھ کر ان کے پاس جمع ہو جاتے ہیں اور ایک ایک مرد اور ایک ایک عورت کے بارے میں ان سے سوال کرتے ہیں اور یہ جواب دیتے ہیں یہاں تک کہ وہ پوچھتے ہیں کہ فلاں شخص کو امسال تم نے کس حالت میں پایا تو یہ کہتے ہیں کہ گزشتہ سال تو ہم نے اسے عبادتوں میں پایا تھا لیکن اس سال تو وہ بدعتوں میں مبتلا تھا اور فلاں شخص گزشتہ سال بدعتوں میں مبتلا تھا لیکن اس سال ہم نے اسے سنت کے مطابق عبادتوں میں پایا۔ پس یہ فرشتے اس پہلے شخص کے لیے بخشش کی دعائیں مانگنی موقوف کر دیتے ہیں اور اس دوسرے شخص کے لیے دعائیں مانگنی شروع کر دیتے ہیں' اور یہ فرشتے انہیں

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سناتے ہیں کہ ہم نے فلاں فلاں کو ذکر اللہ میں پایا اور فلاں کو رکوع میں اور فلاں کو سجدے میں اور فلاں کو کتاب اللہ کی تلاوت میں' غرض کہ ایک رات دن یہاں گزار کر دوسرے آسمان پر جاتے ہیں یہاں بھی یہی ہوتا ہے' یہاں تک کہ سدرۃ المنتہیٰ میں اپنی اپنی جگہ پہنچ جاتے ہیں۔اس وقت سدرۃ المنتہیٰ ان سے پوچھتا ہے کہ مجھ میں بسنے والو! میرا بھی تم پر حق ہے میں بھی ان سے محبت رکھتا ہوں جو اللہ تعالیٰ سے محبت رکھیں' ذرا مجھے تو لوگوں کی حالت کی خبر دو اور ان کے نام بتاؤ۔

حضرت کعب احبار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ''اب فرشتے اس کے سامنے گنتی کر کے اور ایک ایک مرد وعورت کا مع ولدیت کے نام بتلاتے ہیں' پھر جنت سدرۃ المنتہیٰ کی طرف متوجہ ہو کر پوچھتی ہے کہ تجھ میں رہنے والے فرشتوں نے جو خبریں تجھے دی ہیں مجھ سے بھی تو بیان کر۔ چنانچہ سدرۃ المنتہیٰ اس سے ذکر کرتا ہے' یہ سن کر وہ کہتی ہے کہ اللہ کی رحمت ہو فلاں مرد پر اور فلاں عورت پر' اے اللہ! انہیں جلدی مجھ سے ملا۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام سب سے پہلے اپنی جگہ پہنچ جاتے ہیں' انہیں الہام ہوتا ہے اور یہ عرض کرتے ہیں پروردگار! میں نے تیرے فلاں فلاں بندوں کو سجدے میں پایا تو انہیں بخش دے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں نے انہیں بخشا۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام اسے عرش کے اٹھانے والے فرشتوں کو سناتے ہیں' پھر سب کہتے ہیں کہ فلاں فلاں مرد وعورت پر اللہ تعالیٰ کی رحمت ہوئی اور مغفرت ہوئی۔

پھر حضرت جبرئیل علیہ السلام خبر دیتے ہیں کہ باری تعالیٰ فلاں شخص کو گزشتہ سال تو عامل سنت اور عابد چھوڑا تھا لیکن امسال تو بدعتوں میں پڑ گیا ہے اور تیرے احکام سے روگردانی کر لی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے جبرئیل! اگر یہ مرنے سے تین ساعت پہلے بھی توبہ کر لے تو میں اسے بخش دوں گا۔ اس وقت حضرت جبرئیل علیہ السلام بے ساختہ کہہ اٹھتے ہیں کہ اے اللہ! تیرے ہی لیے سب تعریفیں سزاوار ہیں' الٰہی تو اپنی مخلوق پر سب سے زیادہ مہربان ہے' بندوں پر تیری مہربانی خود ان کی اپنی مہربانی سے بھی بڑھی ہوئی ہے۔ اس وقت عرش اور اس کے آس پاس کی چیزیں اور پردے اور تمام آسمان جنبش میں آ جاتے ہیں اور کہہ اٹھتے ہیں (اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الرَّحِيْمِ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الرَّحِيْمِ)۔ حضرت کعب رحمۃ اللہ علیہ یہ بھی فرماتے ہیں کہ جو شخص رمضان المبارک کے روزے پورے کرے اور اس کی نیت یہ بھی ہو کہ رمضان کے بعد بھی گناہوں سے بچتا رہوں گا' وہ بغیر سوال جواب کے اور بغیر حساب کتاب کے جنت میں داخل ہوگا۔''

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ سورۃ القدر کی تفسیر ختم ہوئی۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تفسیر سورۂ بینہ

تعارف سورت: جب یہ سورت اتری تو حضرت جبرئیل علیہ السلام نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا کہ ''اللہ کا آپ کو حکم ہوا ہے کہ یہ سورت (حضرت) ابی کو سنائیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابی رضی اللہ عنہ سے اس کا ذکر کیا تو حضرت ابی رضی اللہ عنہ نے فرمایا یا رسول اللہ! کیا وہاں میرا ذکر کیا گیا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں ہاں۔ تو حضرت ابی رضی اللہ عنہ رو پڑے'' ❶ (مسند احمد)۔ مسند ہی کی ایک دوسری روایت میں ہے کہ حضرت ابی رضی اللہ عنہ نے پوچھا تھا کہ یارسول اللہ! کیا اللہ تعالیٰ نے میرا نام لیا؟ ❷ یہ حدیث بخاری، مسلم، ترمذی اور نسائی میں بھی ہے۔ مسند کی ایک اور روایت میں ہے کہ جس وقت حضرت ابی رضی اللہ عنہ نے یہ واقعہ بیان کیا اس وقت حضرت عبدالرحمن بن ابزیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ پھر تو تم اے ابومنذر بہت خوش ہوئے ہوں گے۔ کہا ہاں خوش کیوں نہ ہوتا اللہ خود فرماتا ہے ﴿قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ وَبِرَحْمَتِهٖ فَبِذٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوْا هُوَ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُوْنَ ۝﴾ ❸ یعنی کہہ دے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل ورحمت کے ساتھ لوگ خوش ہوا کریں، یہ ان کے جمع کیے ہوئے سے بہت ہی بہتر ہے۔ ❹

اور حدیث میں ہے کہ ''حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سورت حضرت ابی رضی اللہ عنہ کے سامنے پڑھی، اس میں یہ آیت بھی تھی ﴿لَوْ اَنَّ ابْنَ اٰدَمَ سَاَلَ وَادِيًا مِّنْ مَّالٍ فَاُعْطِيَهٗ لَسَاَلَ ثَانِيًا وَلَوْ سَاَلَ ثَانِيًا فَاُعْطِيَهٗ لَسَاَلَ ثَالِثًا وَلَا يَمْلَاُ جَوْفَ ابْنِ اٰدَمَ اِلَّا التُّرَابُ وَيَتُوْبُ اللّٰهُ عَلٰى مَنْ تَابَ۔ وَاِنَّ ذَاتَ الدِّيْنِ عِنْدَ اللّٰهِ الْحَنِيْفَةُ غَيْرُ الْمُشْرِكَةِ وَلَا الْيَهُوْدِيَّةِ وَلَا النَّصْرَانِيَّةِ وَمَنْ يَّفْعَلْ خَيْرًا فَلَنْ يُّكْفَرَهٗ﴾ یعنی اگر انسان مجھ سے ایک جنگل بھر کر سونا مانگے اور میں اسے دیدوں تو پھر دوسرا مانگے گا اور دوسرے کو دیدوں تو یقیناً تیسرے کی طلب کرے گا انسان کے پیٹ کو سوا مٹی کے کوئی چیز نہیں بھر سکتی، جو توبہ کرے اللہ تعالیٰ بھی اسکی توبہ قبول فرماتا ہے، اللہ کے نزدیک دیندار وہ ہے جو یک طرفہ ہو کر صرف اس کی عبادت کرے، نہ وہ مشرک ہو، نہ یہودی ہو، نہ نصرانی ہو، جو شخص بھی کوئی نیک کام کرے اللہ کے ہاں اس کی ناقدری نہ کی جائے گی'' ❺ (مسند احمد)۔ ترمذی میں بھی یہ روایت ہے اور اسے امام ترمذی رحمہ اللہ نے حسن صحیح کہا ہے۔ طبرانی میں ہے کہ ''جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابی سے فرمایا کہ مجھے حکم ہوا ہے کہ میں تمہارے سامنے قرآن پڑھوں تو حضرت ابی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ حضرت میں اللہ پر ایمان لایا۔ آپ کے ہاتھ پر اسلام لایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی سے علم دین حاصل کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر یہی فرمایا اس پر حضرت ابی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یارسول اللہ! کیا میرا وہاں ذکر کیا گیا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تیرے نام اور نسب کے ساتھ ملاء اعلیٰ میں تیرا ذکر ہوا۔ حضرت ابی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا اچھا پھر پڑھیے۔'' یہ روایت اس طریقہ سے غریب ہے اور ثابت وہ ہے جو پہلے بیان ہوا۔

فائدہ: یہ یاد رہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اس سورت کو حضرت ابی رضی اللہ عنہ کے سامنے پڑھنا یہ ان کی ثابت قدمی اور ان کے ایمان کی زیادتی کے لیے تھا۔ مسند احمد، ابوداؤد، نسائی اور مسلم میں ہے کہ ''ایک مرتبہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی قرأت سن کر حضرت ابی رضی اللہ عنہ بگڑ =

---

❶ احمد، ۳/ ۴۸۹ ح ۱۶۰۰۱ وسندہ ضعیف علی بن زید بن جدعان ضعیف مشهور، مجمع الزوائد، ۹/ ۳۱۱؛ اسد الغابة لابن الاثیر، ۶/ ۶۶ اس کی سند میں علی بن زید بن جدعان ضعیف راوی ہے۔

❷ احمد، ۳/ ۱۳۰؛ صحیح بخاری، کتاب التفسیر، سورة لم یکن باب نمبر ۱، حدیث ۴۹۵۹؛ صحیح مسلم، ۷۹۹۔

❸ ۱۰/ یونس: ۵۸۔ ❹ احمد، ۵/ ۱۲۳ ح ۲۱۱۳۷ وسندہ حسن لذاته۔

❺ احمد، ۵/ ۱۳۱؛ ترمذی، کتاب المناقب، باب فضل ابی بن کعب رضی اللہ عنہ، ۳۸۹۸ وهو حدیث حسن۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

لَمۡ يَكُنِ الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا مِنۡ اَهۡلِ الۡكِتٰبِ وَالۡمُشۡرِكِيۡنَ مُنۡفَكِّيۡنَ حَتّٰى
تَاۡتِيَهُمُ الۡبَيِّنَةُ ۙ﴿۱﴾ رَسُوۡلٌ مِّنَ اللّٰهِ يَتۡلُوۡا صُحُفًا مُّطَهَّرَةً ۙ﴿۲﴾ فِيۡهَا كُتُبٌ قَيِّمَةٌ ؕ﴿۳﴾
وَمَا تَفَرَّقَ الَّذِيۡنَ اُوۡتُوا الۡكِتٰبَ اِلَّا مِنۡۢ بَعۡدِ مَا جَآءَتۡهُمُ الۡبَيِّنَةُ ؕ﴿۴﴾ وَمَاۤ
اُمِرُوۡۤا اِلَّا لِيَعۡبُدُوا اللّٰهَ مُخۡلِصِيۡنَ لَهُ الدِّيۡنَ ۙ حُنَفَآءَ وَيُقِيۡمُوا الصَّلٰوةَ وَيُؤۡتُوا
الزَّكٰوةَ وَذٰلِكَ دِيۡنُ الۡقَيِّمَةِ ؕ﴿۵﴾

ترجمہ: اللہ تعالیٰ رحم وکرم کرنے والے کے نام سے شروع

اہل کتاب کے کافر اور مشرک لوگ جب تک کہ ان کے پاس ظاہر دلیل نہ آ جائے باز رہنے والے نہ تھے[۱] (وہ دلیل یہ تھی کہ) اللہ تعالیٰ کا ایک رسول ﷺ جو پاک صحیفے پڑھے[۲] جن میں صحیح اور درست احکام ہوں[۳] اہل کتاب اپنے پاس ظاہر دلیل کے آ جانے کے بعد ہی اختلاف میں پڑ کر متفرق ہو گئے[۴] انہیں اس کے سوا حکم نہیں دیا گیا کہ صرف اللہ کی عبادت کریں اسی کے لیے دین کو خالص رکھیں ابراہیم حنیف کے دین پر اور نماز کو قائم رکھیں اور زکوٰۃ دیتے رہیں یہی دین درست اور مضبوط ہے۔[۵]

= بیٹھے تھے کیونکہ انہوں نے جس طرح اس سورت کو آنحضرت ﷺ سے سیکھا تھا حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے اسی طرح نہیں پڑھا تھا' تو غصے میں آ کر انہیں لے کر خدمت نبوی میں حاضر ہوئے۔ حضور ﷺ نے ان دونوں سے قرآن سنا۔ اس نے اپنے طریقے پر اس نے اپنے طور پر پڑھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا دونوں نے درست پڑھا۔ حضرت ابی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں تو اس قدر شک وشبہ میں پڑ گیا کہ جاہلیت کے زمانہ کا شک سامنے آ گیا۔ آپ ﷺ نے یہ حالت دیکھ کر میرے سینے پر اپنا ہاتھ رکھ دیا' جس سے میں پسینوں پسینوں ہو گیا اور اس قدر مجھ پر ڈر خوف طاری ہوا' کہ گویا میں اللہ تعالیٰ کو اپنے سامنے دیکھ رہا ہوں' پھر آپ ﷺ نے فرمایا سن جبرئیل علیہ السلام میرے پاس آئے اور فرمایا اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ قرآن ایک ہی قرأت پر اپنی امت کو پڑھاؤ۔ میں نے کہا میں اللہ تعالیٰ سے عفو و درگزر اور بخشش و مغفرت چاہتا ہوں' پھر مجھے دو طرح کی قرأتوں کی اجازت ہوئی لیکن پھر بھی زیادتی طلب کرتا رہا یہاں تک کہ سات قرأتوں کی اجازت ملی۔'' ❶ یہ حدیث بہت سی سندوں اور مختلف الفاظ سے تفسیر کے شروع میں پوری طرح بیان ہو چکی ہے۔ اب جب کہ یہ مبارک سورت نازل ہوئی اور اس میں آیت ﴿رَسُوۡلٌ مِّنَ اللّٰهِ يَتۡلُوۡا صُحُفًا مُّطَهَّرَةًO فِيۡهَا كُتُبٌ قَيِّمَةٌO﴾ بھی نازل ہوئی۔ اس لیے حضور ﷺ کو حکم ہوا کہ بطور پہنچا دینے کے اور ثابت قدمی عطا فرمانے کے اور آگاہی کرنے کے پڑھ کر حضرت ابی رضی اللہ عنہ کو سنا دیں۔ کسی کو یہ خیال نہ رہے کہ بطور سیکھنے کے اور یاد رہنے کے آپ ﷺ نے یہ سورت ان کے پاس تلاوت کی تھی' وَاللّٰهُ اَعۡلَمُ۔

پس جس طرح آپ ﷺ نے حضرت ابی رضی اللہ عنہ کے اس دن کے شک وشبہ کو دفع کرنے کے لیے جو انہیں مختلف قرأتوں کو حضور ﷺ کے جائز رکھنے پر پیدا ہوا تھا ان کے سامنے یہ سورت تلاوت کر کے سنائی' ٹھیک اسی طرح حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا واقعہ

❶ صحیح مسلم، کتاب صلاة المسافرين، باب بيان ان القرآن انزل على سبعة أحرف، ٨٢٠، ٨٢١۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے کہ انہوں نے بھی حدیبیہ والے سال صلح کے معاملہ پر اپنی ناراضگی ظاہر کرتے ہوئے بہت سے سوالات حضور ﷺ سے کیے تھے' جن میں ایک یہ بھی تھا کہ کیا آپ ﷺ نے ہمیں یہ نہیں فرمایا تھا کہ ہم بیت اللہ میں جائیں گے اور طواف کریں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں یہ تو ضرور کہا تھا لیکن یہ نہیں کہا تھا کہ اسی سال یہ ہوگا' یقیناً وہ وقت آ رہا ہے کہ تو وہاں پہنچے گا اور طواف کرے گا۔ اب حدیبیہ سے لوٹتے ہوئے سورۂ فتح نازل ہوئی تو آنحضرت ﷺ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو بلوایا اور یہ سورت پڑھ کر سنائی ❶ جس میں یہ آیت بھی ہے ﴿لَقَدْ صَدَقَ اللّٰهُ رَسُوْلَهُ الرُّءْيَا بِالْحَقِّ لَتَدْخُلُنَّ الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ اٰمِنِيْنَ﴾ ❷ الخ۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کا خواب سچا کر دکھایا یقیناً تمہارا داخلہ مسجد حرام میں امن وامان کے ساتھ ہوگا جیسے کہ پہلے اس کا بیان بھی گزر چکا۔ حافظ ابونعیم رحمہ اللہ اپنی کتاب اسماء صحابہ میں حدیث لائے ہیں کہ ''جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ جب سورۂ بینہ کی قرأت سنتا ہے تو فرماتا ہے میرے بندے خوش ہو جا مجھے اپنی عزت کی قسم میں تجھے جنت میں ایسا ٹھکانا دوں گا کہ تو خوش ہو جائے گا۔'' ❸ یہ حدیث بہت ہی غریب ہے' اور روایت میں اتنی زیادتی بھی ہے کہ میں تجھے دنیا اور آخرت کے احوال میں سے کسی حال میں نہ بھولوں گا۔

اہل کتاب کی ہٹ دھرمی: [آیت:۱۔۵] اہل کتاب سے مراد یہود و نصاریٰ ہیں' اور مشرکین سے مراد بت پرست عرب اور آتش پرست عجمی ہیں۔ فرماتا ہے کہ یہ لوگ بغیر دلیل کے آجانے کے باز رہنے والے نہ تھے' پھر بتلایا کہ وہ دلیل اللہ کے رسول محمد ﷺ ہیں جو پاک صحیفے یعنی قرآن کریم پڑھ کر سناتے ہیں جو اعلیٰ فرشتوں نے پاک ورقوں میں لکھا ہوا ہے۔ جیسے اور جگہ ہے ﴿فِیْ صُحُفٍ مُّكَرَّمَةٍ﴾ ❹ الخ۔ کہ وہ نامی گرامی بلند و بالا پاک صاف ورقوں میں پاکباز نیکوکار بزرگ فرشتوں کے ہاتھوں لکھے ہوئے ہیں۔ پھر فرمایا کہ ان پاک صحیفوں میں اللہ کی لکھی ہوئی باتیں عدل واستقامت والی موجود ہیں جن کے اللہ کی جانب سے ہونے میں کوئی شک وشبہ نہیں' نہ ان میں کوئی خطا اور غلطی ہوئی ہے۔ حضرت قتادہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ وہ رسول ﷺ عمدگی کے ساتھ قرآنی وعظ فرماتے ہیں اور اس کی اچھی تعریفیں بیان فرماتے ہیں' ابن زید رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ان صحیفوں میں کتابیں ہیں استقامت اور عدل وانصاف والی۔

پھر فرمایا کہ اگلی کتابوں والے اللہ کی حجتیں قائم ہو چکنے اور دلیلیں آجانے کے بعد کلام الٰہی کی مراد میں اختلاف کرنے لگے' اور جدا جدا راہوں میں بٹ گئے جیسے کہ اس حدیث میں ہے جو مختلف طریقوں سے مروی ہے کہ ''یہودیوں کے اکہتر فرقے ہو گئے اور نصرانیوں کے بہتر اور اس امت کے تہتر فرقے ہو جائیں گے۔ سوا ایک کے سب جہنم میں جائیں گے۔ لوگوں نے پوچھا وہ ایک کون ہے؟ فرمایا وہ جو اس پر ہو جس پر میں اور میرے اصحاب ہیں۔'' ❺ پھر فرمایا کہ انہیں صرف اتنا ہی حکم تھا کہ خلوص اور اخلاص کے ساتھ صرف اپنے سچے معبود کی عبادت میں لگے رہیں' جیسے اور جگہ فرمایا ﴿وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا نُوْحِیْٓ اِلَيْهِ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدُوْنِ﴾ ❻ یعنی تجھ سے پہلے بھی ہم نے جتنے رسول بھیجے سب کی طرف یہی وحی کی کہ میرے سوا کوئی معبود برحق نہیں تم سب صرف میری ہی عبادت کرتے رہو۔ اسی لیے یہاں بھی فرمایا ہے کہ یکسو ہو کر یعنی شرک سے دور اور توحید میں مشغول ہو کر' جیسے اور جگہ ہے ﴿وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِیْ كُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوْلًا اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوْتَ﴾ ❼ یعنی ہم نے ہر امت میں رسول بھیجا کہ =

❶ صحيح بخاري، كتاب الشروط، باب الشروط في الجهاد والمصالحة مع أهل الحرب...... ۲۷۳۱، ۲۷۳۲۔

❷ ۴۸/ الفتح:۲۷۔ ❸ معرفة الصحابة لابي نعيم الاصبهاني، ۱/ ۳۵۰ ح ۱۰۸۳ وقال: وهو عندي اسناد منقطع۔ وسنده ضعيف محمد بن اسماعيل الجعفري وعبدالله بن سلمه بن اسلم ضعيفان والسند معلل۔ ❹ ۸۰/ عبس:۱۳۔

❺ اس کی تخریج سورۂ یونس آیت ۹۳ کے تحت گزر چکی ہے۔ ❻ ۲۱/ الانبیآء:۲۵۔ ❼ ۱۶/ النحل:۳۶۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ أَهْلِ الْكِتٰبِ وَالْمُشْرِكِينَ فِي نَارِ جَهَنَّمَ خٰلِدِينَ
فِيهَا ۚ أُولٰٓئِكَ هُمْ شَرُّ الْبَرِيَّةِ ۝٦ إِنَّ الَّذِينَ اٰمَنُوا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ۙ أُولٰٓئِكَ هُمْ
خَيْرُ الْبَرِيَّةِ ۝٧ جَزَآؤُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ جَنّٰتُ عَدْنٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهٰرُ
خٰلِدِينَ فِيهَا أَبَدًا ۖ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ ۚ ذٰلِكَ لِمَنْ خَشِيَ رَبَّهُ ۝٨

ترجمہ: بے شک جولوگ اہل کتاب میں سے کافر ہوئے اور مشرکین وہ دوزخ کی آگ میں جائیں گے جہاں وہ ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔ یہ لوگ بدترین خلائق ہیں[٦] بے شک جولوگ ایمان لائے اور نیک عمل کئے یہ لوگ بہترین خلائق ہیں[٧] ان کا بدلہ ان کے رب کے پاس ہمیشگی والی جنتیں ہیں جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں جن میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔ اللہ تعالیٰ ان سے خوش رہے گا اور یہ اس سے یہ ہے اس کے لیے جو اپنے پروردگار سے ڈرے۔[٨]

= اللہ کی عبادت کرو اور اللہ کے سوا دوسروں کی عبادت سے بچو۔ حنیف کی پوری تفسیر سورۂ انعام میں گزر چکی ہے جسے لوٹانے کی اب ضرورت نہیں۔

پھر فرمایا کہ نمازوں کو قائم کریں جو کہ بدن کی تمام عبادتوں میں سب سے اعلیٰ عبادت ہے اور زکوٰۃ دیتے رہیں یعنی فقیروں اور محتاجوں کے ساتھ سلوک کرتے رہیں یہی دین مضبوط سیدھا درست عدل والا اور عمدگی والا ہے۔

فائدہ: بہت سے ائمہ کرام جیسے امام زہری رحمۃ اللہ علیہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ نے اس آیت سے اس امر پر استدلال کیا ہے کہ اعمال ایمان میں داخل ہیں کیونکہ ان آیتوں میں اللہ تعالیٰ کی خلوص اور یکسوئی کے ساتھ کی عبادت اور نماز وزکوٰۃ کو دین فرمایا گیا ہے۔

کفار کا انجام: [آیت:٦۔٨] اللہ تعالیٰ کافروں کا انجام بیان فرماتا ہے وہ کافر خواہ یہود و نصاریٰ ہوں یا مشرکین عرب و عجم ہوں جو بھی انبیاء اللہ کے مخالف ہوں اور کتاب اللہ کے جھٹلانے والے ہوں وہ قیامت کے دن جہنم کی آگ میں ڈال دیئے جائیں گے اور اسی میں پڑے رہیں گے نہ وہاں سے نکلیں نہ چھوٹیں یہ لوگ تمام مخلوق سے بدتر اور کمتر ہیں۔ پھر اپنے نیک بندوں کے انجام کی خبر دیتا ہے جن کے دلوں میں ایمان ہے اور جو اپنے جسموں سے سنت کی بجا آوری میں رہا کرتے ہیں کہ یہ ساری مخلوق سے بہتر اور بزرگ ہیں۔

فائدہ: اس آیت سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اور علمائے کرام کی ایک جماعت نے استدلال کیا ہے کہ ایمان والے انسان فرشتوں سے بھی افضل ہیں۔ پھر ارشاد ہوتا ہے کہ ان کا نیک بدلہ ان کے رب کے پاس ان ہمیشگی والی جنتوں کی صورت میں ہے جن کے چپے چپے پر پاک صاف پانی کی نہریں بہہ رہی ہیں جن میں دوام اور ہمیشگی کی زندگی کے ساتھ رہیں گے نہ وہاں سے نکالے جائیں نہ وہ نعمتیں ان سے جدا ہوں نہ کم ہوں نہ اور کوئی کھٹکا ہے نہ غم۔ پھر ان سب سے بڑھ چڑھ کر نعمت و رحمت یہ ہے کہ رضائے رب مرضی مولا انہیں حاصل ہوگئی ہے اور انہیں اس قدر نعمتیں جناب باری تعالیٰ نے عطا فرمائی ہیں کہ یہ بھی بہ دل راضی ہوگئے ہیں۔ پھر ارشاد ہوتا ہے کہ یہ بہترین بدلہ یہ جزائے جزیل یہ اجر عظیم دنیا میں اللہ سے ڈرتے رہنے کا عوض ہے۔ ہر وہ شخص جس کے دل میں ڈر ہو جس کی عبادت میں اخلاص ہو جو جانتا ہو کہ اللہ کی اس پر نظریں ہیں بلکہ عبادت کے وقت اس مشغولی اور دلچسپی سے عبادت کر رہا ہو کہ گویا وہ خود اپنی آنکھوں سے اپنے خالق مالک سچے رب اور حقیقی اللہ کو دیکھ رہا ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مسند احمد کی حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں "میں تمہیں بتاؤں کہ سب سے بہتر شخص کون ہے؟ لوگوں نے کہا ضرور۔ فرمایا وہ شخص جو اپنے گھوڑے کی لگام تھامے ہوئے ہے کہ کب جہاد کی آواز اٹھے اور کب میں کود کر اس کی پیٹھ پر سوار ہو جاؤں اور کڑکڑاتا ہوا دشمن کی فوج میں گھسوں اور داد شجاعت دوں۔ لو میں تمہیں ایک اور بہترین مخلوق کی خبر دوں وہ شخص جو اپنی بکریوں کے ریوڑ میں ہے نہ نماز کو چھوڑتا ہے نہ زکوٰۃ سے جی چراتا ہے۔ آؤ اب میں بدترین مخلوق بتاؤں وہ شخص کہ اللہ تعالیٰ کے نام سے سوال کرے اور پھر نہ دیا جائے۔" ❶

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ سورۂ بینہ کی تفسیر ختم ہوئی اللہ تعالیٰ کا شکر و احسان ہے۔

❶ احمد، ۲/ ۳۹٦ وسندہ ضعیف ابو معشر ضعیف مشهور۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تفسیر سورۂ زلزال

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اِذَا زُلۡزِلَتِ الۡاَرۡضُ زِلۡزَالَہَا ۙ﴿۱﴾ وَ اَخۡرَجَتِ الۡاَرۡضُ اَثۡقَالَہَا ۙ﴿۲﴾ وَ قَالَ
الۡاِنۡسَانُ مَا لَہَا ۚ﴿۳﴾ یَوۡمَئِذٍ تُحَدِّثُ اَخۡبَارَہَا ۙ﴿۴﴾ بِاَنَّ رَبَّکَ اَوۡحٰی لَہَا ؕ﴿۵﴾ یَوۡمَئِذٍ
یَّصۡدُرُ النَّاسُ اَشۡتَاتًا ۬ۙ لِّیُرَوۡا اَعۡمَالَہُمۡ ؕ﴿۶﴾ فَمَنۡ یَّعۡمَلۡ مِثۡقَالَ ذَرَّۃٍ خَیۡرًا
یَّرَہٗ ؕ﴿۷﴾ وَ مَنۡ یَّعۡمَلۡ مِثۡقَالَ ذَرَّۃٍ شَرًّا یَّرَہٗ ٪﴿۸﴾ ع ۸/۲۲

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کے نام سے شروع جو بخشش کرنے والا مہربان ہے۔

جب زمین پوری طرح جھنجوڑ دی جائے گی'[۱] اور اپنے بوجھ باہر نکال پھینکے گی'[۲] انسان کہنے لگے گا کہ اسے کیا ہوگیا؟[۳] اس دن زمین اپنی سب خبریں بیان کردے گی'[۴] اس لیے کہ تیرے رب نے اسے یہ حکم دیا ہوگا۔[۵] اس روز لوگ مختلف جماعتیں ہو کر واپس لوٹیں گے تاکہ انہیں ان کے اعمال دکھا دیئے جائیں۔[۶] پس جس نے ذرے برابر نیکی کی ہوگی وہ اسے دیکھ لے گا'[۷] اور جس نے ذرے برابر برائی کی ہوگی وہ اسے دیکھ لے گا۔[۸]

سورۃ زلزال کا تعارف: مسند میں ہے کہ ایک شخص رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور کہا حضور مجھے پڑھائیے۔ آپ ﷺ نے فرمایا ﴿الٓـــر﴾ والی تین سورتیں پڑھو' تو اس نے کہا بوڑھا ہوگیا' حافظہ کمزور ہوگیا زبان موٹی ہوگئی۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا اچھا ﴿حٰمٓ﴾ والی سورتیں پڑھا کرو' اس نے پھر وہی عذر بیان کیا' آپ ﷺ نے فرمایا ﴿یُسَبِّحُ﴾ والی تین سورتیں پڑھ لیا کرو۔ اس نے پھر وہی عذر بیان کیا اور درخواست کی کہ حضور مجھے تو کوئی جامع سورہ کا سبق دیدیجئے' تو آپ ﷺ نے اسے یہ سورت پڑھائی' جب پڑھا چکے تو وہ کہنے لگا کہ اس اللہ کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ نبی بنا کر بھیجا ہے کہ میں کبھی اس پر زیادتی نہ کروں گا۔ پھر وہ پیٹھ پھیر کر جانے لگا تو آپ ﷺ نے فرمایا اس مرد نے فلاح پالی یہ نجات کو پہنچ گیا۔ پھر فرمایا ذرا اسے بلا لانا۔ وہ حاضر ہوا تو آپ ﷺ نے فرمایا مجھے بقر عید کا حکم کیا گیا ہے' اس دن کو اللہ تعالیٰ نے امت کی عید کا دن بنایا ہے' تو اس شخص نے کہا کہ اگر میرے پاس قربانی کا جانور نہ ہو اور کسی شخص نے مجھے دودھ پینے کے لیے کوئی جانور تحفۃً دے رکھا ہو تو کیا میں اسے ذبح کر ڈالوں؟ فرمایا نہیں نہیں پھر تو تو اپنے بال کترا' ناخن لوا' مونچھیں پست کرا' زیر ناف کے بال لے' اللہ تعالیٰ عزوجل کے نزدیک تیری پوری قربانی یہی ہے۔" ❶ یہ حدیث مسند احمد' ابوداؤد اور نسائی میں بھی ہے۔

ترمذی کی اور حدیث میں ہے کہ "رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ جو شخص اس سورۃ کو پڑھے تو اسے نصف قرآن پڑھنے کا ثواب ملتا ہے۔" ❷ یہ حدیث غریب ہے اور روایت میں ہے کہ "﴿اِذَا زُلۡزِلَتِ﴾ آدھے قرآن کے برابر ہے اور ﴿قُلۡ ہُوَ اللّٰہُ﴾ تہائی قرآن کے برابر ہے اور ﴿قُلۡ یٰۤاَیُّہَا الۡکٰفِرُوۡنَ﴾ چوتھائی قرآن کے برابر ہے۔" ❸ یہ حدیث بھی غریب ہے اور حدیث میں

---

❶ احمد، ۲/ ۱۹٦؛ ابو داود، کتاب شهر رمضان، باب تحزیب القرآن، ۱۳۹۹ وسنده حسن۔

❷ ترمذی، کتاب فضائل القرآن، باب ما جاء فی اذا زلزلت، ۲۸۹۳ وسنده ضعیف حسن بن سلم راوی مجہول ہے۔

❸ ترمذی، حواله سابق، ۲۸۹٤ وسنده ضعیف یمان بن مغیرہ راوی ضعیف ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے صحابیوں میں سے ایک سے فرمایا کہ ''کیا تم نے نکاح کر لیا؟ اس نے کہا نہیں' حضور میرے پاس اتنا ہے ہی نہیں جو میں اپنا نکاح کر سکوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ﴾ تیرے ساتھ نہیں؟ اس نے کہا ہاں یہ تو ہے۔ فرمایا تہائی قرآن یہ ہوا۔ فرمایا کیا ﴿اِذَا جَآءَ﴾ نہیں؟ کہا وہ بھی ہے۔ فرمایا چوتھائی قرآن یہ ہوا۔ فرمایا کیا ﴿قُلْ يٰۤاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ﴾ یاد نہیں؟ کہا ہاں۔ فرمایا چوتھائی قرآن کے برابر یہ ہے' جا اب نکاح کر لے۔'' ❶ یہ حدیث حسن ہے' یہ تینوں حدیثیں صرف ترمذی میں ہیں۔

جب زمین پر زلزلہ آئے گا: [آیت: ۱۔۸] زمین نیچے سے اوپر تک کپکپانے لگے گی اور جتنے مردے اس میں ہیں سب نکال پھینکے گی' جیسے اور جگہ ہے ﴿يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمْ اِنَّ زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ شَيْءٌ عَظِيْمٌ ۝﴾ ❷ لوگو! اپنے رب سے ڈرو' یقین مانو کہ قیامت کا زلزلہ اس دن کی بھونچال بڑی چیز ہے' اور جگہ ارشاد ہے ﴿وَاِذَا الْاَرْضُ مُدَّتْ ۝ وَاَلْقَتْ مَا فِيْهَا وَتَخَلَّتْ ۝﴾ ❸ جب کہ زمین کھینچ کھانچ کر برابر ہموار کر دی جائے گی' اور اس میں جو کچھ ہے وہ اسے باہر اگل دے گی اور بالکل خالی ہو جائے گی۔ صحیح مسلم میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں ''زمین اپنے کلیجے کے ٹکڑوں کو اگل دے گی سونا چاندی مثل ستونوں کے باہر نکل پڑے گا' قاتل اسے دیکھ کر افسوس کرتا ہوا کہے گا کہ ہائے اسی مال کے لیے میں نے فلاں کو قتل کیا تھا آج یہ یوں ادھر ادھر رل رہا ہے کوئی آنکھ بھر کر دیکھتا بھی نہیں' اسی طرح صلہ رحمی توڑنے والا بھی کہے گا کہ اسی کی محبت میں آ کر رشتے داروں سے میں سلوک نہیں کرتا تھا' چور بھی کہے گا کہ اسی کی محبت میں میں نے ہاتھ کٹوا دیئے غرض کہ وہ مال یونہی رلتا پھرے گا کوئی نہیں لے گا'' ❹ انسان اس وقت ہکا بکا رہ جائے گا اور کہے گا کہ یہ تو ہلنے جلنے والی نہ تھی بالکل ٹھہری ہوئی بوجھل اور جمی ہوئی تھی' اسے کیا ہو گیا کہ یوں بید کی طرح تھرانے لگی؟ اور ساتھ ہی جب دیکھے گا کہ تمام اگلی پچھلی لاشیں بھی زمین نے اگل دیں تو اور حیران و پریشان ہو جائے گا کہ آخر اسے کیا ہو گیا ہے؟ پس زمین بالکل بدل دی جائے گی اور آسمان بھی' اور سب لوگ اس قہار اللہ کے سامنے کھڑے ہو جائیں گے' زمین کھلے طور پر صاف صاف گواہی دے گی کہ فلاں فلاں شخص نے فلاں فلاں نافرمانی اس پر کی ہے۔ حضور ﷺ نے اس آیت کی تلاوت کر کے فرمایا'' جانتے بھی ہو کہ زمین کی بیان کردہ خبریں کیا ہوں گی؟ لوگوں نے کہا اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ ہی کو خوب علم ہے' تو آپ نے فرمایا جو جو اعمال بنی آدم نے زمین پر کیے ہیں وہ تمام وہ ظاہر کر دے گی کہ فلاں فلاں شخص نے فلاں نیکی یا بدی فلاں جگہ فلاں وقت کی ہے۔'' ❺ امام ترمذی رحمہ اللہ اس حدیث کو حسن صحیح غریب بتلاتے ہیں۔

زمین تمام راز کھول دے گی: معجم طبرانی میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا ''زمین سے بچو یہ تمہاری ماں ہے جو شخص جو نیکی بدی اس پر کرتا ہے۔ یہ سب کھول کر بیان کر دے گی۔'' ❻ یہاں وحی سے مراد حکم دینا ہے ﴿اَوْحٰى﴾ اور اسکے ہم معنی افعال کا صلہ حرف لام بھی آتا ہے اور ﴿اِلٰى﴾ بھی۔ مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے فرمائے گا کہ بتا اور وہ بتاتی جائے گی' اس دن لوگ حساب کی جگہ سے مختلف قسموں کی جماعتیں بن بن کر لوٹیں گے' کوئی بد ہو گا کوئی نیک' کوئی جنتی بنا ہو گا کوئی جہنمی۔ یہ معنی بھی ہیں کہ یہاں سے جو الگ

---

❶ ترمذی، کتاب فضائل القرآن، باب ما جاء فی اذا زلزلت، ۲۸۹۵ وسندہ ضعیف سلمہ بن وردان راوی ضعیف ہے۔

❷ ۲۲/ الحج:۱۔ ❸ ۸۴/ الانشقاق:۳، ۴۔ ❹ صحیح مسلم، کتاب الزکاۃ، باب الترغیب فی الصدقۃ قبل ان لایوجد من یقبلھا، ۱۰۱۳؛ ترمذی، ۲۲۰۸؛ ابن حبان، ۶۶۹۷۔

❺ ترمذی، کتاب تفسیر القرآن، باب ومن سورۃ اذا زلزلت الارض، ۳۳۵۳ وسندہ ضعیف یحییٰ بن ابی سلیمان جمہور کے نزدیک ضعیف راوی ہے۔ احمد، ۴/ ۳۷۴؛ حاکم، ۲/ ۲۵۶۔

❻ المعجم الکبیر، ۴۵۹۶ وسندہ ضعیف؛ مجمع الزوائد، ۱/ ۲۴۱۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الگ ہوں گے تو پھر اجتماع نہ ہوگا۔ یہ اس لیے کہ وہ اپنے اعمال کو جان لیں اور بھلائی برائی کا بدلہ پالیں اسی لیے آخر میں بیان فرمادیا۔ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ ''گھوڑوں والے تین قسم کے ہیں' ایک اجر پانے والا' ایک پردہ پوشی والا' ایک بوجھ اور گناہ والا۔ اجر والا تو وہ ہے جو گھوڑا پالتا ہے جہاد کی نیت سے اگر اس کے گھوڑے کی اگاڑی پچھاڑی ڈھیلی ہوگئی اور یہ ادھر ادھر سے چر تا رہا تو یہ بھی گھوڑے والے کے لیے اجر کا باعث ہے اور اگر یہ رسی اس کی ٹوٹ گئی اور یہ ادھر ادھر چڑھ گیا تو اس کے نشان قدم اور اسکی لید کا بھی اسے ثواب ملتا ہے اگر یہ کسی نہر پر جا کر پانی پی لے گو ارادہ پلانے کا نہ ہوتا ہم ثواب مل جاتا ہے' یہ گھوڑا تو اس شخص کے لیے سراسر اجر و ثواب ہے' دوسرا وہ شخص جس نے اس لیے پال رکھا ہے کہ دوسروں سے بے پرواہ رہے اور کسی سے سوال کی ضرورت نہ ہو لیکن اللہ کا حق نہ تو خود اس میں بھولتا ہے نہ اس کی سواری میں پس یہ اس کے لیے پردہ ہے۔ تیسرا وہ شخص ہے جس نے فخر و ریاکاری اور ظلم و ستم کے لیے پال رکھا ہے پس یہ اس کے ذمہ بوجھ اور اس پر گناہ کا بار ہے۔ پھر حضور ﷺ سے سوال ہوا کہ گدھوں کے بارے میں کیا حکم ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا مجھ پر اللہ تعالیٰ کی جانب سے سوائے اس تنہا اور جامع آیت کے اور کچھ نازل نہیں ہوا کہ ذرے برابر نیکی اتنی ہی بدی ہر شخص دیکھ لے گا'' ❶ (مسلم)۔

حضرت صعصعہ بن معاویہ رضی اللہ عنہ نے تو حضور ﷺ کی زبانی یہ آیت سن کر کہہ دیا تھا کہ صرف یہی آیت کافی ہے اور زیادہ اگر نہ بھی سنوں تو کوئی ضرورت نہیں ❷ (مسند احمد و نسائی)۔ صحیح بخاری میں یہ روایت حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ مروی ہے کہ ''آگ سے بچو اگرچہ آدھی کھجور کا صدقہ ہی ہو۔'' ❸ اسی طرح صحیح حدیث میں ہے کہ ''نیکی کے کام کو ہلکا نہ سمجھو گو اتنا ہی کام ہو کہ تو اپنے ڈول میں سے ذرا سا پانی کسی پیاسے کو پلوا دے یا اپنے کسی مسلمان بھائی سے کشادہ روئی اور خندہ پیشانی سے ملاقات کرلے۔'' ❹ دوسری ایک صحیح حدیث میں ہے کہ ''اے ایمان والی عورتو! تم اپنی پڑوسن کے بھیجے ہوئے تحفے ہدیے کو حقیر نہ سمجھو گو ایک کھر ہی آیا ہو۔'' ❺ اور حدیث میں ہے کہ ''سائل کو کچھ نہ کچھ دیدو گو جلا ہوا کھر ہی ہو۔'' ❻

مسند احمد کی حدیث میں ہے کہ ''اے عائشہ! گناہوں کو حقیر نہ سمجھو یاد رکھو کہ ان کا بھی اللہ حساب لینے والا ہے۔'' ❼

ابن جریر میں ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ جناب رسول اللہ ﷺ کے ساتھ کھانا کھا رہے تھے کہ ''یہ آیت اتری تو حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے کھانے سے ہاتھ اٹھالیا اور پوچھنے لگے کہ یا رسول اللہ ﷺ کیا میں ایک ایک ذرے برابر برائی کا بدلہ دیا جاؤں گا تو آپ ﷺ نے فرمایا اے صدیق! دنیا میں جو جو تکلیفیں تمہیں پہنچی ہیں یہ تو اس میں آگئیں اور نیکیاں تمہارے لیے اللہ کے ہاں ذخیرہ بنی ہوئی ہیں اور ان سب کا پورا پورا بدلہ قیامت کے دن تمہیں دیا جائے گا۔'' ❽ ابن جریر کی ایک اور روایت میں ہے کہ ''یہ

---

❶ صحیح بخاری، کتاب التفسیر، سورۃ اذا زلزلت باب قولہ ﴿فمن یعمل مثقال ذرۃ خیرا یرہ﴾ ٤٩٦٢؛ صحیح مسلم، ۹۸۷؛ مؤطا، ۲/ ٤٤٤؛ ابن حبان، ٤٦٧٢۔ ❷ احمد، ٥/ ٥٩ وسندہ ضعیف الحسن البصری مدلس ولم یصرح بالسماع، السنن الکبریٰ، ١١٦٩٤؛ حاکم، ۳/ ٦١٣؛ مجمع الزوائد، ٧/ ١٤١؛ المعجم الکبیر، ٧٤١١؛ الآحاد و المثانی لابن ابی عاصم، ۱۱۹۷۔

❸ صحیح بخاری، کتاب التوحید، باب کلام الرب تعالی یوم القیامۃ مع الانبیاء وغیرھم، ٧٥١٢؛ صحیح مسلم، ١٠١٦؛ احمد، ٤/ ٢٥٦؛ ابن حبان، ٤٧٣۔ ❹ احمد، ٥/ ٦٣ وسندہ ضعیف یونس بن عبید عنعن وفیہ علۃ أخریٰ اس معنی کی روایات صحیح مسلم، کتاب البر والصلۃ، باب استحباب طلاقۃ الوجہ عند اللقاء، ٢٦٢٦؛ ترمذی، ١٨٣٣؛ وغیرہ میں موجود ہیں۔

❺ صحیح بخاری، کتاب الأدب، باب لاتحقرن جارۃ لجارتها، ٦٠١٧؛ صحیح مسلم، ١٠٣٠۔

❻ نسائی، کتاب الزکاۃ، باب رد السائل، ٢٥٦٦ وسندہ صحیح؛ احمد، ٦/ ٤٣٥۔

❼ ابن ماجہ، کتاب الزھد، باب ذکر الذنوب، ٤٢٤٣ وھو صحیح؛ احمد، ٦/ ١٥١؛ دارمی، ٢/ ٣٠٣۔

❽ الطبری، یہ روایت مرسل یعنی ضعیف ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سورت حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی موجودگی میں نازل ہوئی تھی آپ اسے سن کر بہت روئے۔ حضور ﷺ نے سبب پوچھا تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا مجھے یہ سورت رلا رہی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا اگر تم خطا اور گناہ نہ کرتے کہ تمہیں بخشا جائے اور معاف کیا جائے تو اللہ تعالیٰ کسی اور امت کو پیدا کرتا جو خطا اور گناہ کرتے اور اللہ انہیں بخشتا۔'' ❶

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے حضور ﷺ سے یہ آیت سن کر پوچھا کہ ''حضور کیا مجھے اپنے سب اعمال دیکھنے پڑیں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں! پوچھا بڑے بڑے فرمایا ہاں! پوچھا اور چھوٹے چھوٹے بھی فرمایا ہاں۔ میں نے کہا ہائے افسوس۔ آپ ﷺ نے فرمایا ابوسعید! خوش ہو جاؤ نیکی تو دس گنے سے لے کر سات سو گنے تک بلکہ اس سے بھی زیادہ تک اللہ جسے چاہے دے گا ہاں گناہ اسی کے مثل ہوں گے یا اللہ تعالیٰ اسے بھی بخش دے گا۔ سنو! کسی شخص کو صرف اس کے اعمال نہ نجات دے سکیں گے۔ میں نے کہا حضور کیا آپ کو بھی نہیں؟ فرمایا نہ مجھے بھی مگر یہ کہ اللہ تبارک وتعالیٰ اپنی رحمت سے مجھے ڈھانپ لے۔'' ❷ اس کے راویوں میں ایک ابن لہیعہ ہیں۔ یہ روایت صرف انہیں سے مروی ہے۔

ہر عمل کا بدلہ ملے گا: حضرت سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب آیت ﴿وَيُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ عَلٰى حُبِّهٖ﴾ ❸ الخ۔ نازل ہوئی یعنی مال کی محبت کے باوجود مسکین یتیم اور قیدی کو کھانا کھلاتے ہیں تو لوگ یہ سمجھ گئے کہ اگر ہم تھوڑی سی چیز راہ للہ دیں گے تو کوئی ثواب نہ ملے گا۔ مسکین ان کے دروازے پر آتا لیکن ایک آدھ کھجور یا روٹی کا ٹکڑا وغیرہ دینے کو حقارت خیال کر کے یونہی لوٹا دیتے تھے کہ اگر دیں تو کوئی اچھی محبوب ومرغوب چیز دیں۔ ادھر تو اس خیال کی یہ ایک جماعت تھی' دوسری جماعت وہ تھی جنہیں یہ خیال پیدا ہو گیا تھا کہ چھوٹے چھوٹے گناہوں پر ہماری پکڑ نہ ہوگی مثلاً کبھی کوئی جھوٹ بات کہہ دی کبھی ادھر ادھر نظریں ڈال لیں کبھی غیبت کر لی وغیرہ جہنم کی وعید تو کبیرہ گناہوں پر ہے تو یہ آیت ﴿فَمَنْ يَّعْمَلْ﴾ نازل ہوئی اور انہیں یہ بتلایا گیا کہ چھوٹی سی نیکی کو حقیر نہ سمجھو یہ بڑی ہو کر ملے گی اور تھوڑے سے گناہ کو بھی بے جان نہ سمجھو کہیں تھوڑا تھوڑا مل کر بہت نہ بن جائے۔'' ذَرَّۃٍ کے معنی چھوٹی چیونٹی کے ہیں' یعنی نیکیوں اور برائیوں کو چھوٹی سے چھوٹی اور بڑی سے بڑی اپنے نامۂ اعمال میں دیکھ لے گا' بدی تو ایک ہی لکھی جاتی ہے نیکی ایک کے بدلے دس بلکہ جس کے لیے اللہ چاہے اس سے بھی بہت زیادہ بلکہ ان نیکیوں کے بدلے برائیاں بھی معاف ہو جاتی ہیں' ایک ایک نیکی کے بدلے دس دس برائیاں معاف ہو جاتی ہیں' پھر یہ بھی ہے کہ جس کی نیکی برائی سے ایک ذرے کے برابر بڑھ گئی وہ جنتی ہو گیا' رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ ''گناہوں کو ہلکا نہ سمجھا کرو یہ سب جمع ہو کر آدمی کو ہلاک کر ڈالتے ہیں۔''

رسول اللہ ﷺ نے ان برائیوں کی مثال بیان فرمائی کہ ''جیسے کچھ لوگ کسی جگہ اترے پھر ایک ایک دو دو لکڑیاں چن لائے تو لکڑیوں کا ڈھیر لگ جائے گا پھر اگر انہیں سلگائی جائیں تو اس آگ میں جو چاہیں پکا سکتے ہیں'' ❹ (اسی طرح تھوڑے تھوڑے گناہ بہت زیادہ ہو کر آگ کا کام کرتے ہیں اور انسان کو جلا دیتے ہیں)۔

سورۂ زلزال کی تفسیر ختم ہوئی وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔

---

❶ ابن ابی جریر وسندہ حسن؛ شعب الایمان، ۷۱۰۳؛ مجمع الزوائد، ۷/ ۱۴۱۔

❷ ابن ابی حاتم وسندہ ضعیف۔ ❸ ۷۶/ الدھر:۸۔

❹ احمد، ۱/ ۴۰۲ ح ۳۸۱۸ وسندہ ضعیف، قتادہ مدلس وعنعن، المعجم الکبیر، ۱۰۵۰۰۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تفسیر سورۂ عادیات

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

وَ الۡعٰدِیٰتِ ضَبۡحًا ۙ﴿۱﴾ فَالۡمُوۡرِیٰتِ قَدۡحًا ۙ﴿۲﴾ فَالۡمُغِیۡرٰتِ صُبۡحًا ۙ﴿۳﴾ فَاَثَرۡنَ بِہٖ نَقۡعًا ۙ﴿۴﴾
فَوَسَطۡنَ بِہٖ جَمۡعًا ۙ﴿۵﴾ اِنَّ الۡاِنۡسَانَ لِرَبِّہٖ لَکَنُوۡدٌ ۚ﴿۶﴾ وَ اِنَّہٗ عَلٰی ذٰلِکَ لَشَہِیۡدٌ ۚ﴿۷﴾
وَ اِنَّہٗ لِحُبِّ الۡخَیۡرِ لَشَدِیۡدٌ ؕ﴿۸﴾ اَفَلَا یَعۡلَمُ اِذَا بُعۡثِرَ مَا فِی الۡقُبُوۡرِ ۙ﴿۹﴾ وَ حُصِّلَ مَا فِی
الصُّدُوۡرِ ۙ﴿۱۰﴾ اِنَّ رَبَّہُمۡ بِہِمۡ یَوۡمَئِذٍ لَّخَبِیۡرٌ ﴿۱۱﴾ ع ١١/ ٢٥

ترجمہ: شروع اللہ تعالیٰ بخشش کرنے والے مہربان کے نام سے۔
ہانپتے ہوئے دوڑنے والے گھوڑوں کی قسم[۱] پھر ٹاپ مار کر آگ جھاڑنے والوں کی[۲] پھر صبح کے وقت دھاوا بولنے والوں کی[۳] پس اس وقت غبار اڑاتے ہیں[۴] پھر فوجوں کے درمیان گھس جاتے ہیں[۵] یقیناً انسان اپنے رب کا بڑا ناشکرا ہے[۶] اور یقیناً وہ خود بھی اس سے باخبر ہے[۷] یہ مال کی محبت میں بھی بڑا سخت ہے[۸] کیا اسے وہ وقت معلوم نہیں جب قبروں کے مردے اٹھا کھڑے کر دیئے جائیں گے[۹] اور سینوں کی پوشیدہ باتیں ظاہر کر دی جائیں گی[۱۰] بے شک ان کا رب اس دن ان کے حال سے پورا باخبر ہوگا۔[۱۱]

مجاہدین کے گھوڑوں کی فضیلت: [آیت:۱-۱۱] مجاہدین کے گھوڑے جب کہ اللہ کی راہ کے لیے ہانپتے اور ہنہناتے ہوئے دوڑتے ہیں ان کی اللہ تبارک وتعالیٰ قسم کھاتا ہے، پھر اس تیزی میں دوڑتے ہوئے پتھروں کے ساتھ ان کے نعل کا ٹکرانا اور اس رگڑ سے آگ کی چنگاریاں اڑنا پھر صبح کے وقت دشمن پر ان کا چھاپہ مارنا اور دشمنان رب کو تہ وبالا کرنا۔ آنحضرت ﷺ کی یہی عادت مبارکہ تھی کہ دشمن کی کسی بستی پر آپ ﷺ جاتے تو وہاں رات کو ٹھہر کر کان لگا کر سنتے اگر اذان کی آواز آ گئی تو آپ ﷺ رک جاتے۔ نہ آتی تو لشکر کو حکم دیتے کہ بزن بول دیں۔ ❶ پھر ان گھوڑوں کا گرد وغبار اڑانا اور ان سب کا دشمنوں کے درمیان گھس جانا، ان سب چیزوں کی قسم کھا کر پھر مضمون شروع ہوتا ہے۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ﴿وَالۡعٰدِیٰتِ﴾ سے مراد اونٹ ہیں، حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی یہی فرماتے ہیں۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا یہ قول ہے کہ اس سے مراد گھوڑے ہیں۔ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ کو معلوم ہوا تو آپ نے فرمایا: ''گھوڑے ہمارے پاس بدر والے دن تھے ہی کب؟ یہ تو اس چھوٹے لشکر میں تھا جو بھیجا گیا تھا'' حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما ایک مرتبہ حطیم میں بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک شخص نے آکر اس آیت کی تفسیر پوچھی تو آپ نے فرمایا اس سے مراد مجاہدین کے گھوڑے ہیں جو بوقت جہاد دشمنوں پر دھاوا بولتے ہیں پھر رات کے وقت یہ گھوڑے سوار مجاہد اپنے کیمپ میں آکر کھانے پکانے کے لیے آگ جلاتے ہیں۔ وہ یہ پوچھ کر حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس گیا آپ اس وقت زمزم کا پانی لوگوں کو پلا رہے تھے۔ اس نے آپ سے بھی یہی سوال

❶ صحیح مسلم، کتاب الصلاة، باب الامساك عن الاغارة علی قوم...... ٣٨٢۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کیا۔ آپ نے فرمایا مجھ سے پہلے کسی اور سے بھی تم نے پوچھا ہے؟ کہا ہاں (حضرت) ابن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا ہے' تو انہوں نے فرمایا مجاہدین کے گھوڑے ہیں جو اللہ کی راہ میں دھاوا کریں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا جانا ذرا انہیں میرے پاس بلا لانا۔ جب وہ آ گئے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا تمہیں معلوم نہیں اور تم لوگوں کو فتویٰ دے رہے ہو۔ اللہ کی قسم پہلا غزوہ اسلام میں بدر کا ہوا اس لڑائی میں ہمارے ساتھ صرف دو گھوڑے تھے' ایک حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کا' دوسرا حضرت مقداد رضی اللہ عنہ کا تو عَادِیَاتِ ضَبْحًا یہ کیسے ہو سکتے ہیں' اس سے مراد تو عرفات سے مزدلفہ کی طرف جانے والے اور پھر مزدلفہ سے منیٰ کی طرف جانے والے ہیں۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں یہ سن کر میں نے اپنے اگلے قول سے رجوع کر لیا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جو فرمایا تھا وہی کہنے لگا۔' ❶ مزدلفہ میں پہنچ کر حاجی بھی اپنی ہنڈیا روٹی کے لیے آگ سلگاتے ہیں۔ غرض حضرت علی رضی اللہ عنہ کا فرمان یہ ہوا کہ اس سے مراد اونٹ ہیں اور یہی قول ایک جماعت کا ہے جن میں ابراہیم' عبید بن عمیر وغیرہ ہیں' اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے گھوڑے مروی ہیں۔

صبح کے وقت حملہ کرنے والے گھوڑوں کا ذکر: مجاہد' عکرمہ' عطاء' قتادہ' ضحاک رحمہ اللہ علیہم' بھی یہی کہتے ہیں اور امام ابن جریر رحمۃ اللہ علیہ بھی اسی کو پسند فرماتے ہیں' بلکہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اور حضرت عطاء رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ ضَبْح یعنی ہانپنا کسی جانور کے لیے نہیں ہوتا سوائے گھوڑے اور کتے کے' ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ان کے منہ سے ہانپتے ہوئے جو آواز اُح اُح نکلتی ہے یہی ضبح ہے۔ اور دوسرے جملے کے ایک تو معنی یہ کئے گئے ہیں کہ ان گھوڑوں کی ٹاپوں کا پتھر سے ٹکرا کر آگ پیدا کرنا اور دوسرے معنی یہ بھی کئے گئے ہیں کہ ان کے سواروں کا لڑائی کی آگ کو بھڑکانا' اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ لڑائی میں مکر و دھوکہ کرنا' اور یہ بھی مروی ہے کہ راتوں کو اپنی قیام گاہ پہنچ کر آگ روشن کرنا اور مزدلفہ میں حاجیوں کا بعد از مغرب پہنچ کر آگ جلانا۔

امام ابن جریر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں میرے نزدیک سب سے زیادہ ٹھیک قول یہی ہے کہ گھوڑوں کی ٹاپوں اور سموں کا پتھر سے رگڑ کھا کر آگ پیدا کرنا' پھر صبح کے وقت مجاہدین کا دشمنوں پر اچانک ٹوٹ پڑنا۔ اور جن صاحبان نے اس سے مراد اونٹ لیے ہیں وہ فرماتے ہیں کہ اس سے مراد مزدلفہ سے منیٰ کی طرف صبح کو جانا ہے' پھر یہ سب کہتے ہیں کہ پھر ان کا جس مکان میں یہ اترے ہیں خواہ جہاد میں ہوں یا حج میں غبار اڑانا پھر ان مجاہدین کا کفار کی فوجوں میں درّانہ گھس جانا اور چیرتے پھاڑتے مارتے پچھاڑتے ان کے بیچ لشکر میں پہنچ جانا' اور یہ بھی مراد ہو سکتی ہے کہ سب جمع ہو کر اس جگہ درمیان میں آ جاتے ہیں تو اس صورت میں جَمْعًا حال مؤکد ہونے کی وجہ سے منصوب ہو گا۔ ابوبکر بزار میں اس جگہ ایک غریب حدیث ہے جس میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک لشکر بھیجا تھا ایک مہینہ گزر گیا لیکن اس کی کوئی خبر نہ آئی اس پر یہ آیتیں اتریں اور اس لشکر کی اللہ تعالیٰ نے خبر دی کہ ان کے گھوڑے ہانپتے ہوئے تیز چال سے گئے ان کے سموں کی ٹکر سے چنگاریاں اڑ رہی تھیں انہوں نے صبح ہی صبح دشمنوں پر پوری یلغار کے ساتھ حملہ کر دیا ان کی ٹاپوں سے گرد اڑ رہا تھا پھر غالب آ کر سب جمع ہو کر بیٹھ گئے۔ ❷ ان قسموں کے بعد اب وہ مضمون بیان ہو رہا ہے جس پر قسمیں کھائی گئی تھیں کہ انسان اپنے رب کی نعمتوں کا قدردان نہیں' اگر کوئی دکھ درد کسی وقت آ گیا ہے تو وہ بخوبی یاد ہے لیکن اللہ تبارک وتعالیٰ کی ہزار ہا نعمتیں جو ہیں سب کو بھلائے ہوئے ہے۔

ابن ابی حاتم کی حدیث میں ہے کہ ﴿كَنُوْد﴾ وہ ہے جو تنہا کھائے غلاموں کو مارے اور احسان وسلوک نہ کرے' ❸ اس کی

---

❶ ابن ابی حاتم وابن جریر وسندہ حسن، ابو معاویۃ البجلی ھو عمار بن معاویۃ حسن الحدیث وثقہ الجمھور۔

❷ مسند البزار، ۲۲۹۱ وسندہ ضعیف؛ مجمع الزوائد، ۵/ ۱۱۵ اس کی سند میں حفص بن جمیع العجلی ضعیف راوی ہے دیکھئے (تقریب التہذیب وغیرہ) ❸ المعجم الکبیر، ۷۷۷۸، ۷۹۵۸ وسندہ ضعیف ابو عمرو جعفر بن الزبیر متروک، مجمع الزوائد، ۷/ ۱٤۲ اس کی سند میں جعفر بن الزبیر متروک راوی ہے (المیزان، ۱/ ٤۰٦؛ رقم: ۱۵۰۲)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسناد ضعیف ہے۔ پھر فرمایا اللہ تعالیٰ اس پر شاہد ہے۔ اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ یہ خود اس بات پر اپنا گواہ آپ ہے' اس کی ناشکری اس کے افعال و اقوال سے صاف ظاہر ہے جیسے اور جگہ ہے ﴿شٰهِدِيْنَ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ بِالْكُفْرِ﴾ ❶ یعنی مشرکین سے اللہ تعالیٰ کی مسجدوں کی آبادی نہیں ہو سکتی جب کہ یہ اپنے کفر کے آپ گواہ ہیں۔ پھر فرمایا یہ مال کی چاہت میں بڑا سخت ہے یعنی اسے مال کی بے حد محبت ہے اور یہ بھی معنی ہیں کہ اس کی محبت میں پھنس کر ہماری راہ میں دینے سے جی چراتا ہے اور بخل کرتا ہے' پھر پروردگار عالم اسے دنیا سے بے رغبت کرنے اور آخرت کی طرف متوجہ کرنے کے لیے فرما رہا ہے کہ کیا انسان کو یہ معلوم نہیں کہ ایک وقت وہ آ رہا ہے کہ جب تمام مردے قبروں سے نکل کھڑے ہوں گے اور جو کچھ باتیں چھپی ہوئی تھیں سب ظاہر ہو جائیں گی۔ سن لو! ان کا رب ان کے تمام کاموں سے باخبر ہے اور ہر ایک عمل کا بدلہ پورا پورا دینے والا ہے' ایک ذرے کے برابر وہ ظلم روا نہیں رکھتا اور نہ رکھے۔

سورۂ عادیات کی تفسیر اللہ تعالیٰ کے فضل و احسان سے ختم ہوئی' وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔

---

❶ ۹/ التوبة: ۱۷۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تفسیر سورۂ قارعة

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

اَلۡقَارِعَةُ ۙ﴿۱﴾ مَا الۡقَارِعَةُ ۚ﴿۲﴾ وَمَاۤ اَدۡرٰىكَ مَا الۡقَارِعَةُ ؕ﴿۳﴾ يَوۡمَ يَكُوۡنُ النَّاسُ كَالۡفَرَاشِ الۡمَبۡثُوۡثِ ۙ﴿۴﴾ وَتَكُوۡنُ الۡجِبَالُ كَالۡعِهۡنِ الۡمَنۡفُوۡشِ ؕ﴿۵﴾ فَاَمَّا مَنۡ ثَقُلَتۡ مَوَازِيۡنُهٗ ۙ﴿۶﴾ فَهُوَ فِىۡ عِيۡشَةٍ رَّاضِيَةٍ ؕ﴿۷﴾ وَاَمَّا مَنۡ خَفَّتۡ مَوَازِيۡنُهٗ ۙ﴿۸﴾ فَاُمُّهٗ هَاوِيَةٌ ؕ﴿۹﴾ وَمَاۤ اَدۡرٰىكَ مَا هِيَهۡ ؕ﴿۱۰﴾ نَارٌ حَامِيَةٌ ﴿۱۱﴾

ترجمہ: اللہ تعالیٰ بہت مہربان بڑے رحم والے کے نام سے۔

کھڑکھڑا دینے والی' [۱] کیا ہے وہ کھڑکھڑانے والی' [۲] تجھے کیا معلوم کہ وہ کھڑکھڑانے والی کیا ہے؟ [۳] جس دن انسان پراگندہ پروانوں کی طرح ہو جائیں گے [۴] اور پہاڑ دھنی ہوئی رنگین اون کی طرح ہو جائیں گے [۵] پھر جس کا پلہ بھاری ہوگا' [۶] وہ تو خاطر خواہ آرام کی زندگی میں ہوگا [۷] اور جس کی تول ہلکی ہوگی [۸] اس کا ٹھکانہ ہاویہ ہے [۹] تجھے کون بتائے کہ وہ کیا ہے؟ [۱۰] وہ تیز دتند آگ ہے۔ [۱۱]

قیامت کھڑکھڑا دینے والی ہے: [آیت:۱۔۱۱] ﴿قَارِعَه﴾ بھی قیامت کا نام ہے جیسے حَاقَّه طَامَّه' صَاخَه' غَاشِيَه وغیرہ۔ اس کی بڑائی اور ہولناکی کے بیان کے لیے سوال ہوتا ہے کہ وہ کیا چیز ہے؟ اس کا علم بغیر میرے بتائے کسی کو حاصل نہیں ہوسکتا ہے۔ پھر خود بتلاتا ہے کہ اس دن لوگ منتشر اور پراگندہ حیران و پریشان ادھر ادھر گھوم رہے ہوں گے جس طرح پروانے ہوتے ہیں جیسے اور جگہ فرمایا ہے ﴿كَاَنَّهُمۡ جَرَادٌ مُّنۡتَشِرٌ﴾ 1 گویا وہ ٹڈیاں ہیں پھیلی ہوئیں۔ پھر فرمایا پہاڑوں کا یہ حال ہوگا کہ وہ دھنی ہوئی اون کی طرح ادھر ادھر اڑتے نظر آئیں گے۔ پھر فرماتا ہے اس دن ہر نیک و بد کا انجام ظاہر ہو جائے گا' نیکوں کی بزرگی اور بروں کی اہانت کھل جائے گی' جس کی نیکیاں وزن میں برائیوں سے بڑھ گئیں وہ عیش و آرام کی زندگی جنت میں بسر کرے گا' اور جس کی بدیاں نیکیوں پر چھا گئیں' بھلائیوں کا پلڑا ہلکا ہوگیا وہ جہنمی ہو جائے گا' وہ منہ کے بل اوندھا جہنم میں گرا دیا جائے گا۔ ام سے مراد دماغ ہے' یعنی سر کے بل ہاویہ میں جائے گا' اور یہ بھی معنے ہیں کہ فرشتے جہنم میں اس کے سر پر عذابوں کی بارش برسائیں گے' اور یہ بھی مطلب ہے کہ اس کا اصلی ٹھکانا وہ جگہ ہے جہاں اس کے لیے قرار گاہ مقرر کیا گیا ہے وہ جہنم ہے۔ ﴿هَاوِيَه﴾ جہنم کا نام ہے اسی لیے اس کی تفسیر بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ تمہیں نہیں معلوم کہ ہاویہ کیا ہے؟ اب میں بتاتا ہوں کہ وہ شعلے مارتی بھڑکتی ہوئی آگ ہے۔

حضرت اشعث بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مؤمن کی موت کے بعد اس کی روح کو ایمانداروں کی روحوں کی طرف لے جاتے ہیں اور فرشتے ان سے کہتے ہیں کہ اپنے بھائی کی دلجوئی اور تسکین کرو' یہ دنیا کے رنج و غم میں مبتلا تھا' اب وہ نیک روحیں اس سے

1 ٥٤/ القمر:۷۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پوچھتی ہیں کہ فلاں کا کیا حال ہے؟ وہ کہتا ہے کہ وہ تو مر چکا' کیا تمہارے پاس نہیں آیا؟ تو یہ سمجھ لیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ پھونکواسے وہ تو اپنی ماں ہاویہ میں پہنچا۔ ابن مردویہ کی ایک مرفوع حدیث میں یہ بیان خوب بسط سے ہے اور ہم نے بھی اسے کتاب صفتہ النار میں وارد کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے فضل وکرم سے اس آگ جہنم سے نجات دے' آمین۔

آگ جھلسا دینے والی: پھر فرماتا ہے کہ وہ سخت تیز حرارت والی آگ ہے' بڑے شعلے مارنے والی جھلسا دینے والی۔ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں ''تمہاری یہ آگ تو اس کا سترواں حصہ ہے۔ لوگوں نے کہا حضرت! ہلاکت کو تو یہی کافی ہے' آپ ﷺ نے فرمایا ہاں لیکن آتش دوزخ تو اس سے انہتر حصے تیز ہے۔'' صحیح بخاری میں یہ حدیث ہے اور اس میں یہ بھی ہے کہ ہر ہر حصہ اس آگ جیسا ہے۔ ❶ مسند احمد میں بھی یہ روایت موجود ہے۔ ❷ مسند احمد کی ایک حدیث میں اس کے ساتھ یہ بھی ہے کہ ''یہ آگ باوجود اس آگ کا سترواں حصہ ہونے کے پھر بھی دو مرتبہ سمندر کے پانی میں بجھا کر بھیجی گئی ہے اگر یہ نہ ہوتا تو اس سے بھی نفع نہ اٹھا سکتے۔'' ❸

اور ایک حدیث میں ہے کہ یہ آگ سوواں حصہ ہے۔ ❹ طبرانی میں ہے کہ ''جانتے ہو کہ تمہاری اس آگ اور آگ جہنم کے درمیان کیا نسبت ہے؟ تمہاری اس آگ کے دھوئیں سے بھی ستر حصہ زیادہ سیاہ خود وہ آگ ہے۔'' ❺ ترمذی اور ابن ماجہ میں حدیث ہے کہ ''جہنم کی آگ ایک ہزار سال تک جلائی گئی تو سرخ ہوگئی پھر ایک ہزار سال تک جلائی گئی تو سفید ہوگئی' پھر ایک ہزار سال تک جلائی گئی تو سیاہ ہوگئی' پس اب وہ سخت سیاہ اور بالکل اندھیرے والی ہے۔'' ❻

مسند احمد کی حدیث میں ہے کہ ''سب سے ہلکے عذاب والا جہنمی وہ ہے جس کے پیروں میں آگ کی دو جوتیاں ہوں گی جن سے اس کا دماغ کھد بدیاں لے رہا ہوگا۔'' ❼ بخاری ومسلم میں ہے کہ ''آگ نے اپنے رب سے شکایت کی کہ اے اللہ! میرا ایک حصہ دوسرے کو کھائے جا رہا ہے تو پروردگار نے اسے دو سانس لینے کی اجازت دی' ایک جاڑے میں ایک گرمی میں' پس سخت جاڑا جو تم پاتے ہو یہ اس کا سرد سانس ہے اور سخت گرمی جو پڑتی ہے یہ اس کے گرم سانس کا اثر ہے۔'' ❽ اور حدیث میں ہے کہ ''جب گرمی شدت کی پڑے تو نماز ٹھنڈی کر کے پڑھو۔ کیونکہ گرمی کی سختی جہنم کے جوش کی وجہ سے ہے۔'' ❾

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ سورۂ قارعہ کی تفسیر ختم ہوئی۔

---

❶ صحیح بخاری، کتاب بدء الخلق، باب صفة النار انها مخلوقة، ۳۲۶۵؛ صحیح مسلم، ۲۸۴۳؛ مؤطا، ۲/ ۹۹۴؛ ابن حبان، ۷۴۶۲۔ ❷ احمد، ۲/ ۴۶۷ وسنده حسن۔ ❸ احمد، ۲/ ۲۴۴ وهو حديث صحيح؛ مسند الحميدی بتحقيقی، ۱۱۳۶ وسنده صحيح۔ ❹ احمد، ۲/ ۳۷۸ وسنده صحيح۔

❺ المعجم الاوسط للطبرانی، ۴۸۹ وسنده ضعيف فيه احمد بن عمرو الخلال لم نقف على ترجمته وباقی السند صحيح۔

❻ ترمذی، کتاب صفة جهنم، باب منه فی صفة النار وانها سوداء مظلمة، ۲۵۹۱ وسنده ضعيف شریک قاضی مدلس کے سماع کی تصریح نہیں ہے۔ ابن ماجه، ۴۳۲۰۔ ❼ احمد، ۲/ ۴۳۲؛ صحیح مسلم، کتاب الايمان، باب اهون اهل النار عذابا، ۲۱۱۔

❽ صحیح بخاری، کتاب مواقيت الصلاة، باب الابراد بالظهر فی شدة الحر، ۵۳۷؛ صحیح مسلم، ۶۱۷؛ ترمذی، ۲۵۹۲؛ ابن ماجه، ۴۳۱۹؛ احمد، ۲/ ۴۶۲۔ ❾ صحیح بخاری، کتاب مواقيت الصلاة، باب الابراد بالظهر فی شدة الحر، ۵۳۶؛ صحیح مسلم، ۶۱۵؛ احمد، ۲/ ۲۲۹؛ ابن حبان، ۱۵۰۶۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تفسیر سورۂ تکاثر

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْهٰىكُمُ التَّكَاثُرُ ۝١ حَتّٰى زُرْتُمُ الْمَقَابِرَ ۝٢ كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۝٣ ثُمَّ كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۝٤ كَلَّا لَوْ تَعْلَمُوْنَ عِلْمَ الْيَقِيْنِ ۝٥ لَتَرَوُنَّ الْجَحِيْمَ ۝٦ ثُمَّ لَتَرَوُنَّهَا عَيْنَ الْيَقِيْنِ ۝٧ ثُمَّ لَتُسْـَٔلُنَّ يَوْمَىِٕذٍ عَنِ النَّعِيْمِ ۝٨

ترجمہ: بہت بڑے مہربان نہایت رحم کرنے والے اللہ کے نام سے شروع۔
زیادتی کی چاہت نے تمہیں غافل کر دیا[١] یہاں تک کہ تم قبرستان جا پہنچے[٢] نہیں نہیں تم معلوم کرلو گے۔[٣] اور ابھی ابھی تمہیں علم ہو جائے گا۔[٤] یوں نہیں اگر تم یقینی طور پر جان لیتے۔[٥] بیشک تم جہنم دیکھ لو گے۔[٦] اور تم اسے یقین کی آنکھ سے دیکھ لو گے[٧] پھر اس دن تم سے ضرور بالضرور نعمتوں کا سوال ہوگا۔[٨]

دنیا کی محبت میں آخرت سے غفلت خطرناک ہے: [آیت:١۔٨] ارشاد ہوتا ہے کہ دنیا کی محبت اس کے پا لینے کی کوشش نے تمہیں آخرت کی طلب اور نیک کاموں سے بے پرواہ کر دیا، تم اسی دنیا کی ادھیڑ بن میں رہے کہ اچانک موت آ گئی اور تم قبروں میں پہنچ گئے، رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ "اطاعت پروردگار سے تم نے دنیا کی جستجو میں پھنس کر بے رغبتی کر لی اور مرتے دم تک غفلت برتی" ❶ (ابن ابی حاتم)۔ حسن بصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ مال اور اولاد کی زیادتی کی ہوس میں موت کا خیال پرے پھینک دیا۔ صحیح بخاری کتاب الرقاق میں ہے کہ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ((لَوْ كَانَ لِابْنِ اٰدَمَ وَادٍ مِّنْ ذَهَبٍ)) یعنی اگر ابن آدم کے پاس ایک جنگل بھر کر سونا ہوا سے ہم قرآن کی آیت ہی سمجھتے رہے یہاں تک کہ ﴿اَلْهٰىكُمُ التَّكَاثُرُ﴾ نازل ہوئی۔ ❷ مسند احمد میں ہے کہ "حضرت عبداللہ بن شخیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں جناب رسول اللہ کی خدمت میں جب آیا تو آپ اس آیت کو پڑھ رہے تھے، آپ ﷺ نے فرمایا ابن آدم کہتا رہتا ہے کہ میرا مال میرا مال، حالانکہ تیرا مال تو صرف وہ ہے جسے تو نے کھا کر فنا کر دیا یا پہن کر پھاڑ دیا یا صدقے دے کر باقی رکھ لیا۔" ❸ صحیح مسلم میں اتنا اور زیادہ ہے کہ اس کے سوا جو کچھ ہے اسے تو لوگوں کے لیے چھوڑ چھاڑ کر چل دے گا۔ ❹

بخاری کی حدیث میں ہے کہ "میت کے ساتھ تین چیزیں جاتی ہیں جن میں سے دو تو پلٹ آتی ہیں صرف ایک ساتھ رہ جاتی ہے۔ گھر والے، مال اور اعمال۔ اہل و مال تو لوٹ آئے عمل ساتھ رہ گئے" ❺ مسند احمد کی حدیث میں ہے کہ ابن آدم بوڑھا ہو جاتا ہے لیکن دو چیزیں اس کے ساتھ باقی رہ جاتی ہیں، لالچ اور امنگ۔ ❻ حضرت ضحاک رحمہ اللہ نے ایک شخص کے ہاتھ میں ایک درہم

❶ ابن ابی حاتم وسنده موضوع زکریا بن یحیٰ الوقار کذاب وفی السند علل اخری۔ ❷ صحیح بخاری، کتاب الرقاق، باب مایتقی من فتنة المال، ٦٤٤٠۔ ❸ احمد، ٤/ ٢٤؛ صحیح مسلم، کتاب الزهد، باب الدنیا سجن للمؤمن وجنة للکافر، ٢٩٥٨؛ ترمذی، ٢٣٤٢۔ ❹ صحیح مسلم، حواله سابق، ٢٩٥٩۔ ❺ صحیح بخاری، کتاب الرقاق، باب سکرات الموت، ٦٥١٤؛ صحیح مسلم، ٢٩٦٠؛ ترمذی، ٢٣٧٩۔ ❻ احمد، ٣/ ١١٥ ح ١٢١٤٢ وسنده صحیح وهو متفق علیه البخاری، ٦٤٢١ ومسلم، ١٠٤٧ من حدیث شعبة به اس معنی کی روایت صحیح بخاری، کتاب الرقاق، باب من بلغ ستین سنة اعذر الله الیه فی العمر، ٦٤٢١؛ صحیح مسلم، ١٠٤٧؛ مسند الطیالسی، ٢٠٠٥ میں بھی موجود ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دیکھ کر پوچھا کہ یہ درہم کس کا ہے؟ اس نے کہا میرا۔ فرمایا تیرا تو اس وقت ہوگا کہ کسی نیک کام میں تو خرچ کر دے یا بطور شکر اللہ تعالیٰ کے خرچ کرے۔ حضرت احنف رحمہ اللہ نے اس واقعہ کو بیان کر کے پھر یہ شعر پڑھا۔

اَنْتَ لِلْمَالِ اِذَا اَمْسَكْتَهٗ فَاِذَا اَنْفَقْتَهٗ فَالْمَالُ لَكَ

یعنی ''جب کہ تو مال کو لیے بیٹھا ہے تو تو مال کی ملکیت ہے' ہاں جب اسے خرچ کر دے گا اس وقت مال تیری ملکیت میں ہو جائے گا۔''

ابن بریدہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''بنو حارثہ اور بنو حارث انصار کے قبائل آپس میں فخر وغرور کرنے لگے' ایک کہتا دیکھو ہم میں فلاں شخص ایسا بہادر ایسا جیوٹ یا اتنا بڑا مالدار وغیرہ ہے' دوسرے قبیلے والے اپنے میں ایسوں کو پیش کرتے تھے' جب زندوں کے ساتھ یہ فخر ومباہات کر چکے تو کہنے لگے کہ آؤ قبرستان میں چلیں وہاں جا کر اپنے اپنے مردوں کی قبروں کی طرف اشارے کر کے کہنے لگے بتلاؤ اس جیسا بھی تم میں کوئی گزرا ہے' وہ انہیں اپنے مردوں کے ساتھ الزام دینے لگے' اس پر یہ دونوں ابتدائی آیتیں اتریں کہ تم فخر ومباہات کرتے ہوئے قبرستان پہنچ گئے اور اپنے اپنے مردوں پر بھی فخر وغرور کرنے لگے۔ چاہیے تھا کہ یہاں آ کر عبرت حاصل کرتے اپنا مرنا اور سڑنا اور گلنا یاد کرتے۔

حضرت قتادہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ''لوگ اپنی زیادتی اور اپنی کثرت پر گھمنڈ کرتے تھے یہاں تک کہ ایک ایک ہو کر قبروں میں ٹھس گئے۔'' مطلب یہ ہے کہ بہتایت کی چاہت نے غفلت میں ہی رکھا یہاں تک کہ مر گئے اور قبروں میں دفن ہو گئے۔ صحیح حدیث میں ہے کہ ''نبی ﷺ ایک اعرابی کی عیادت کو تشریف لے گئے اور حسب عادت فرمایا کہ کوئی ڈر خوف نہیں ان شاء اللہ تعالیٰ گناہوں سے پاکیزگی حاصل ہوگی' تو اس نے کہا آپ اسے خوب پاک بتلا رہے ہیں یہ تو وہ بخار ہے جو بوڑھے بڑوں پر جوش مارتا ہے اور قبر تک پہنچا کر رہتا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا اچھا پھر یوں ہی سہی۔'' ❶ اس حدیث میں بھی لفظ (تُزِيْرُهُ الْقُبُوْرَ) ہے اور یہاں قرآن میں بھی۔ ﴿زُرْتُمُ الْمَقَابِرَ﴾ ہے۔ پس معلوم ہوتا ہے کہ اس سے مراد مر کر قبر میں دفن ہونا ہی ہے۔ ترمذی میں ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ ''جب تک یہ آیت نہ اتری ہم عذاب قبر کے بارے میں شک میں ہی رہے۔'' ❷ یہ حدیث غریب ہے۔

ابن ابی حاتم میں ہے کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ نے اس آیت کی تلاوت کی پھر کچھ دیر سوچ کر فرمانے لگے میمون! قبروں کا دیکھنا تو صرف بطور زیارت ہے' اور ہر زیارت کرنے والا اپنی جگہ لوٹ جاتا ہے یعنی خواہ جنت کی طرف خواہ دوزخ کی طرف۔ ایک اعرابی نے بھی ایک شخص کی زبانی ان دونوں آیتوں کی تلاوت سن کر یہی فرمایا تھا کہ اصل مقام اور ہی ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ دھمکاتے ہوئے دو دو مرتبہ فرماتا ہے کہ حقیقت حال کا علم تمہیں ابھی ہو جائے گا۔ یہ مطلب بھی بیان کیا گیا ہے کہ پہلے مراد کفار ہیں دوبارہ مؤمن مراد ہیں۔ پھر فرماتا ہے کہ اگر تم علم یقینی کے ساتھ اسے معلوم کر لیتے یعنی اگر ایسا ہوتا تو تم غفلت میں نہ پڑتے اور مرتے دم تک اپنی آخری منزل آخرت سے غافل نہ رہتے پھر جس چیز سے پہلے دھمکایا تھا اسی کا بیان کر رہا ہے کہ تم جہنم کو اپنی آنکھوں سے دیکھ لو گے کہ اس کی ایک ہی جنبش کے ساتھ اور تو اور انبیاء علیہم السلام بھی ہیبت وخوف کے مارے گھٹنوں کے بل گر جائیں گے اس کی عظمت اور وہشت ہر دل پر چھائی ہوئی ہوگی جیسے کہ بہت سی احادیث میں بتفصیل مروی ہے۔

---

❶ صحیح بخاری، کتاب المرضی، باب عیادة الاعراب، ٥٦٦٢؛ المعجم الکبیر، ١١٩٥١۔

❷ ترمذی، کتاب تفسیر القرآن، باب ومن سورة ﴿الهاكم التكاثر﴾، ٣٣٥٥ وسنده ضعیف حجاج بن ارطاة ضعیف مدلس ومحمد بن ابی لیلی ضعیف مشهور۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

روز قیامت نعمتوں کے متعلق سوال ہوگا: پھر فرمایا کہ اس دن تم سے نعمتوں کی باز پرس ہوگی' صحت' امن' رزق وغیرہ تمام نعمتوں کی نسبت سوال ہوگا کہ ان کا شکر کہاں تک ادا کیا۔ ابن ابی حاتم کی ایک غریب حدیث میں ہے کہ "ٹھیک دوپہر کو رسول اللہ ﷺ اپنے گھر سے چلے دیکھا کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ بھی مسجد میں آ رہے ہیں' پوچھا کہ اس وقت کیسے نکلے ہو؟ کہا حضور جس چیز نے آپ کو نکالا ہے اسی نے مجھے بھی نکالا ہے' اتنے میں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بھی آ گئے' ان سے بھی حضور ﷺ نے یہی فرمایا اور آپ نے بھی یہی جواب دیا۔ پھر حضور ﷺ نے ان دونوں بزرگوں سے باتیں کرنی شروع کیں' پھر فرمایا: اگر ہمت ہو تو اس باغ تک چلے چلو کھانا پینا مل ہی جائے گا اور سایہ دار جگہ بھی۔ ہم نے کہا بہت اچھا' پس آپ ﷺ ہمیں لے کر ابوالہیثم انصاری رضی اللہ عنہ کے باغ کے دروازے پر آئے۔ آپ ﷺ نے سلام کیا اور اجازت چاہی' ام ہیثم انصاریہ رضی اللہ عنہا دروازے کے پیچھے ہی کھڑی تھیں سن رہی تھیں لیکن اونچی آواز سے جواب نہیں دیا اس لالچ سے کہ اللہ کے رسول ﷺ اور زیادہ سلامتی کی دعا کریں اور کئی کئی مرتبہ آپ ﷺ کا سلام سنیں' جب تین مرتبہ حضور ﷺ سلام کر چکے اور کوئی جواب نہ ملا تو واپس روانہ ہوئے۔ اب تو حضرت ابوالہیثم رضی اللہ عنہ کی والدہ صاحبہ دوڑیں اور کہا حضور ﷺ میں آپ کی آواز سن رہی تھیں لیکن میرا ارادہ تھا کہ اللہ کرے آپ کئی کئی مرتبہ سلام کریں اس لئے میں نے اپنی آواز آپ کو نہ سنائی آپ آیئے تشریف لے چلیے۔ آپ ﷺ نے ان کے اس فعل کو اچھی نظروں سے دیکھا' پھر فرمایا کہ خود ابوالہیثم کہاں ہیں؟ والدہ صاحبہ نے فرمایا حضور وہ بھی یہیں قریب ہی پانی لینے گئے ہیں' آپ تشریف لایئے ان شاء اللہ آتے ہی ہوں گے۔ حضور ﷺ باغ میں رونق افروز ہوئے' بی بی صاحبہ نے ایک سایہ دار درخت تلے کچھ بچھا دیا' جس پر آپ ﷺ تشریف فرما ہوئے' اتنے میں حضرت ابوالہیثم رضی اللہ عنہ بھی آ گئے بے حد خوش ہوئے آنکھوں کو ٹھنڈک اور دل کو سکھ نصیب ہوا اور جلدی جلدی ایک کھجور کے درخت پر چڑھ گئے اور اچھے اچھے خوشے اتار اتار کر دینے لگے یہاں تک کہ خود آپ ﷺ نے روک دیا۔ صحابی نے کہا یارسول اللہ! گدلی اور تر اور بالکل پکی اور جس طرح کی چاہیں تناول فرمائیں۔ جب کھجوریں کھا چکے تو میٹھا پانی لائے جسے پیا پھر حضور ﷺ فرمانے لگے یہی وہ نعمتیں ہیں جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ کے ہاں پوچھے جاؤ گے۔ ❶

ابن جریر کی اسی حدیث میں ہے کہ "ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما بیٹھے ہوئے تھے کہ ان کے پاس حضور ﷺ تشریف لائے اور فرمایا کہ یہاں کیسے بیٹھے ہو؟ دونوں نے کہا حضور بھوک کے مارے گھر سے نکل کھڑے ہوئے ہیں۔ فرمایا اس اللہ کی قسم جس نے مجھے حق کے ساتھ بھیجا ہے میں بھی اسی وجہ سے اس وقت نکلا ہوں۔ اب آپ انہیں لے کر چلے اور ایک انصاری کے گھر آئے ان کی بیوی صاحبہ مل گئیں پوچھا کہ تمہارے میاں کہاں گئے ہیں؟ کہا گھر کے لیے میٹھا پانی لانے گئے ہیں۔ اتنے میں وہ مشک اٹھائے ہوئے آ ہی گئے' خوش ہو گئے اور کہنے لگے مجھ جیسا خوش قسمت آج کوئی بھی نہیں جس کے گھر اللہ کے نبی تشریف لائے ہیں۔ مشک تو لٹکا دی اور خود جا کر کھجوروں کے تازہ تازہ خوشے لے آئے آپ ﷺ نے فرمایا چن کر الگ کر کے لاتے تو جواب دیا کہ حضور میں نے چاہا آپ اپنی طبیعت کے مطابق اپنی پسند سے چن لیں اور نوش فرمالیں' پھر چھری ہاتھ میں تھامی کہ کوئی جانور ذبح کر کے گوشت پکائیں تو آپ ﷺ نے فرمایا دیکھو دودھ دینے والا جانور ذبح نہ کرنا۔ چنانچہ اس نے ذبح کیا آپ ﷺ نے وہیں کھانا تناول فرمایا۔ پھر فرمانے لگے دیکھو بھوکے گھر سے نکلے اور پیٹ بھرے جا رہے ہو یہی وہ نعمتیں ہیں جن کے بارے میں قیامت کے دن سوال ہوگا۔" ❷

❶ اس کی سند میں عبداللہ بن عیسیٰ ابوخلف الخزار "منکر الحدیث" راوی ہے (المیزان، ۲/ ۴۷۰؛ رقم: ٤٤٩٦) لہٰذا یہ روایت سخت ضعیف ہے۔

❷ الطبری، ۲۴/ ۵۸۳ وسندہ ضعیف، ولید بن مسلم مدلس وعنعن یہ روایت مختلف الفاظ سے صحیح مسلم، کتاب الاشربة، باب جواز استتباعه غیره الی دار...... ۲۰۳۸؛ ترمذی، ۲۳۶۹ میں بھی موجود ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رسول اللہ ﷺ کے آزاد غلام حضرت ابوعسیب رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ''رات کو رسول اللہ ﷺ نے مجھے آواز دی میں نکلا پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو بلایا پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو بلایا پھر کسی انصاری کے باغ میں تشریف لے گئے اور فرمایا لاؤ بھائی کھانے کو دو وہ انگور کے خوشے اٹھا لائے اور آپ کے سامنے رکھ دیے آپ ﷺ نے اور آپ کے ساتھیوں نے کھائے پھر فرمایا ٹھنڈا پانی پلاؤ' وہ لائے آپ ﷺ نے پیا' پھر فرمانے لگے قیامت کے دن اس سے باز پرس ہوگی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے وہ خوشہ اٹھا کر زمین پر دے مارا اور کہنے لگے اس کے بارے میں بھی اللہ کے ہاں پرسش ہوگی۔ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں صرف تین چیزوں کی تو پرسش نہیں' پردہ پوشی کے لائق کپڑا' بھوک روکنے کے قابل ٹکڑا' اور سردی گرمی میں سر چھپانے کے لیے مکان۔'' ❶ (مسند احمد)

مسند احمد کی ایک اور حدیث میں ہے کہ ''جب یہ سورت نازل ہوئی اور حضور ﷺ نے پڑھ کر سنائی تو صحابہ رضی اللہ عنہم کہنے لگے کہ ہم سے کس نعمت پر سوال ہوگا؟ کھجوریں کھا رہے ہیں اور پانی پی رہے ہیں تلواریں گردنوں میں لٹک رہی ہیں اور دشمن سر پر کھڑا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا گھبراؤ نہیں عنقریب نعمتیں آجائیں گی۔'' ❷ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ''ایک مرتبہ ہم بیٹھے ہوئے تھے کہ حضور ﷺ تشریف لائے اور نہائے ہوئے معلوم ہوتے تھے ہم نے کہا حضور! اس وقت تو آپ خوش وخرم نظر آتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں۔ پھر لوگ تونگری کا ذکر کرنے لگے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس کے دل میں خوف الٰہی ہو اس کے لیے تونگری کوئی بری چیز نہیں اور یاد رکھو متقی شخص کے لیے صحت تونگری سے بھی اچھی ہے اور خوش نفسی بھی اللہ کی نعمت ہے۔'' ❸ (مسند احمد)

کن نعمتوں کے متعلق سوال ہوگا: ابن ماجہ میں بھی یہ حدیث ہے۔ ترمذی میں ہے نعمتوں کے سوال میں قیامت والے دن سب سے پہلے یہ کہا جائے گا کہ ''ہم نے تجھے صحت نہیں دی تھی؟ اور ٹھنڈے پانی سے تجھے آسودہ نہیں کیا کرتے تھے؟'' ❹ ابن ابی حاتم کی روایت میں ہے کہ اس آیت ﴿ثُمَّ لَتُسْـَٔلُنَّ﴾ الخ کو سن کر صحابہ رضی اللہ عنہم کہنے لگے کہ حضور! ہم تو جو کی روٹی اور وہ بھی آدھا پیٹ کھا رہے ہیں۔ تو اللہ کی طرف سے وحی آئی کہ کیا تم پیر بچانے کے لئے جوتیاں نہیں پہنتے اور کیا تم ٹھنڈے پانی نہیں پیتے؟ یہی قابل پرسش نعمتیں ہیں۔ ❺ اور روایت میں ہے کہ امن اور صحت سے سوال ہوگا' پیٹ بھر کھانے سے' ٹھنڈے پانی سے' سائے دار گھروں سے' میٹھی نیند سے بھی سوال ہوگا شہد پینے سے' لذتیں حاصل کرنے سے' صبح شام کے کھانے سے' گھی شہد اور میدے کی روٹی وغیرہ' غرض ان تمام نعمتوں کے بارے میں اللہ کے ہاں سوال ہوگا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اس کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ ''بدن کی صحت' کانوں اور آنکھوں کی صحت کے بارے میں بھی سوال ہوگا کہ ان طاقتوں سے کیا کیا کام کیے۔''

جیسے قرآن کریم میں ہے ﴿إِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ أُولَٰئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُولًا﴾ ❻ ہر شخص سے اس کے کان اس کی آنکھ اور اس کے دل کے بارے میں بھی پوچھ ہوگی۔ صحیح بخاری وغیرہ کی حدیث میں ہے کہ ''دو نعمتوں کے بارے میں لوگ بہت ہی غفلت برت رہے ہیں' صحت اور فراغت'' ❼ یعنی نہ تو ان کا پورا شکر ادا کرتے ہیں نہ ان کی عظمت کو جانتے ہیں نہ انہیں

❶ احمد، ۵/ ۸۱ وسندہ حسن؛ مجمع الزوائد، ۱۰/ ۲۶۷۔ ❷ احمد، ۵/ ۴۲۹ وسندہ حسن۔

❸ احمد، ۵/ ۳۷۲؛ ابن ماجہ، کتاب التجارات، باب الحث علی المکاسب، ۲۱۴۱ وسندہ صحیح۔

❹ ترمذی، کتاب تفسیر القرآن، باب ومن سورۃ ﴿الهاكم التكاثر﴾، ۳۳۵۸ وسندہ صحیح؛ ابن حبان، ۲۵۸۵؛ حاکم، ۴/ ۱۳۸ حاکم اور ذہبی نے اسے صحیح کہا ہے۔

❺ اس کی سند میں حفص بن عمر ضعیف راوی ہے۔ لہٰذا یہ روایت ضعیف ہے۔ ❻ ۱۷/ بنی اسرائیل: ۳۶۔

❼ صحیح بخاری، کتاب الرقاق، باب الصحۃ والفراغ، ۶۴۱۲؛ ترمذی، ۲۳۰۴؛ ابن ماجہ، ۴۱۷۰۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رب کی مرضی کے مطابق صرف کرتے ہیں۔ بزار میں ہے تہبند کے سوا اور سایۂ دار دیواروں کے سوا اور روٹی کے ٹکڑے کے سوا ہر چیز کا قیامت کے دن حساب دینا پڑے گا۔ ❶

مسند احمد کی مرفوع حدیث میں ہے کہ ''اللہ عزوجل قیامت کے دن فرمائے گا اے ابن آدم! میں نے تجھے گھوڑوں پر اور اونٹوں پر سوار کرایا' عورتیں تیرے نکاح میں دیں' تجھے مہلت دی کہ تو ہنسی خوشی آرام وراحت سے زندگی گزارے۔ اب بتا کہ اس کا شکریہ کہاں ہے؟'' ❷

اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے سورۂ تکاثر کی تفسیر ختم ہوئی' وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔

---

❶ مسند البزار: ٣٦٤٣ وسنده ضعيف اس کی سند میں لیث بن ابی سلیم مشہور ضعیف راوی ہے۔ ❷ احمد: ٢/ ٤٩٢ وسنده صحيح اس معنی کی روایت صحیح مسلم، کتاب الزهد، باب الدنيا سجن للمؤمن وجنة للكافر: ٢٩٦٨۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تفسیر سورۂ عصر

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَالْعَصْرِ ۝۱ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِيْ خُسْرٍ ۝۲ اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ ۝۵ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ ۝۳

ع ۱ ۲۸

ترجمہ: اللہ تعالیٰ بہت بڑی بخشش کرنے والے بہت بڑے رحم کرنے والے کے نام سے شروع۔

زمانے کی قسم[۱] بے شک وبالیقین انسان سرتا سر نقصان میں ہے۔[۲] سوائے ان لوگوں کے جو ایمان لائے اور نیک عمل کیے اور جنہوں نے آپس میں حق کی وصیت کی اور ایک دوسرے کو صبر کی نصیحت کی۔[۳]

تعارف سورت: حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ اپنے مسلمان ہونے سے پہلے ایک مرتبہ مسیلمہ کذاب سے ملے اس نے نبوت کا جھوٹا دعویٰ کر رکھا تھا۔ عمرو رضی اللہ عنہ کو دیکھ کر پوچھنے لگا کہ اس مدت میں تمہارے نبی پر بھی کوئی وحی نازل ہوئی ہے؟ حضرت عمرو رضی اللہ عنہ نے جواب دیا ایک مختصر نہایت فصاحت والی سورت اتری ہے۔ پوچھا وہ کیا ہے؟ حضرت عمرو رضی اللہ عنہ نے سورۂ والعصر پڑھ کر سنائی۔ مسیلمہ ذرا دیر سوچتا رہا پھر کہنے لگا عمرو! دیکھو مجھ پر بھی اسی جیسی سورۂ اتری ہے۔ عمرو رضی اللہ عنہ نے کہا وہ کیا؟ کہا یہ ''یَا وَبْرُ یَا وَبْرُ۔ اِنَّمَا اَنْتَ اُذُنَانِ وَصَدْرٌ۔ وَسَائِرُ حَضَرٍ نَقْرٌ'' پھر کہنے لگا عمرو! کہو تمہارا کیا خیال ہے؟ عمرو رضی اللہ عنہ نے کہا میرا خیال تو تو خود ہی جانتا ہے کہ مجھے تیرے جھوٹا ہونے کا علم ہے۔ دبر بلی جیسا ایک جانور ہے اس کے دونوں کان ذرا بڑے ہوتے ہیں اور سینہ بھی باقی جسم بالکل حقیر اور واہیات ہوتا ہے۔ اس کذاب نے ایسی فضول گوئی اور بکواس کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے کلام کا معارضہ کرنا چاہا جسے سن کر عرب کے بت پرست لوگوں نے بھی اس کا کاذب اور مفتری ہونا سمجھ لیا۔ طبرانی میں ہے کہ دو صحابیوں کا یہ دستور تھا کہ جب ملتے ایک اس سورۃ کو پڑھتا دوسرا سنتا پھر سلام کر کے رخصت ہو جاتے۔ ❶

فائدہ: حضرت امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ''اگر لوگ اس سورت کو غور وتدبر سے پڑھیں اور سمجھیں تو یہی ایک سورت کافی ہے۔''

کامیاب زندگی کے چار اصول: [آیت:۱۔۳] عصر سے مراد زمانہ ہے جس میں انسان نیکی بدی کے کام کرتا ہے۔ حضرت زید بن اسلم رحمہ اللہ نے اس سے مراد عصر کی نماز یا عصر کی نماز کا وقت بیان کیا ہے، لیکن مشہور پہلا قول ہی ہے۔ اس قسم کے بعد بیان فرماتا ہے کہ انسان نقصان میں، ٹوٹے میں اور ہلاکت میں ہے، ہاں اس نقصان سے بچنے والے وہ لوگ ہیں جن کے دلوں میں ایمان ہو، اعمال میں نیکیاں ہوں، حق کی وصیتیں کرنے والے ہوں، یعنی نیکی کے کام کرنے کی، حرام کاموں سے رکنے کی ایک دوسرے کو تاکید کرتے ہوں، قسمت کے لکھے پر، مصیبتوں کی برداشت پر صبر کرتے ہوں، اور دوسروں کو بھی اس کی تلقین کرتے ہوں، ساتھ ہی بھلی باتوں کا حکم کرنے اور بری باتوں سے روکنے میں لوگوں کی طرف سے جو بلائیں اور تکلیفیں پہنچیں ان کی بھی سہار کرتے ہوں اور اسی کی تلقین اپنے ساتھیوں کو بھی کرتے ہوں، یہ ہیں جو اس صریح نقصان سے مستثنیٰ ہیں۔ سورۂ عصر کی تفسیر بحمد للہ ختم ہوئی۔

❶ المعجم الأوسط، ٥١٢٠ وسنده ضعيف، فيه محمد بن هشام المستملي ولم اقف على ترجمته۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تفسیر سورۂ ھمزہ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

وَیْلٌ لِّکُلِّ ھُمَزَۃٍ لُّمَزَۃِۨ ﴿۱﴾ الَّذِیْ جَمَعَ مَالًا وَّعَدَّدَہٗ ﴿۲﴾ یَحْسَبُ اَنَّ مَالَہٗٓ اَخْلَدَہٗ ﴿۳﴾
کَلَّا لَیُنْۢبَذَنَّ فِی الْحُطَمَۃِ ﴿۴﴾ وَمَآ اَدْرٰىکَ مَا الْحُطَمَۃُ ﴿۵﴾ نَارُ اللّٰہِ الْمُوْقَدَۃُ ﴿۶﴾ الَّتِیْ
تَطَّلِعُ عَلَی الْاَفْـِٕدَۃِ ﴿۷﴾ اِنَّھَا عَلَیْھِمْ مُّؤْصَدَۃٌ ﴿۸﴾ فِیْ عَمَدٍ مُّمَدَّدَۃٍ ﴿۹﴾

ع ۱ / ۲۹

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کے نام سے شروع جو بہت بخشش کرنے والا نہایت مہربان ہے۔

بڑی خرابی ہے ہر ایسے شخص کی جو عیب ٹٹولنے والا غیبت کرنے والا ہو۔[۱] جو مال کو جمع کرتا جائے اور گنتا جائے[۲] سمجھے کہ اس کا مال اس کے پاس سدا رہے گا۔[۳] ہرگز نہیں یہ تو توڑ پھوڑ دینے والی آگ میں پھینک دیا جائے گا[۴] تجھے کیا معلوم کہ ایسی آگ کیا کچھ ہوگی؟[۵] وہ اللہ تعالیٰ کی سلگائی ہوئی آگ ہوگی[۶] جو دلوں پر چڑھتی چلی جائے گی[۷] اور ان پر بڑے بڑے ستونوں میں ہر طرف سے بند کی ہوئی ہوگی۔[۸-۹]

چغل خوری کی مذمت: [آیت:۱-۹] اللہ تعالیٰ فرماتا ہے زبان سے لوگوں کی عیب گیری کرنے والا اپنے کاموں سے دوسروں کی حقارت کرنے والا خرابی والا شخص ہے۔ ﴿ھَمَّازٍ مَّشَّآءٍۭ بِنَمِیْمٍ﴾ ❶ کی تفسیر بیان ہو چکی ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا قول ہے کہ "اس سے مراد طعنہ دینے والا غیبت کرنے والا ہے۔" ربیع بن انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ "سامنے برا کہنا ﴿ھَمَزَ﴾ ہے اور پیٹھ پیچھے عیب بیان کرنا ﴿لَمَزَ﴾ ہے۔" قتادہ رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ "زبان سے اور آنکھ کے اشاروں سے بندگان الٰہی کو ستانا اور چڑانا مراد ہے کہ کبھی تو ان کا گوشت کھائے یعنی غیبت کرے اور کبھی ان پر طعنہ زنی کرے۔ مجاہد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ﴿ھمز﴾ ہاتھ اور آنکھ سے ہوتا ہے اور ﴿لمز﴾ زبان سے۔" بعض کہتے ہیں کہ اس سے مراد اخنس بن شریق کافر ہے۔ مجاہد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ "آیت عام ہے۔" پھر فرمایا جو جمع کرتا جاتا ہے اور گن گن کر رکھتا جاتا ہے۔ جیسے اور جگہ ہے ﴿جَمَعَ فَاَوْعٰی﴾۔

ناحق مال کمانے والے کے لئے ہلاکت ہے: حضرت کعب رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ "دن بھر تو مال کمانے کی ہائے وائے میں لگا رہا اور رات کو سڑی بھسی لاش کی طرح پڑا رہا" اس کا خیال یہ ہے کہ اس کا مال اسے ہمیشہ دنیا میں رکھے گا حالانکہ واقعہ یوں نہیں بلکہ یہ بخیل اور لالچی انسان جہنم کے اس طبقے میں گرے گا جو ہر اس چیز کو جو اس میں گرے چور چور کر دیتا ہے۔ پھر فرماتا ہے کہ یہ توڑ پھوڑ کرنے والی کیا چیز ہے؟ اس کا حال اے نبی! تمہیں معلوم نہیں' یہ اللہ تعالیٰ کی سلگائی ہوئی آگ ہے جو دلوں پر چڑھ جاتی ہے جلا کر بھسم کر دیتی ہے لیکن وہ مرتے نہیں۔

حضرت ثابت بنانی رحمہ اللہ جب اس آیت کی تلاوت کر کے اس کا یہ معنی بیان کرتے تو رو دیتے اور کہتے کہ انہیں عذاب نے بڑا ستایا۔

محمد بن کعب رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ "آگ جلاتی ہوئی حلق تک پہنچ جاتی ہے پھر لوٹتی پھر پہنچتی ہے" یہ آگ ان پر چوطرف سے بند کر دی گئی ہے جیسے کہ سورۂ بلد کی تفسیر میں گزرا۔ ایک مرفوع حدیث میں بھی یہ ہے اور دوسرا طریق اس کا موقوف ہے۔ لوہا جو مثل آگ کے ہے اس کے ستونوں میں یہ لمبے لمبے دروازے ہیں۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی قرأت میں ﴿بِعَمَدٍ﴾ مروی ہے۔ ان دوزخیوں کی گردنوں میں زنجیریں ہوں گی' یہ لمبے لمبے ستونوں میں جکڑے ہوئے ہوں گے اور اوپر سے دروازے بند کر دیئے =

❶ ۶۸/ القلم:۱۱۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تفسیر سورۂ فیل

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلَمۡ تَرَ کَیۡفَ فَعَلَ رَبُّکَ بِاَصۡحٰبِ الۡفِیۡلِ ؕ﴿۱﴾ اَلَمۡ یَجۡعَلۡ کَیۡدَہُمۡ فِیۡ تَضۡلِیۡلٍ ۙ﴿۲﴾ وَّ اَرۡسَلَ عَلَیۡہِمۡ طَیۡرًا اَبَابِیۡلَ ۙ﴿۳﴾ تَرۡمِیۡہِمۡ بِحِجَارَۃٍ مِّنۡ سِجِّیۡلٍ ۪ۙ﴿۴﴾ فَجَعَلَہُمۡ کَعَصۡفٍ مَّاۡکُوۡلٍ ﴿۵﴾ ع

ترجمہ: اللہ تعالیٰ بخشش کرنے والے مہربانی کرنے والے کے نام سے شروع۔

کیا تو نے نہ دیکھا کہ تیرے رب نے ہاتھی والوں کے ساتھ کیا کیا؟[۱] کیا ان کے مکر کو بے کار نہیں کر دیا؟[۲] اور ان پر پرندوں کے جھرمٹ بھیج دیئے[۳] جو انہیں مٹی اور پتھر کی کنکریاں مار رہے تھے[۴] پس انہیں کھائے ہوئے بھوسے کی طرح کر دیا۔[۵]

= جائیں گے ان آگ کے ستونوں میں انہیں بدترین عذاب کیے جائیں گے۔ ابوصالح رحمہ اللہ فرماتے ہیں "یعنی وزنی بیڑیاں اور قید و بند ان کے لیے ہوں گی"۔ اس سورہ کی تفسیر بھی اللہ کے فضل و کرم سے پوری ہوئی۔ فَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ۔

ابرہہ کا واقعہ: [آیت:۱-۵] اللہ رب العزت نے قریش پر جو اپنی خاص نعمت انعام فرمائی تھی اس کا ذکر کر رہا ہے کہ جس لشکر نے ہاتھیوں کو ساتھ لے کر کعبے کو ڈھانے کے لیے چڑھائی کی تھی اللہ تعالیٰ نے اس سے پہلے کہ وہ کعبے کے وجود کو مٹائیں ان کا نام و نشان مٹا دیا ان کی تمام فریب کاریاں ان کی تمام قوتیں سلب کر لیں، برباد و غارت کر دیا۔ یہ لوگ مذہباً نصرانی تھے لیکن دین مسیح کو مسخ کر دیا تھا قریب قریب بت پرست ہو گئے تھے انہیں اس طرح نامراد کرنا یہ گویا پیش خیمہ تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کا اور اطلاع تھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد آمد کی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اسی سال تولد ہوئے۔ اکثر تاریخ دان حضرات کا یہی قول ہے تو گویا رب عالم فرما رہا ہے کہ اے قریشیو! حبشہ کے اس لشکر پر تمہیں فتح تمہاری بھلائی کی وجہ سے نہیں دی گئی تھی بلکہ اس میں ہمارے گھر کا بچاؤ تھا جسے ہم شرف بزرگی عظمت و عزت میں اپنے آخر الزماں پیغمبر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت سے بڑھانے والے تھے۔

غرض اصحاب فیل کا مختصر واقعہ تو یہ ہے جو بیان ہوا اور مطول واقعہ اصحاب الاخدود کے بیان میں گزر چکا ہے کہ قبیلہ حمیر کا آخری بادشاہ ذونواس جو مشرک تھا جس نے اپنے زمانے کے مسلمانوں کو کھائیوں میں قتل کیا تھا جو سچے نصرانی تھے اور تعداد میں تقریباً بیس ہزار تھے سارے کے سارے ہی شہید کر دیئے گئے تھے، صرف دوس ذوثعلبان ایک بچ گیا تھا جو ملک شام جا پہنچا اور قیصر روم سے فریاد رسی چاہی۔ یہ بادشاہ نصرانی مذہب پر تھا اس نے حبشہ کے بادشاہ نجاشی کو لکھا کہ اس کے ساتھ اپنی پوری فوج کر دو اس لیے کہ یہاں سے دشمن کا ملک قریب تھا۔ اس بادشاہ نے اریاط اور ابو یکسوم ابرہہ بن صباح کو امیر لشکر بنا کر بہت بڑا لشکر دے کر دونوں کو اس کی سرکوبی کے لیے روانہ کیا، یہ لشکر یمن پہنچا، یمن کو اور یمنیوں کو تاخت و تاراج کر دیا، ذونواس بھاگ کھڑا ہوا اور دریا میں ڈوب کر مر گیا اور ان لوگوں کی سلطنت کا خاتمہ ہو گیا اور سارے یمن پر شاہ حبشہ کا قبضہ ہو گیا اور یہ دونوں سردار یہاں رہنے سہنے لگے، لیکن کچھ تھوڑی ہی مدت کے بعد ان میں ناچاقی ہو گئی۔ آخر نوبت یہاں تک پہنچی کہ دونوں نے آمنے سامنے صفیں باندھ لیں اور لڑنے کے لیے نکل آئے۔ عام حملہ ہو اس سے بیشتر ان دونوں سرداروں نے آپس میں کہا کہ فوجوں کو لڑانے اور لوگوں کو قتل کرانے کی کیا ضرورت، آؤ ہم

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تم دونوں میدان میں نکلیں اور ایک دوسرے سے لڑ کر فیصلہ کرلیں جو زندہ بچ جائے ملک وفوج اسی کی' چنانچہ یہ بات طے ہوگئی اور دونوں میدان میں نکل آئے۔ ارياط نے ابرہہ پر حملہ کیا اور تلوار کے ایک ہی وار سے چہرہ خونا خون کر دیا' ناک ہونٹ اور منہ کٹ گیا۔ ابرہہ کے غلام عتودہ نے اس موقعہ پر ارياط پر ایک بے پناہ حملہ کیا اور اسے قتل کر دیا۔ ابرہہ زخمی ہو کر میدان سے زندہ واپس گیا' علاج معالجہ سے زخم اچھے ہو گئے اور یمن کا یہ مستقل بادشاہ بن بیٹھا۔ نجاشی شاہ حبشہ کو جب یہ واقعہ معلوم ہوا تو وہ سخت غصہ ہوا اور ایک خط ابرہہ کو لکھا اسے بڑی لعنت ملامت کی اور کہا کہ رب کی قسم میں تیرے شہروں کو پامال کروں گا اور تیری چوٹی کاٹ لاؤں گا۔ ابرہہ نے اس کا جواب نہایت عاجزی سے لکھا اور قاصد کو بہت سارے ہدیے دیئے اور ایک تھیلی میں یمن کی مٹی بھر دی اور اپنی پیشانی کے بال کاٹ کر اس میں رکھ دیئے اور اپنے خط میں اپنے قصوروں کی معافی طلب کی اور لکھا کہ یہ یمن کی مٹی حاضر ہے اور میری چوٹی کے بال بھی' آپ اپنی قسم پوری کیجئے اور ناراضی معاف فرمائیے۔ اس سے شاہ حبشہ خوش ہو گیا اور یہاں کی سرداری اسی کے نام کر دی۔ اب ابرہہ نے نجاشی کو لکھا کہ میں یہاں یمن میں آپ کے لیے ایک ایسا گرجا تعمیر کرا رہا ہوں کہ اب تک دنیا میں ایسا نہ بنا ہو۔ اس گرجا گھر کا بنانا شروع کیا۔

بڑے اہتمام اور کروفر سے بہت اونچا' بہت مضبوط' بے حد خوبصورت اور منقش ومزین گرجا بنایا' اس قدر بلند تھا کہ چوٹی تک نظر ڈالنے والے کی ٹوپی گر پڑتی تھی' اس لیے عرب اسے قلیس کہتے تھے یعنی ٹوپی پھینک دینے والا۔ اب ابرہہ اشرم کو یہ سوجھی کہ لوگ بجائے کعبۃ اللہ کے حج کے اس کا حج کریں' اپنی ساری مملکت میں اس کی منادی کرادی۔ عدنانیہ اور قحطانیہ عرب کو یہ بہت برا لگا ادھر سے قریش بھی بھڑک اٹھے' تھوڑے دن میں کوئی شخص رات کے وقت اس کے اندر گھس گیا اور وہاں پاخانہ کر کے چلا آیا۔ چوکیداروں نے جب یہ دیکھا تو بادشاہ کو خبر پہنچائی اور کہا کہ یہ کام قریشیوں کا ہے' چونکہ آپ نے ان کا کعبہ روک دیا ہے لہٰذا انہوں نے جوش اور غضب میں آ کر یہ حرکت کی ہے۔ ابرہہ نے اسی وقت قسم کھالی کہ میں مکہ پہنچوں گا اور بیت اللہ کی اینٹ سے اینٹ بجادوں گا۔ ایک روایت میں یوں بھی ہے کہ چند من چلے نوجوان قریشیوں نے اس گرجا میں آگ لگادی تھی اور اس وقت ہوا بھی بہت تیز تھی سارا گرجا جل گیا اور منہ کے بل زمین پر گر گیا۔ اس پر ابرہہ نے بہت بڑا لشکر ساتھ لے کر مکہ پر چڑھائی کی تاکہ کوئی روک نہ سکے' اور اپنے ساتھ ایک بڑا اونچا اور موٹا ہاتھی لیا جسے محمود کہا جاتا تھا اس جیسا ہاتھی اور کوئی نہ تھا' شاہ حبشہ نے یہ ہاتھی اس کے پاس اسی غرض سے بھیجا تھا' آٹھ یا بارہ ہاتھی اور بھی ساتھ تھے' یہ کعبے کے ڈھانے کی نیت سے چلا یہ سوچ کر کہ کعبہ کی دیواروں میں مضبوط زنجیریں ڈال دوں گا اور ہاتھیوں کی گردنوں میں ان زنجیروں کو باندھ دوں گا ہاتھی ایک ہی جھٹکے میں چاروں دیواریں بیت اللہ کی جڑ سے گرادیں گے۔ جب اہل عرب کو یہ خبریں معلوم ہوئیں تو ان پر بڑا بھاری اثر پڑا' اور انہوں نے مصمم ارادہ کر لیا کہ خواہ کچھ ہی ہو ہم ضرور اس کا مقابلہ کریں گے اور اسے اسکی اس بدکرداری سے روکیں گے۔ ایک یمنی شریف سردار جو وہاں کے بادشاہوں کی اولاد میں سے تھا جسے ذونفر کہا جاتا تھا یہ کھڑا ہو گیا' اپنی قوم کو اور کل آس پاس کے عرب کو جمع کیا اور اس بدنیت بادشاہ سے مقابلہ کیا لیکن قدرت کو کچھ اور ہی منظور تھا' عربوں کو شکست ہوئی اور ذونفر اس خبیث کے ہاتھ قید ہو گیا۔ اس نے اسے بھی ساتھ لیا اور مکہ شریف کی طرف بڑھا۔ خثعم قبیلے کی زمین پر جب یہ پہنچا تو یہاں نفیل بن حبیب خثعمی نے اپنے لشکروں سے اس کا مقابلہ کیا لیکن ابرہہ نے انہیں بھی مغلوب کر لیا اور نفیل بھی قید ہو گیا' پہلے تو اس ظالم نے اسے قتل کرنا چاہا لیکن پھر قتل نہ کیا اور قید کر کے ساتھ لے لیا تاکہ راستہ بتائے۔ جب طائف کے قریب پہنچا تو قبیلہ ثقیف نے اس سے صلح کر لی کہ ایسا نہ ہو ان کے بت خانوں کو جس میں لات نامی بت تھا یہ توڑ دے اس نے بھی ان کی بڑی آؤ بھگت کی انہوں نے ابورغال کو اس کے ساتھ کر دیا کہ یہ تمہیں وہاں کا راستہ بتائے گا۔ ابرہہ جب مکے کے بالکل قریب مغمس کے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پہنچا تو اس نے یہاں پڑاؤ کیا اسکے لشکر نے آس پاس مکہ والوں کے جو جانور اونٹ وغیرہ چر چگ رہے تھے سب کو اپنے قبضہ میں کیا ان جانوروں میں دوسو اونٹ تو صرف عبدالمطلب کے تھے۔ اسود بن مقصود جو اس کے لشکر کے ہراول کا سردار تھا اس نے ابرہہ کے حکم سے ان جانوروں کو لوٹا تھا جس پر عرب شاعروں نے اس کی ہجو میں اشعار تصنیف کیے ہوئے ہیں جو سیرۃ ابن اسحٰق میں موجود ہیں۔ اب ابرہہ نے اپنا قاصد حناطہ حمیری مکہ والوں کے پاس بھیجا کہ مکہ کے سب سے بڑے سردار کو میرے پاس لاؤ اور یہ بھی اعلان کر دو کہ میں مکہ والوں سے لڑنے کو نہیں آیا میرا ارادہ صرف بیت اللہ کو گرانے کا ہے' ہاں اگر مکہ والے اس کو بچانے کے درپے ہوئے تو لامحالہ مجھے ان سے لڑائی کرنی پڑے گی۔ حناطہ جب مکہ میں آیا اور لوگوں سے ملا جلا تو معلوم ہوا کہ یہاں کا بڑا سردار عبدالمطلب بن ہاشم ہے۔ یہ عبدالمطلب سے ملا اور شاہی پیغام پہنچایا جس کے جواب میں عبدالمطلب نے کہا واللہ! نہ ہمارا ارادہ اس سے لڑنے کا ہے نہ ہم میں اتنی طاقت ہے یہ اللہ کا حرمت والا گھر ہے۔ اس کے خلیل حضرت ابراہیم علیہ السلام کی زندہ یادگار ہے اللہ اگر چاہے گا تو اپنے گھر کی آپ حفاظت کرے گا ورنہ ہم میں تو ہمت وقوت نہیں۔ حناطہ نے کہا اچھا تو آپ میرے ساتھ بادشاہ تک چلے چلیے' عبدالمطلب ساتھ ہو لیے' بادشاہ نے جب انہیں دیکھا تو ہیبت میں آ گیا عبدالمطلب گورے چٹے سڈول اور مضبوط قویٰ والے حسین وجمیل انسان تھے' دیکھتے ہی ابرہہ تخت سے نیچے اتر آیا اور فرش پر عبدالمطلب کے ساتھ بیٹھ گیا اور اپنے ترجمان سے کہا کہ ان سے پوچھ کہ کیا چاہتا ہے؟ عبدالمطلب نے کہا میرے دوسو اونٹ جو بادشاہ نے لے لیے ہیں انہیں واپس کر دیا جائے۔ بادشاہ نے کہا ان سے کہہ دے کہ پہلی نظر میں تیرا رعب مجھ پر پڑا تھا اور میرے دل میں تیری وقعت بیٹھ گئی تھی لیکن پہلے ہی کلام میں تو نے سب کچھ کھو دی اپنے دوسو اونٹ کی تو تجھے فکر ہے اور اپنے اور اپنی قوم کے دین کی تجھے فکر نہیں۔ میں تو تم لوگوں کا عبادت خانہ توڑنے اور اسے خاک میں ملانے کے لیے آیا ہوں۔ عبدالمطلب نے جواب دیا کہ سن بادشاہ! اونٹ تو میرے ہیں اس لیے انہیں بچانے کی کوشش میں ہوں اور خانہ کعبہ اللہ تعالیٰ کا ہے وہ خود اسے بچالے گا۔ اس پر یہ سرکش کہنے لگا کہ خدا بھی آج اسے میرے ہاتھ سے نہیں بچا سکتا۔ عبدالمطلب نے کہا بہتر ہے وہ جانے اور تو جان۔ یہ بھی مروی ہے کہ اہل مکہ نے تمام حجاز کا تہائی مال ابرہہ کو دینا چاہا کہ وہ اپنے اس بدارادہ سے باز آئے لیکن اس نے قبول نہ کیا۔ خیر عبدالمطلب تو اپنے اونٹ لے کر چل دیے اور آ کر قریش کو حکم دیا کہ مکہ بالکل خالی کر دو پہاڑوں میں چلے جاؤ۔ اب عبدالمطلب اپنے ساتھ قریش کے چیدہ چیدہ لوگوں کو لے کر بیت اللہ میں آیا اور بیت اللہ کے دروازے کا کنڈا تھام کر رورو کر اور گڑگڑا گڑگڑا کر دعائیں مانگنی شروع کیں کہ باری تعالیٰ! ابرہہ اور اس کے خونخوار لشکر سے اپنے پاک اور ذی عزت گھر کو بچا لے۔ عبدالمطلب نے اس وقت یہ دعائیہ اشعار پڑھے۔

لَاهُمَّ اِنَّ الْمَرْءَ يَمْـ ـنَعُ رَحْلَهُ فَامْنَعْ رِحَالَكْ
لَا يَغْلِبَنَّ صَلِيْبُهُمْ وَمِحَالُهُمْ اَبَدًا مِحَالَكْ

''یعنی ہم بے فکر ہیں ہم جانتے ہیں کہ ہر گھر والا اپنے گھر کا بچاؤ آپ کرتا ہے' اے اللہ تو بھی اپنے گھر کو اپنے دشمنوں سے بچا۔ یہ تو ہرگز نہیں ہو سکتا کہ ان کی صلیب اور ان کی ڈولیں تیری ڈولوں پر غالب آ جائیں۔''

اب عبدالمطلب نے بیت اللہ کے دروازے کا کنڈا ہاتھ سے چھوڑ دیا اور اپنے تمام ساتھیوں کو لے کر آس پاس کے پہاڑوں کی چوٹیوں پر چڑھ گیا۔ یہ بھی مذکور ہے کہ جاتے ہوئے قربانی کے سو اونٹ بیت اللہ کے اردگرد نشان لگا کر چھوڑ دیئے تھے' اس نیت سے کہ اگر یہ بددین آئے اور انہوں نے اللہ کے نام کی قربانی کے ان جانوروں کو چھیڑا تو عذاب الٰہی ان پر اترے گا۔ دوسری صبح ابرہہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے لشکر میں مکہ میں جانے کی تیاریاں ہونے لگیں' اپنا خاص ہاتھی جس کا نام محمود تھا اسے تیار کیا لشکر میں کمر بندی ہو چکی اور مکہ کی طرف منہ اٹھا کر چلنے کی تیاری کی۔ اس وقت نفیل بن حبیب جو اس سے راستے میں لڑا تھا اور اب بطور قیدی اس کے ساتھ تھا وہ آگے بڑھا اور شاہی ہاتھی کا کان پکڑ لیا اور کہا محمود بیٹھ جا اور جہاں سے آیا ہے وہیں خیریت کے ساتھ چلا جا' تو اللہ تعالیٰ کے محترم شہر میں ہے' یہ کہہ کر کان چھوڑ دیا اور بھاگ کر قریب کی پہاڑی میں جا چھپا' محمود ہاتھی یہ سنتے ہی بیٹھ گیا' اب ہزار جتن فیلبان کر رہے ہیں لشکری بھی کوششیں کرتے کرتے تھک گئے لیکن ہاتھی اپنی جگہ سے ہلتا ہی نہیں' سر پر آنکس مار رہے ہیں ادھر ادھر سے بھالے اور برچھے مار رہے ہیں' آنکھوں میں آنکس ڈال رہے ہیں' غرض تمام جتن کر لیے لیکن ہاتھی جنبش بھی نہیں کرتا' پھر بطور امتحان کے اس کا منہ یمن کی طرف کر کے چلانا چاہا تو جھٹ سے کھڑا ہو کر دوڑتا ہوا چل دیا' شام کی طرف چلانا چاہا تو بھی پوری قوت سے آگے بڑھ گیا' مشرق کی طرف لے جانا چاہا تو بھی بھاگا بھاگا گیا' پھر مکہ مکرمہ کی طرف منہ کر کے آگے بڑھانا چاہا تو وہیں بیٹھ گیا۔ انہوں نے پھر اسے مارنا پیٹنا شروع کیا کہ دیکھا کہ ایک گھٹا ٹوپ پرندوں کا جھرمٹ بادل کی طرح سمندر کے کنارے کی طرف سے امڈا چلا آ رہا ہے ابھی پوری طرح دیکھنے بھی نہیں پائے تھے کہ وہ جانور سر پر آ گئے چوطرف سے سارے لشکر کو گھیر لیا ان میں سے ہر ایک کی چونچ میں ایک مسور یا ماش کے دانے کے برابر کنکری تھی' اور دونوں پنجوں میں دو کنکریاں تھیں' یہاں پر پھینکنے لگے جس جس پر کنکری آ پڑی وہ وہیں ہلاک ہو گیا' اب تو اس لشکر میں بھاگڑ پڑ گئی' ہر ایک نفیل نفیل کرنے لگا کیونکہ اسے ان لوگوں نے اپنا رہبر اور راستہ بتانے والا سمجھ رکھا تھا۔ نفیل تو ہاتھی کو کہہ کر پہاڑ پر چڑھ گیا تھا اور دیگر اہل مکہ ان لوگوں کی یہ درگت اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے تھے اور نفیل وہیں کھڑا یہ شعر پڑھ رہا تھا۔

اَيْنَ الْمَفَرُّ وَالْإِلٰهُ الطَّالِبُ وَالْاَشْرَمُ الْمَغْلُوْبُ لَيْسَ الْغَالِبُ

اب جائے پناہ کہاں ہے؟ جب کہ اللہ تعالیٰ خود تاک میں لگ گیا ہے۔ سنو اشرم بد بخت مغلوب ہو گیا اب یہ پنپنے کا نہیں۔'' اور بھی نفیل نے اس واقعہ کے متعلق اور بھی بہت سے اشعار کہے ہیں جن میں اس قصہ کو بیان کیا ہے' اور کہا ہے کہ کاش تو اس وقت موجود ہوتا جب کہ ان ہاتھی والوں کی شامت آئی ہے' اور وادی محصب میں ان پر عذاب کے سنگریزے برسے ہیں تو اس وقت تو اس الٰہی لشکر یعنی پرندوں کو دیکھ کر قطعاً سجدے میں گر پڑتا' ہم تو وہاں کھڑے حمد الٰہی کی راگنیاں الاپ رہے تھے گو کلیجے ہمارے بھی اونچے ہو گئے تھے کہ کہیں کوئی کنکری ہمارا کام بھی تمام نہ کر دے۔ نصرانی منہ موڑے بھاگ رہے تھے اور نفیل نفیل پکار رہے تھے گویا کہ نفیل پر ان کے باپ دادوں کا کوئی قرض تھا۔ واقدی فرماتے ہیں کہ ''یہ پرندے زرد رنگ کے تھے' کبوتر سے کچھ چھوٹے تھے' ان کے پاؤں سرخ تھے۔''

اور ایک روایت میں ہے کہ جب محمود ہاتھی بیٹھ گیا اور پوری کوشش کے باوجود بھی نہ اٹھا تو انہوں نے دوسرے ہاتھی کو آگے کیا' اس نے قدم بڑھایا ہی تھا کہ اس کی مستک پر کنکری پڑی اور وہ بلبلا کر پیچھے ہٹا اور پھر اور ہاتھی بھی بھاگ کھڑے ہوئے اور ادھر برابر کنکریاں آنے لگیں اکثر تو وہیں ڈھیر ہو گئے' اور بعض جو ادھر ادھر بھاگ نکلے تھے ان میں سے بھی کوئی جانبر نہ ہوا بھاگتے بھاگتے ان کے اعضاء کٹ کٹ کر گرتے جاتے تھے اور بالآخر جان سے جاتے تھے۔ ابرہہ بادشاہ بھی بھاگا لیکن ایک ایک عضو بدن جھڑنا شروع ہوا یہاں تک کہ خثعم کے شہروں میں سے صنعاء میں جب وہ پہنچا تو بالکل گوشت کا لوتھڑا بنا ہوا تھا وہیں بلک بلک کر دم توڑا اور کتے کی موت مرا' دل تک پھٹ گیا تھا' قریشیوں کو بڑا مال ہاتھ لگا۔ عبد المطلب نے تو سونے سے ایک کنواں پر کر لیا تھا' زمین عرب میں آبلہ اور چیچک اسی سال پیدا ہوتے ہوئے دیکھے گئے اور اسی طرح سپند اور حنظل وغیرہ کے کڑوے درخت بھی اسی سال زمین عرب میں دیکھے گئے۔ پس اللہ تعالیٰ بزبان رسول معصوم ﷺ اپنی یہ نعمت یاد دلاتا ہے اور گویا فرمایا جا رہا ہے کہ اگر تم میرے گھر کی اسی طرح

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عزت وحرمت کرتے رہتے اور میرے رسول کا کہا مانتے تو میں بھی اسی طرح تمہاری حفاظت کرتا اور دشمنوں سے نجات دیتا۔

ابابیل کا ذکر: ابابیل جمع کا صیغہ ہے اس کا واحد لغت عرب میں پایا نہیں گیا۔ سجیل کے معنی ہیں بہت سخت۔ اور بعض مفسرین کہتے ہیں کہ یہ دو فارسی لفظوں سے مرکب ہے یعنی سنگ اور گل سے یعنی پتھر اور مٹی۔ غرض سجیل وہ ہے جس میں پتھر معہ مٹی کے ہو۔ عَصْف جمع ہے عَصْفَةٌ کی کھیتی کے ان پتوں کو کہتے ہیں جو پک نہ گئے ہوں۔ ابابیل کے معنے ہیں گروہ گروہ جھنڈ جھنڈ بہت سارے پے درپے جمع شدہ ادھر ادھر سے آنے والے۔ بعض نحوی کہتے ہیں کہ اس کا واحد ابیل ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ان پرندوں کی چونچ تھی پرندوں جیسی اور پنجے تھے کتوں جیسے۔ عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ سبز رنگ کے پرندے تھے جو سمندر سے نکلے تھے ان کے سر درندوں جیسے تھے اور اقوال بھی ہیں۔ یہ پرندے باقاعدہ ان لشکریوں کے سروں پر پرے باندھ کر کھڑے ہو گئے اور پھر چیخنے لگے پھر پتھراؤ کیا جس کے سر میں لگا اس کے نیچے سے نکل گیا اور دو ٹکڑے ہو کر زمین پر گر پڑا جس کے بعض عضو پر گرا وہ عضو ساقط ہو گیا ساتھ ہی تیز آندھی آئی جس سے اور آس پاس کے کنکر بھی ان کی آنکھوں میں گھس گئے اور سب تہ وبالا ہو گئے۔ عصف کہتے ہیں چارے کو اور کٹی کو اور گیہوں کے درخت کے پتوں کو اور ﴿مَّاْكُوْلٍ﴾ سے مراد ٹکڑے ٹکڑے کیا ہوا ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ عصف کہتے ہیں بھوسی کو جو اناج کے دانوں کے اوپر ہوتی ہے۔ ابن زید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مراد کھیتوں کے وہ پتے ہیں جنہیں جانور چر چکے ہوں۔ مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کا تہس نہس کر دیا اور عام خاص کو ہلاک کر دیا ان کی ساری تدبیریں پٹ پڑ گئیں کوئی بھلائی انہیں نصیب نہ ہوئی ایسا بھی کوئی ان میں صحیح سالم نہ رہا کہ ان کی خبر پہنچائے۔ جو بھی بچا وہ زخمی ہوا اور اس زخم سے پھر جانبر نہ ہو سکا خود بادشاہ بھی گو وہ ایک گوشت کے لوتھڑے کی طرح ہو گیا تھا جوں توں صنعاء میں پہنچا لیکن وہاں جاتے ہی اس کا کلیجہ پھٹ گیا اور واقعہ بیان کر ہی چکا تھا جو مر گیا۔ اس کے بعد اس کا لڑکا یکسوم یمن کا بادشاہ بنا پھر اس کے دوسرے بھائی مسروق بن ابرہہ کو سلطنت ملی۔ اب سیف بن ذویزن حمیری کسریٰ کے دربار میں پہنچا اور اس سے مدد طلب کی تاکہ وہ اہل حبشہ سے لڑے اور یمن ان سے خالی کرائے۔ کسریٰ نے اس کے ساتھ ایک لشکر جرار کر دیا اس لشکر نے اہل حبشہ کو شکست دی اور ابرہہ کے خاندان کے ہاتھ سے سلطنت نکل گئی اور پھر قبیلہ حمیر یہاں کا بادشاہ بن گیا۔ عربوں نے اس پر بڑی خوشی منائی اور چہار طرف سے مبارکبادیاں موصول ہوئیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ ''ابرہہ کے لشکر کے فیلبان اور چرکٹے کو میں نے مکہ میں دیکھا دونوں اندھے ہو گئے تھے چل پھر نہیں سکتے تھے اور بھیک مانگا کرتے تھے۔'' حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما فرماتی ہیں کہ ''اساف اور نائلہ بتوں کے پاس یہ بیٹھے رہتے تھے جہاں مشرکین اپنی قربانیاں کرتے تھے اور لوگوں سے بھیک مانگتے پھرتے تھے۔'' اس فیلبان کا نام انیسا تھا بعض تاریخوں میں یہ بھی ہے کہ ابرہہ خود اس چڑھائی میں نہ تھا بلکہ اس نے اپنے لشکر کو بہ ماتحتی شمر بن مقصود کے بھیجا تھا یہ لشکر بیس ہزار کا تھا اور یہ پرندے ان کے اوپر رات کے وقت آئے تھے اور صبح تک ان سب کا ستیاناس ہو چکا تھا۔ لیکن یہ روایت بہت غریب ہے اور صحیح بات یہ ہے کہ خود ابرہہ اشرم حبشی ہی اپنے ساتھ لشکر لے آیا تھا یہ ممکن ہے کہ اس کے ہراول کے دستہ پر یہ شخص سردار ہو۔ اس واقعہ کو بہت سے عرب شاعروں نے اپنے اپنے شعروں میں بھی بسط کے ساتھ بیان کیا ہے۔

سورۂ فتح کی تفسیر میں ہم اس واقعہ کو مفصل بیان کر آئے ہیں جس میں ہے کہ ''جب حدیبیہ والے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس ٹیلے پر چڑھے جہاں سے آپ قریشیوں پر جانے والے تھے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنی بیٹھ گئی لوگوں نے اسے ڈانٹا ڈپٹا لیکن وہ نہ اٹھی لوگ کہنے لگے قصواء تھک گئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہ یہ تھکی نہ اس میں اڑنے کی عادت اسے اللہ نے روک لیا ہے جس نے ہاتھیوں کو روک لیا تھا پھر فرمایا اس کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے مکے والے جن شرائط پر مجھ سے صلح چاہیں گے میں سب مان لوں گا بشرطیکہ =

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تفسیر سورۂ قریش

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

لِاِیۡلٰفِ قُرَیۡشٍ ۙ﴿۱﴾ اٖلٰفِہِمۡ رِحۡلَۃَ الشِّتَآءِ وَ الصَّیۡفِ ۚ﴿۲﴾ فَلۡیَعۡبُدُوۡا رَبَّ ہٰذَا الۡبَیۡتِ ۙ﴿۳﴾ الَّذِیۡۤ اَطۡعَمَہُمۡ مِّنۡ جُوۡعٍ ۬ۙ وَّ اٰمَنَہُمۡ مِّنۡ خَوۡفٍ ٪﴿۴﴾

ترجمہ: شروع ہے اللہ تعالیٰ نہایت مہربان رحم کرنے والے کے نام سے۔

قریش کو الفت دلانے کے شکریہ میں[۱] یعنی انہیں جو جاڑے اور گرمی کے سفر میں خوگر کر دیا ہے تو (اس کے شکریہ) میں[۲] انہیں چاہیے کہ اسی گھر کے رب کی عبادت کرتے رہیں[۳] جس نے انہیں بھوک میں کھانا دیا اور ڈر و خوف میں امن و امان دیا۔[۴]

=اللہ کی حرمتوں کی ہتک اس میں نہ ہو۔ پھر آپ ﷺ نے اسے ڈانٹا تو وہ فوراً اٹھ کر کھڑی ہوگئی۔'' یہ حدیث صحیح بخاری میں ہے ❶ بخاری و مسلم کی اور ایک حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مکہ پر سے ہاتھیوں کو روک لیا اور اپنے نبی ﷺ کو وہاں کا قبضہ دیا اور اپنے ایماندار بندوں کو، سنو! آج اس کی حرمت ویسی ہی لوٹ کر آگئی ہے جیسے کل تھی، خبردار! ہر حاضر کو چاہیے کہ غیر حاضر کو پہنچا دے۔ ❷ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے سورۂ فیل کی تفسیر ختم ہوئی۔

تعارف سورت: اس کی فضیلت میں ایک غریب حدیث بیہقی کی کتاب خلافیات میں ہے کہ ''رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے قریشیوں کو سات فضیلتیں دی ہیں ایک تو یہ کہ میں ان میں سے ہوں، دوسرے یہ کہ نبوت ان میں ہے، تیسرے یہ کہ بیت اللہ کے پاسبان یہ ہیں، چوتھے یہ کہ چاہ زمزم کے ساقی یہ ہیں، پانچویں یہ کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں ہاتھی والوں پر غالب کیا، چھٹے یہ کہ دس سال تک انہوں نے اللہ تعالیٰ کی عبادت کی جب کہ اور کوئی عبادت الٰہی نہ کرتا تھا، ساتویں یہ کہ ان کے بارے میں قرآن کریم کی یہ سورت نازل ہوئی۔ پھر آپ ﷺ نے بسم اللہ پڑھ کر یہ سورت تلاوت فرمائی۔'' ❸

قریش پر رب کریم کے خاص انعامات: [آیت:۱-۴] موجودہ عثمانی قرآن کی ترتیب میں یہ سورت سورۂ فیل سے علیحدہ ہے اور دونوں کے درمیان بسم اللہ الخ کی آیت کا فاصلہ موجود ہے۔ مضمون کے اعتبار سے یہ سورت پہلی سورت کے متعلق ہی ہے جیسے کہ محمد بن اسحٰق، عبدالرحمٰن بن زید بن اسلم رحمہ اللہ وغیرہ نے تصریح کی ہے۔ اس بنا پر معنی یہ ہوں گے کہ ہم نے مکہ سے ہاتھیوں کو روکا اور ہاتھی والوں کو ہلاک کیا، یہ قریشیوں کو الفت دلانے اور انہیں اجتماع کے ساتھ باامن اس شہر میں رہنے سہنے کے لیے تھا اور یہ مراد بھی بیان کی گئی ہے کہ یہ قریشی جاڑوں میں کیا اور گرمیوں میں کیا دور دراز کے سفر امن و امان سے طے کر سکتے تھے، کیونکہ مکے جیسے محترم شہر میں رہنے کی وجہ سے ہر جگہ ان کی عزت ہوتی تھی بلکہ ان کے ساتھ بھی جو ہوتا تھا امن و امان سے سفر طے کر لیتا تھا اسی طرح وطن میں ہر

❶ صحیح بخاری، کتاب الشروط، باب الشروط فی الجهاد، ۲۷۳۱، ۲۷۳۲۔

❷ صحیح بخاری، کتاب فی اللقطة، باب کیف تعرف لقطة اهل مکه، ۲۴۳۴؛ صحیح مسلم، ۱۳۵۵؛ مختصرًا۔

❸ حاکم، ۲/ ۵۳۶ وسنده ضعیف وقال الذهبی، یعقوب (بن محمد الزهری) ضعیف وابراهیم (بن محمدبن ثابت بن شرحبیل) صاحب مناکیر هذا انکرها۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

طرح کا امن انہیں حاصل تھا جیسے کہ اور جگہ قرآن میں موجود ہے کہ کیا یہ نہیں دیکھتے کہ ہم نے حرم کو امن والی جگہ بنا دیا ہے اس کے آس پاس تو لوگ اچک لیے جاتے ہیں لیکن یہاں کے رہنے والے نڈر ہیں۔

امام ابن جریر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ﴿لِاِیْلٰفِ﴾ میں پہلا لام تعجب کا لام ہے اور دونوں سورتیں بالکل جداگانہ ہیں جیسا کہ مسلمانوں کا اجماع ہے تو گویا یوں فرمایا جا رہا ہے کہ تم قریشیوں کے اس اجتماع اور الفت پر تعجب کرو کہ میں نے انہیں کیسی بھاری نعمت عطا فرما رکھی ہے انہیں چاہیے کہ میری اس نعمت کا شکر اس طرح ادا کریں کہ صرف میری ہی عبادت کرتے رہیں جیسے اور جگہ ہے:

﴿اِنَّمَآ اُمِرْتُ اَنْ اَعْبُدَ رَبَّ هٰذِهِ الْبَلْدَةِ الَّذِیْ حَرَّمَهَا﴾ ❶ الخ

یعنی ''اے نبی! تم کہہ دو کہ مجھے تو صرف یہی حکم دیا گیا ہے کہ میں اس شہر کے رب کی ہی عبادت کروں جس نے اسے حرم بنایا جو ہر چیز کا مالک ہے مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں اسکا مطیع اور فرمانبردار رہوں۔''

رب نے اہل مکہ کی بھوک مٹادی: پھر فرماتا ہے وہ رب بیت جس نے انہیں بھوک میں کھلایا اور خوف میں نڈر رکھا انہیں چاہیے کہ اسکی عبادت میں کسی چھوٹے بڑے کو شریک نہ ٹھہرائیں جو اللہ تعالیٰ کے اس حکم کی بجا آوری کرے گا وہ دنیا کے اس امن کے ساتھ آخرت کے دن بھی امن و امان سے رہے گا اور اس کی نافرمانی کرنے سے یہ امن بھی بے امنی سے اور آخرت کا امن بھی ڈر خوف سے اور انتہائی مایوسی سے بدل جائے گا۔

جیسے اور جگہ فرمایا ﴿ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا قَرْیَةً كَانَتْ اٰمِنَةً﴾ ❷ الخ اللہ تعالیٰ ان بستی والوں کی مثال بیان فرماتا ہے جو امن و اطمینان کے ساتھ تھے ہر جگہ سے بافراغت روزیاں کھچی چلی آتی تھیں لیکن انہیں اللہ کی نعمتوں کی ناشکری کرنے کی سوجھی چنانچہ اللہ تعالیٰ نے انہیں بھوک اور خوف کا لباس چکھا دیا یہی ان کے کرتوت کا بدلہ تھا ان کے پاس ان ہی میں سے اللہ کے بھیجے ہوئے آئے لیکن انہوں نے ان کو جھٹلایا اس ظلم پر اللہ تعالیٰ کے عذابوں نے انہیں گرفتار کرلیا۔

ایک حدیث میں ہے کہ ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قریشیو! تمہیں تو اللہ یوں راحت و آرام پہنچائے گھر بیٹھے کھلائے پلائے چوطرف بدامنی کی آگ کے شعلے بھڑک رہے ہوں اور تمہیں امن و امان سے میٹھی نیند سلائے پھر تم پر کیا مصیبت ہے جو تم اپنے اس پروردگار کی توحید سے جی چراؤ۔ اور اس کی عبادت میں دل نہ لگاؤ بلکہ اس کے سوا دوسروں کے آگے سر جھکاؤ۔'' ❸

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ سورۂ قریش کی تفسیر ختم ہوئی۔

---

❶ ٢٧/ النمل:٩١۔ ❷ ١٦/ النحل:١١٢۔ ❸ مجمع الزوائد، ٧/ ١٤٦۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تفسیر سورۂ ماعون

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَرَءَیۡتَ الَّذِیۡ یُکَذِّبُ بِالدِّیۡنِ ؕ﴿۱﴾ فَذٰلِکَ الَّذِیۡ یَدُعُّ الۡیَتِیۡمَ ۙ﴿۲﴾ وَ لَا یَحُضُّ عَلٰی طَعَامِ الۡمِسۡکِیۡنِ ؕ﴿۳﴾ فَوَیۡلٌ لِّلۡمُصَلِّیۡنَ ۙ﴿۴﴾ الَّذِیۡنَ ہُمۡ عَنۡ صَلَاتِہِمۡ سَاہُوۡنَ ۙ﴿۵﴾ الَّذِیۡنَ ہُمۡ یُرَآءُوۡنَ ۙ﴿۶﴾ وَ یَمۡنَعُوۡنَ الۡمَاعُوۡنَ ٪﴿۷﴾

ع ۷ / ۳۲

ترجمہ: شروع اللہ کے نام سے جو رحمٰن ورحیم ہے۔

کیا تو نے اسے بھی دیکھا ہے جو روز جزا کو جھٹلاتا ہے؟[۱] یہی وہ ہے جو یتیم کو دھکے دیتا ہے[۲] اور مسکین کو کھلانے کی رغبت نہیں دیتا[۳] ان نمازیوں کے لیے افسوس اور ویل نامی جہنم کی جگہ ہے[۴] جو اپنی نماز سے غافل ہیں۔[۵] جو ریاکار ہیں[۶] اور برتنے کی چیز کو روکتے ہیں۔[۷]

روز قیامت کو جھٹلانے والے کا انجام: [آیت:۱۔۷] اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے محمد! تم نے اس شخص کو دیکھا؟ جو قیامت کے دن کو جو جزا سزا کا دن ہے جھٹلاتا ہے یتیم پر ظلم وستم کرتا ہے اس کا حق مار کھاتا ہے اسکے ساتھ سلوک واحسان نہیں کرتا مسکینوں کو خود تو کیا دیتا دوسروں کو بھی اس کار خیر پر آمادہ نہیں کرتا جیسے اور جگہ ہے ﴿کَلَّا بَلۡ لَّا تُکۡرِمُوۡنَ الۡیَتِیۡمَ ۙ وَ لَا تَحٰٓضُّوۡنَ عَلٰی طَعَامِ الۡمِسۡکِیۡنِ ۙ﴾ یعنی جو برائی تمہیں پہنچتی ہے وہ تمہارے اعمال کا نتیجہ ہے کہ نہ تم یتیموں کی عزت کرتے ہو نہ مسکینوں کو کھانا دینے کی رغبت دلاتے ہو یعنی اس فقیر کو جو اتنا نہیں پاتا کہ اسے کافی ہو۔ پھر فرمان ہے کہ غفلت برتنے والے نمازیوں کے لیے ویل ہے یعنی ان منافقوں کے لیے جو لوگوں کے سامنے تو نماز ادا کریں ورنہ ہضم کر جائیں یہی معنے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کئے ہیں۔ ❶ اور یہ بھی معنی ہیں کہ مقرر کردہ وقت ٹال دیتے ہیں جیسے کہ مسروق اور ابوالضحیٰ کہتے ہیں۔ ❷

یتیموں کو دھکے نہ دو: حضرت عطاء بن دینار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اللہ کا شکر ہے کہ فرمان باری میں ﴿عَنۡ صَلَاتِہِمۡ﴾ ہے ﴿فِیۡ صَلَاتِہِمۡ﴾ نہیں یعنی نمازوں سے غفلت کرتے ہیں فرمایا نمازوں میں غفلت برتتے ہیں نہیں فرمایا۔ اسی طرح یہ لفظ شامل ہے ایسے نمازی کو بھی جو ہمیشہ نماز کو آخری وقت میں ادا کرے یا عموماً آخری وقت پڑھے یا ارکان وشروط کی پوری رعایت نہ کرے یا خشوع وخضوع اور تدبر وغور وفکر نہ کرے۔ لفظ قرآن ان میں سے ہر ایک کو شامل ہے یہ سب باتیں جس میں ہوں وہ تو پورا پورا بدنصیب ہے اور جس میں جتنی ہوں اتنا ہی وہ ویل والا ہے اور نفاق عملی کا حصہ دار ہے۔ بخاری ومسلم کی حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ "یہ نماز منافق کی ہے یہ نماز منافق کی ہے یہ نماز منافق کی ہے کہ بیٹھا ہوا سورج کا انتظار کرتا رہے جب وہ غروب ہونے کے قریب پہنچے اور شیطان اپنے سینگ اس میں ملا لے تو کھڑا ہو اور مرغ کی طرح چار ٹھونگیں مار لے جس میں اللہ کا ذکر بہت ہی کم کرے۔" ❸ یہاں مراد عصر کی نماز ہے جو صلوٰۃ وسطیٰ ہے جیسے کہ حدیث کے لفظوں سے ثابت ہے یہ شخص مکروہ وقت میں کھڑا ہوتا

❶ الطبری، ٢٤/ ٦٣٢۔ ❷ ایضًا۔ ❸ صحیح مسلم، کتاب المساجد، باب استحباب التبکیر بالعصر، ٦٢٢؛ ابو داود، ٤١٣؛ ترمذی، ١٦٠؛ احمد، ٣/ ١٤٩؛ ابن حبان، ٢٦١۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے اور کوے کی طرح چونچیں مار لیتا ہے جس میں اطمینان ارکان بھی نہیں ہوتا نہ خشوع وخضوع ہوتا ہے بلکہ ذکر اللہ بھی بہت ہی کم ہوتا ہے اور کیا عجب کہ یہ نماز محض دکھاوے کی نماز ہو تو پڑھی نہ پڑھی یکساں ہے انہی منافقین کے بارے میں اور جگہ ارشاد ہے ﴿اِنَّ الْمُنٰفِقِیْنَ یُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ وَهُوَ خَادِعُهُمْ وَاِذَا قَامُوْٓا اِلَى الصَّلٰوةِ قَامُوْا كُسَالٰى یُرَآءُوْنَ النَّاسَ وَلَا یَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ اِلَّا قَلِیْلًا﴾ ❶ یعنی منافق اللہ تعالیٰ کو دھوکہ دیتے ہیں اور وہ انہیں، یہ جب بھی نماز کے لیے کھڑے ہوتے ہیں تو تھکے ہارے بادل نخواستہ صرف لوگوں کو دکھاوے کے لیے نماز گزارتے ہیں، اللہ تعالیٰ کی یاد بہت ہی کم کرتے ہیں۔ یہاں بھی فرمایا یہ ریاکاری کرتے ہیں لوگوں میں نمازی بنتے ہیں۔

کن نمازیوں کیلئے ہلاکت ہے: طبرانی کی ایک حدیث میں ہے ''ویل جہنم کی ایک وادی کا نام ہے جس کی آگ اس قدر تیز ہے کہ اور آگ جہنم کی اس سے ہر دن چار سو مرتبہ پناہ مانگتی ہے۔ یہ ویل اس امت کے ریاکار علما کے لیے ہے اور ریاکاری کے طور پر صدقہ خیرات کرنے والوں کے لیے ہے اور ریاکاری کے طور پر حج کرنے والوں کے لیے ہے اور ریاکاری کے طور پر جہاد کرنے والوں کے لیے ہے۔'' ❷ مسند احمد میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں ''جو شخص دوسروں کو سنانے کے لیے کوئی نیک کام کرے اللہ تعالیٰ بھی لوگوں کو سنا کر عذاب کرے گا اور اسے ذلیل وحقیر کرے گا۔'' ❸ ہاں اس موقعہ پر یہ یاد رہے کہ اگر کسی شخص نے بالکل نیک نیتی سے کوئی اچھا کام کیا اور لوگوں کو اس کی خبر ہو گئی اس پر اسے بھی خوشی ہوئی تو یہ ریاکاری نہیں، اس کی دلیل مسند ابو یعلیٰ موصلی کی یہ حدیث ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے سرکار نبوی میں یہ ذکر کیا کہ ''حضور! میں تو تنہا نوافل پڑھتا ہوں لیکن اچانک کوئی آ جاتا ہے تو ذرا مجھے بھی یہ اچھا معلوم ہونے لگتا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا تجھے دو دو اجر ملیں گے ایک اجر پوشیدگی کا اور دوسرا ظاہر کرنے کا۔'' ❹

حضرت ابن المبارک رحمہ اللہ فرمایا کرتے تھے کہ ''یہ حدیث ریاکاروں کے لیے بھی اچھی چیز ہے۔'' یہ حدیث بروئے اسناد غریب ہے، لیکن اس معنی کی حدیث اور سند سے بھی مروی ہے۔ ❺ ابن جریر کی ایک بہت ہی ضعیف سند والی حدیث میں ہے کہ جب یہ آیت اتری تو حضور ﷺ نے فرمایا ''اللہ اکبر! یہ تمہارے لیے بہتر ہے اس سے کہ تم میں سے ہر شخص کو مثل تمام دنیا کے دیا جائے'' ❻ اس سے مراد وہ شخص ہے کہ نماز پڑھے تو اس کی بھلائی سے اسے کچھ سروکار نہ ہو اور نہ پڑھے تو اللہ کا خوف اسے نہ ہو۔ اور روایت میں ہے کہ رسول اللہ سے اس آیت کا مطلب پوچھا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا ''یہ وہ لوگ ہیں جو نماز کو اس کے وقت سے مؤخر کرتے ہیں۔'' ❼ اس کے ایک معنی تو یہ ہیں کہ سرے سے پڑھتے ہی نہیں، دوسرے معنے یہ ہیں کہ شرعی وقت سے نکال دیتے ہیں، پھر پڑھتے ہیں، یہ معنی بھی ہیں کہ اول وقت میں ادا نہیں کرتے۔ ایک موقوف روایت میں حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ تنگ وقت کر ڈالتے ہیں۔ زیادہ صحیح موقوف روایت ہی ہے۔ امام بیہقی رحمہ اللہ بھی فرماتے ہیں کہ مرفوع تو ضعیف ہے ہاں موقوف صحیح ہے۔ امام حاکم رحمہ اللہ کا قول بھی یہی ہے۔ پس جس طرح یہ لوگ عبادت الٰہی میں سُست ہیں اسی طرح لوگوں کے حقوق

❶ ٤/ النسآء:١٤٢۔ ❷ المعجم الكبير، ١٢٨٠٣ وسنده ضعيف فيه علل منها جهالة يحي بن عبدالله بن عبد ربه وابيه۔

❸ احمد، ٢/ ٢١٢ ح ٦٩٨٦ وسنده ضعيف الاعمش مدلس وعنعن، شعب الايمان، ٦٨١١۔ ❹ شرح السنة للبغوى، ٤١٤١ وسنده ضعيف فيه سعيد بن بشير ضعيف، والاعمش مدلس وعنعن ان صح السند اليه وانظر سنن الترمذى (٢٣٨٥) وسنن ابن ماجه (٤٢٢٦) ❺ ترمذى، كتاب الزهد، باب عمل السر، ٢٣٨٤ وسنده ضعيف؛ ابن ماجه، ٤٢٢٦ مسند الطيالسى، ٢٤٣٠ اس کی سند میں حبیب بن ابی ثابت مدلس راوی ہے۔

❻ الطبرى، ٢٤/ ٦٣٣ وسنده ضعيف جداً اسکی سند میں جابر بن یزید الجعفی ضعیف (التقريب: ١/ ٢٣) اور اس کا شیخ مجہول ہے۔

❼ المعجم الكبير، ١٨٥٣ وسنده موضوع، محمد بن القاسم الاسدى كذبوه۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بھی ادا نہیں کرتے یہاں تک کہ برتنے کی کم قیمت چیزیں لوگوں کو اس لیے بھی نہیں دیتے کہ وہ اپنا کام نکال لیں اور پھر وہ چیز جوں کی توں واپس کر دیں۔ پس ان خسیس لوگوں سے یہ کہاں بن آئے کہ وہ زکوٰۃ ادا کریں یا اور نیکی کے کام کریں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ماعون کا مطلب ادائیگی زکوٰۃ بھی مروی ہے ❶ اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے بھی اور دیگر حضرات مفسرین معتبرین سے بھی۔ امام حسن بصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ''اس کی نماز میں ریاکاری ہے اور اس کے مال کے صدقہ میں روک ہے۔'' حضرت زید بن اسلم رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ''یہ منافق لوگ ہیں نماز تو چونکہ ظاہر ہے پڑھنی پڑتی ہے اور زکوٰۃ چونکہ پوشیدہ ہے تو ادا نہیں کرتے۔'' ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ماعون میں ہر وہ چیز ہے جو لوگ آپس میں ایک دوسرے سے مانگ لیا کرتے ہیں، جیسے کدال، پھاوڑا، دیگچی، ڈول وغیرہ۔''

دوسری روایت میں ہے کہ اصحاب رسول اس کا یہی مطلب بیان کرتے تھے۔ اور روایت میں ہے کہ ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے اور ہم اس کی تفسیر یہی کرتے تھے۔ نسائی کی حدیث میں ہے کہ ''ہر نیک چیز صدقہ ہے، ڈول اور ہانڈی یا پتیلی مانگے پر دینے کو ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ماعون سے تعبیر کرتے تھے۔'' ❷ غرض اس کے معنی زکوٰۃ نہ دینے کے، اطاعت نہ کرنے کے، مانگی چیز نہ دینے کے ہیں۔ چھوٹی چھوٹی بے جان چیزیں کوئی دو گھڑی کے لیے مانگنے آئے اس سے انکار کر دینا۔ مثلاً چھلنی، ڈول، سوئی، سل بٹا، کدال، پھاوڑا، پتیلی، دیگچی وغیرہ۔

ایک غریب حدیث میں ہے کہ ''قبیلہ نمیر کے وفد نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ ہمیں خاص حکم کیا ہوتا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ماعون سے منع نہ کرنا۔ انہوں نے پوچھا ماعون کیا؟ فرمایا پتھر، لوہا، پانی۔ انہوں نے پوچھا لوہے سے مراد کونسا لوہا ہے؟ فرمایا یہی تمہاری تانبے کی پتیلیاں اور کدال وغیرہ۔ پوچھا پتھر سے کیا مراد؟ فرمایا یہی دیگچی وغیرہ۔'' ❸ یہ حدیث بہت ہی غریب ہے بلکہ مرفوع ہونا منکر ہے، اور اس کی اسناد میں وہ راوی ہیں جو مشہور نہیں۔ علی نمیری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے میں نے سنا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسلمان مسلمان کا بھائی ہے جب ملے سلام کرے۔ جب سلام کرے تو بہتر جواب دے اور ماعون کا انکار نہ کرے۔ میں نے پوچھا حضور! ماعون کیا ہے؟ فرمایا پتھر، لوہا اور اسی جیسی اور چیزیں۔'' ❹ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ تَعَالٰی۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور اس کے احسان و رحم سے اس سورت کی تفسیر بھی ختم ہوئی۔

---

❶ حاکم، ۲/ ۵۳٦ وسنده ضعيف، سفيان بن سعيد الثوري وابن ابي نجيح مدلسان وعنعنا۔

❷ ابو داود، كتاب الزكاة، باب في حقوق المال، ١٦٥٧ مختصراً وسنده حسن؛ مسند البزار، ٢٢٩٢۔

❸ ابن ابي حاتم وسنده ضعيف فيه علل منها ضعف دلهم بن دهثم۔ ❹ الاصابه، ۲/ ۵۱۱۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تفسیر سورۂ کوثر

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

اِنَّاۤ اَعۡطَيۡنٰكَ الۡكَوۡثَرَؕ‏ ﴿۱﴾ فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانۡحَرۡؕ‏ ﴿۲﴾ اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الۡاَبۡتَرُ ﴿۳﴾ ع ۲۲

ترجمہ: شروع کرتا ہوں اللہ تعالیٰ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

یقیناً ہم نے تجھے حوض کوثر اور بہت کچھ دیا ہے۔[۱] پس تو اپنے رب کی نماز پڑھ اور قربانی کر[۲] یقیناً تیرا دشمن ہی بے نام نشان ہے۔[۳]

شانِ نزول اور نہر کوثر: [آیت:۱-۳] مسند احمد میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ پر کچھ غنودگی سی طاری ہوئی اور دفعتہً سر اٹھا کر مسکرائے پھر یا تو خود آپ ﷺ نے فرمایا یا لوگوں کے اس سوال پر کہ حضور کیسے مسکرائے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: مجھ پر اس وقت ایک سورت اتری، پھر آپ ﷺ نے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھ کر اس پوری سورت کی تلاوت کی اور فرمایا: جانتے ہو کوثر کیا ہے؟ لوگوں نے کہا اللہ اور اس کا رسول ہی خوب جانتے ہیں۔ فرمایا: وہ ایک جنتی نہر ہے جس پر بہت بھلائی ہے جو میرے رب نے مجھے عطا فرمائی ہے جس پر میری امت قیامت والے دن آئے گی اس کے برتن آسمان کے ستاروں کی گنتی کے برابر ہیں۔ بعض لوگ اس سے ہٹائے جائیں گے تو میں کہوں گا اے میرے رب! یہ بھی میرے امتی ہیں تو کہا جائے گا کہ آپ کو نہیں معلوم کہ ان لوگوں نے آپ کے بعد کیا کیا بدعتیں نکالی تھیں۔'' ❶ اور حدیث میں وارد ہوا ہے کہ ''اس میں دو پرنالے آسمان سے گرتے ہوں گے۔'' ❷ نسائی کی حدیث میں ہے کہ ''یہ واقعہ مسجد میں گزرا'' اسی سے اکثر قاریوں کا استدلال ہے کہ یہ سورت مدنی ہے۔

بعض فوائد کا ذکر: اور اکثر فقہا نے اس حدیث سے استدلال کیا ہے کہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ہر سورت میں اس کے ساتھ ہی نازل ہوئی تھی اور ہر سورت کی ایک مستقل آیت ہے۔ مسند کی اور حدیث میں ہے کہ ''حضور ﷺ نے اس آیت کی تلاوت کر کے فرمایا کہ مجھے کوثر عنایت کی گئی ہے جو ایک جاری نہر ہے لیکن گڑھا نہیں ہے۔ اس کے دونوں کنارے موتی کے خیمے ہیں، اس کی مٹی خالص مشک ہے، اسکے کنکر بھی سچے موتی ہیں۔'' ❸

اور روایت میں ہے کہ ''معراج والی رات آپ ﷺ نے آسمان پر جنت میں اس نہر کو دیکھا اور جبرئیل علیہ السلام سے پوچھا کہ یہ کونسی نہر ہے؟ تو حضرت جبرئیل علیہ السلام نے فرمایا یہ کوثر ہے جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو عطا فرمائی ہے۔'' ❹ اور اس قسم کی بہت سی حدیثیں ہیں، اور بہت سی ہم نے سورۂ اسراء کی تفسیر میں بیان بھی کر دی ہیں۔

ایک اور حدیث میں ہے کہ ''اس کا پانی دودھ سے زیادہ سفید ہے اور شہد سے زیادہ میٹھا ہے جس کے کنارے دراز گردن والے پرندے بیٹھے ہوئے ہیں۔ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے سن کر فرمایا وہ پرندے تو بہت ہی خوبصورت ہوں گے۔ آپ ﷺ نے

❶ احمد، ۳/ ۱۰۲ وسندہ صحیح اس معنی کی روایت صحیح مسلم، کتاب الصلاۃ، باب حجة من قال البسملة آية من أول كل سورة سوى براءة، ۴۰۰۔ ❷ صحيح مسلم، كتاب الفضائل، باب اثبات حوض نبينا ﷺ وصفاته، ۲۳۰۰؛ احمد، ۴/ ۴۲۴۔

❸ احمد، ۳/ ۱۵۲، ۲۴۷ وسنده صحيح۔

❹ احمد، ۳/ ۱۰۳؛ صحيح بخاری، كتاب التفسير، سورة الكوثر، ۴۹۶۴۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فرمایا کھانے میں بھی وہ بہت ہی لذیذ ہیں" ❶ (ابن جریر)۔ اور روایت میں ہے کہ "حضرت انس رضی اللہ عنہ نے حضور ﷺ سے سوال کیا کہ کوثر کیا ہے؟ اس پر آپ نے یہ حدیث بیان کی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان پرندوں کی نسبت یہ فرمایا" ❷ (مسند احمد)۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ "یہ نہر بیچوں بیچ جنت کے ہے۔" ایک منقطع سند سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ "کوثر کے پانی کے گرنے کی آواز جو سننا چاہے وہ اپنے دونوں کانوں میں اپنی دونوں انگلیاں ڈال لے۔"

فائدہ: اولاً تو اس کی سند ٹھیک نہیں' دوسرے اس کے معنی یہ ہیں کہ اس جیسی آواز آتی ہے نہ کہ خاص اسی کی آواز ہُوَ اللّٰہُ اَعْلَمُ۔ صحیح بخاری میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ "کوثر سے مراد وہ بھلائی اور خیر ہے جو اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو عطا فرمائی ہے۔" ابو بشر رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں نے سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے یہ سن کر کہا کہ لوگ تو کہتے ہیں کہ یہ جنت کی ایک نہر ہے تو حضرت سعید نے فرمایا وہ بھی ان بھلائیوں اور خیر میں سے ہے جو آپ ﷺ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے عنایت ہوئی ہیں۔ اور بھی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ اس سے مراد بہت سی خیر ہے' تو یہ تفسیر شامل ہے حوض کوثر وغیرہ سب کو۔ کوثر ماخوذ ہے کثرت سے جس سے مراد خیر کثیر ہے' اور اسی خیر کثیر میں حوض جنت بھی ہے جیسے کہ بہت سے مفسرین سے مروی ہے۔

فائدہ: حضرت مجاہد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ دنیا اور آخرت کی بہت بہت بھلائیاں مراد ہے۔ عکرمہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں نبوت' قرآن' ثواب آخرت کوثر ہے۔ اور یہ بھی یاد رہے کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے کوثر کی تفسیر نہر کوثر سے بھی مروی ہے جیسے کہ ابن جریر میں سنداً مروی ہے کہ "آپ ﷺ نے فرمایا کوثر جنت کی ایک نہر ہے جس کے دونوں کنارے سونا چاندی ہے جو یاقوت اور موتیوں پر بہہ رہی ہے جس کا پانی برف سے زیادہ سفید ہے اور شہد سے زیادہ میٹھا ہے۔"

فائدہ: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے بھی یہ تفسیر مروی ہے (ابن جریر)۔ ترمذی اور ابن ماجہ وغیرہ میں یہ روایت مرفوع بھی آئی ہے۔ امام ترمذی رحمہ اللہ اسے حسن صحیح بتلاتے ہیں۔ ❸ ابن جریر میں ہے کہ "رسول اللہ ﷺ ایک دن حضرت حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کے گھر تشریف لے گئے آپ اس وقت گھر پر نہ تھے' آپ کی بیوی صاحبہ جو قبیلہ بنو نجار سے تھیں انہوں نے کہا یا نبی اللہ! وہ تو ابھی ابھی آپ ﷺ ہی کی طرف گئے ہیں' شاید بنو نجار میں رک گئے ہوں' آپ تشریف لائیے۔ حضور ﷺ گھر میں تشریف لے گئے تو مائی صاحبہ نے آپ کے سامنے ملیدہ رکھا جو آپ ﷺ نے تناول فرمایا۔ مائی صاحبہ خوش ہو کر فرمانے لگیں کہ اللہ رچائے پچائے اچھا ہوا کہ خود تشریف لے آئے میں تو حاضر دربار ہونے کا ارادہ کر چکی تھی کہ آپ کو حوض کوثر عطا ہونے کی مبارکباد دوں' مجھ سے ابھی ابھی حضرت ابو عمارہ نے کہا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں اس حوض کی زمین یاقوت اور مرجان اور زمرد اور موتیوں کی ہے۔" ❹ اس کے ایک راوی حرام بن عثمان ضعیف ہیں لیکن واقعہ حسن ہے' اور اصل تو تواتر سے ثابت ہو چکی ہے۔

کوثر کیا ہے؟ بہت سے صحابہ رضی اللہ عنہم اور تابعین رحمہم اللہ وغیرہ سے ثابت ہے کہ کوثر نہر کا نام ہے۔ پھر ارشاد ہوتا ہے کہ جیسے ہم نے تمہیں خیر کثیر عنایت فرمائی اور ایسی پر شوکت نہر دی تو تم بھی صرف میری ہی عبادت کرو خصوصاً نفل فرض نماز اور قربانی اسی وحدہٗ لاشریک لہٗ کے نام کی کرتے رہو' جیسے فرمایا ﴿قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ لَا شَرِیْکَ لَهٗ وَبِذٰلِكَ

---

❶ ابن جریر وسندہ حسن؛ حاکم، ۲/ ۵۳۷؛ الطبری، ۲۴/ ۶۵۰۔

❷ احمد، ۳/ ۲۲۰؛ ۲۲۱؛ ترمذی، کتاب صفۃ الجنۃ، باب ما جاء فی صفۃ طیر الجنۃ، ۲۵۴۲ وسندہ صحیح۔

❸ ترمذی، کتاب تفسیر القرآن، باب ومن سورۃ الکوثر، ۳۳۶۱ وھو حدیث حسن بالشواھد، ابن ماجہ، ۴۳۳۴؛ احمد، ۲/ ۶۷۔ ❹ الطبری۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اُمِرْتُ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِیْنَ﴾ ❶ مراد قربانی سے اونٹوں کا نحر کرنا وغیرہ ہے۔ مشرکین سجدے اور قربانیاں اللہ تعالیٰ کے سوا اوروں کے نام کی کرتے تھے۔ تو یہاں حکم ہوا کہ تم صرف اللہ تعالیٰ ہی کے نام کی مخلصانہ عبادتیں کیا کرو۔ اور جگہ ہے ﴿لَا تَاْكُلُوْا مِمَّا لَمْ يُذْكَرِ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ وَاِنَّهٗ لَفِسْقٌ﴾ ❷ الخ۔ جس جانور پر اللہ کا نام نہ لیا جائے اسے نہ کھاؤ یہ تو فسق ہے۔

نحر سے کیا مراد ہے: اور کہا گیا ہے کہ مراد "وَانْحَرْ" سے دائیں ہاتھ کا بائیں ہاتھ پر نماز میں سینے پر رکھنا ہے۔ یہی حضرت علی رضی اللہ عنہ سے غیر صحیح سند کے ساتھ مروی ہے۔ حضرت شعبی رحمۃ اللہ علیہ اس لفظ کی یہی تفسیر کرتے ہیں۔ حضرت ابو جعفر باقر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس سے مراد نماز کے شروع کے وقت رفع الیدین کرنا ہے۔ اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ مطلب یہ ہے کہ اپنے سینے سے قبلہ کی طرف متوجہ ہو۔ یہ تینوں قول ابن جریر میں منقول ہیں۔

فائدہ: ابن ابی حاتم میں اس جگہ ایک بہت منکر حدیث مروی ہے جس میں ہے کہ "جب یہ سورت نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر اتری تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے جبرئیل! وَانْحَرْ سے کیا مراد ہے؟ جو مجھے میرے پروردگار کا حکم ہو رہا ہے' تو حضرت جبرئیل علیہ السلام نے فرمایا اس سے مراد قربانی نہیں بلکہ اللہ کا تمہیں حکم ہو رہا ہے کہ نماز کی تکبیر تحریمہ کے وقت رفع الیدین کرو' اور رکوع کے وقت بھی' اور جب رکوع سے سر اٹھاؤ تب بھی اور جب سجدہ کرو' یہی ہماری نماز ہے اور ان فرشتوں کی نماز ہے جو ساتوں آسمانوں میں ہیں۔ ہر چیز کی زینت ہوتی ہے اور نماز کی زینت ہر تکبیر کے بعد رفع الیدین کرنا ہے۔" ❸ یہ حدیث اسی طرح مستدرک حاکم میں بھی ہے۔ حضرت عطاء خراسانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں وانحر سے مراد یہ ہے کہ اپنی پیٹھ رکوع سے سر اٹھاؤ تو اعتدال کرو اور سینے کو ظاہر کرو یعنی اطمینان حاصل کرو (ابن ابی حاتم)۔ یہ سب اقوال غریب ہیں' اور صحیح پہلا قول ہے کہ مراد نحر سے قربانیوں کا ذبح کرنا ہے۔

اسی لیے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نماز عید سے فارغ ہو کر اپنی قربانی ذبح کرتے تھے' اور فرماتے تھے جو شخص ہماری نماز پڑھے اور ہم جیسی قربانی کرے اس نے شرعی قربانی کی' اور جس نے نماز سے پہلے ہی جانور ذبح کر لیا اس کی قربانی نہیں ہوئی۔ ابو بردہ بن نیار رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہو کر کہا کہ "یا رسول اللہ! میں نے نماز عید سے پہلے ہی قربانی کر لی یہ سمجھ کر کہ آج کے دن گوشت کی چاہت ہوگی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بس وہ تو کھانے کا گوشت ہو گیا صحابی نے کہا اچھا یا رسول اللہ! اب میرے پاس ایک بکری کا بچہ ہے جو مجھے دو بکریوں سے بھی زیادہ محبوب ہے کیا یہ کافی ہوگا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں تجھے تو کافی ہے لیکن تیرے بعد چھ مہینے کا بکری کا بچہ کوئی اور قربانی نہیں دے سکتا۔" ❹ امام ابو جعفر محمد بن جریر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ٹھیک قول اس کا ہے جو کہتا ہے کہ اس کے معنے یہ ہیں کہ اپنی تمام نمازیں خالص اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ادا کر' اس کے سوا کسی اور کے لیے نہ کر' اسی طرح اس کی راہ خون بہا' کسی اور کے نام پر قربانی نہ کر' اس کا شکر بجا لا جس نے تجھے یہ بزرگی دی اور وہ نعمت دی جس جیسی کوئی اور نعمت نہیں' تجھی کو اس کے ساتھ خاص کیا۔ یہی قول بہت اچھا ہے۔

محمد بن کعب قرظی اور عطاء رحمۃ اللہ علیہما کا بھی یہی قول ہے۔ پھر ارشاد ہوتا ہے کہ اے نبی! تجھ سے اور تیری طرف اتری ہوئی وحی سے دشمنی رکھنے والا ہی قلت و ذلت والا بے برکتا اور دم بریدہ ہے۔ یہ آیت عاص بن وائل کے بارے میں اتری ہے۔ یہ پاجی جہاں

---

❶ ٦/ الانعام: ١٦٢۔ ❷ ٦/ الانعام: ١٢١۔

❸ حاکم، ٢/ ٥٣٧، ٥٣٨ وسنده ضعيف جداً، اسرائيل بن حاتم واصبغ بن نباته مجروحان، كتاب الموضوعات، ٢/ ٩٨۔

❹ صحيح بخاری، كتاب العيدين، باب الأكل يوم النحر، ٩٥٥؛ صحيح مسلم، ١٩٦١۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضور ﷺ کا ذکر خیر سنتا تو کہتا اسے چھوڑ دو وہ دم کٹا ہے اس کے پیچھے اس کی نرینہ اولاد نہیں' اس کے انتقال کرتے ہی اس کا نام دنیا سے اٹھ جائے گا۔ اس پر یہ مبارک سورت نازل ہوئی ہے۔ شمر بن عطیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ عقبہ بن ابی معیط کے حق میں یہ آیت اتری ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما وغیرہ فرماتے ہیں کہ کعب بن اشرف اور جماعت قریش کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ بزار میں ہے کہ جب کعب بن اشرف مکہ معظمہ میں آیا تو قریشیوں نے اس سے کہا کہ آپ تو ان کے سردار ہیں' آپ اس بچہ کی طرف نہیں دیکھتے؟ جو اپنی ساری قوم سے الگ تھلگ ہے اور خیال کرتا ہے کہ وہ افضل ہے۔ حالانکہ ہم حاجیوں کے اہل میں در و بست بیت اللہ ہمارے ہاتھوں میں ہے' زمزم پر ہمارا قبضہ ہے۔ تو یہ خبیث کہنے لگا کہ بیشک تم اس سے بہتر ہو۔ اس پر یہ آیت اتری۔ اس کی سند صحیح ہے۔

حضرت عطاء رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ابولہب کے بارے میں یہ آیت اتری ہے' جب رسول اللہ ﷺ کے صاحبزادے کا انتقال ہوا تو یہ بدنصیب مشرکین سے کہنے لگا کہ آج کی رات محمد (ﷺ) کی نسل کٹ گئی اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی یہ منقول ہے۔ آپ یہ بھی فرماتے ہیں کہ اس سے مراد حضور ﷺ کا ہر دشمن ہے جن جن کے نام لیے گئے وہ بھی اور جن کا ذکر نہیں ہوا وہ بھی۔ ﴿اَبْتَرُ﴾ کے معنے ہیں تنہا' عرب کا یہ بھی محاورہ ہے کہ جب کسی کی نرینہ اولاد مر جائے تو کہتے ہیں بَتَرَ۔ حضور ﷺ کے صاحبزادوں کے انتقال پر بھی انہوں نے دشمنی کی وجہ سے یہی کہا جس پر یہ آیت اتری' تو مطلب یہ ہوا کہ اَبْتَرُ وہ ہے جس کے مرنے کے بعد اس کا ذکر مٹ جائے۔ ان مشرکین نے حضور ﷺ کی نسبت بھی یہی خیال کیا تھا کہ ان کے لڑکے تو انتقال کر گئے وہ نہ رہے جن کی وجہ سے آپ کے انتقال کے بعد بھی آپ کا نام رہتا۔ حاشا وکلا اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کا نام رہتی دنیا تک رکھے گا۔ آپ ﷺ کی شریعت ابدالآباد تک باقی رہے گی' آپ ﷺ کی اطاعت ہر کہہ ومہ پر فرض کر دی گئی ہے' آپ ﷺ کا پیارا اور پاک نام ہر ایک مسلمان کے دل و زبان پر ہے اور قیامت تک فضائے آسمانی میں عروج و اقبال کے ساتھ گونجتا رہے گا' بحر و بر میں ہر وقت اس کی منادی ہوتی رہے گی' اللہ تعالیٰ آپ ﷺ پر اور آپ ﷺ کی آل و اولاد پر اور ازواج و اصحاب رضی اللہ عنہم پر قیامت تک درود و سلام بے حد و بکثرت بھیجتا رہے' آمین۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور اس کے احسان و رحم سے سورۂ کوثر کی تفسیر بھی ختم ہوئی۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تفسیر سورۂ کافرون

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

قُلۡ یٰۤاَیُّهَا الۡکٰفِرُوۡنَ ۙ﴿۱﴾ لَاۤ اَعۡبُدُ مَا تَعۡبُدُوۡنَ ۙ﴿۲﴾ وَ لَاۤ اَنۡتُمۡ عٰبِدُوۡنَ مَاۤ اَعۡبُدُ ۚ﴿۳﴾ وَ لَاۤ
اَنَا عَابِدٌ مَّا عَبَدۡتُّمۡ ۙ﴿۴﴾ وَ لَاۤ اَنۡتُمۡ عٰبِدُوۡنَ مَاۤ اَعۡبُدُ ؕ﴿۵﴾ لَکُمۡ دِیۡنُکُمۡ وَلِیَ دِیۡنِ ٪﴿۶﴾

ترجمہ: میں پڑھتا ہوں اللہ تعالیٰ کے نام کی برکت سے جو رحمن اور رحیم ہے۔

کہہ دے کہ اے کافرو![۱] نہ میں تمہارے معبودوں کو پوجتا ہوں[۲] نہ تم میرے معبود کو پوجتے ہو[۳] اور نہ میں تمہارے معبودوں کی پرستش کروں گا۔[۴] نہ تم اس کی پرستش کرو گے جس کی میں عبادت کر رہا ہوں[۵] تمہارے لیے تمہارا دین ہے اور میرے لیے میرا دین ہے۔[۶]

تعارف سورت: صحیح مسلم میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ''رسول اللہ ﷺ نے اس سورت کو اور سورۂ ﴿قُلۡ هُوَ اللّٰهُ﴾ کو طواف کے بعد دو رکعت نماز میں تلاوت فرمایا۔'' ❶ صحیح مسلم میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ''صبح کی دو سنتوں میں بھی آنحضرت ﷺ انہی دونوں سورتوں کی تلاوت کیا کرتے تھے۔'' ❷ مسند احمد میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے صبح کے فرضوں سے پہلے کی دو رکعتوں میں اور مغرب کے بعد کی دو رکعتوں میں بیس اوپر کچھ دفعہ یا دس اوپر کچھ مرتبہ سورۂ ﴿قُلۡ یٰۤاَیُّهَا الۡکٰفِرُوۡنَ﴾ اور سورۂ ﴿قُلۡ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ﴾ پڑھی ❸ (یعنی اتنی مرتبہ میں نے آپ ﷺ کو یہ سورتیں ان نمازوں میں پڑھتے ہوئے سنا)۔ مسند احمد میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ''نبی ﷺ کو میں نے چوبیس یا پچیس مرتبہ صبح کی دو سنتوں میں ان دونوں سورتوں کو پڑھتے ہوئے بخوبی دیکھا۔'' ❹

مسند احمد ہی کی دوسری روایت میں آپ سے مروی ہے کہ مہینہ بھر تک میں نے آپ ﷺ کو ان دونوں رکعتوں میں یہی دونوں سورتیں پڑھتے ہوئے پایا۔ ❺ یہ روایت ترمذی، ابن ماجہ اور نسائی میں بھی ہے۔ امام ترمذی رحمہ اللہ اسے حسن کہتے ہیں۔ وہ روایت پہلے بیان ہو چکی ہے کہ یہ سورت چوتھائی قرآن کے برابر ہے اور سورۂ ﴿اِذَا زُلۡزِلَتِ﴾ بھی۔ ❻ مسند احمد میں روایت ہے کہ حضرت نوفل بن معاویہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ''رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا کہ ہماری ربیبہ زینب رضی اللہ عنہا کی پرورش تم اپنے ہاں کرو۔ میرے خیال سے یہ حضرت زینب رضی اللہ عنہا تھیں، یہ ایک مرتبہ پھر حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ ﷺ نے فرمایا کہو بچی کیا کر رہی ہے؟ کہا میں انہیں ان کی ماں کے پاس چھوڑ آیا ہوں۔ فرمایا اچھا کیوں آئے ہو؟ عرض کیا اس لیے کہ آپ سے کوئی

❶ صحیح مسلم، کتاب الحج، باب حجة النبی ﷺ، ۱۲۱۸۔

❷ صحیح مسلم، کتاب صلاة المسافرین، باب استحباب رکعتی سنة الفجر والحث علیها، ۷۲۶۔

❸ احمد، ۲/ ۲٤ وسنده ضعیف ابو اسحاق السبیعی مدلس وعنعن۔

❹ احمد، ۲/ ۹۵، ۹۹ وسنده ضعیف ابو اسحاق عنعن۔

❺ احمد، ۲/ ۹٤؛ ترمذی، کتاب الصلاة، باب ما جاء فی تخفیف رکعتی الفجر ٤۱۷ وسنده ضعیف ابواسحاق مدلس ہے اور سماع کی صراحت نہیں۔ نسائی، ۹۹۳؛ ابن ماجه، ۱۱٤۹۔

❻ اس کی تخریج سورۂ زلزال کے ابتدا میں گزر چکی ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وظیفہ سیکھ جاؤں جو سوتے وقت پڑھ لوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا ﴿قُلْ يٰاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ﴾ پڑھ کر سو جایا کرو اس میں شرک سے برأت اور بیزاری ہے۔'' ❶ طبرانی کی روایت میں ہے کہ جبلہ بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو بھی آپ ﷺ نے یہی فرمایا تھا۔

طبرانی کی اور روایت میں ہے کہ ''خود حضور ﷺ بھی اپنے بستر پر لیٹ کر اس سورت کی تلاوت فرمایا کرتے تھے۔'' مسند احمد کی روایت میں ہے کہ ''حضرت حارث بن جبلہ رضی اللہ عنہ نے کہا یا رسول اللہ! مجھے کوئی ایسی چیز بتایئے کہ میں سونے کے وقت اسے پڑھ لیا کروں۔ آپ ﷺ نے فرمایا جب تو رات کو اپنے بستر پر جائے تو سورۂ ﴿قُلْ يٰاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ﴾ پڑھ لیا کر یہ شرک سے بیزاری ہے۔'' وَاللّٰهُ اَعْلَمُ۔

مؤمن بتوں کی عبادت نہیں کر سکتا: [آیت:۱۔۶] اس سورۂ مبارکہ میں مشرکین کے عمل سے بیزاری کا اعلان ہے اور اللہ تعالیٰ کی عبادت کے اخلاص کا حکم ہے گو یہاں خطاب مکہ کے کفار قریش سے ہے لیکن دراصل روئے زمین کے تمام کافر مراد ہیں۔ اس کا شان نزول یہ ہے کہ ان کافروں نے حضور ﷺ سے کہا تھا کہ ایک سال آپ ہمارے معبودوں کی عبادت کریں تو اگلے سال ہم بھی اللہ تعالیٰ کی عبادت کریں گے اس پر یہ سورت نازل ہوئی اور اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی برحق ﷺ کو یہ حکم دیا کہ ان کے دین سے اپنی پوری بیزاری کا اعلان فرما دیں کہ میں تمہارے ان بتوں کو اور جن جن کو تم اللہ تعالیٰ کا شریک مان رہے ہو ہرگز نہ پوجوں گا' گو تم بھی میرے معبود برحق اللہ وحدہ لاشریک لہ کو نہ پوجو۔ پس مایہاں پر معنے میں من کے ہے' پھر دوبارہ یہی فرمایا کہ میں تم جیسی عبادت نہ کروں گا' تمہارے مذہب پر میں کاربند نہیں ہو سکتا۔ نہ میں تمہارے پیچھے لگ سکتا ہوں' بلکہ میں تو صرف اپنے رب کی عبادت کروں گا اور وہ بھی اسی طریقے پر جو اسے پسند ہو اور جیسے وہ چاہے۔ اسی لیے فرمایا کہ نہ تم میرے رب کے احکام کے آگے سر جھکاؤ گے نہ اس کی عبادت اس کے فرمان کے مطابق بجا لاؤ گے' بلکہ تم نے تو اپنی طرف سے طریقے مقرر کر لیے ہیں۔

جیسے اور جگہ ہے ﴿اِنْ يَّتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ﴾ ❷ الخ۔ یہ لوگ صرف اٹکل اور گمان کے اور خواہش نفسانی کے پیچھے پڑے ہوئے ہیں حالانکہ ان کے پاس ان کے رب کی طرف سے ہدایت پہنچ چکی ہے۔ پس جناب نبی محمد مصطفیٰ ﷺ نے ہر طرح سے اپنا دامن ان سے چھڑا لیا اور صاف طور پر ان کے معبودوں سے اور ان کی عبادت کے طریقوں سے علیحدگی اور ناپسندیدگی کا اعلان فرما دیا' ظاہر ہے کہ ہر عابد کا معبود ہوگا اور طریقہ عبادت ہوگا' پس رسول اللہ ﷺ اور آپ کی امت صرف اللہ تعالیٰ ہی کی عبادت کرتے ہیں۔ اور طریقہ عبادت ان کا وہ ہے جو سرور رسل ﷺ نے تعلیم فرمایا ہے۔

فائدہ: اسی لیے کلمہ اخلاص لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ہے یعنی اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور اس کا راستہ وہی ہے جس کے بتانے والے محمد ﷺ ہیں جو اللہ کے پیغمبر ہیں۔ اور مشرکین کے معبود بھی اللہ کے سوا غیر ہیں اور طریقہ عبادت بھی اللہ کا بتلایا ہو نہیں' اسی لیے فرمایا کہ تمہارا دین تمہارے لیے اور میرا دین میرے لیے جیسے اور جگہ ہے ﴿وَاِنْ كَذَّبُوْكَ فَقُلْ لِّيْ عَمَلِيْ وَلَكُمْ عَمَلُكُمْ ۚ اَنْتُمْ بَرِيْٓئُوْنَ مِمَّآ اَعْمَلُ وَاَنَا بَرِيْٓءٌ مِّمَّا تَعْمَلُوْنَ﴾ ❸ یعنی اگر یہ تجھے جھٹلائیں تو تو کہہ دے کہ میرے لیے میرا عمل ہے اور تمہارے لیے تمہارا عمل ہے' تم میرے اعمال سے الگ ہو اور میں تمہارے کاموں سے بیزار ہوں۔ اور جگہ فرمایا ﴿لَنَآ اَعْمَالُنَا وَلَكُمْ اَعْمَالُكُمْ﴾ ❹ ہمارے عمل ہمارے ساتھ اور تمہارے عمل تمہارے ساتھ۔ صحیح بخاری میں اس آیت کی تفسیر میں

❶ احمد، ٥/ ٤٥٦؛ ابو داود، کتاب الأدب، باب ما یقول عند النوم، ٥٠٥٥ وهو حدیث حسن؛ ترمذی، ٣٤٠٣ بدون قصه۔

❷ ٦/ الانعام:١١٦۔ ❸ ١٠/ یونس:٤١۔ ❹ ٢/ البقرة:١٣٩۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے کہ تمہارے لئے تمہارا دین ہے یعنی کفر اور میرے لیے میرا دین ہے یعنی اسلام۔ یہ لفظ اصل میں دِیْنِیْ تھا لیکن چونکہ اور آیتوں کا وقف نون پر ہے اس لیے اس میں بھی یا کو حذف کر دیا۔ جیسے ﴿فَهُوَ يَهْدِيْنِ﴾ ❶ میں اور ﴿يَسْقِيْنِ﴾ ❷ میں۔ ❸

بعض مفسرین رحمہم اللہ نے کہا ہے کہ مطلب یہ ہے کہ میں اب تو تمہارے معبودوں کی پرستش کرتا نہیں اور آگے کے لیے بھی تمہیں ناامید کر دیتا ہوں کہ عمر بھر میں کبھی بھی یہ کفر مجھ سے نہ ہو سکے گا' اسی طرح نہ تم اب میرے رب کو پوجتے ہو نہ آئندہ اس کی عبادت کرو گے۔ اس سے مراد وہ کفار ہیں جن کا ایمان نہ لانا اللہ تعالیٰ کو معلوم تھا' جیسے قرآن میں اور جگہ ہے ﴿وَلَيَزِيْدَنَّ كَثِيْرًا مِّنْهُمْ مَّآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ طُغْيَانًا وَّ كُفْرًا﴾ ❹ یعنی تیری طرف جو اترتا ہے اس سے ان میں کے اکثر تو سرکشی اور کفر میں بڑھ جاتے ہیں۔ ابن جریر رحمۃ اللہ علیہ نے بعض عربی دان حضرات سے نقل کیا ہے کہ دو مرتبہ اس جملے کا لانا صرف تاکید کے لیے ہے جیسے ﴿فَاِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا ۝ اِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا ۝﴾ ❺ میں اور جیسے ﴿لَتَرَوُنَّ الْجَحِيْمَ ۝ ثُمَّ لَتَرَوُنَّهَا عَيْنَ الْيَقِيْنِ ۝﴾ ❻ پس ان دونوں جملوں کو دو مرتبہ لانے کی حکمت میں یہ تین قول ہوئے' ایک تو یہ کہ پہلے جملے سے مراد معبود اور دوسرے سے مراد طریق عبادت' دوسرے یہ کہ پہلے جملے سے مراد حال دوسرے سے مراد استقبال یعنی آئندہ۔ تیسرے یہ کہ پہلے جملہ کی تاکید دوسرے جملہ سے ہے' لیکن یہ یاد رہے کہ یہاں ایک چوتھی توجیہ بھی ہے جسے حضرت امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ اپنی بعض تصنیفات میں قوت دیتے ہیں۔ وہ یہ کہ پہلے تو جملہ فعلیہ ہے دوبارہ جملہ اسمیہ ہے' تو مراد یہ ہوئی کہ نہ تو میں غیر اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتا ہوں نہ مجھ سے کبھی بھی کوئی امید رکھ سکتا ہے' یعنی واقعہ کی بھی نفی ہے اور شرعی طور پر ممکن ہونے کا بھی انکار ہے۔ یہ قول بھی بہت اچھا ہے' وَاللّٰهُ اَعْلَمُ۔

فائدہ: حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے اس آیت سے استدلال کیا ہے کہ کفر ایک ہی ملت ہے' اس لیے یہود نصرانی کا اور نصرانی یہود کا وارث ہو سکتا ہے جب کہ ان دونوں میں نسب یا سبب ورثے کا پایا جائے' اس لیے کہ اسلام کے سوا کفر کی جتنی راہیں ہیں وہ سب باطل ہونے میں ایک ہی ہیں۔ حضرت امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے موافقین کا مذہب اس کے برخلاف ہے کہ نہ یہودی نصرانی کا وارث ہو سکتا ہے نہ نصرانی یہودی کا' کیونکہ حدیث میں ہے کہ دو مختلف مذہب والے آپس میں ایک دوسرے کے وارث نہیں ہو سکتے۔ ❼

سورۂ کافرون کی تفسیر ختم ہوئی۔ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى اِحْسَانِهٖ.

---

❶ ٢٦/ الشعرآء:٧٨۔ ❷ ٢٦/ الشعرآء:٧٩۔ ❸ صحيح بخاري، كتاب التفسير، سورة ﴿قل يا ايها الكافرون﴾ تعليقًا۔ ❹ ٥/ المآئدة:٦٤۔ ❺ ٩٤/ الم نشرح:٥، ٦۔ ❻ ١٠٢/ التكاثر:٦، ٧۔

❼ ابو داود، كتاب الفرائض، باب هل يرث المسلم الكافر، ٢٩١١ وسنده حسن؛ السنن الكبرىٰ للنسائي، ٦٣٨٤؛ ابن ماجه، ٢٧٣١؛ احمد، ٢/ ١٧٨۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تفسیر سورۂ نصر

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ ﴿١﴾ وَرَاَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُوْنَ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ اَفْوَاجًا ﴿٢﴾

فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ ۭ اِنَّهٗ كَانَ تَوَّابًا ﴿٣﴾

ع ١ / ٢٥

ترجمہ: شروع کرتا ہوں ساتھ نام اللہ رحم کرنے والے مہربان کے

جب اللہ کی مدد اور فتح آجائے [۱] اور تو لوگوں کو اللہ کے دین میں جوق در جوق آتا دیکھ لے۔ [۲] تو اپنے رب کی تسبیح اور حمد کرنے لگ اور اس سے مغفرت کی دعا مانگ' بے شک وہ معاف کرنے والا ہے۔ [۳]

تعارف سورت: پہلے وہ حدیث بیان ہو چکی ہے کہ یہ سورت چوتھائی قرآن کے برابر ہے۔ ❶ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے عبیداللہ بن عبداللہ سے پوچھا جانتے ہو سب سے آخر کونسی سورت اتری؟ جواب دیا کہ ہاں یہی سورۃ ﴿اِذَا جَآءَ﴾ تو آپ نے فرمایا تم سچے ہو ❷ (نسائی)۔ حافظ ابوبکر بزار اور حافظ بیہقی رحمہ اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی یہ روایت وارد کی ہے کہ یہ سورت ایام تشریق کے درمیان کے دن اتری تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سمجھ گئے کہ یہ رخصت کی سورت ہے' اسی وقت حکم دیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنی قصویٰ کسی گئی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس پر سوار ہوئے اور اپنا وہ پرزور خطبہ پڑھا جو مشہور ہے۔ ❸ بیہقی میں ہے کہ "جب یہ سورت نازل ہوئی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی لخت جگر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو بلایا اور فرمایا مجھے میرے انتقال کی خبر آ گئی ہے۔ حضرت زہرا رضی اللہ عنہا رونے لگیں۔ پھر یکا یک ہنس پڑیں۔ جب اور لوگوں نے وجہ پوچھی تو فرمایا خبر انتقال نے تو رلا دیا لیکن روتے ہوئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تسلی دی اور فرمایا بیٹی صبر کرو میرے اہل میں سے سب سے پہلے تم مجھ سے ملو گی' تو مجھے بے ساختہ ہنسی آ گئی۔" ❹

اللہ کی مدد اور فتح سے کیا مراد ہے؟ [آیت: ۱۔۳] حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ "بڑی عمر والے بدری مجاہدین کے ساتھ ساتھ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ مجھے بھی شامل کر لیا کرتے تھے تو شاید کسی کے دل میں اس سے کچھ ناراضی پیدا ہوئی ہوگی' اس نے کہا کہ یہ ہمارے ساتھ نہ آیا کریں' ان جتنے تو ہمارے بچے ہیں' خلیفۃ المسلمین حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تم انہیں خوب جانتے ہو۔ ایک دن سب کو بلایا اور مجھے بھی یاد فرمایا' میں سمجھ گیا کہ آج انہیں کچھ دکھانا چاہتے ہیں' جب ہم سب جا پہنچے تو امیر المومنین رضی اللہ عنہ نے ہم سے پوچھا کہ سورۂ ﴿اِذَا جَآءَ﴾ کی نسبت تمہیں کیا علم ہے؟ بعض نے کہا اس میں ہمیں خدا تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان کرنے اور گناہوں کی بخشش چاہنے کا حکم کیا گیا ہے کہ جب مدد الٰہی آ جائے اور ہماری فتح ہو تو ہم یہ کریں اور بعض بالکل خاموش رہے' تو آپ نے میری طرف توجہ فرمائی اور کہا کیا تم بھی یہی کہتے ہو؟ میں نے کہا نہیں۔ فرمایا پھر اور کیا کہتے ہو؟ میں نے کہا یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقال کا پیغام ہے' آپ کو معلوم کرایا جا رہا ہے کہ اب آپ کی دنیوی زندگی ختم ہونے کو ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم تسبیح اور حمد میں اور استغفار میں مشغول ہو

---

❶ اس کی تخریج سورۂ زلزال کے ابتدا میں گزر چکی ہے۔ ❷ صحیح مسلم، کتاب التفسیر، باب فی تفسیر آیات متفرقہ، ۳۰۲۴۔

❸ مجمع الزوائد، ۳/ ۲۷۱ اس کی سند میں موسیٰ بن عبیدہ الربذی ضعیف راوی ہے (المیزان، ۲/ ۲۵۶؛ رقم: ۳۶۳۶) لہٰذا یہ سند ضعیف ہے۔

❹ المعجم الکبیر للطبرانی، ۱۱۹۰۷ وسندہ ضعیف ہلال بن خباب اختلط۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جائیے۔ حضرت فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا یہی میں بھی جانتا ہوں۔'' ❶ (بخاری)

شانِ نزول: جب یہ سورت اتری تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ ''اب اسی سال میرا انتقال ہو جائے گا' مجھے میرے انتقال کی خبر دے دی گئی ہے ❷ (مسند احمد)۔ مجاہد' ابو العالیہ' ضحاک رحمہم اللہ وغیرہ بھی یہی تفسیر بیان کرتے ہیں۔ ایک روایت میں ہے کہ ''حضور صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں تھے فرمانے لگے اللہ اکبر' اللہ اکبر' اللہ تعالیٰ کی مدد آ گئی اور فتح بھی' یمن والے آ گئے پوچھا گیا حضور! یمن والے کیسے ہیں؟ فرمایا نرم دل لوگ ہیں سلجھی ہوئی طبیعت والے ہیں۔ ایمان تو یمنیوں کا ہے اور سمجھ بھی یمنیوں کی ہے اور حکمت بھی یمن والوں کی ہے'' ❸ (ابن جریر)۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ جب یہ سورت اتری تو چونکہ اس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقال کی خبر تھی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے کاموں میں اور کمر کس لی' اور تقریباً وہی فرمایا جو اوپر گزرا ❹ (طبرانی)۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ بھی مروی ہے کہ ''سورتوں میں پوری سورت نازل ہونے کے اعتبار سے سب سے آخری سورت یہی ہے'' ❺ (طبرانی)۔ اور حدیث میں ہے کہ ''جب یہ سورت اتری تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی تلاوت کی اور فرمایا کہ لوگ ایک کنارہ ہیں اور میں اور میرے اصحاب رضی اللہ عنہم ایک کنارہ میں ہیں' سنو! فتح مکہ کے بعد ہجرت نہیں البتہ جہاد اور نیت ہے۔ مروان کو جب یہ حدیث حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے سنائی تو یہ کہنے لگا جھوٹ کہتا ہے۔ اس وقت مروان کے ساتھ اس کے تخت پر حضرت رافع بن خدیج اور حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہما بھی بیٹھے ہوئے تھے' تو حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ فرمانے لگے کہ ان دونوں کو بھی اس حدیث کی خبر ہے یہ بھی اس حدیث کو بیان کر سکتے ہیں لیکن ایک کو تو اپنی سرداری چھن جانے کا خوف ہے اور دوسرے کو زکوٰۃ کی وصولی کے عہدے سے سبکدوش ہو جانے کا ڈر ہے۔ مروان نے یہ سن کر کوڑا اٹھا کر حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ کو مارنا چاہا' ان دونوں بزرگوں نے جب یہ دیکھا تو کہنے لگے' مروان سن لو! ابو سعید رضی اللہ عنہ نے سچ بیان فرمایا ہے'' ❻ (مسند احمد) یہ حدیث ثابت ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی مروی ہے کہ ''حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے دن فرمایا: ہجرت نہیں رہی ہاں جہاد اور نیت ہے' جب تمہیں چلنے کو کہا جائے تو اٹھ کھڑے ہو جایا کرو۔'' ❼ صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں یہ حدیث موجود ہے۔ ہاں یہ بھی یاد رہے کہ جن بعض صحابہ رضی اللہ عنہم نے حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے سامنے اس سورت کا یہ مطلب بیان کیا کہ جب ہم پر اللہ تعالیٰ شہر اور قلعے فتح کر دے اور ہماری مدد فرمائے تو ہمیں حکم مل رہا ہے کہ ہم اس کی تعریفیں بیان کریں اور اس کا شکر ادا کریں' اس کی پاکیزگی بیان کریں' نماز ادا کریں اور اپنے گناہوں کی بخشش طلب کریں۔ یہ مطلب بھی بالکل صحیح ہے اور تفسیر بھی نہایت پیاری ہے۔ دیکھو! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ والے دن ضحیٰ کے وقت آٹھ رکعت نماز ادا کی گو لوگ کہتے ہیں کہ یہ ضحیٰ کی نماز تھی لیکن ہم کہہ سکتے ہیں کہ ضحیٰ کی نماز آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ نہیں پڑھتے تھے پھر اس دن جب کہ شغل اور کام بہت زیادہ تھا مسافرت تھی وہ کیسے پڑھی؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اقامت فتح مکہ کے موقعہ پر مکہ میں رمضان کے آخر تک انیس دن رہی' آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرض نماز کو بھی قصر کرتے رہے روزہ بھی نہیں رکھا اور تمام

---

❶ صحیح بخاری، کتاب التفسیر، سورة اذا جاء نصر الله باب قوله ﴿فسبح بحمد ربك واستغفره......﴾ ۴۹۷۰۔

❷ احمد، ۱/ ۲۱۷ وسنده ضعیف، عطاء بن السائب اختلط۔ ❸ مسند البزار، ۲۸۳۷ وابن جریر وسنده ضعیف حسین بن عیسیٰ الحنفی ضعفه الجمهور۔ ❹ المعجم الكبیر، ۱۱۹۰۳ وسنده ضعیف هلال بن خباب اختلط۔

❺ المعجم الكبیر، ۱۰۷۳۶ وسنده صحیح اس معنی کی روایت صحیح مسلم، کتاب التفسیر، باب تفسیر آیات متفرقه، ۳۰۲۴ میں موجود ہے۔ ❻ احمد، ۵/ ۱۸۷ وسنده ضعیف ابو البختری لم یسمع من ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہ۔

❼ صحیح بخاری، کتاب جزاء الصید، باب لا یحل القتال بمكة، ۱۸۳٤؛ صحیح مسلم، ۱۳۵۳؛ ابو داود، ۲٤۸۰؛ ترمذی، ۱۵۹۰؛ احمد، ۱/ ۲۲٦؛ ابن حبان، ٤۵۹۲۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لشکر جو تقریباً دس ہزار تھا اسی طرح کرتا رہا۔ ان حقائق سے یہ بات صاف ثابت ہوتی ہے کہ یہ نماز فتح کے شکریہ کی نماز تھی' اس لیے سردار لشکر امام وقت پر مستحب ہے کہ جب کوئی شہر فتح ہو تو داخل ہوتے ہی آٹھ رکعت نماز ادا کرے۔ سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے فتح مدائن کے دن ایسا ہی کیا تھا۔ ان آٹھ رکعتوں کو دو دو رکعتیں کر کے ادا کرے' گو بعض کا یہ قول بھی ہے کہ آٹھوں رکعتوں کو ایک ہی سلام سے پڑھ لے لیکن ابوداؤد میں صراحتاً مروی ہے کہ حضور ﷺ نے اس نماز میں ہر دو رکعت کے بعد سلام پھیرا ہے۔ ❶

تسبیح کرنے سے کیا مراد ہے: دوسری تفسیر بھی صحیح ہے جو ابن عباس رضی اللہ عنہما وغیرہ نے کی ہے کہ اس میں آپ کو آپ ﷺ کی وصال کی خبر دی گئی کہ جب آپ ﷺ اپنی بستی مکہ معظمہ فتح کر لیں جہاں سے ان کفار نے آپ ﷺ کو نکل جانے پر مجبور کیا تھا اور آپ ﷺ اپنی آنکھوں اپنی محنت کا پھل دیکھ لیں کہ فوجوں کی فوجیں آپ ﷺ کے جھنڈے تلے آ جائیں۔ جوق در جوق لوگ حلقہ بگوش اسلام ہو جائیں تو ہماری طرف آنے کی اور ہم سے ملاقات کی تیاریوں میں لگ جاؤ سمجھ لو کہ جو کام ہمیں تم سے لینا تھا پورا ہو چکا' اب آخرت کی طرف نگاہیں ڈالو جہاں آپ ﷺ کے لیے بہت بہتری ہے اور اس دنیا سے بہت زیادہ بھلائی آپ ﷺ کے لیے وہاں ہے' وہیں آپ ﷺ کی مہمانی تیار ہے اور مجھ جیسا میزبان ہے' آپ ﷺ ان نشانات کو دیکھ کر بکثرت میری حمد وثنا کرو اور توبہ استغفار میں لگ جاؤ۔

صحیح بخاری کی حدیث میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ ''آنحضرت ﷺ اپنے رکوع سجدے میں بکثرت ((سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِیْ)) پڑھا کرتے تھے' آپ ﷺ قرآن کی اس آیت ﴿فَسَبِّحْ﴾ الخ پر عمل کرتے تھے۔'' ❷ اور روایت میں ہے کہ ''حضور ﷺ اپنی آخری عمر میں ان کلمات کا اکثر ورد کرتے تھے ((سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ وَاَتُوْبُ اِلَيْهِ)) اللہ تعالیٰ کی ذات پاک ہے اسی کے لیے سب تعریفیں سزاوار ہیں' میں اللہ تعالیٰ سے استغفار کرتا ہوں اور اس کی طرف جھکتا ہوں اور فرمایا کرتے تھے: کہ میرے رب نے مجھے حکم دے رکھا ہے کہ جب میں یہ علامت دیکھ لوں کہ مکہ معظمہ فتح ہو گیا اور دین اسلام میں فوجوں کی فوجیں داخل ہونے لگیں تو میں ان کلمات کو بکثرت کہوں' چنانچہ بحمد اللہ میں اسے دیکھ چکا لہٰذا اب اس وظیفے میں مشغول ہوں۔'' ❸ (مسند احمد)

ابن جریر میں حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ ''حضور ﷺ اپنی آخری عمر میں بیٹھتے اٹھتے' چلتے پھرتے آتے جاتے ((سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ)) پڑھا کرتے' میں نے ایک مرتبہ پوچھا کہ حضور! اس کی کیا وجہ ہے؟ تو آپ ﷺ نے اس سورت کی تلاوت کی اور فرمایا مجھے حکم الٰہی یہی ہے۔'' ❹ کسی مجلس میں بیٹھیں تو پھر وہ مجلس برخاست ہو تو کیا پڑھنا چاہیے اسے ہم اپنی ایک مستقل تصنیف میں لکھ چکے ہیں۔ مسند احمد میں ہے کہ ''جب یہ سورت اتری تو حضور ﷺ اسے اکثر اپنی نماز میں تلاوت کرتے اور رکوع میں تین مرتبہ یہ پڑھتے ((سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَبِحَمْدِكَ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِیْ اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ)) ❺ فتح سے مراد یہاں فتح مکہ ہے اس پر اتفاق ہے' عموماً عرب قبائل اسی کے منتظر تھے کہ اگر یہ اپنی قوم پر غالب آ جائیں اور مکہ معظمہ ان کے زیر نگیں آ جائے تو پھر ان کے نبی ہونے میں ذرا سا بھی شبہ نہیں۔ اب جب کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کے ہاتھوں مکہ معظمہ فتح کرا دیا

---

❶ ابو داود، کتاب التطوع، باب صلاۃ الضحی، ١٢٩٠ وهو حدیث حسن؛ ابن ماجه، ١٣٢٣۔

❷ صحیح بخاری، کتاب التفسیر، سورۃ اذا جاء نصر الله، ٤٩٦٨؛ صحیح مسلم، ٤٨٤؛ ابو داود، ٨٧٧؛ نسائی، ١١٢٣؛ ابن ماجه، ٨٨٩۔ ❸ احمد، ٦/ ٣٥؛ صحیح مسلم، ٤٨٤۔ ❹ الطبری، ٢٤/ ٦٧٠ وسنده ضعیف جداً اس کی سند میں حفص بن سلیمان ضعیف راوی ہے۔ ❺ احمد، ١/ ٣٨٨ وسنده ضعیف، فیه علتان: الانقطاع وتدلیس ابی اسحاق۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تو یہ سب اسلام میں آ گئے، وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ۔

صحیح بخاری میں بھی حضرت عمرو بن سلمہ رضی اللہ عنہ کا یہ مقولہ موجود ہے کہ مکہ معظمہ فتح ہوتے ہی ہر قبیلے نے اسلام کی طرف سبقت کی اُن سب کو اسی کا انتظار تھا اور کہتے تھے کہ انہیں اور ان کی قوم کو چھوڑ دو دیکھو اگر یہ نبی برحق ہیں تو اپنی قوم پر غالب آ جائیں گے اور مکہ معظمہ پر ان کا جھنڈا نصب ہو جائے گا۔ ❶ ہم نے غزوۂ فتح مکہ کا پورا پورا واقعہ تفصیل کے ساتھ اپنی سیرت کی کتاب میں لکھا ہے جو صاحب تفصیلات دیکھنا چاہیں وہ اس کتاب کو دیکھ لیں، فَالْحَمْدُ لِلّٰہِ۔ مسند احمد میں ہے کہ ''حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کے پڑوسی جب اپنے کسی سفر سے واپس آئے تو حضرت جابر رضی اللہ عنہ ان سے ملاقات کرنے کیلئے گئے انہوں نے لوگوں کی پھوٹ اور انکے اختلاف کا حال بیان کیا اور انکی نو ایجاد بدعتوں کا تذکرہ کیا تو صحابی رسول کی آنکھوں سے آنسو نکل آئے اور روتے ہوئے فرمانے لگے کہ میں نے حبیب کبریا شافع روز جزا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ لوگوں کی فوجوں کی فوجیں اللہ کے دین میں داخل ہوئیں لیکن عنقریب جماعتوں کی جماعتیں ان میں سے نکلنے بھی لگ جائیں گی۔'' ❷

اس سورت کی تفسیر ختم ہوئی، وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی اِحْسَانِہٖ.

❶ صحیح بخاری، کتاب المغازی باب نمبر، ٥٤، حدیث ٤٣٠٢۔

❷ احمد، ٣/ ٣٤٣ وسندہ ضعیف سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کا پڑوسی نامعلوم ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تفسیر سورۂ لھب

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

تَبَّتۡ یَدَاۤ اَبِیۡ لَہَبٍ وَّ تَبَّ ؕ﴿۱﴾ مَاۤ اَغۡنٰی عَنۡہُ مَالُہٗ وَ مَا کَسَبَ ؕ﴿۲﴾ سَیَصۡلٰی نَارًا ذَاتَ لَہَبٍ ۚ﴿۳﴾ وَّ امۡرَاَتُہٗ ؕ حَمَّالَۃَ الۡحَطَبِ ۚ﴿۴﴾ فِیۡ جِیۡدِہَا حَبۡلٌ مِّنۡ مَّسَدٍ ٪﴿۵﴾

ترجمہ: میں اللہ کے نام سے پڑھتا ہوں جو بڑا مہربان نہایت رحیم ہے۔

ابولہب کے دونوں ہاتھ ٹوٹیں اور وہ خود ہلاک ہو گیا' [۱] نہ تو اس کا مال اس کے کام آیا اور نہ اس کی کمائی۔ [۲] وہ عنقریب بھڑکنے والی آگ میں جائے گا [۳] اور اس کی بیوی بھی (جائے گی) جو لکڑیاں ڈھونے والی ہے' [۴] اس کی گردن میں پوست کھجور کی بٹی ہوئی رسی ہوگی۔ [۵]

شانِ نزول: [آیت:۱-۵] صحیح بخاری میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ بطحاء میں جا کر ایک پہاڑی پر چڑھ گئے اور اونچی اونچی آواز سے (یَا صَبَا حَاہُ یَا صَبَا حَاہُ) کہنے لگے۔ قریش سب جمع ہو گئے تو آپ ﷺ نے فرمایا: اگر میں تم سے کہوں کہ صبح یا شام دشمن تم پر چھاپہ مارنے والا ہے تو کیا تم مجھے سچا سمجھو گے؟ سب نے جواب دیا جی ہاں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: سنو! میں تمہیں اللہ تعالیٰ کے سخت عذاب کے آنے کی خبر دے رہا ہوں' تو ابولہب کہنے لگا تجھے ہلاکی ہو کیا اسی لیے تو نے ہمیں جمع کیا تھا۔ اس پر یہ سورت اتری'' ❶ (بخاری)۔ دوسری روایت میں ہے کہ یہ ہاتھ جھاڑتا ہوا یوں کہتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا۔ ﴿تَبَّتۡ﴾ بددعا ہے اور ﴿تَبَّ﴾ خبر ہے۔ یہ ابولہب آنحضرت ﷺ کا چچا تھا اس کا نام عبدالعزیٰ بن عبدالمطلب تھا اس کی کنیت ابوعتبہ تھی' اس کے چہرے کی خوبصورتی اور چمک دمک کی وجہ سے اسے ابولہب یعنی شعلے والا کہا جاتا تھا' یہ حضور ﷺ کا بدترین دشمن تھا' ہر وقت ایذا دہی' تکلیف رسانی اور نقصان پہنچانے کے درپے رہا کرتا تھا۔ ربیعہ بن عباد دیلی رضی اللہ عنہ اپنے اسلام لانے کے بعد اپنا جاہلیت کا واقعہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ذوالمجاز کے بازار میں دیکھا کہ آپ ﷺ فرما رہے ہیں کہ لوگو! ((لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ)) کہو تو فلاح پاؤ گے۔ لوگوں کا مجمع آپ ﷺ کے آس پاس لگا ہوا تھا' میں نے دیکھا کہ آپ ﷺ کے پیچھے ہی ایک گورے چٹے چمکتے چہرے والا بھینگی آنکھ والا جس کے سر کے بڑے بالوں کی دو مینڈھیاں تھیں آیا اور کہنے لگا ''لوگو! یہ بے دین ہے' جھوٹا ہے''۔ غرض آپ ﷺ لوگوں کے مجمع میں جا کر اللہ کی توحید کی دعوت دیتے تھے اور یہ شخص پیچھے پیچھے یہ کہتا ہوا چلا جا رہا تھا۔ میں نے لوگوں سے پوچھا یہ کون ہے؟ لوگوں نے کہا یہ آپ ﷺ کا چچا ابولہب ہے۔'' ❷ لَعَنَہُ اللّٰہُ (مسند احمد)

ابولہب کی مذمت: ابوالزناد نے راوی حدیث حضرت ربیعہ رضی اللہ عنہ سے کہا کہ آپ تو اس وقت بچہ سے ہوں گے۔ فرمایا نہیں' میں اس وقت خاصی عمر کا تھا' مشک لاد کر پانی بھر لایا کرتا تھا' ❸ دوسری روایت میں ہے کہ میں اپنے باپ کے ساتھ تھا میری جواں عمر تھی اور میں نے دیکھا کہ ''رسول اللہ ﷺ ایک ایک قبیلے کے پاس جاتے اور فرماتے' لوگو! میں تمہاری طرف اللہ کا رسول بنا کر بھیجا گیا

❶ صحیح بخاری، کتاب التفسیر، سورۃ تبت یدا ابی لھب باب قوله ﴿ما اغنی عنه ماله و ما کسب﴾ ٤٩٧٢۔

❷ احمد، ٤/ ٣٤١ وسنده حسن۔

❸ محمد بن اسحاق واحمد، ٣/ ٤٩٢ ح ١٦٠٢٥ وسنده ضعیف، حسین بن عبدالله ضعیف مشهور۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوں' میں تم سے کہتا ہوں کہ ایک اللہ ہی کی عبادت کرو' اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو' مجھے سچا جانو' مجھے میرے دشمنوں سے بچاؤ تا کہ میں اس کام کو بجالاؤں جس کا مجھے حکم دے کر اللہ تعالیٰ نے بھیجا ہے۔ آپ ﷺ جہاں یہ پیغام پہنچا کر فارغ ہوتے کہ آپ ﷺ کا چچا ابولہب پیچھے سے پہنچتا' اور کہتا اے فلاں قبیلے کے لوگو! یہ شخص تو تمہیں لات وعزیٰ سے ہٹانا چاہتا ہے اور بنو مالک بن اقیش کے تمہارے حلیف جنوں سے تمہیں دور کر رہا ہے اور اپنی نئی لائی ہوئی گمراہی کی طرف تمہیں بھی گھسیٹ رہا ہے' خبردار! نہ اس کی سننا نہ ماننا'' ❶ (احمد وطبرانی)۔

اللہ تعالیٰ اس سورت میں فرماتا ہے کہ ابولہب برباد ہوا' اس کی کوشش غارت ہوئی' اس کے اعمال ہلاک ہوئے بالیقین اس کی بربادی ہو چکی' اس کی اولادیں اس کے کام نہ آئیں۔ ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ''جب رسول اللہ ﷺ نے اپنی قوم کو اللہ کی طرف بلایا تو ابولہب کہنے لگا اگر میرے بھتیجے کی باتیں حق ہیں تو میں قیامت کے دن اپنا مال واولاد اللہ کو فدیہ میں دے کر اس کے عذاب سے چھوٹ جاؤں گا' اس پر یہ آیت ﴿مَآ اَغْنٰی﴾ اتری۔'' پھر فرمایا کہ یہ شعلے مارنے والی آگ میں جو سخت جلانے والی اور بہت تیز ہے داخل ہوگا' اور اس کی بیوی بھی' جو قریشی عورتوں کی سردار تھی' اس کی کنیت ام جمیل تھی' نام اروی تھا' حرب ابن امیہ کی لڑکی تھی' ابوسفیان رضی اللہ عنہ کی بہن تھی اور اپنے خاوند کے کفر وعناد اور سرکشی ودشمنی میں یہ بھی اس کے ساتھ تھی' اسی لیے قیامت کے دن عذابوں میں بھی اس کے ساتھ ہوگی' لکڑیاں اٹھا اٹھا کر لائیگی اور جس آگ میں اس کا خاوند جل رہا ہوگا ڈالتی جائے گی' اس کے گلے میں آگ کی رسی ہوگی' اور جہنم کا ایندھن سمیٹتی رہے گی۔ یہ معنی بھی کیے گئے ہیں کہ ﴿حَمَّالَةَ الْحَطَبِ﴾ سے مراد اس کا غیبت گو ہونا ہے۔ امام ابن جریر رحمہ اللہ اسی کو پسند کرتے ہیں۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما وغیرہ نے یہ مطلب بیان کیا ہے کہ یہ جنگل سے خاردار لکڑیاں چن لاتی تھی اور حضور ﷺ کی راہ میں بچھا دیا کرتی تھی۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ چونکہ یہ عورت نبی ﷺ کو فقیری کا طعنہ دیا کرتی تھی تو اسے اسکا لکڑیاں چننا یاد دلایا گیا' لیکن صحیح قول پہلا ہی ہے' وَاللّٰهُ اَعْلَمُ۔

سعید بن مسیب رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ''اس کے پاس ایک نفیس ہار تھا کہتی تھی کہ میں اسے فروخت کر کے محمد ﷺ کی مخالفت میں خرچ کروں گی'' تو یہاں فرمایا گیا کہ اس کے بدلے اس کے گلے میں آگ کا طوق ڈالا جائے گا۔ ﴿مَسَدٍ﴾ کے معنی کھجوروں کی رسی کے ہیں۔ حضرت عروہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ''یہ جہنم کی زنجیر ہے' جس کی ایک ایک کڑی ستر ستر گز کی ہے۔'' ثوری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ جہنم کا طوق ہے' جس کی لمبائی ستر ہاتھ ہے۔'' جوہری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ''یہ اونٹ کی کھال کی اور اونٹ کے بالوں کی بنائی جاتی ہے۔'' مجاہد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ''یعنی لوہے کا طوق'' حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ''جب یہ سورت اتری تو یہ بھینگی عورت ام جمیل بنت حرب اپنے ہاتھ میں نوک دار پتھر لیے یوں کہتی ہوئی حضور ﷺ کے پاس آئی۔ مُذَمَّمًا اَبَیْنَا وَدِیْنَهٗ قَلَیْنَا وَاَمْرَهٗ عَصَیْنَا

یعنی ہم مذمم کے منکر ہیں' اس کے دین کے دشمن ہیں' اور اس کے نافرمان ہیں۔ اس وقت رسول اللہ ﷺ کعبۃ اللہ میں بیٹھے ہوئے تھے' آپ کے ساتھ میرے والد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بھی تھے' صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اسے اس حالت میں دیکھ کر حضور ﷺ سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! یہ آ رہی ہے ایسا نہ ہو کہ آپ کو دیکھ لے۔ آپ نے فرمایا صدیق بے غم رہو یہ مجھے نہیں دیکھ سکتی۔ پھر آپ ﷺ نے قرآن کی تلاوت شروع کر دی تاکہ اس سے بچ جائیں۔ خود قرآن فرماتا ہے ﴿وَاِذَا قَرَاْتَ الْقُرْاٰنَ جَعَلْنَا بَیْنَكَ وَبَیْنَ الَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ حِجَابًا مَّسْتُوْرًا﴾ ❷ یعنی جب تو قرآن پڑھتا ہے تو ہم تیرے اور ایمان نہ لانے والوں کے درمیان پوشیدہ پردے ڈال دیتے ہیں۔ یہ ڈائن آ کر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس کھڑی ہو گئی گو حضور ﷺ

❶ احمد، ٣/ ٤٩٢ وسندہ ضعیف، حسین بن عبداللہ ضعیف راوی ہے۔ ❷ ١٧/ بنی اسرآئیل: ٤٥۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بھی حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے پاس ہی بالکل ظاہر بیٹھے ہوئے تھے' لیکن قدرتی حجابوں نے اس کی آنکھوں پر پردہ ڈال دیا وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ دیکھ سکی۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے کہنے لگی کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ تیرے ساتھی نے میری ہجو کی ہے' یعنی شعروں میں میری مذمت کی ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا نہیں نہیں رب البیت کی قسم حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تیری کوئی ہجو نہیں کی' تو یہ کہتی ہوئی لوٹ گئی کہ قریش جانتے ہیں کہ میں ان کے سردار کی بیٹی ہوں۔'' ❶ (ابن ابی حاتم)

ایک مرتبہ یہ اپنی لمبی چادر اوڑھے طواف کر رہی تھی پیر چادر میں الجھ گیا اور پھسل پڑی تو کہنے لگی مذمم غارت ہو۔ ام حکیم بنت عبدالمطلب نے کہا میں تو پاکدامن عورت ہوں اپنی زبان نہیں بگاڑوں گی اور دوست کرنے والی ہوں پس داغ نہ لگاؤں گی اور ہم سارے ایک ہی دادا کی اولاد میں ہیں اور قریش ہی' پھر تو زیادہ جاننے والے ہیں۔ بزار میں ہے کہ اس نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے کہا کہ تیرے ساتھی نے میری ہجو کی ہے تو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے قسم کھا کر جواب دیا کہ نہ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم شعر گوئی جانتے ہیں نہ کبھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے شعر کہے۔ اس کے جانے کے بعد حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ یا رسول اللہ! کیا اس نے آپ کو نہیں دیکھا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: فرشتہ آڑ بن کر کھڑا ہوا تھا جب تک وہ واپس نہ چلی گئی۔'' ❷

بعض اہل علم نے کہا ہے کہ اس کے گلے میں جہنم کی آگ کی رسی ہوگی جس سے اسے کھینچ کر جہنم کے اوپر لایا جائے گا پھر ڈھیلی چھوڑ کر جہنم کی تہ میں پہنچایا جائے گا یہی عذاب اسے ہوتا رہے گا۔ ڈول کی رسی کو عرب ﴿مَسَد﴾ کہہ دیا کرتے ہیں۔ عربی شعروں میں بھی یہ لفظ اسی معنی میں لایا گیا ہے۔ یہاں یہ یاد رہے کہ یہ بابرکت سورت ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی ایک اعلیٰ دلیل ہے' کیونکہ جس طرح ان کی بدبختی کی خبر اس سورت میں دی گئی تھی اسی طرح واقعہ بھی ہوا' ان دونوں کو ایمان لانا آخر تک نصیب ہی نہ ہوا نہ تو وہ ظاہر میں مسلمان ہوئے نہ باطن میں نہ چھپے نہ کھلے۔ پس یہ سورت زبردست بہت صاف اور روشن دلیل ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی۔

اس سورۃ کی تفسیر بھی ختم ہوئی' اللہ تعالیٰ ہی کے لیے سب تعریفیں ہیں اور اسی کے فضل و کرم اور اسی کے احسان و انعام کی یہ برکت ہے۔

❶ حاکم، ۲/ ۳۶۱ الحمیدی (۳۲۳) وھو حدیث حسن۔ ❷ مسند البزار، ۲۹٤ وسندہ ضعیف۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تفسیر سورۂ اخلاص

اس کا شان نزول اور اس کی فضیلت کا بیان: مسند احمد میں ہے کہ ''مشرکین نے حضور ﷺ سے کہا اپنے رب کے اوصاف بیان کرو' اس پر یہ سورت نازل ہوئی۔'' ❶ صَمَدٌ کے معنی ہیں جو نہ تو پیدا ہوا ہو نہ اس کی اولاد ہو' اس لیے کہ جو پیدا ہوا ہے وہ ایک وقت مرے گا بھی اور دوسرے اس کے وارث ہوں گے' اللہ عزوجل نہ مرے نہ اس کا کوئی وارث ہو' اس جیسا اور اس کی جنس کا کوئی نہیں' نہ اس کے مثل کوئی چیز ہے۔ ترمذی وغیرہ میں بھی یہ روایت ہے۔ ❷ ابو یعلیٰ موصلی میں بھی ہے کہ ایک اعرابی نے یہ سوال کیا تھا اور روایت میں ہے کہ مشرکین کے اس سوال کے جواب میں یہ سورت اتری۔ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ ہر چیز کی نسبت ہے اور اللہ کی نسبت یہ سورت ہے۔ صَمَدٌ اسے کہتے ہیں جو کھوکھلا نہ ہو۔ ❸ بخاری کتاب التوحید میں ہے کہ ''حضور ﷺ نے ایک چھوٹا سا لشکر کہیں بھیجا جس وقت وہ پلٹے تو انہوں نے کہا کہ حضور ﷺ نے ہم پر جسے سردار بنایا تھا وہ ہر نماز کی قرأت کے خاتمہ پر سورۂ ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ﴾ الخ پڑھا کرتے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا ان سے پوچھو کہ وہ ایسا کیوں کرتے تھے؟ پوچھنے پر انہوں نے کہا کہ یہ سورت رحمٰن کی صفت ہے' مجھے اس کا پڑھنا بہت ہی پسند ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا انہیں خبر دو کہ اللہ بھی اس سے محبت رکھتا ہے۔'' ❹

بخاری کتاب الصلوٰۃ میں ہے کہ ''ایک انصاری مسجد قبا کے امام تھے ان کی عادت تھی کہ الحمد ختم کر کے پھر اس سورت کو پڑھتے پھر جو سورت پڑھنی ہوتی یا جہاں سے چاہتے قرآن پڑھتے۔ ایک دن مقتدیوں نے کہا کہ آپ اس سورت کو پڑھتے ہیں پھر دوسری سورت ملاتے ہیں یہ کیا؟ یا تو آپ صرف اسی کو پڑھئے یا چھوڑ دیجیے' دوسری سورۃ ہی پڑھا کیجیے۔ انہوں نے جواب دیا کہ میں تو جس طرح کرتا ہوں کرتا رہوں گا' تم چاہو تو مجھے امام رکھو' کہو تو میں تمہاری امامت چھوڑ دوں۔ اب انہیں یہ بات بھاری پڑی' جانتے تھے کہ ان سب میں یہ زیادہ افضل ہیں' ان کی موجودگی میں دوسرے کا نماز پڑھانا بھی انہیں گوارہ نہ ہو سکا۔ ایک دن جب کہ حضور ﷺ ان کے پاس تشریف لائے تو ان لوگوں نے آپ ﷺ سے یہ واقعہ بیان کیا۔ آپ ﷺ نے امام صاحب سے فرمایا کہ تم کیوں اپنے ساتھیوں کی بات نہیں مانتے اور ہر رکعت میں اس سورت کو کیوں پڑھتے ہو؟ وہ کہنے لگے: یارسول اللہ! مجھے اس سورت سے محبت ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا اس کی محبت نے تجھے جنت میں پہنچا دیا۔'' ❺ ترمذی اور مسند احمد کی حدیث میں ہے کہ ''ایک شخص نے آپ ﷺ سے کہا کہ میں اس سورت سے بہت محبت رکھتا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا اس کی محبت نے تجھے جنت میں پہنچا دیا۔ ❻ ایک شخص نے کسی کو اس سورت کو پڑھتے ہوئے رات کے وقت سنا کہ وہ بار بار اسی کو دہرا رہا ہے' صبح کے وقت آ کر اس نے حضور ﷺ سے ذکر کیا گویا کہ وہ اسے ہلکے ثواب کا کام جانتا تھا' تو نبی ﷺ نے فرمایا اس کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے یہ سورت مثل تہائی قرآن کے ہے'' ❼ (بخاری)۔

---

❶ احمد، ۵/ ۱۳۳، ۱۳٤ وسندہ ضعیف دیکھیے حاشیہ نمبر:۲۔ ❷ ترمذی، کتاب تفسیر القرآن، باب ومن سورة الاخلاص: ۳۳٦٤ وسندہ ضعیف ابوسعد محمد بن میسر راوی ضعیف ہے۔ نیز ابو جعفر رازی کی ربیع بن انس سے روایت ضعیف ہوتی ہے۔

❸ المعجم الأوسط للطبرانی، ۷۳٦ وسندہ ضعیف جداً اس کی سند میں الوزاع بن نافع العقیلی متروک راوی ہے (المیزان، ٤/ ۳۲۷، رقم: ۹۳۲۰) ❹ صحیح بخاری، کتاب التوحید، باب ما جاء فی دعاء النبی ﷺ امته الی توحید الله تبارك وتعالیٰ، ۷۳۷۵؛ صحیح مسلم، ۸۱۳۔ ❺ صحیح بخاری، کتاب الاذان، باب الجمع بین السورتین فی رکعة...... ۷۷٤؛ ترمذی، ۲۹۰۱۔ ❻ احمد، ۳/ ۱٤۱ وسندہ حسن؛ ترمذی، ۲۹۰۱ وهو صحیح۔

❼ صحیح بخاری، کتاب فضائل القرآن، باب فضل ﴿قل هو الله احد﴾: ۵۰۱۳۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صحیح بخاری کی اور حدیث میں ہے کہ ”رسول اللہ ﷺ نے اپنے اصحاب رضی اللہ عنہم سے فرمایا کہ کیا تم سے یہ نہیں ہوسکتا کہ ایک رات میں ایک تہائی قرآن پڑھ لو تو یہ صحابہ رضی اللہ عنہم پر بھاری پڑا اور کہنے لگے بھلا اتنی طاقت تو ہر ایک میں نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا سنو سورۂ ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ﴾ الخ تہائی قرآن ہے۔“ ❶ مسند احمد میں ہے کہ حضرت قتادہ بن نعمان رضی اللہ عنہ ساری رات اسی سورت کو پڑھتے رہے، حضور ﷺ سے جب ذکر کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ سورت آدھے قرآن یا تہائی قرآن کے برابر ہے۔ ❷ ایک دوسری روایت میں ہے کہ حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ”کیا تم میں سے کسی کو اس کی طاقت ہے کہ وہ ہر رات تیسرا حصہ قرآن کا پڑھ لیا کرے؟ صحابہ رضی اللہ عنہم کہنے لگے یہ کس سے ہوسکے گا؟ آپ نے فرمایا سنو ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ﴾ تہائی قرآن کے برابر ہے۔ اتنے میں رسول اللہ ﷺ بھی تشریف لائے آپ ﷺ نے سن لیا اور فرمایا کہ ابوایوب سچ کہتے ہیں“ (مسند احمد)۔ ❸

ترمذی میں ہے کہ رسول مقبول ﷺ نے صحابہ رضی اللہ عنہم سے فرمایا کہ ”جمع ہو جاؤ میں تمہیں آج تہائی قرآن سناؤں گا“ لوگ جمع ہو کر بیٹھ گئے آپ ﷺ گھر سے تشریف لائے سورۂ ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ﴾ الخ پڑھی اور پھر گھر تشریف لے گئے۔ اب صحابہ رضی اللہ عنہم میں باتیں ہونے لگیں کہ وعدہ تو حضور ﷺ کا یہ تھا کہ تہائی قرآن سنائیں گے شاید آسمان سے کوئی وحی آ گئی ہو۔ اتنے میں آپ ﷺ پھر واپس تشریف لائے اور فرمایا میں نے تم سے تہائی قرآن سنانے کا وعدہ کیا تھا‘ سنو! یہ سورت تہائی قرآن کے برابر ہے۔“ ❹ حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ ”رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کیا تم اس سے عاجز ہو کہ ہر دن تہائی قرآن کریم پڑھ لیا کرو۔ لوگوں نے عرض کیا حضور! ہم اس سے بہت عاجز اور بہت ضعیف ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا سنو! اللہ تعالیٰ نے قرآن کے تین حصے کیے ہیں‘ ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ﴾ الخ تیسرا حصہ ہے“ ❺ (مسلم ونسائی وغیرہ)۔ ایسی ہی روایتیں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک بہت بڑی جماعت سے مروی ہیں۔ آنحضرت ﷺ ایک مرتبہ کہیں سے تشریف لا رہے تھے آپ ﷺ کے ساتھ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بھی تھے تو آپ ﷺ نے ایک شخص کو اس سورت کی تلاوت کرتے ہوئے سن کر فرمایا کہ ”واجب ہوگئی۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے پوچھا کیا واجب ہوگئی؟ فرمایا جنت“ ❻ (ترمذی ونسائی)۔ ابویعلی کی ایک ضعیف حدیث میں ہے کہ کیا تم میں سے کوئی یہ طاقت نہیں رکھتا کہ سورۂ ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ﴾ الخ۔ کو رات میں تین مرتبہ پڑھ لے؟ یہ سورت تہائی قرآن کے برابر ہے۔ ❼ مسند احمد میں ہے کہ عبداللہ بن حبیب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ”ہم پیاسے تھے رات اندھیری تھی حضور ﷺ کا انتظار تھا کہ آپ ﷺ تشریف لائیں اور نماز پڑھائیں‘ آپ ﷺ تشریف لائے اور میرا ہاتھ پکڑ کر فرمانے لگے پڑھ‘ میں چپکا رہا۔ آپ ﷺ نے پھر فرمایا پڑھ‘ میں نے عرض کیا کیا پڑھوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا ہر صبح و شام تین تین مرتبہ سورۂ ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۝﴾ اور ﴿قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ ۝﴾ اور ﴿قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ ۝﴾ پڑھ لیا کر یہ کافی ہو جائے گی۔“ ❽

---

❶ صحیح بخاری، حوالہ سابق، ۵۰۱۵۔ ❷ احمد، ۳/ ۱۵ وسندہ ضعیف۔
❸ احمد، ۲/ ۱۷۳ وسندہ ضعیف؛ مجمع الزوائد، ۷/ ۱۵۰ لیکن سورۂ اخلاص کا تہائی قرآن کے برابر ہونا صحیح بخاری، ۵۰۱۳؛ صحیح مسلم، ۸۱۲ میں موجود ہے۔ ❹ صحیح مسلم، کتاب صلاۃ المسافرین، باب فضل قراءۃ قل ہو اللہ احد، ۸۱۲؛ ترمذی، ۲۹۰۰؛ احمد، ۲/ ۴۲۹۔ ❺ صحیح مسلم، حوالہ سابق، ۸۱۱۔ ❻ ترمذی، کتاب فضائل القرآن، باب ما جاء فی سورۃ الاخلاص...... ۲۸۹۷ وسندہ حسن؛ نسائی، ۹۹۵۔ ❼ مسند ابی یعلی، ۴۱۱۸ سندہ ضعیف جداً؛ مجمع الزوائد، ۷/ ۱۵۰ اس کی سند میں عیسی بن میمون متروک اور یزید الرقاشی ضعیف راوی ہے۔
❽ ابو داود، کتاب الأدب، باب ما یقول اذا اصبح ۵۰۸۲ وسندہ حسن؛ ترمذی، ۳۵۷۵؛ نسائی، ۵۴۳۰۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سورۂ اخلاص ایک بہترین وظیفہ ہے: نسائی کی ایک روایت میں ہے ہر چیز سے تجھے یہ کفایت کرے گی۔ مسند کی ایک اور ضعیف حدیث میں ہے کہ جس نے ان کلمات کو دس مرتبہ پڑھ لیا اسے چالیس لاکھ نیکیاں ملیں گی' وہ کلمات یہ ہیں ((لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاحِدًا اَحَدًا صَمَدًا لَمْ يَتَّخِذْ صَاحِبَةً وَّلَا وَلَدًا وَّلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ)) ❶ اس کے راوی خلیل بن مرہ ہیں جنہیں حضرت امام بخاری رحمہ اللہ وغیرہ بہت ضعیف بتلاتے ہیں۔ مسند احمد میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ ''جو شخص اس پوری سورت کو دس مرتبہ پڑھ لے گا اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت میں ایک محل تعمیر کرے گا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا یا رسول اللہ! پھر تو ہم بہت سے محل بنوالیں گے۔ آپ ﷺ نے فرمایا اللہ اس سے بھی زیادہ اور اس سے بھی اچھے دینے والا ہے۔ ❷ دارمی میں ہے کہ دس مرتبہ پر ایک محل بیس پر دو تیس پر تین الخ۔ ❸ یہ حدیث مرسل ہے۔ ابو یعلی موصلی کی ایک ضعیف حدیث میں ہے کہ جو شخص اس سورت کو پچاس مرتبہ پڑھ لے تو اس کے پچاس سال کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ ❹ اسی کی ایک اور ضعیف سند والی حدیث میں ہے کہ جو شخص اس سورت کو ایک دن میں دو سو مرتبہ پڑھ لے اس کے لیے ایک ہزار پانچ سو نیکیاں لکھی جاتی ہیں بشرطیکہ اس پر قرض نہ ہو۔ ❺ ترمذی کی ایک حدیث میں ہے کہ اس کے پچاس سال کے گناہ معاف کئے جاتے ہیں مگر یہ کہ اس پر قرض نہ ہو۔ ❻ ترمذی کی ایک غریب حدیث میں ہے کہ جو شخص سونے کے لیے اپنے بستر پر جائے پھر داہنی کروٹ پر لیٹ کر سو دفعہ اس سورت کو پڑھ لے تو قیامت کے دن رب عزوجل فرمائے گا اے میرے بندے! اپنی داہنی طرف سے جنت میں چلا جا۔ ❼ بزار کی ایک ضعیف حدیث میں ہے کہ جو شخص اس سورت کو دو سو مرتبہ پڑھے اللہ تعالیٰ اس کے دو سو سال کے گناہ معاف فرما دیتا ہے۔ ❽ نسائی میں اس آیت کی تفسیر میں ہے کہ نبی ﷺ مسجد میں تشریف لائے تو دیکھا کہ ''ایک شخص نماز پڑھ رہا ہے دعا مانگ رہا ہے' اپنی دعا میں کہتا ہے (اَللّٰهُمَّ اِنِّىْ اَسْئَلُكَ بِاَنِّىْ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ الْاَحَدُ الصَّمَدُ الَّذِىْ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ) یعنی اے اللہ! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اس بات کی گواہی دے کر کہ تیرے سوا کوئی معبود نہیں تو اکیلا ہے' بے نیاز ہے نہ اس کے ماں باپ نہ اولاد نہ ہمسر اور ساتھی کوئی اور۔ آپ ﷺ یہ سن کر فرمانے لگے اس اللہ کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اس نے اسم اعظم کے ساتھ دعا مانگی ہے' اللہ کے اس بڑے نام کے ساتھ کہ جب کبھی اس نام کے ساتھ سوال کیا جائے تو عطا ہوا اور جب کبھی اس نام کے ساتھ دعا کی جائے تو قبول ہو۔'' ❾ ابو یعلی میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ ''تین کام ہیں جو انہیں ایمان کے ساتھ کر لے وہ جنت کے تمام دروازوں میں سے جس سے چاہے جنت میں چلا جائے اور جس کسی حور جنت سے چاہے نکاح کرا دیا جائے۔ جو اپنے قاتل کو معاف کر دے' اور پوشیدہ قرض ادا کر دے' اور ہر فرض نماز کے بعد دس مرتبہ سورۂ ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ﴾ الخ کو پڑھ لے۔ حضرت

---

❶ احمد، ٤/ ١٠٣ وسنده ضعيف جداً اس کی سند میں خلیل بن مرۃ منکر الحدیث ہے۔ ❷ احمد، ٣/ ٤٣٧ وسنده ضعيف، زبان بن فائد ضعيف۔ ❸ سنن دارمی، کتاب فضائل القرآن، باب فی فضل ﴿قل هو اللّٰه أحد﴾: ٣٤٣٢ یہ روایت مرسل یعنی ضعیف ہے۔ ❹ دارمی حواله سابق، ٣٤٤١ سنده ضعيف ام كثير الانصاريه لم اعرفها۔

❺ مسند ابی یعلی، ٣٣٦٥ وسنده ضعيف حاتم بن ميمون ضعيف اس کی سند میں حاتم بن میمون ضعیف راوی ہے۔

❻ ترمذی، کتاب فضائل القرآن، باب ما جاء فی سورة الاخلاص، ٢٨٩٨ وسنده ضعيف اس کی سند میں حاتم بن میمون ضعیف راوی ہے۔ ❼ ترمذی، حواله سابق، ٢٨٩٨ وسنده ضعيف اس کی سند میں بھی حاتم بن میمون ہے۔

❽ وسنده ضعيف اس کی سند میں أغلب بن تمیم منکر الحدیث راوی ہے۔

❾ ابو داود، کتاب الوتر، باب الدعاء، ١٤٩٣ وسنده صحيح؛ ترمذی، ٣٤٧٥؛ ابن ماجه، ٣٨٥٧؛ احمد، ٥/ ٣٥٠۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے پوچھا یا رسول اللہ! جوان تینوں کاموں میں سے ایک کر لے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک پر بھی درجہ ہے۔'' ❶
طبرانی میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ ''جو شخص اس سورہ کو گھر میں جاتے وقت پڑھ لے تو اللہ تعالیٰ اس گھر والوں سے اور اس کے پڑوسیوں سے فقیری دور کر دے گا۔'' ❷ اس کی اسناد ضعیف ہے۔

فائدہ: مسند ابویعلیٰ میں ہے کہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ''ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ میدان تبوک میں تھے' سورج ایسی روشنی نور اور شعاعوں کے ساتھ نکلا کہ ہم نے اس سے پہلے ایسا صاف شفاف اور روشن و منور نہیں دیکھا تھا' حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جبرئیل علیہ السلام تشریف لائے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا کہ آج سورج کی اس تیز روشنی اور زیادہ نور اور چمکیلی شعاعوں کی کیا وجہ ہے؟ تو آپ نے فرمایا آج مدینہ میں حضرت معاویہ بن معاویہ رضی اللہ عنہ کا انتقال ہو گیا ہے جن کے جنازے کی نماز کے لیے اللہ تعالیٰ نے ستر ہزار فرشتے آسمان سے بھیجے ہیں۔ پوچھا ان کے کس عمل کے باعث؟ فرمایا وہ سورۂ ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ﴾ الخ۔ کو دن رات چلتے پھرتے اٹھتے بیٹھتے پڑھا کرتے تھے۔ اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارادہ ہو تو میں زمین سمیٹ لوں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے جنازے کی نماز ادا کر لیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بہت اچھا۔ پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے جنازے کی نماز ادا کی۔'' ❸ اس حدیث کو حافظ ابوبکر بیہقی رحمہ اللہ بھی اپنی کتاب ''دلائل النبوۃ'' میں یزید بن ہارون کی روایت سے لائے ہیں' وہ علاء بن محمد سے روایت کرتے ہیں' ان پر موضوع حدیثیں بیان کرنے کی تہمت ہے' وَاللّٰهُ اَعْلَمُ۔ مسند ابویعلیٰ میں اس کی دوسری سند بھی ہے جس میں یہ راوی نہیں' اس میں ہے کہ ''حضرت جبرئیل علیہ السلام رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تشریف لائے اور فرمایا کہ معاویہ بن معاویہ لیثی رضی اللہ عنہ کا انتقال ہو گیا ہے' کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے جنازے کی نماز پڑھنا چاہتے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے اپنا پر مارا تمام درخت اور سب ٹیلے وغیرہ پست ہو گئے ان کا جنازہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو نظر آنے لگا' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز شروع کی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے فرشتوں کی دو صفیں تھیں ہر صف میں ستر ہزار فرشتے تھے' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا کہ آخر اس مرتبہ کی کیا وجہ ہے؟ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے فرمایا ان کی اس سورت سے محبت اور ہر وقت آتے جاتے اٹھتے بیٹھتے اس کی تلاوت۔'' ❹ اسے بیہقی نے بھی روایت کیا ہے' اور بیہقی کی سند میں محبوب بن ہلال ہیں۔

ابو حاتم رازی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ مشہور نہیں۔ ابویعلیٰ میں یہ راوی نہیں وہاں ان کی جگہ ابوعبداللہ محمود ہیں' لیکن ٹھیک بات محبوب کا ہونا ہے۔ اس روایت کی اور بھی بہت سی سندیں ہیں اور سب ضعیف ہیں' ہم نے اختصار کے لیے انہیں یہاں نقل نہیں کیا۔ مسند احمد میں ہے کہ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ''ایک روز میری رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات ہوئی میں نے جلدی سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ تھام لیا اور کہا یا رسول اللہ! مؤمن کی نجات کس عمل پر ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عقبہ! زبان تھامے رکھ اپنے گھر میں ہی بیٹھا رہا کر اور اپنی خطاؤں پر روتا رہ۔ پھر دوبارہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے میری ملاقات ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود میرا ہاتھ پکڑ لیا اور فرمایا عقبہ! کیا میں تمہیں تورات اور انجیل اور زبور اور قرآن میں اتری ہوئی تمام سورتوں سے بہترین سورتیں =

❶ مسند ابی یعلی، ۱۷۹٤ وسندہ ضعیف عمر بن نبہان ضعیف وابوشداد مجہول ہے۔ مجمع الزوائد، ۱۰/ ۱۰۲۔
❷ المعجم الکبیر، ۲٤۱۹ وسندہ ضعیف جداً اس کی سند میں مروان بن سالم متروک راوی ہے۔
❸ مسند ابی یعلی، ٤۲٦۷ وسندہ ضعیف جداً اس کی سند میں علاء ابی محمد الثقفی متروک الحدیث ہے۔
❹ مسند ابی یعلی، ٤۲٦۸ وسندہ ضعیف محبوب بن ہلال مجہول الحال راوی ہے۔ لم یوثقہ غیر ابن حبان، دلائل النبوۃ للبیہقی، ٥/ ۲٦٤۔ اس کی سند میں محبوب بن ہلال مجہول راوی ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ① اَللّٰهُ الصَّمَدُ ② لَمْ يَلِدْ ۙ وَلَمْ يُوْلَدْ ③ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ④

ترجمہ: میں اللہ تعالیٰ بخشش کرنے والے مہربان کے نام سے شروع کرتا ہوں۔

کہہ دے کہ وہ اللہ تعالیٰ ایک ہی ہے۔[۱] اللہ تعالیٰ بے نیاز ہے[۲] نہ اس سے کوئی پیدا ہوا نہ وہ کسی سے پیدا ہوا[۳] اور نہ کوئی اسکا ہم جنس ہے۔[۴]

= بتاؤں؟ میں نے کہا ہاں حضور! ضرور ارشاد فرمایئے۔ اللہ تعالیٰ مجھے آپ ﷺ پر فدا کرے۔ پس آپ نے مجھے سورۂ ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ﴾ اور ﴿قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ﴾ اور ﴿قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ﴾ پڑھائیں۔ پھر فرمایا دیکھو عقبہ! انہیں نہ بھولنا اور ہر رات انہیں پڑھ لیا کرنا۔ فرماتے ہیں کہ پھر میں نہ انہیں بھولا اور نہ کوئی رات ان کے پڑھے بغیر گزاری۔ میں نے پھر آپ ﷺ سے ملاقات کی اور جلدی کر کے آپ ﷺ کے دست مبارک کو اپنے ہاتھ میں لے کر عرض کیا کہ یارسول اللہ! مجھے بہترین اعمال کا ارشاد فرمایئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا سن! جو تجھ سے توڑے تو اس سے جوڑ' جو تجھے محروم رکھے تو اسے دے' جو تجھ پر ظلم کرے تو اس سے درگزر کر' اور معاف کر دے۔" ❶ اس کا بعض حصہ امام ترمذی رحمہ اللہ نے بھی زہد کے باب میں وارد کیا ہے اور فرمایا ہے یہ حدیث حسن ہے۔ ❷ مسند احمد میں بھی اس کی اور سند ہے۔ ❸ صحیح بخاری میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ "نبی ﷺ رات کے وقت جب بستر پر تشریف لے جاتے تو ہر رات ان تینوں سورتوں کو پڑھ کر اپنی دونوں ہتھیلیاں ملا کر ان پر دم کر کے اپنے جسم مبارک پر پھیر لیا کرتے جہاں تک ہاتھ پہنچتے پہنچاتے پہلے سر پر پھر منہ پر پھر اپنے سامنے کے جسم پر تین مرتبہ اسی طرح کرتے" ❹ یہ حدیث سنن میں بھی ہے۔

توحید الٰہی کا بیان: [آیت:۱۔۴] اس کے نازل ہونے کی وجہ پہلے بیان ہو چکی ہے۔ حضرت عکرمہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہود کہتے تھے ہم حضرت عزیر علیہ السلام کو پوجتے ہیں جو اللہ کے بیٹے ہیں' اور نصرانی کہتے تھے کہ ہم حضرت مسیح علیہ السلام کو پوجتے ہیں جو اللہ کے بیٹے ہیں اور مجوسی کہتے تھے ہم سورج چاند کی پرستش کرتے ہیں اور مشرک کہتے تھے۔ ہم بت پرست ہیں' تو اللہ تعالیٰ نے یہ سورت اتاری کہ اے نبی! تم کہہ دو کہ ہمارا معبود تو اللہ تعالیٰ ہے جو واحد ہے احد ہے جس جیسا کوئی نہیں' جس کا کوئی وزیر نہیں جس کا کوئی شریک نہیں' جس کا کوئی ہمسر نہیں' جس کا کوئی ہم جنس نہیں' جس کا برابر اور کوئی نہیں' جس کے سوا کسی میں الوہیت نہیں' اس لفظ کا اطلاق صرف اسی کی ذات پاک پر ہوتا ہے' وہ اپنی صفتوں میں اور اپنے حکمت بھرے کاموں میں یکتا اور بےنظیر ہے۔ وہ صمد ہے یعنی ساری مخلوق اس کی محتاج ہے اور وہ سب سے بے نیاز ہے۔

---

❶ احمد، ٤/ ١٤٨ وسنده ضعيف ح ١٧٣٣٤ اس کی سند میں علی بن یزید الھانی ضعیف راوی ہے۔

❷ ترمذی، کتاب الزهد، باب ماجاء فی حفظ اللسان، ٢٤٠٦ وسنده ضعيف اس کی سند میں عبیداللہ بن زحر اور علی بن یزید ضعیف راوی ہیں۔ ❸ احمد، ٤/ ١٥٨ وسنده حسن۔

❹ صحيح بخاری، کتاب فضائل القرآن، باب فضل المعوذات، ٥٠١٧؛ ابو داود، ٥٠٥٦؛ ترمذی، ٣٤٠٢۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ صمد وہ ہے جو اپنی سرداری میں اپنی شرافت میں اپنی بزرگی میں اور اپنی عظمت میں اپنے حلم وعلم میں اپنی حکمت وتدبر میں سب سے بڑھا ہوا ہو یہ صفتیں صرف اللہ تعالیٰ جل شانہ میں ہی پائی جاتی ہیں اس کا ہمسر اور اس جیسا کوئی اور نہیں وہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ سب پر غالب ہے اور اپنی ذات وصفات میں یکتا اور بے نظیر ہے۔ صمد کے یہ معنے بھی کئے گئے ہیں کہ جو تمام مخلوق کے فنا ہو جانے کے بعد بھی باقی رہے جو ہمیشہ بقا والا سب کی حفاظت کرنے والا ہو جس کی ذات لازوال اور غیر فانی ہو۔

حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ صمد وہ ہے جو نہ کچھ کھائے نہ اس میں سے کچھ نکلے نہ وہ کسی میں سے نکلے یعنی نہ اس کی اولاد ہو نہ ماں باپ یہ تفسیر بہت اچھی اور عمدہ ہے اور ابن جریر رحمۃ اللہ علیہ کی روایت سے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے صراحتاً یہ مروی ہے جیسے کہ پہلے گزرا۔ اور بہت سے صحابہ رضی اللہ عنہم اور تابعین رحمۃ اللہ علیہم سے مروی ہے کہ صمد کہتے ہیں ٹھوس چیز کو جو کھوکھلی نہ ہو جس کا پیٹ نہ ہو۔ شعبی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں جو نہ کھاتا ہو نہ پیتا ہو۔ عبداللہ بن بریدہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں صمد وہ نور ہے جو روشن ہو اور چمک دمک والا ہو۔ ایک مرفوع حدیث میں بھی ہے کہ صمد وہ ہے جس کا پیٹ نہ ہو۔ ❶ لیکن اس کا مرفوع ہونا ٹھیک نہیں صحیح یہ ہے کہ موقوف ہے۔

حافظ ابوالقاسم طبرانی رحمۃ اللہ علیہ اپنی ''کتاب السنہ'' میں لفظ صمد کی تفسیر میں ان تمام اقوال وغیرہ کو وارد کر کے لکھتے ہیں کہ دراصل یہ سب سچے ہیں اور صحیح ہیں یہ کل صفتیں ہمارے رب عزوجل میں ہیں اس کی طرف سب محتاج بھی ہیں وہ سب سے بڑھ کر سردار اور سب سے بڑا ہے اسے نہ پیٹ ہے نہ وہ کھوکھلا ہے نہ وہ کھائے نہ پیئے سب فانی ہیں اور وہ باقی ہے وغیرہ پھر فرمایا کہ اس کی اولاد نہیں نہ اس کے ماں باپ ہیں نہ بیوی۔ جیسے اور جگہ ہے ﴿بَدِيعُ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ ۖ أَنّٰى يَكُونُ لَهُ وَلَدٌ وَلَمْ تَكُنْ لَّهُ صَاحِبَةٌ ۖ وَخَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ ۚ﴾ ❷ یعنی وہ زمین وآسمان کا پیدا کرنے والا ہے اسے اولاد کیسے ہوگی؟ اس کی بیوی نہیں۔ ہر چیز کو اسی نے پیدا کیا ہے یعنی وہی ہر چیز کا خالق مالک ہے۔ پھر اس کی مخلوق اور ملکیت میں سے اس کی برابری اور ہمسری کرنے والا کون ہوگا؟ وہ ان تمام عیوب اور نقصان سے پاک ہے جیسے اور جگہ فرمایا ﴿قَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمٰنُ وَلَدًا﴾ ❸ الخ۔ یعنی یہ کفار کہتے ہیں کہ اللہ کی اولاد ہے تم تو ایک بڑی بری چیز لائے قریب ہے کہ آسمان پھٹ جائیں اور زمین شق ہو جائے اور پہاڑ پارہ پارہ ہو کر گر پڑیں اس بنا پر کہ انہوں نے کہا کہ اللہ کی اولاد ہے حالانکہ اللہ کو یہ لائق ہی نہیں کہ اس کی اولاد ہو تمام زمین وآسمان میں کل کے کل اللہ کے غلام ہی بن کر آنے والے ہیں اللہ کے پاس تمام کا شمار ہے اور انہیں ایک ایک کر کے گن رکھا ہے اور یہ سب کے سب تنہا تنہا اس کے پاس قیامت کے دن حاضر ہونے والے ہیں۔ اور جگہ ہے ﴿وَقَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمٰنُ وَلَدًا سُبْحَانَهُ بَلْ﴾ ❹ الخ۔ یعنی ان کافروں نے کہا کہ رحمٰن کی اولاد ہے اللہ اس سے پاک ہے بلکہ وہ تو اللہ کے باعزت بندے ہیں بات میں بھی اس سے سبقت نہیں کرتے اسی کے فرمان پر عامل ہیں۔ اور جگہ ہے ﴿وَجَعَلُوا بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْجِنَّةِ نَسَبًا ۚ﴾ ❺ الخ۔ یعنی انہوں نے اللہ تعالیٰ کے اور جنات کے درمیان نسب قائم کر رکھا ہے حالانکہ جنات تو خود اس کی فرمانبرداری میں حاضر ہیں اللہ تعالیٰ ان کے بیان کردہ عیوب سے پاک و برتر ہے۔

صحیح بخاری میں ہے کہ ایذا دینے والی باتوں کو سنتے ہوئے صبر کرنے میں اللہ تعالیٰ سے زیادہ صابر کوئی نہیں لوگ اس کی اولاد بتاتے ہیں اور پھر بھی وہ انہیں روزیاں دیتا ہے اور عافیت وتندرستی عطا فرماتا ہے۔ ❻ بخاری کی اور روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ابن آدم مجھے جھٹلاتا ہے حالانکہ اسے ایسا نہ چاہیے مجھے گالیاں دیتا ہے اور اسے یہ لائق بھی نہ تھا اس کا مجھے جھٹلانا تو یہ ہے کہ وہ =

❶ المعجم الكبير، ١١٦٢ سنده ضعيف جداً اس کی سند میں صالح بن حیان، عبیداللہ بن سعید قائد الاعمش دونوں ضعیف راوی ہیں۔

❷ ٦/ الانعام:١٠١۔ ❸ ١٩/ مريم:٨٨۔ ❹ ٢١/ الانبياء:٢٦۔ ❺ ٣٧/ الصافات:١٥٨۔

❻ صحيح بخارى، كتاب التوحيد، باب قول الله تعالىٰ ﴿ان الله هو الرزاق ذوالقوة المتين﴾ ٧٣٧٨؛ صحيح مسلم، ٢٨٠٤۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہتا ہے جس طرح اولاً اللہ نے مجھے پیدا کیا ایسے ہی پھر نہیں لوٹائے گا۔ حالانکہ پہلی مرتبہ کی پیدائش دوسری مرتبہ کی پیدائش سے آسان تو نہ تھی جب میں اس پر قادر ہوں تو اس پر کیوں نہیں؟ اور اس کا مجھے گالیاں دینا یہ ہے کہ وہ کہتا ہے اللہ تعالیٰ کی اولاد ہے حالانکہ میں تنہا ہوں، میں ایک ہی ہوں، میں صمد ہوں، نہ میری اولاد نہ میرے ماں باپ، نہ مجھ جیسا کوئی اور۔ ❶

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ سورۂ اخلاص کی تفسیر اللہ کے فضل و کرم اور اس کے لطف و رحم سے ختم ہوئی۔

تفسیر سورۂ فلق اور سورۂ ناس

تعارف اور فضائل: مسند احمد میں ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اس سورت کو اور اس کے بعد کی سورت کو قرآن میں نہیں لکھتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ میری گواہی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے خبر دی کہ جبرئیل علیہ السلام نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا ﴿قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ ۝﴾ الخ تو میں نے بھی یہی کہا۔ پھر فرمایا ﴿قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ ۝﴾ الخ تو میں نے یہی کہا۔ تو ہم بھی اس طرح کہتے ہیں جس طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا۔ ❷ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے ان دونوں سورتوں کے بارے میں پوچھا جاتا ہے اور کہا جاتا ہے کہ آپ کے بھائی حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ تو ان دونوں کو قرآن کریم میں سے کاٹ دیا کرتے تھے تو فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھ سے کہا گیا کہو میں نے کہا۔ پس ہم بھی کہتے ہیں جس طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا'' ❸ (ابوبکر حمیدی)۔ مسند میں بھی یہ روایت الفاظ کے ہیر پھیر کے ساتھ مروی ہے ❹ اور بخاری شریف میں بھی۔ ❺ مسند ابو یعلیٰ وغیرہ میں ہے کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ ان دونوں سورتوں کو قرآن کریم میں نہیں لکھتے تھے اور نہ قرآن میں انہیں شمار کرتے تھے، بلکہ قاریوں اور فقیہوں کے نزدیک مشہور بات یہی ہے کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ ان دونوں سورتوں کو قرآن کریم میں نہیں لکھتے تھے، شاید انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے نہ سنا ہو اور تواتر کے ساتھ ان تک نہ پہنچا ہو۔

فائدہ: پھر یہ اپنے اس قول سے رجوع کر کے جماعت کے قول کی طرف پلٹ آتے ہیں۔

صحابہ رضی اللہ عنہم نے ان سورتوں کو ائمہ کے قرآن میں داخل کیا، جس کے نسخے چوطرف پھیلے وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ وَالْمِنَّة۔ صحیح مسلم میں حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''کیا تم نے نہیں دیکھا کہ چند آیتیں مجھ پر اس رات ایسی نازل ہوئی ہیں جن جیسی کبھی نہیں دیکھی گئیں۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں سورتوں کی تلاوت فرمائی۔'' ❻ یہ حدیث مسند احمد میں ترمذی میں اور نسائی میں بھی ہے۔ امام ترمذی اسے حسن صحیح کہتے ہیں۔

مسند احمد میں ہے کہ حضرت عقبہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ''میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مدینہ کی گلیوں میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سواری کی نکیل تھامے چلا جا رہا تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا، اب آؤ تم سوار ہو جاؤ۔ میں نے اس خیال سے کہ اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی

❶ صحيح بخاري، كتاب التفسير، سورة قل هو الله احد، ٤٩٧٤۔

❷ احمد، ٥/ ١٢٩ سنده حسن؛ ابن حبان، ٧٩٧۔

❸ مسند حميدي، ٣٧٦ بتحقيقي وسنده صحيح۔

❹ احمد، ٥/ ١٢٩ وسنده حسن۔

❺ صحيح بخاري، كتاب التفسير، سورة قل اعوذ برب الناس، ٤٩٧٧۔

❻ صحيح مسلم، كتاب صلاة المسافرين، باب فضل قراءة المعوذتين، ٨١٤؛ ترمذي، ٣٣٦٧؛ احمد، ٤/ ١٥١۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بات نہ مانوں گا تو نافرمانی ہوگی' سوار ہونا منظور کر لیا' تھوڑی دیر کے بعد میں اتر گیا اور حضور ﷺ سوار ہو گئے۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا عقبہ! میں تجھے دو بہترین سورتیں کیا نہ سکھاؤں؟ میں نے عرض کیا ہاں یا رسول اللہ! ضرور سکھائیے پس آپ ﷺ نے مجھے سورۃ ﴿قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ﴾ اور ﴿قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ﴾ سکھائیں پھر نماز کھڑی ہوئی آپ ﷺ نے نماز پڑھائی اور ان ہی دونوں سورتوں کی تلاوت کی' پھر مجھ سے فرمایا تو نے دیکھ لیا' سن جب تو سوئے اور جب کھڑا ہو انہیں پڑھ لیا کر۔'' ❶ ترمذی' ابوداؤد اور نسائی میں بھی یہ حدیث ہے۔

مسند احمد کی اور حدیث میں ہے کہ ''حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ ﷺ نے ہر نماز کے وقت ان سورتوں کی تلاوت کا حکم دیا۔'' ❷ یہ حدیث بھی ابوداؤد' ترمذی اور نسائی میں ہے' امام ترمذی رحمہ اللہ اسے غریب بتلاتے ہیں اور روایت میں ہے کہ ان جیسی سورتیں تو نے پڑھی ہی نہیں۔ ❸ حضرت عقبہ رضی اللہ عنہ والی حدیث جس میں حضور ﷺ کی سواری کے ساتھ آپ کا ہونا مذکور ہے' اس کے بعض طرق میں یہ بھی ہے کہ ''جب حضور ﷺ نے مجھے یہ سورتیں بتلائیں تو مجھے کچھ زیادہ خوش ہوتے نہ دیکھ کر فرمایا کہ شاید تو انہیں چھوٹی سی سورتیں سمجھتا ہے' سن! نماز کے قیام میں ان جیسی سورتوں کی قرأت اور ہے ہی نہیں'' ❹ نسائی کی حدیث میں ہے کہ ان جیسی سورتیں کسی پناہ پکڑنے والے کے لیے اور نہیں۔ ❺ ایک اور روایت میں ہے کہ حضرت عقبہ رضی اللہ عنہ سے یہ سورتیں حضور ﷺ نے پڑھوائیں پھر فرمایا کہ ''ان جیسی پناہ مانگنے کی اور سورتیں نہیں۔'' ❻ ایک روایت میں ہے کہ صبح کی فرض نماز حضور ﷺ نے ان ہی دونوں سورتوں سے پڑھائی۔ ❼

اور حدیث میں ہے کہ ''حضرت عقبہ رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کی سواری کے پیچھے جاتے ہیں اور آپ ﷺ کے قدم پر ہاتھ رکھ کر عرض کرتے ہیں حضور! مجھے سورت ہود یا سورت یوسف پڑھائیے۔ آپ ﷺ نے فرمایا اللہ کے پاس نفع دینے والی کوئی سورت ﴿قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ﴾ سے زیادہ نہیں۔'' ❽ اور حدیث میں ہے کہ ''آپ ﷺ نے ابن عابس الجہنی رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ میں تمہیں بتاؤں کہ پناہ حاصل کرنے والوں کے لیے ان دونوں سورتوں سے افضل سورت اور کوئی نہیں۔'' ❾ پس بہت سی حدیثیں اپنے تواتر کی وجہ سے اکثر علما کے نزدیک قطعیت کا فائدہ دیتی ہیں' اور وہ حدیث بھی بیان ہو چکی کہ آپ ﷺ نے ان دونوں سورتوں اور سورت اخلاص کی نسبت فرمایا کہ چاروں کتابوں میں ان جیسی سورتیں نہیں اتریں۔

نسائی وغیرہ میں ہے کہ ''ہم حضور ﷺ کے ساتھ ایک سفر میں تھے' سواریاں کم تھیں باری باری سوار ہوتے تھے' حضور ﷺ نے ایک شخص کے مونڈھوں پر ہاتھ رکھ کر یہ دونوں سورتیں پڑھائیں اور فرمایا جب نماز پڑھے تو انہیں پڑھا کر۔'' ❿ ظاہر یہ معلوم ہوتا=

❶ احمد، ٤/ ١٤٤؛ ابو داود، كتاب الوتر، باب فى المعوذتين، ١٤٦٢ وسنده حسن؛ نسائى، ٥٤٣٩۔

❷ ابو داود، كتاب الوتر، باب فى الاستغفار، ١٥٢٣ وسنده حسن؛ ترمذى، ٢٩٠٣؛ نسائى، ١٣٣٧؛ احمد، ٤/ ١٥٥؛ ٢٠١۔

❸ احمد، ٤/ ١٤٦ ح ١٧٣٢٢ وسنده ضعيف، ابن لهيعه عنعن۔

❹ احمد، ٤/ ١٤٩؛ نسائى، كتاب الاستعاذة، باب ماجاء فى سورتين، ٥٤٣٥ وهو حديث حسن۔

❺ السنن الكبرىٰ للنسائى، ٧٨٠٧؛ وفى الصغرىٰ، ٥٤٣٣ وهو حديث حسن۔

❻ نسائى، كتاب الاستعاذة، باب ما جاء فى سورتى المعوذتين، ٥٤٤٠ وهو حديث حسن۔

❼ نسائى، حواله سابق، ٥٤٣٧ وهو حديث صحيح۔

❽ نسائى، حواله سابق، ٥٤٤١ وهو حديث صحيح۔

❾ نسائى، حواله سابق، ٥٤٣٤ وهو حديث حسن۔

❿ احمد، ٥/ ٢٤ وسنده صحيح۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ ۙ﴿۱﴾ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ ۙ﴿۲﴾ وَمِنْ شَرِّ غَاسِقٍ اِذَا وَقَبَ ۙ﴿۳﴾

وَمِنْ شَرِّ النَّفّٰثٰتِ فِي الْعُقَدِ ۙ﴿۴﴾ وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ ﴿۵﴾ ع ۵/۲۸

ترجمہ: اللہ تعالیٰ مہربانی اور رحم کرنے والے کے نام سے شروع کرتا ہوں۔

تو کہہ کہ میں صبح کے رب کی پناہ میں آتا ہوں[۱] ہر اس چیز کی برائی سے جو اس نے پیدا کی ہے[۲] اور اندھیری رات کی برائی سے جب اس کا اندھیرا پھیل جائے۔[۳] اور گرہ لگا کر ان میں پھونکنے والیوں کی برائی سے بھی[۴] اور حسد کرنے والے کی برائی سے بھی جب وہ حسد کرے۔[۵]

= ہے کہ یہ شخص حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ ہوں گے' وَاللّٰهُ اَعْلَمُ۔ حضرت عبداللہ بن اسلمی رضی اللہ عنہ کے سینے پر ہاتھ رکھ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہہ!'' وہ نہ سمجھے کہ کیا کہیں' پھر فرمایا کہہ تو انہوں نے سورۂ ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ﴾ الخ۔ پڑھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہہ پھر سورۂ فلق پڑھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر بھی یہی فرمایا تو سورۂ ناس پڑھی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسی طرح پناہ مانگا کر اس جیسی پناہ مانگنے کی اور سورتیں نہیں'' (نسائی)۔ ❶

نسائی کی اور حدیث میں ہے کہ ''حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے یہ دونوں سورتیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھوائیں' پھر فرمایا انہیں پڑھتا رہ ان جیسی سورتیں تو اور نہ پڑھے گا۔'' ❷ ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا والی وہ حدیث پہلے گزر چکی ہے کہ ''حضور صلی اللہ علیہ وسلم انہیں پڑھ کر اپنے دونوں ہاتھوں پر پھونک کر اپنے سر چہرے اور سامنے جسم پر پھیر لیتے تھے۔'' مؤطا امام مالک میں ہے کہ ''جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم بیمار پڑتے تو ان دونوں سورتوں کو پڑھ کر اپنے اوپر پھونک لیا کرتے تھے' جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیماری سخت ہوئی تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا معوذات پڑھ کر خود آپ کے ہاتھوں کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم مبارک پر پھیرتی تھیں' اور اس سے قصد آپ کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھوں کی برکت کا ہوتا تھا۔'' ❸ سورۂ ن کی تفسیر کے آخر میں یہ حدیث گزر چکی ہے کہ ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جنات کی اور انسانوں کی آنکھوں سے پناہ مانگا کرتے تھے' جب یہ دونوں سورتیں اتریں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں لے لیا' اور باقی سب چھوڑ دیں۔'' امام ترمذی رحمہ اللہ اسے حسن صحیح فرماتے ہیں۔ ❹

فلق کا معنی: [آیت:۱-۵] حضرت جابر رضی اللہ عنہ وغیرہ فرماتے ہیں فلق کہتے ہیں صبح کو خود قرآن میں اور جگہ ہے ﴿فَالِقُ الْاِصْبَاحِ﴾ ❺ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ فلق سے مراد مخلوق ہے۔ حضرت کعب احبار رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ فلق جہنم میں ایک جگہ ہے جب اس کا دروازہ کھلتا ہے تو اس کی آگ کی گرمی اور سختی کی وجہ سے تمام جہنمی چیخنے لگتے ہیں۔ ایک مرفوع حدیث میں بھی اسی کے قریب قریب مروی ہے لیکن وہ حدیث منکر ہے۔ یہ بھی بعض لوگ کہتے ہیں کہ یہ جہنم کا نام ہے۔

---

❶ السنن الکبریٰ للنسائی، ۷۸٤٥ وسندہ ضعیف، فی سماع یزید بن رومان من عقبة بن عامر رضی اللہ عنہ نظر۔

❷ نسائی، کتاب الاستعاذة، باب ما جاء فی سورتی المعوذتین، ٥٤٤٣ وسندہ حسن۔ ❸ صحیح بخاری، کتاب فضائل القرآن، باب فضل المعوذات، ٥٠١٦؛ صحیح مسلم، ٢١٩٢؛ ابو داود، ٣٩٠٢؛ ابن ماجه، ٣٥٢٩؛ احمد، ٢/ ١٠٤؛ مؤطا امام مالك، كتاب العين والرقية فی مرض۔ ❹ ترمذی، کتاب الطب، باب ما جاء فی الرقية بالمعوذتين، ٢٠٥٨ وسندہ ضعیف سعید الجریری راوی مختلط ہے۔ نسائی، ٥٤٩٦؛ ابن ماجه، ٣٥١١۔ ❺ ٦/ الانعام: ٩٦۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امام ابن جریر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ سب سے زیادہ ٹھیک قول پہلا ہی ہے یعنی مراد اس سے صبح ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ بھی یہی فرماتے ہیں اور یہی صحیح ہے۔ تمام مخلوق کی برائی سے جس میں جہنم بھی داخل ہے اور ابلیس اور اولاد ابلیس بھی۔ غاسق سے مراد رات ہے اذا وقب سے سورج کا غروب ہو جانا مراد ہے یعنی رات جب اندھیرا لیے ہوئے آ جائے۔ ابن زید رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ عرب ثریا ستارے کے غروب ہونے کو غاسق کہتے ہیں بیماریاں اور وبائیں اس کے واقع ہونے کے وقت بڑھ جاتی تھیں اور اس کے طلوع ہونے کے وقت اٹھ جاتی تھیں۔ ایک مرفوع حدیث میں ہے کہ ستارہ غاسق ہے لیکن اس کا مرفوع ہونا صحیح نہیں۔ بعض مفسرین کہتے ہیں کہ مراد اس سے چاند ہے۔

ان کی دلیل مسند احمد کی یہ حدیث ہے جس میں ہے کہ ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا ہاتھ تھامے ہوئے چاند کی طرف اشارہ کر کے فرمایا: اللہ تعالیٰ سے اس غاسق کی برائی سے پناہ مانگ۔'' ❶ اور روایت میں ہے کہ ﴿غَاسِقٍ اِذَا وَقَبَ﴾ سے یہی مراد ہے دونوں قولوں میں با آسانی یہ تطبیق ہو سکتی ہے کہ چاند کا چڑھنا اور ستاروں کا ظاہر ہونا وغیرہ یہ سب رات ہی کے وقت ہوتا ہے جب رات آ جائے۔ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ۔

گرہوں پر پھونکنے والیاں: گرہ لگا کر پھونکنے والیوں سے مراد جادوگر عورتیں ہیں۔ حضرت مجاہد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ''شرک کے بالکل قریب وہ منتر ہیں جنہیں پڑھ کر سانپ کے کاٹے پر دم کیا جاتا ہے اور آسیب زدہ پر۔'' دوسری حدیث میں ہے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تشریف لائے اور فرمایا ''اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! کیا آپ بیمار ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں تو حضرت جبرئیل علیہ السلام نے یہ دعا پڑھی (بِسْمِ اللّٰهِ اَرْقِيْكَ مِنْ كُلِّ دَاءٍ يُّؤْذِيْكَ وَمِنْ شَرِّ كُلِّ حَاسِدٍ عَيْنٍ اَللّٰهُ يَشْفِيْكَ) یعنی اللہ تعالیٰ کے نام سے میں دم کرتا ہوں ہر اس بیماری سے جو تجھے دکھ پہنچائے اور ہر حاسد کی برائی اور بدنظر سے اللہ تجھے شفا دے۔ ❷

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر جادو کرنے کی کوشش: اس بیماری سے مراد شاید وہ بیماری ہے جب کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر جادو کیا گیا تھا پھر اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو عافیت اور شفا بخشی اور حاسد یہودیوں کے جادو کے مکر کو رد کر دیا اور ان کی تدبیروں کو بے اثر کر دیا اور انہیں رسوا اور فضیحت کیا لیکن باوجود اس کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی بھی اپنے اوپر جادو کرنے والے کو ڈانٹا ڈپٹا تک نہیں اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی کفایت کی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو عافیت اور شفا عطا فرمائی۔ مسند احمد میں ہے کہ ''نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک یہودی نے جادو کیا جس سے کئی دن تک آپ صلی اللہ علیہ وسلم بیمار رہے پھر حضرت جبرئیل علیہ السلام نے آ کر بتایا کہ فلاں یہودی نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر جادو کیا ہے اور فلاں فلاں کنوئیں میں گرہیں لگا کر رکھا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کسی کو بھیج کر اسے نکلوا لیجیے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آدمی بھیجا اور اس کنوئیں سے وہ جادو نکلوا لیا گرہیں کھول دیں سارا اثر جاتا رہا پھر نہ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس یہودی سے کبھی ذکر کیا اور نہ کبھی اس کے سامنے منہ میلا کیا۔'' ❸ صحیح بخاری کتاب الطب میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جادو کیا گیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم سمجھتے تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ازواج مطہرات کے پاس آئے حالانکہ نہ آئے تھے۔''

حضرت سفیان رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہی سب سے بڑا جادو کا اثر ہے۔ جب یہ حالت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہو گئی ایک دن آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرمانے لگے ''کہ عائشہ! میں نے اپنے رب سے پوچھا اور میرے پروردگار نے بتلا دیا دو شخص آئے ایک میرے سرہانے

❶ احمد، ٦/ ٦١؛ ترمذی، کتاب تفسیر القرآن، باب ومن سورة المعوذتين، ٣٣٦٦ وسنده حسن؛ حاكم، ٢/ ٥٤٠۔

❷ صحيح مسلم، كتاب السلام، باب المرض والرقى، ٥١٨٦۔

❸ احمد، ٤/ ٣٦٧؛ نسائی، كتاب تحريم الدم، باب سحرة اهل الكتاب، ٤٠٨٥ وهو حديث صحيح۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بیٹھا' ایک پائینتی' سرہانے والے نے اس دوسرے سے پوچھا ان کا کیا حال ہے؟ دوسرے نے کہا ان پر جادو کیا گیا ہے۔ پوچھا کس نے جادو کیا ہے؟ کہا لبید بن اعصم نے جو بنی زریق کے قبیلے کا ہے جو یہود کا حلیف ہے اور منافق شخص ہے۔ کہا کس چیز میں؟ کہا سر کے بالوں اور کنگھی میں۔ پوچھا دکھا کہاں ہے؟ کہا تر کھجور کے درخت کے چھال میں پتھر کی چٹان تلے ذروان کے کنوئیں میں۔ پھر حضور ﷺ اس کنوئیں کے پاس تشریف لائے اور اس میں سے وہ نکلوایا' اس کا پانی ایسا تھا گویا مہندی کا گدلا پانی' اس کے پاس کے کھجوروں کے درخت شیطانوں کے سر جیسے تھے۔ میں نے کہا بھی کہ یارسول اللہ! ان سے بدلہ لینا چاہیے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: الحمدللہ' اللہ تعالیٰ نے مجھے تو شفا دیدی اور میں لوگوں میں برائی پھیلانا پسند نہیں کرتا۔'' ❶

دوسری روایت میں یہ بھی ہے کہ ایک کام کرتے نہ تھے اور اس کے اثر سے یہ معلوم ہوتا تھا کہ گویا میں کر چکا ہوں۔ اور یہ بھی ہے کہ اس کنوئیں کو آپ ﷺ کے حکم سے بند کر دیا گیا۔ ❷ یہ بھی مروی ہے کہ چھ مہینے تک آپ ﷺ کی یہی حالت رہی۔ ❸ تفسیر ثعلبی میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ ''یہود کا ایک بچہ نبی ﷺ کی خدمت کیا کرتا تھا اسے یہودیوں نے بہکا سکھا کر آپ ﷺ کے چند بال اور آپ ﷺ کی کنگھی کے چند دندانے منگوا لیے اور ان میں جادو کیا' اس کام میں زیادہ تر کوشش کرنے والا لبید بن اعصم تھا' پھر ذروان نامی کنوئیں میں جو بنو زریق کا تھا اس میں ڈال دیا' پھر حضور ﷺ بیمار ہو گئے' سر کے بال جھڑنے لگے۔ خیال آتا تھا کہ میں عورتوں کے پاس ہو آیا حالانکہ آتے نہ تھے۔ گو آپ ﷺ اسے دور کرنے کی کوشش میں تھے لیکن وجہ معلوم نہ ہوتی تھی چھ ماہ تک یہی حالت رہی' پھر وہ واقعہ ہوا جو اوپر بیان کیا کہ فرشتوں کے ذریعہ آپ ﷺ کو اس تمام حال کا علم ہو گیا' اور آپ ﷺ نے حضرت علی کو حضرت زبیر کو اور حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہم کو بھیج کر کنوئیں میں سے وہ سب چیزیں نکلوائیں۔ ان میں ایک تانت تھی جس میں بارہ گرہیں لگی ہوئی تھیں' اور ہر گرہ پر ایک سوئی چبھی ہوئی تھی۔ پھر اللہ تعالیٰ نے یہ دونوں سورتیں اتاریں' حضور ﷺ ایک ایک آیت ان کی پڑھتے جاتے تھے اور ایک گرہ اس کی خود بخود کھلتی جاتی تھی' جب یہ دونوں سورتیں پوری ہوئیں وہ سب گرہیں کھل گئیں' اور آپ ﷺ بالکل شفایاب ہو گئے۔''

ادھر جبرئیل علیہ السلام نے وہ دعا پڑھی جو اوپر گزر چکی ہے۔ لوگوں نے کہا ''حضور! ہمیں اجازت دیجیے کہ ہم اس خبیث کو پکڑ کر قتل کر دیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا نہیں' اللہ تعالیٰ نے تو مجھے تندرستی عطا فرمائی' اور میں لوگوں میں شر و فساد پھیلانا نہیں چاہتا۔'' یہ روایت تفسیر ثعلبی میں بلاسند مروی ہے۔ اس میں غرابت بھی ہے اور اس کے بعض حصے میں سخت نکارت ہے اور بعض کے شواہد بھی ہیں جو پہلے بیان ہو چکے' وَاللّٰهُ اَعْلَمُ۔

❶ صحیح بخاری، کتاب الطب، باب هل یستخرج السحر، ۵۷۶۵؛ صحیح مسلم، ۲۱۸۹۔

❷ صحیح بخاری، کتاب بدء الخلق، باب صفة ابلیس وجنوده، ۳۲۶۸۔ ❸ احمد، ۶/ ۶۳ وسنده صحیح۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ ۝۱ مَلِكِ النَّاسِ ۝۲ اِلٰهِ النَّاسِ ۝۳ مِنْ شَرِّ الْوَسْوَاسِ ۵
الْخَنَّاسِ ۝۴ الَّذِيْ يُوَسْوِسُ فِيْ صُدُوْرِ النَّاسِ ۝۵ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ ۝۶

ترجمہ: شروع کرتا ہوں اللہ تعالیٰ بخشش اور مہربانی کرنے والے کے نام سے۔

تو کہہ کہ میں لوگوں کے پروردگار کی پناہ میں آتا ہوں'[۱] لوگوں کے مالک کی[۲] اور لوگوں کے معبود کی (پناہ میں)[۳] وسوسہ ڈالنے والے پیچھے ہٹ جانے والے کی برائی سے۔[۴] جو لوگوں کے سینوں میں وسوسہ ڈالتا ہے'[۵] خواہ وہ جن ہو یا انسان۔[۶]

اللہ کی تین صفات: [آیت:۱۔۶] اس میں اللہ عزوجل کی تین صفتیں بیان ہوئی ہیں' پالنے اور پرورش کرنے کی' مالک اور شہنشاہ ہونے کی' معبود اور لائق عبادت ہونے کی' تمام چیزیں اسی کی پیدا ہوئی ہیں اور اسی کی ملکیت میں ہیں اور اسی کی غلامی میں مشغول ہیں' پس وہ حکم دیتا ہے کہ ان پاک اور برتر صفات والے اللہ کی پناہ میں آ جائے' جو بھی پناہ اور بچاؤ کا طالب ہو۔ شیطان جو انسان پر مقرر ہے اس کے وسوسوں سے بچانے والا ہے' ہر انسان کے ساتھ یہ ہے۔ برائیوں اور بدکاریوں کو خوب زینت دار کر کے لوگوں کے سامنے وہ پیش کرتا رہتا ہے' اور بہکانے میں' راہ راست سے ہٹا دینے میں کوئی کمی نہیں کرتا' اس کے شر سے وہی محفوظ رہ سکتا ہے جسے اللہ بچالے۔ صحیح حدیث میں ہے کہ تم میں سے ہر شخص کے ساتھ ایک شیطان ہے' لوگوں نے عرض کیا کیا آپ کے ساتھ بھی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں' لیکن اللہ تعالیٰ نے اس پر میری مدد فرمائی ہے' پس میں سلامت رہتا ہوں' وہ مجھے صرف نیکی اور اچھائی کی بات ہی کہتا ہے۔" ❶

شیطان وسوسے ڈالتے ہیں: بخاری و مسلم کی اور حدیث میں حضرت انس رضی اللہ عنہ کی زبانی ایک واقعہ منقول ہے جس میں بیان ہے کہ حضور ﷺ جب اعتکاف میں تھے تو ام المومنین حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا آپ ﷺ کے پاس رات کے وقت آئیں' جب واپس جانے لگیں تو حضور ﷺ بھی پہنچانے کے لیے ساتھ چلے' راستے میں دو انصاری صحابی مل گئے' جو آپ ﷺ کو بی بی صاحبہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ دیکھ کر جلدی چل دیئے۔ حضور ﷺ نے انہیں آواز دے کر ٹھہرایا اور فرمایا سنو! میرے ساتھ میری بیوی صفیہ بنت حیی رضی اللہ عنہا ہیں۔ انہوں نے کہا: سبحان اللہ! یارسول اللہ! اس فرمان کی ضرورت ہی کیا تھی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: انسان کے خون کے جاری ہونے کی جگہ میں شیطان گھومتا پھرتا رہتا ہے' مجھے خیال ہوا کہ کہیں تمہارے دلوں میں وہ کوئی بدگمانی نہ ڈال دے۔" ❷

حافظ ابو یعلیٰ موصلی رحمہ اللہ نے ایک حدیث وارد کی ہے جس میں ہے کہ نبی ﷺ فرماتے ہیں کہ "شیطان اپنا ہاتھ انسان کے دل پر رکھے ہوئے ہے' اگر یہ اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتا ہے تب تو اس کا ہاتھ ہٹ جاتا ہے' اور اگر یہ ذکر اللہ بھول جاتا ہے تو وہ اس کے دل پر پورا قبضہ کر لیتا ہے" یہی وسواس الخناس ہے۔ ❸ یہ حدیث غریب ہے۔ مسند احمد میں ہے کہ "رسول اللہ ﷺ اپنے گدھے پر سوار ہو کر کہیں تشریف لے جا رہے تھے' ایک صحابی آپ ﷺ کے پیچھے بیٹھے ہوئے تھے' گدھے نے ٹھوکر کھائی تو ان کے منہ سے نکلا

❶ صحیح مسلم، کتاب صفات المنافقین، باب تحریش الشیطان وبعثه سرایاہ لفتنة الناس، ۲۸۱۴؛ احمد، ۱/ ۳۸۵؛ دارمی، ۲/ ۳۰۶۔ ❷ صحیح بخاری، کتاب الاعتکاف، باب هل یخرج المعتکف لحوائجه الی باب المسجد، ۲۰۳۵؛ صحیح مسلم، ۲۱۷۵؛ ابو داود، ۲۴۷۰؛ احمد، ٦/ ۳۳۷؛ ابن حبان، ۳٦۷۱۔ ❸ مسند ابی یعلی، ۴۳۰۱ وسندہ ضعیف؛ مجمع الزوائد، ۷/ ۱۴۹ اس کی سند میں عدی بن ابی عمارۃ اور زیاد النمیری ضعیف راوی ہیں۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شیطان برباد ہو۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا یوں نہ کہو اس سے شیطان بڑھ جاتا ہے اور کہتا ہے کہ میں نے اپنی قوت سے گرا دیا اور جب تم بسم اللہ کہو تو وہ گھٹ جاتا ہے یہاں تک کہ مکھی کے برابر ہو جاتا ہے۔'' ❶ اس سے ثابت ہوا کہ ذکر اللہ سے شیطان پست اور مغلوب ہو جاتا ہے اور اس کے چھوڑ دینے سے بڑا ہو جاتا ہے اور غالب آ جاتا ہے۔ مسند احمد میں ہے کہ ''رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ جب تم میں سے کوئی مسجد میں ہوتا ہے اس کے پاس شیطان آتا ہے اور اسے تھپکتا اور بہلاتا ہے جیسے کوئی شخص اپنے جانور کو بہلاتا ہو پھر اگر وہ خاموش رہا تو وہ ناک میں نکیل یا منہ میں لگام چڑھا دیتا ہے۔''

شیطان جن اور انسان دونوں میں ہوتے ہیں: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے یہ حدیث بیان فرما کر فرمایا کہ تم خود اسے دیکھتے ہو نکیل والا تو وہ ہے جو ایک طرف جھکا کھڑا ہو اور اللہ تعالیٰ کا ذکر نہ کرتا ہو اور لگام والا وہ ہے جو منہ کھولے ہوئے ہو اور اللہ تعالیٰ کا ذکر نہ کرتا ہو۔ ❷ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ ''شیطان ابن آدم کے دل پر چنگل مارے ہوئے ہے جہاں یہ بھولا اور غفلت کی اس نے وسوسے ڈالنے شروع کئے اور جہاں اس نے ذکر اللہ کیا اور یہ پیچھے ہٹا۔'' سلیمان رحمہ اللہ فرماتے ہیں ''مجھ سے یہ بیان کیا گیا ہے کہ شیطان راحت و رنج کے وقت انسان کے دل میں سوراخ کرنا چاہتا ہے یعنی اسے بہکانا چاہتا ہے اگر یہ اللہ تعالیٰ کا ذکر کرے تو یہ بھاگ کھڑا ہوتا ہے۔'' حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ بھی مروی ہے کہ ''شیطان برائی سکھاتا ہے جہاں انسان نے اس کی مان لی پھر ہٹ جاتا ہے۔ پھر فرمایا جو وسوسے ڈالتا ہے لوگوں کے سینے میں لفظ ناس جو انسان کے معنے میں ہے اس کا اطلاق جنوں پر بھی بطور غلبہ کے آ جاتا ہے۔'' قرآن کریم میں اور جگہ ﴿بِرِجَالٍ مِّنَ الْجِنِّ﴾ ❸ کہا گیا ہے تو جنات کو لفظ ناس میں داخل کر لینے میں کوئی قباحت نہیں۔ غرض یہ ہے کہ شیطان جنات کے اور انسان کے سینے میں وسوسے ڈالتا رہتا ہے۔

اس کے بعد کے جملے ﴿مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ﴾ کا ایک مطلب تو یہ ہے کہ جن کے سینوں میں شیطان وسوسے ڈالتا ہے وہ جن بھی ہیں اور انسان بھی اور دوسرا مطلب یہ ہے کہ وہ وسواس ڈالنے والا خواہ کوئی جن ہو یا کوئی انسان جیسے اور جگہ ہے ﴿وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا شَيٰطِيْنَ الْاِنْسِ وَالْجِنِّ يُوْحِيْ بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضٍ زُخْرُفَ الْقَوْلِ غُرُوْرًا﴾ ❹ یعنی اسی طرح ہم نے ہر نبی کے دشمن انسانی اور جنات شیطان بنائے ہیں ایک دوسرے کے کان میں دھوکے کی باتیں بنا سنوار کر ڈالتے رہتے ہیں۔

معوذتین کا پڑھنا جادو وغیرہ سے حفاظت کا ذریعہ ہے: مسند احمد میں ہے کہ ''حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس مسجد میں آیا اور بیٹھ گیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا نماز بھی پڑھی؟ میں نے کہا نہیں۔ فرمایا کھڑے ہو جاؤ اور دو رکعتیں ادا کر لو۔ میں اٹھا اور دو رکعتیں پڑھ کر بیٹھ گیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا اے ابوذر! اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگو انسان شیطانوں اور جن شیاطین سے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا انسانی شیطان بھی ہوتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں! میں نے کہا: یا رسول اللہ! نماز کیسی چیز ہے؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: بہترین چیز ہے جو چاہے کم کرے جو چاہے زیادتی کرے۔ میں نے عرض کیا روزہ؟ فرمایا: کافی ہونے والا فرض ہے اور اللہ تعالیٰ کے پاس زیادتی ہے۔ میں نے پھر پوچھا صدقہ؟ حضور ﷺ نے فرمایا: بہت ہی بڑھا چڑھا کر کئی کئی گنا کر کے بدلہ دیا جائے گا۔ میں نے پھر عرض کی حضور! کونسا صدقہ افضل ہے؟ فرمایا: باوجود مال کی کمی کے صدقہ کرنا یا چپکے سے چھپا کر کسی مسکین فقیر کے ساتھ سلوک کرنا۔ میں نے سوال کیا حضور! سب سے پہلے نبی کون تھے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ حضرت آدم علیہ السلام۔ میں نے کہا کیا وہ نبی تھے؟ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں نبی اور وہ بھی وہ جن سے اللہ تعالیٰ نے بات چیت کی۔ میں

❶ احمد، ٥/ ٥٩؛ ابو داود، کتاب الأدب، باب: ٧٧، حدیث ٤٩٨٢ وسندہ صحیح۔

❷ احمد، ٢/ ٣٣٠ ح ٨٣٧٠ وسندہ حسن۔ ❸ ٧٢/ الجن: ٦۔ ❹ ٦/ الانعام: ١١٢۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے عرض کیا یا رسول اللہ! رسول کتنے ہوئے؟ فرمایا تین سو کچھ اوپر دس بہت بڑی جماعت' اور کبھی فرمایا تین سو پندرہ۔ میں نے کہا یا رسول اللہ! جو کچھ آپ پر نازل کیا گیا ان میں سب سے بڑی عظمت والی آیت کونسی ہے؟ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا آیۃ الکرسی ﴿اللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ﴾ الخ۔'' ❶ یہ حدیث نسائی میں بھی ہے' اور ابوحاتم ابن حبان کی ''صحیح ابن حبان'' میں تو دوسری سند سے دوسرے الفاظ کے ساتھ' یہ حدیث بہت بڑی ہے' واللہ اعلم۔ مسند احمد کی ایک اور حدیث میں ہے کہ ایک شخص نے نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی کہ ''یا رسول اللہ! میرے دل میں تو ایسے ایسے خیالات آتے ہیں کہ ان کا زبان سے نکالنا مجھ پر آسمان پر سے گر پڑنے سے بھی زیادہ برا ہے۔ نبی ﷺ نے فرمایا ((اَللّٰہُ اَکْبَرُ' اَللّٰہُ اَکْبَرُ)) اللہ تعالیٰ ہی کے لیے حمد وثنا ہے' جس نے شیطان کے مکر وفریب کو وسوسے میں ہی لوٹا دیا۔ ❷ یہ حدیث ابوداؤد اور نسائی میں بھی ہے۔''

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ سورۂ ناس کی تفسیر ختم ہوئی۔ اور اس کے ساتھ ہی تفسیر ابن کثیر کا تیسواں پارہ تمام ہوا۔

❶ احمد، ٥/ ١٧٨؛ نسائی، کتاب الاستعاذة، باب الاستعاذة من شر شياطين الانس، ٥٥٠٩ وسنده ضعيف اس کی سند میں ابوعمر ودمشقی ضعیف اور المسعودی مختلط راوی ہے۔ ❷ احمد، ١/ ٢٣٥؛ ابو داود، کتاب الأدب، باب فی ردالوسوسة، ٥١١٢ وسنده صحيح؛ مسند الطيالسی، ٢٧٠٤؛ ابن حبان، ١٤٧۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ